لِيُعَلِّمَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُهُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ

مفتاح کنوز اسرار ربانی مشہور لامع انوار فیوض سبحانی مجموعۂ معارف و حقائق ذخیرۂ اسرار و دقائق یعنی تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمعیل بن کثیر القرشی الدمشقی اور تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری و غیرہ اکابر ائمہ کے افادات کہ جن سے مفید التزامات کی رعایت کی گئی ہے مع عقائد دین و ایمان

الموسوم بہ

تفسیر مواہب الرحمن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہ

جامع العلوم العقلیة والنقلیة مجمع الفنون الفرعیة والاصلیة قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد المعاندین حاوی الفضائل الفاضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل المتفرد بالعلم الخفی والجلی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب فتاوی الہندیہ ترجمہ عالمگیریہ عین الہدایہ اطاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ مرحوم باہتمام ... اختتام

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ حضرت گنج میں چھپی

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب معلوم فرماسکتے ہین قیمت بہت ارزان ہے - اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے تھے انمین بعض کتب بنہبی اُردو فارسی و عربی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

تفاسیر قرآنی اُردو

تفسیر قادری - ترجمۂ اُردو تفسیر حسینی مترجمہ مولوی فخرالدین صاحب کامل دو جلد کاغذ اعلیٰ ۱۲؎ ردی خاکی ۱۰؎

تفسیر سورۂ فاتحہ - مسمیٰ بہ تحفۃ الاسلام از مولوی اکرام الدین - ۰۲/

تفسیر سورۂ یوسف - چو مصرعہ از مولوی اشرف علی ۵/

تفسیر مرادیہ - پارہ عم کی تفسیر ۸/ بلا وضعات

ایضاً فارسی

تفسیر حسینی از ملا حسین واعظ - متعارف متداول پوری تفسیر ۸/ مجلد - ۸/ بلا جلد

تفسیر اسرار فاتحہ - مصنفہ ملا معین ہروی در تصوف ۸/

ایضاً عربی

تفسیر بے نقط فیضی - مسمیٰ بہ سواطع الالہام علم کے سر کا تاج سمجھئے جو کتاب خزانہ اکبری شہنشاہ اکبر مین مثل گوہر نایاب مخفی تھی اپنے خزانہ کی منزلت سمجھئے عجیب صنعت ہے بالکل بے نقط اُسپر عجیب بلاغت و سلاست پھر مبتدا و خبر اور شرط و جزا کی اصطلاح بے نقط فرعون و قارون کا نام بے نقط روات کا ترجمہ سب بے نقط شہنشاہ ہند کا عزت کرنا واقعی بجا تھا اور فیضی مصنف کا فخر زیبا دیا نہی پایا جیسا سُنا تھا - مطبع کی تمام کوشش سے نہایت نفیس نسخہ بلا جسکو جواہر رقم خوشنویس نے لکھا ہے عمدہ چھپا - لہ عہ بلا جلد - مجلد عہ/

احادیث اُردو

مظاہر حق - ترجمۂ مشکوٰۃ المصابیح مترجمۂ جناب مولانا محمد قطب الدین دہلوی مرحوم و مغفور کامل چار جلدین ہے حامل المتن یعنے اول عبارت عربی حدیث کی بعدہٗ اُسکا ترجمہ اُردو مین - للعہ/

تحفۃ الاخیار - ترجمۂ اُردو مشارق الانوار مترجمۂ مولوی خرم علی - عہ/

ترجمۂ جامع ترمذی - حامل المتن جلد اول مترجمۂ مولوی فضل احمد انصاری دلاوری لاہوری - یہ ترجمہ نفیس بصرف زر کثیر مطبع نے کرایا ہے - اور حقوق ترجمہ بحق مطبع محفوظ و محدود ہین - جلد اول ۸/

ایضاً - جلد دوم - حسب مراتب بالا عہ/

حدیث فارسی

اشعۃ اللمعات حامل المتن - شرح مشکوٰۃ از مولانا عبدالحق محدث دہلوی چار مجلدات زیر طبع

ایضاً عربی

تیسیر الوصول فی احادیث جامع الاصول از شیخ عبدالرحمن بن علی یمنی معروف - ۸/

دلائل الخیرات - باترجمہ فارسی اسمائے متبرکہ و خواص اسمائے حسنٰی معروف - ۸/

زاد السبیل الی الجنۃ والسلسبیل - ذخیرہ احادیث مولانا غلام یحیٰی - ۰۵/

فقہ اُردو

غایۃ الاوطار - ترجمۂ اردو در مختار مترجمۂ مولوی خرم علی و مولوی محمد احسن کامل چار جلدین عہ/

راہ نجات - ضروری مسائل نماز و روزہ وغیرہ ۱/

مفتاح الجنۃ - از مولوی کرامت علی جونپوری ۸/

حقیقۃ الصلوٰۃ - مع رسالہ بے نمازان ۸/

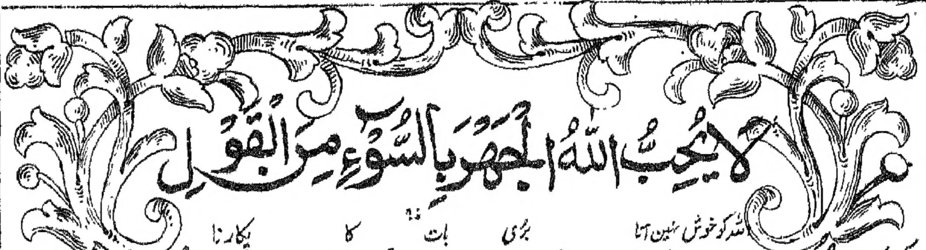
ترجمۂ فتاوی عالمگیری - کامل ۸ جلد چہار جلد مع مقدمہ یعنے جلد اول مترجمۂ مولانا احتشام الدین و ما بقی ہر سہ جلد مع مقدمہ مترجمۂ مولانا امیر علی - ہہ/ بلا وضعات

کشف الحاجۃ - ترجمہ اردو مالابدمنہ از مولوی محمد نورالدین - ۴/

ہزار مسئلہ - شامل ہفت رسالہ (۱) ہزار مسئلہ (۲) مسائل ثمانیہ (۳) صد و سی مسئلہ (۴) مناجات بہ درگاہ باری تعالیٰ (۵) حلیۂ شریف (۶) نورنامہ (۷) چہل مسائل مولفۂ مولوی عبداللہ بن عبدالسلام ۱۲/

شرح محمدی - منظوم مسائل فقہیہ محمد خان قندھاری - ۳/





لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ

اللہ کو خوش نہین آتا ۔ بری بات کا پکارنا

اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا

مگر جسپہ ظلم ہوا ہو ۔ اور اللہ ہے سنتا جانتا ۔ اگر تم کھلی کرو کچھ بھلائی یا اسکو چھپاؤ یا معاف کرو

عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝

برائی کو ۔ تو اللہ بیشک معاف کرنے والا ہے مقدور رکھتا

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ ۔ من احد ای یعاقب علیہ ۔ یعنی من احد متعلق لا یحب کے ہے اور عدم محبت کے معنے یہ کہ اسپر عذاب کریگا اور حاصل آنکہ اللہ تعالےٰ کسی سے بدگوئی کرنا پسند نہین کرتا ۔ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۔ مگر جو ظلم کیا گیا ف تو اسنے اگر سوء القول سے جہر کیا تو اس سے مواخذہ نہ فرمائیگا اور طریقہ اسکا یہ کہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے ظلم سے لوگونکو یا حاکم کو خبر دے اور اسپر بد دعا کرے ۔ واضح ہو کہ مفسرؒ نے من احد سے مستثنےٰ منہ کے مقدر ہونیکا اشارہ کیا لیکن ظاہر افضیؒ کے نزدیک الا من ظلم ۔ استثنا منقطع ہے ورنہ الا من ظلم ہوتا اور نیز معنے مین بھی فساد ہے کیونکہ استثنا متصل کی صورت مین یہ معنی ہونگے کہ لیکن جس مظلوم نے ایسا کیا تو اسکو پسند کرتا ہے حالانکہ یہ نہین بلکہ اس سے مواخذہ نہین ہے پس حق یہ کہ استثنا منقطع ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے قول ابن عباسؓ کہ اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ اللہ تعالےٰ نہین پسند کرتا کہ بد دعا کرے کوئی دوسرے پر لیکن اگر مظلوم ہووے تو اسکو رخصت ہے کہ اپنے ظالم پر بقدر ظلم کے بد دعا کرے اور یہی معنی ہین قولہ الا من ظلم کے اور اگر وہ صبر کرے تو اسکے لیے بہتر ہے رواہ علی بن ابی طلحہ عنہ ۔ پھر اہل علم نے جہر بالسوء کی کیفیت مین جو مظلوم کے واسطے روا ہے اختلاف کیا پس ظاہر معنی یہ کہ مظلوم کو روا ہے کہ ایسا کلام اپنے ظالم کے حق مین نکالے جو بد ہووے ۔ اور ابن مالک جزری نے اس آیت مین کہا کہ کوئی اگر تجکو بری بات کہے تو بھی اسکو بری بات کہہ لے لیکن اگر وہ تجپر بہتان باندھے تو تو اسپر بہتان مت باندھ ۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دو آدمی جو آپس مین گالی گلوج کرین تو گناہ اسپر ہے جسنے پہل کی جب تک کہ مظلوم اس سے تجاوز نہ کرے رواہ مسلم و ابو داؤد ۔ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جسنے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے حق مین بد دعا کی تو اسنے بدلا لے لیا رواہ الترمذی ابن ابی شیبہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل جس شخص نے بعد ظلم کے بدلا لیا تو ایسونپر مواخذہ کی راہ نہین ہے ۔ھ ۔ اور بعض نے کہا کہ مہمان کے حق مین اتری ہے کہ اگر کسی قوم کے یہان مہمان اترا اور انھون نے اسکی ضیافت نہ کی تو اسکو روا ہے کہ کھلے خزانے اس بات کا شکوئی کرے جو اسکے ساتھ کیگئی ہے یعنے یون کہے کہ میری ضیافت مین انھون نے قصور کیا اور برا کیا اور یہی مجاہدؒ سے مروی ہے اور ظاہر یہ کہ آیت عام ہے ہر طرح کے ظلم کو شامل ہے اور یہین سے بعض نے استدلال کیا کہ مہمان کی ضیافت درصورت استطاعت واجب ہے اور دیگر احادیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہین اور بعض نے کہا کہ قولہ الا من ظلم کے یہ معنے ہین کہ لیکن اگر کسی پر ظلم کیا جاوے کہ تو جہر سے بدبات کہہ تو اس کو عفو ہے کہ زبان سے بری بات نکالے اگرچہ خلاف شرع ہو اور اس قول پر یہ آیت دربارۂ اکراہ

ہوگی یعنے ظالم نے زبردستی کسی غریب کو دھمکایا کہ تجھے قتل وقید کرونگا ورنہ توزبان سے ایسا کلمہ بد نکال ولیکن ارجح وہی ہو جو مفسر نے بیان کیا۔ وَكَانَ
اللّٰهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۔ اور اللہ تعالی کی شان سمیع علیم ہوت آئین ظالم کو تہدید ہو کہ اللہ تعالی سے ڈرے اور مظلوم کو تنبیہ ہو کہ جسقدر ظالم نے کیا ہو اس سے تجاوز
نکرے پھر مظلوم کو ایسے امر کی طرف ارشاد فرمایا جو اسکے حق مین بہتر ہو۔ اِنْ تُبْدُوْا اظہرو ا۔ خَيْرًا من اعمال البر اَوْ تُخْفُوْهُ تعلوه سراً۔ اگر تم
ظاہر کرو کسی نیک کام کو یا پوشیدہ عمل مین لاؤ۔ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ ظلم یا عفو کرو کسی سو یعنی ظلم کو فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا
تو اللہ تعالی عفو کرنے والا قادر ہو یعنے یہ تمہارے حق مین بہتر ہو کہ تمکو ثواب جمیل ملیگا اور اللہ تعالے کی صفات مین سے ہو کہ وہ تعالی قادر سلطان ہو پھر
بھی عفو فرماتا ہو اور ایک خبر مین ہو کہ حاملان عرش تسبیح کرتے ہین بعض کہتے ہین کہ پاک ہو تو کہ بعد علم کے حلم فرماتا ہو اور بعض کہتے ہین کہ پاک ہو تو کہ قدرت کے
باوجود عفو فرماتا ہو اور حدیث صحیح مین ہو کہ زکوۃ دینے سے کوئی مال کم نہین ہوتا اور عفو کرنے سے بندے کو اللہ تعالے عزت ہی بڑھاتا ہو اور جس نے اللہ تعالے
کیواسطے تواضع اختیار کی اسکو اللہ تعالے نے بلند کرتا ہو ف فی العرائس قوله لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم۔ آمین اللہ تعالے نے اپنے بندونپر
اپنی شفقت ظاہر فرمائی کیونکہ جب اسپر رضامندی نہین فرماتا کہ غیر شخص پر کھلی کھلی تشنیع کرے پھر کیسے راضی ہوگا کہ خود اُنکی پردہ دری فرماوے
اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالے غیور ہو یعنے بہت غیرت والا اسیواسطے جہر سے بدگفتگو کو نہین پسند فرماتا ہو اور یہ جو فرمایا الا من ظلم یعنے مظلوم کو رخصت و
اجازت دی تو اسواسطے کہ مظلوم کی زبان دراز ہو اور جناب الٰہی مین وہ دل کیونکہ اس انقباض کو دفع کرتا ہو جو ظالم کے فعل سے اسکو پہنچا ہو اور
یہ اجازت نہین کہ فحش بات سکے بلکہ یہ فقط بددعا ہو اور اللہ تعالے سمیع ہو یعنے ظالم پر مظلوم کی بددعا سنتا ہو اور یہ بمانند قوله تعالے ولمن انتصر بعد
ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل الآیہ ہو۔ اور یہ مظلوم کے واسطے تسلی وتشفی ہو واسطی نے کہا کہ مومنون سے بدگوئی نہوگی کیونکہ یہ کافرونکا شیوہ ہو قال تعالی

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
جو لوگ منکر ہین اللہ سے اور اُسکے رسولون سے اور چاہتے ہین کہ فرق نکالین اللہ مین اور اُسکے رسولون مین
وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ
اور کہتے ہین ہم مانتے ہین بعضون کو اور نہین مانتے ہین بعضون کو اور چاہتے ہین کہ نکالین بیچ مین ایک
سَبِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝
راہ ایسے لوگ وہی ہین اصل کافر اور ہم نے تیار کر رکھی ہو منکرون کے واسطے ذلت کی مار
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ
اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اُسکے رسولون پر اور جدا نکیا کسیکو اُنمین اُنکو دے گا
يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ع ۲۱ ۱۱
اُنکے ثواب اور اللہ ہو بخشنے والا مہربان

اِنَّ الَّذِيْنَ ۔ یہ موصول مبہم ہو اور یہود اسمین بدرجۂ اولی داخل ہین اور نصاری بھی۔ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
کیونکہ یہ لوگ بعض رسولون پر ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا تو ایک رسول سے بھی انکار کرنا بمنزلہ سب رسولونسے انکار کے ہو اور رسولونسے
انکار کرنا وہی اللہ تعالے سے انکار ہو جیسے رسول کی فرمانبرداری وہی اللہ تعالے کی فرمانبرداری ہو اور یہانسے ثابت ہوا کہ جو اللہ تعالے کے واحد ہونیکا
اقرار کرے اور رسول صلعم سے انکار کرے تو وہ کافر ہو علاوہ اسکے نصرانی ایسے خدا پر ایمان لایا جسکا بیٹا ہو حالانکہ اللہ تعالی اس سے پاک ہو تو وہ

اللہ تعالیٰ سے کافر ہا۔ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ۔ اور چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسولوں میں
پھوٹ ڈالیں ف یعنے تفرقہ یا ہیں طور کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاویں اور رسولوں پر ایمان نہ لاویں۔ اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہیں کہ انھوں نے
بعض رسولوں سے انکار کیا تو یہ کل رسولوں سے انکار ہوا پس یہ فعل اللہ تعالیٰ و رسولوں کے درمیان تفریق ہوا۔ اور یہ ظاہر ہے اسواسطے کہ
اہل کتاب نے کل رسولوں سے انکار نہیں کیا تھا اور نہ ایسا کیا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور رسولوں سے منکر ہوں مگر اسی طرح پر جیسے بیان ہوا چنانچہ
خود تفسیر فرمائی بقولہ تعالیٰ۔ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ۔ اور یوں کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں بعض رسولوں پر
اور انکار کرتے ہیں بعض سے ف چنانچہ یہود نے موسیٰ علیہ السلام کا اقرار کیا اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہما السلام سے انکار کیا اور نصاریٰ
نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا اور حضرت عیسیٰ پر بہتان باندھکر انکار کیا کیونکہ وہ تو ایسے مسیح پر ایمان لائے جو خدا کا بیٹا ہو تو عیسیٰ بن مریم
علیہ السلام سے منکر ہوئے۔ پھر احتمال ہے کہ ان لوگوں نے یہ قول بوجہ عداوت و سرکشی کے صاف کہا ہو یا یہ مراد ہے کہ جب یہود نے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی نسبت کہا کہ ہم ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ و حضرت محمد صلعم کی نسبت کہا کہ ہم انپر ایمان نہ لائے تو گویا انھوں نے کہا کہ نؤمن ببعض
ونکفر ببعض وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا۔ یعنے اہل کتاب یہود و نصاریٰ چاہتے ہیں کہ کفر و ایمان کے
درمیان میں ایک بیچ کا راستہ نکال کر اسپر چلیں ف حالانکہ بیچ میں کوئی راہ نہیں ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی ایمان ہوگا کہ سب رسولوں پر ایمان لاوے
اور جو کچھ وہ لائے ہیں اسکی اجمالاً یا تفصیلاً تصدیق کرے اور اگر اسمیں سے کسی جزو سے انکار ہوا تو کل کی تصدیق نہ رہی پس ایمان نہ رہا جو حق ہے
اور بعد حق کے سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں اسیواسطے فرمایا۔ أُولٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ۔ یعنے جنکی یہ صفت ہے وہ کافر ہی ہیں —
حَقًّا۔ حقاً منصوب ہے بنابر آنکہ مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے اے حق ذٰلک حقاً پس تاکید ہے لیئے جملہ ماقبل کے مضمون کی اور حقاً کیا ہے کہ وہ
مدعی توسط تھے یعنے انکے یہ کفر نہیں ہے تو جملہ اسمیہ اور ہم ضمیر فاصل اور خبر بالف لام اور حقاً مصدر موکد سے رد کردیا اور حاصل انکا ایسے لوگ کفر میں پورے
ہیں قتادہؒ نے فرمایا کہ یہ لوگ دشمنان خدا یہود و نصاریٰ ہیں کہ یہودی تو توریت و موسیٰ پر ایمان لائے اور عیسیٰ و انجیل سے انکار کیا اور نصاریٰ
نے محمد صلعم اور قرآن سے انکار کیا اور یہودیت و نصرانیت نکالی حالانکہ یہ دونوں بدعتیں ہیں اسلام کو چھوڑ دیا جسپر اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو
بھیجا تھا اور ایسا ہی سدیؒ و ابن جریجؒ سے مروی ہے بالجملہ انکے کافر و مشرک ہونے میں شک نہیں پھر فرمایا۔ وَأَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِينَ
عَذَابًا مُّهِينًا۔ اور ہم نے کافروں کے لیے عذاب ذلت مہیا فرمایا ہے ف مہین صیغہ اسم فاعل ہے پس اگر یہ معنے اہانت دینے والا کہا
جاوے تو عذاب کو ایسا کہنا مجاز ہے پس یعنی نسبت ہے یعنے ایسا عذاب کہ ذلت اہانت۔ یعنے خواری والا ہے اور وہ عذاب دوزخ ہے اور مہیا کرنا آخرت
میں لازم اور دنیا میں بھی بحکمت ہے اور واضح رہے کہ جو اخلاق پسندیدہ ہیں جیسے سچ بولنا اور ترس کھانا اور آپسمیں اتفاق رکھنا اور ہمدردی کرنا اور
جوانمردی سے بسر کرنا اور لہو و لعب اور عیش و طرب میں گرفتار نہونا اور کھانے پہننے میں اہتمام نہ کرنا وغیر ذالک یہ سب شیوے اچھے اخلاق ہیں اگر ایمان کے ساتھ جمع
ہوں مثلاً مومنین جوانمرد آپسمیں متفق ہمیشہ غالب و باسلطنت و ہیبت ہونگے اور اگر ایمان کیساتھ نہونگے تو بھی اپنا اثر دکھلاوینگے کہ دنیا میں فلاح و عزت
دنیاوی کے ساتھ ہونگے پس اہل اسلام پر فرض ہے کہ آپسمیں اخلاق نبوت کی پیروی کریں۔ دیکھیں کہ اللہ عزوجل نے اہل ایمان کاملین کی کیسی تعریف
فرمائی بقولہ۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ۔ اور جو بندے کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسولوں پر ایمان لائے ف یعنے سب رسولوں پر
ایمان لائے یعنے دل سے تصدیق کی کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد صلعم تک سب اللہ تعالیٰ کے سچے رسول برحق تھے اور جو کچھ وہ اللہ تعالیٰ
کی طرف سے لائے سب برحق ہے اگرچہ پیروی کرنا اسوقت فقط حضرت محمد صلعم کی واجب ہے ولیکن ہم ایمان و تصدیق سب کی رکھتے ہیں تو جنھوں نے

ایسا کیا ۔ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۔ یعنے یہ نہین کیا کہ بعض کو مانتے اور بعض کو نہ مانتے بلکہ سب کے نبی برحق ہونیکی تصدیق کی اُولٰٓئِكَ سَوْفَ نُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۔ تو ایسے نیک ایمان والے جو بندے ہین عنقریب ہم انکو اُنکے اجور یعنی اُنکے اعمال کے ثواب دینگے ف قال ابن کثیر را داس اولٰئک اسم موصول مبہم سے امت محمد صلعم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ و سب رسولون پر ایمان لاتے ہین جسطرح کہ آیہ آمن الرسول سے واضح ہے پھر نؤتیہم نون اکثر و نکی قرارت ہے پس حضرت حق عزوجل نے اپنی عظمت کے سبب کلام فرمایا یعنے پس جو کچھ ثواب عطا فرمایا جائیگا کسی بندے کے خیال مین کہان آسکتا ہے اور حفص کی قراۃ مین یؤتیہم بالیا رالتحتیۃ ہے ای یؤتیہم اللہ تعالے ۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اپنے اولیا کیواسطے غفور ہے اور اپنے بندون کیلیے رحمت والا ہے ف یعنے جو بندے اُسکے اور بیواسطہ رسولونکے ایمان لاکر شرک و کفر چھوڑ کر اُسکے دلی ہوگئے ہین اوتعالیٰ انکی لغزشین بخشنے والا اور فرمانبردار بندونپر رحم فرمانیوالا ہے اور اس آیت مین بڑی امید نکلتی ہے کہ اوتعالے نے اللہ تعالیٰ و اُسکے رسولونپر ایمان لانیکا خاتمہ مغفرت و رحمت فرمایا پس اللہ تعالے کے واسطے حمد و ثنا ہے کہ ضعیف بندون سے اسیقدر قبول فرمایا اللہ تعالیٰ ہمارا و سب مسلمانونکا ایمان صحیح سلامت رکھکر خاتمہ بخیر فرماوے

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ

تجھسے مانگتے ہین کتاب والے کہ اُنپر اُتار لاوے کتاب آسمان سے سو مانگ چکے ہین موسیٰ سے اس سے بڑی

مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا

چیز بولے ہمکو دکھادے اللہ سامنے پھر اُنکو پکڑا بجلی نے اُن کے گناہ پر پھر بنالیا

الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

بچھڑا انشانیان پہونچنے پیچھے پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا اور دیا موسیٰ کو غلبہ صریح

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا

اور ہمنے اُٹھایا اُنپر پہاڑ اُنکے قول لینے مین اور ہمنے کہا داخل ہو دروازے سے سجدہ کرکر اور ہم نے کہا

لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

زیادتی مت کرو ہفتہ کے دن مین اور اُنسے لیا قول گاڑھا

اوپر کے کلام سے ظاہر ہوا کہ ایمان لانا انبیا علیہم السلام پر اللہ تعالے کے واسطے ہے کہ اسی ایمان کو قبول فرماتا ہے اور یہود و نصاریٰ نے جانبداری اور اغراض نفسانی سے اتباع کرنی شروع کی جو خالص اللہ تعالے کے واسطے نہ تھی اور نفس کی پیروی ہین جو پسند کیا اُسکو لے لیا اور سب سے بڑھکر یہ حالت یہودیونکی تھی چنانچہ اس کلام مین اُنکے وہ واقعات چند ذکر فرمائے جو صریح اُنکی حالت مذکورہ پر دلیل ہین اور اسکے ضمن مین بکثرت اخلاق و نصائح و نفس کے عیوب درج ہین کہ اُنسے کامل فائدہ اخلاص ایمان و اصلاح نفس ہے چنانچہ غور سے دیکھنا چاہیے کہ فرمایا ۔ يَسْئَلُكَ ۔ یا محمد ۔ اَهْلُ الْكِتٰبِ ۔ الیہود ای محمد تجھسے کتاب والے یعنے توریت والے جو اپنے کو یہود کہتے ہین مانگتے ہین کہ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ ۔ تو اتار لا اُنپر ایک کتاب آسمان سے ف ان لوگونکی مراد یہ تھی کہ ایکبارگی مجموعہ ایک کتاب اُتار لا جیسے موسیٰ پر توریت اُتری تھی اور یہ قرآن مجید نہ مانا جو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوتا تھا اور یاد رکھو کہ اُنکا یہ سوال کچھ اس غرض سے نہ تھا کہ ہم ایمان لے آوینگے بلکہ تعنتاً تھا یعنے سرکشی و عداوت سے ایسی باتین کرتے تھے ۔ کذا قال محمد بن کعب والسدی وقتادہ اور ابن جریج نے کہا

کہ یہودیون نے یہ سوال کیا تھا کہ ایک لکھی ہوئی کتاب فلان شخص فلان کے اوپر اُتار دے کہ جو تو لایا ہے اُسکی تصدیق ہو اور اس سے انکا عناد ظاہر ہے کہ امر حق و معجزات باہرہ و راہ صواب کلام اعجاز جو جامع فضائل قرآن مین تھا اسکو نہ مانا جو مقتضائے عقل تھا مگر نفس کی پیروی مین ایک کھیل تماشا چاہا اور یہ بہ نسبت کفار قریش کے بھی زیادہ الحاد تھا اگرچہ ان لوگون نے بھی سرکشی سے قالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا الآیات مین سوال عناد کیا تھا اور ہر حق پسند آدمی جانتا ہے کہ حق طریقہ پر چلنے سے اور راہ صواب سے کتنی دور ہٹی ہوئی یہ باتین ہین قرآن کو جس سے اللہ عز و جل کی وحدانیت اور اسکی کھلی دلیلین اخلاق کریمہ سے آراستہ ہونے کے طریقے اور دنیا و آخرت کی اصلاح و انتظام کامل کی راہین ظاہر باہر ہین بدون غور و نظر کے چھوڑ کر بیوقوفون اور عناد والونکی طرح یہ سوال کیا اس سے انکی افسوسناک حالت ظاہر ہوگئی کہ کفر و ہوا پرستی و نفس کی پیروی و عقل کی دشمنی انہین کسقدر جمی ہوئی ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِن ذَٰلِكَ یعنے اگر تونے اس سوال کو انکی طرف سے بڑی گستاخی خیال کیا تو انکے باپ دادون نے تو موسیٰ علیہ السلام سے اس سے کہین بڑھکر طلب کیا تھا جس سے ظاہر ہے کہ کفر مین انکا قدم کہانتک جما ہوا ہے چنانچہ انکے باپ دادون کا سوال نقل کیا کہ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً یعنی موسیٰ سے کہا کہ دکھلا دے ہمکو اللہ تعالیٰ کو جہرہ یعنے آنکھون کے سامنے۔ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ سو پکڑ لیا انکو صاعقہ نے ف یعنے موت نے انکو عذاب کرنے کیواسطے یعنے اس سوال کی گستاخی مین انپر یہ عذاب نازل ہوا کہ صاعقہ یعنے آگ آسمان سے اُتری جسنے انکو مار ڈالا کذا ذکرہ المفسرون اور شیخ جلال رح نے صاعقہ کی تفسیر موت بیان کی اور شاید لفظ صوت ہو یعنے ایسی آواز آسمان سے آئی کہ انکے دل پھٹ گئے اور یہی سورۂ بقرہ مین مذکور ہے واللہ اعلم۔ حاصل آنکہ اس گستاخی کے عذاب مین وہ صاعقہ سے ہلاک ہوئے۔ بِظُلْمِهِمْ بسبب انکے ظلم کرنیکے ف کیونکہ انہون نے اس سوال مین تعنت کیا اور اس جہت سے نہین کہ انہون نے دیدار کا سوال کیا تھا جیسا کہ بدعتی فرقے کہتے ہین کہ دیدار باری تعالیٰ محال ہے چنانچہ اسکا سوال کرنے پر عذاب ہوا یہ ان بدعتیون کی غلطی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو موسیٰ بدرجہ اولیٰ ماخوذ ہوتے کیونکہ انہون نے بھی بقولہ رب ارنی انظر الیک یہ سوال کیا تھا خصوصاً جبکہ موسیٰ نے دیکھ لیا تھا کہ ان لوگون پر دیدار کے سوال سے عذاب ہوا پس یہ تو بدعتیونکا وہم و خیال باطل ہے صحیح یہ ہے کہ ان لوگون نے تعنت کیا تھا چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت سے واضح ہے کہ فرمایا و اذ قلتم یا موسیٰ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃ الآیۃ۔ اور آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ اعراف مین موسیٰ کے سوال دیدار مین تحقیق بیان ہوگا کہ حضرت باری تعالیٰ کا دیدار محال نہین بلکہ قیامت مین اہل ایمان کو حاصل ہوگا الحمد للہ حمداً کثیرا علی نعماءہ وافضالہ اور مدارک مین لکھا کہ قولہ بظلمہم یعنی بسبب انکے اس ظلم کے کہ انہون نے بے محل یہ چیز مانگی اور کسی چیز کو اُسکے موقع و محل سے ہٹانا ظلم ہے اسی سے شرک کو ظلم عظیم فرمایا اسواسطے کہ جو امر مانند عبادت وغیرہ کے مخصوص بجانب باری تعالیٰ ہے اسکو بجانب غیرہ مین ٹہرا کر کے شرک کیا تو ظلم عظیم ہے پس ہدایت انکی تعنت و سرکشی کا حال ہے کہ بے ادبی مین کمال کو پہنچے ہوئے تھے اہل ایمان کو زبان و دل سے جناب اللہ تعالیٰ کی جناب مین انتہا کا ادب چاہیے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین اور نیز ہر ایک بندہ نیک حق مین ہر ایک کے درجہ کے موافق مخصوص اللہ تعالیٰ کیواسطے ادب چاہیے ہے پھر اللہ تعالیٰ نے انکی دوسری بدخصلت بیان فرمائی۔ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ پھر بنا لیا ان لوگون نے بچھڑے کو معبود ف یعنے سامری نے جو بچھڑے کی صورت اپنے ہاتھون ڈھال کر بنا دی ویسا ہی سے گائے کی طرح آواز نکلی تو اسی کو پوجنے لگے باوجودیکہ معرفت ذات و صفات الٰہی در شرک و کفر کو سن چکے تھے۔ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ یعنی انہون نے یہ حرکت کی بعد ازانکہ آچکی تھین انکے پاس بینات ف یعنے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر معجزے انکو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھون پہونچ چکے تھے پھر بھی نور ایمان سے عقل منور نہوئی اور نفس کی پیروی مین وہم کی پابندی سے بچھڑے کو معبود بنا لیا حالانکہ بدون دلیل نقلی کے سچی نورانی عقل الاکہیں اپنے مانند اشرف المخلوقات

مین سے کسی کی بندگی کرنا تجویز نہ کریگا پھر کہان کہ بیل بیوقوف جانور کی پرستش کرنے لگے قال اللہ تعالیٰ اولئک کالانعام بل ہم اضل ـ اور یہی بھید ہے کہ
حقیقت باطنی مین چونکہ بدتر جانور سے بھی گرے ہوے تھے تو یہ بچھڑا انکو ایسا اشرف معلوم ہوا کہ اسکو پوجنے لگے ـ اور بعض علما نے ذکر کیا کہ اس بچھڑے
پر چونکہ خاک حیات سے ایک اثر تھا اور زیادہ باعث ہوا اسیواسطے فرمایا ـ **فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ** پھر ہمنے ان لوگونکو عفو کیا ف یعنی جڑ سے نابید
نہین کیا ـ **وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا** ـ اور دیا ہمنے موسیٰؑ کو تسلط کھلا ہوا ف ظاہر ان لوگونپے اور چنانچہ موسیٰؑ نے انکو حکم دیا کہ تم
اپنی جانونکو توبہ مین قتل کرو یعنی تمھاری توبہ یہی ہے کہ اپنے آپ کو قتل کرو پس انھون نے موسیٰؑ کی اطاعت کی اور انکار نہ کرسکے ـ اور محتمل ہے کہ سلطان مبین
سے حجت واضحہ مراد ہو یعنے توریت و دیگر آیات کہ منجملہ انکے یہ واقعہ توبہ بھی ہے فعلی ہذا عفو کیواسطے توجیہ ہوگی کہ اگرچہ وہ لوگ معجزات باہرہ دیکھ
چکے تھے لیکن بوجہ اسکے کہ اعمال شریعت سے مرتاض نہوے تھے اور جسم مین کثافت کفر باقی تھی تو معاف کرکے توریت عطا ہوئی لیکن انھون نے
اسکے احکام کو جو ایکبارگی مجموعہ لکھے ہوے تھے دیکھکر سخت جانا اور انکار کیا تو آگے فرمایا ـ **وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ** ـ اور اونچا کیا ہمنے
انکے اوپر طور کو یعنے پہاڑ کو ف اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس پہاڑ پر سبزہ و نباتات ہو وہ طور کہلاتا ہے پس مفسرؒ نے اشارہ کیا کہ معروف پہاڑ
طور سینا مراد نہین ہے پس بلند کرنا اس پہاڑ کا انکے سرونپر مانند سائبان کے ـ **بِمِيْثَاقِهِمْ** ـ اسواسطے تھا کہ انسے عہد لیا جاوے کہ اسپر عمل
کرنیکا عہد و پیمان کرو ورنہ پہاڑ تمپر ڈالدیا جاویگا تاکہ خوف کرکے اسکو قبول کرلین اور یہ واقعہ کوہ طور سینا سے بہت دور ساحل بحیرۂ قلزم پر جہان
عبور کرکے ہلاک فرعون کے بعد بنی اسرائیل پڑے ہوے تھے واقع ہوا اسیطرح انکی دوسری سرکشی بیان فرمائی ـ **وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا
الْبَابَ** ـ اور ہمنے انسے فرمایا کہ تم داخل ہو دروازہ مین ف یعنے اس قریہ کے دروازے مین گھسو ـ **سُجَّدًا** سجدہ کرتے ہوے ف ـ
اور یہان پیشانی رکھکر سجدہ کرتے ہوے مراد نہین بلکہ رکوع کے طور پر جھکے ہوے جانا مراد ہے کیونکہ قرینہ سے یہ معنی ظاہر ہین ـ حاصل یہ کہ ان سرکشون نے تعدی سے
اس حکم کو بھی جسطرح کہا گیا تھا نہ کیا بلکہ بیوتڑونکے بل گھسیلتے ہوے چلے ـ واضح ہو کہ توریت قبول کرانیکا جب عہد لیا گیا تھا تو پہاڑ انپر بلند کیا
جانا کلام مجید مین مذکور ہے اور مفسر **جلالؒ** نے مانند **بیضاوی و نسفی** وغیرہ کے قریہ مین داخل ہونے کیوقت بھی انپر پہاڑ بلند کیے جانیکی
قید ذکر فرمائی ہے حالانکہ توریت کے معاہدہ کے بعد بنی اسرائیل ایک مدت تک جنگل مین پھنسے رہے پھر اسکے بعد قریہ فتح ہوا بلکہ حضرت موسیٰؑ نے
اسی زمانہ مین جبکہ یہ لوگ جنگل مین پھنسے تھے وفات پائی ہے پس شاید کہ یہ دوبارہ واقع ہوا ہو یا سہو قلم سے نکلگیا اور باوجود اسکے بھی مقام مین
تامل ہے تو تعیین مین غلط واقع ہوگیا ظاہرا اکثر روایات آئین بنی اسرائیل سے لیگئی ہین لہذا اصوب یہ ہے کہ جسقدر آیات کریمہ مین آیا ہے اسیقدر پر اکتفا کیا جاوے
اور قصص انکو دخل نہ دیا جاوے کیونکہ آیات کلام اللہ سبحانہ کا سمجھنا ان قصون پر موقوف نہین ہے اور مترجم انشاء اللہ تعالیٰ مابعد مین اسکو تحقیق کردیگا ـ
اور قتادہؒ سے روایت ہے کہ ہمسے بیان کیا جاتا تھا کہ یہ قریہ بیت المقدس تھا اور ابن کثیرؒ نے بھی جزم کے ساتھ بیت المقدس ہی لکھا ہے اور بعض نے کہا کہ
ایلیا اور بعض نے کہا اریحا وغیرہ اقوال ہین کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی مین بنو اسرائیل بیت المقدس مین داخل نہین ہوے ولیکن یہان منصوص
نہین کہ یہ زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مین حکم ہوا تھا بلکہ سیاق انکی نافرمانیونکی تعداد ہے اسی سے سبت کا قصہ فرمایا کہ ـ **وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا
فِي السَّبْتِ** ـ یعنے اور ہمنے انکو حکم دیا کہ تجاوز مت کرو سنیچر کے دن مین ف یعنے سنیچر کے روز جو محض عبادت کیواسطے سب کامونسے فارغ کیا گیا ہے
تو اسمین حد سے تجاوز مت کرو کہ اس روز مچھلیونکا شکار کرو ـ اور یونسؒ نے نافع سے لاتعدوا بفتح عین و تشدید دال روایت کیا پس اصل لاتعتدوا
تھا کہ تا کو دال مین ادغام کردیا اور یہ قصہ زمانہ داؤد علیہ السلام مین واقع ہوا اور وجہ یہ تھی کہ سمندر مین سنیچر ہی کے روز چڑھاؤ ہوتا تھا اور اسی روز
مچھلیان کثرت سے آتی تھین ورنہ باقی ایام خالی جاتے تھے اور حاصل یہ کہ ان لوگون نے نہ مانا ـ **وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا** ـ یا لا

ہمنے انسے اس بات پر گہرا عہد و پیمان لے لیا تھا مگر پھر بھی اُنھون نے توڑ دیا یہ سب تو اُنکی گستاخیون و بدعہدیون کا بیان ہوا جو اُنھون نے حضرت موسیٰ و مابعد پیغمبرونکے ساتھ کین جنکے واسطے آج تعصب کرتے ہین اور آیندہ اُنکی سزا ذکر ہوتی ہے بقولہ تعالےٰ

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا

سو اُنکے قول توڑنے پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتون سے اور خون کرنے پر پیغمبرون کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دلپر

غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۪ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى

غلاف ہے کوئی نہین پر اللہ نے مہر کی ہے اُنپر مارے کفر کے سو یقین نہین لاتے مگر کم اور اُنکے کفر پر اور مریم پر

مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ

بڑا طوفان بولنے پر اور اس کہنے پر کہ ہمنے مارا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور

مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ

نہ اُسکو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ولیکن وہی صورت بنگئی اُنکے آگے اور جو لوگ اس مین کئی باتین نکالتے ہین وہ اسجگہ شبہہ مین پڑے ہین

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

کچھ نہین اُنکو اسکی خبر مگر اٹکل پر چلنا اور اُسکو مارا نہین بیشک بلکہ اسکو اُٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکمت والا

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ - اس مین ما زائدہ ہی جو تاکید سببیہ کے واسطے بڑھایا گیا یعنے قوی سبب سے ایسا ہوا - اور با سببیہ ہے اور تعلق اُس کا فعل محذوف سے ہے اے لعناہم بسبب نقضہم یعنے ہم نے اُنکو ملعون کیا بسبب اُن کے توڑ دینے کے عہد میثاق کو - ھ - اور یہ حذف فعل بقرینہ دوسری آیت کے ہے کہ فرمایا فبما نقضہم میثاقہم لعناہم کما لعنا اصحاب السبت الآیہ - اور میثاق یہ تھا کہ صفت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کرین کذا قیل ولیکن اوجہ یہ ہے کہ یہ بھی منجملہ ان امور کے تھا جو میثاق مین داخل تھے کیونکہ لعنت اُن پر قبل اسکے واقع ہوئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت مین تحریف کرنا اور چھپانا انسے وقوع مین آوے اسلیے کہ تحریف و اخفا اگر نہ ہوا ہے تو یہ لوگ ہوئے جو زمانہ آنحضرت صلعم مین تھے الحاصل ان گستاخونکے عہد توڑنیکے سبب سے - **وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ** - اور آیات الٰہی سے کفر کرنیکے سبب سے ف وہ آیات جو توریت مین تھی جو عیسیٰ اور محمد صلعم کی صدق نبوت پر دلالت کرتی تھین **وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ** اور انبیاء کو قتل کرنیکے سبب سے ف جیسے زکریا و یحییٰ کو قتل کر ڈالا - **بِغَيْرِ حَقٍّ** بغیر کسی سبب کے جس سے استحقاق قتل ثابت کرین بلکہ محض نفسانیت و عداوت حق کیوجہ سے قتل کیا - **وَقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ** اور بسبب انکے اس قول کے کہ قلوبنا غلف یعنے آنحضرت صلعم سے یہود نے ایسا کہا تھا چنانچہ سورۂ بقرہ مین گذرا بقولہ تعالےٰ وقالوا قلوبنا غلف - اور احتمال ہی کہ دیگر انبیا علیہم السلام سے ان یہودیونکے باپ دادے کہا کرتے ہون اور معنی اُسکے یہ کہ ہمارے دل ڈھکے ہین جیسا کہ ابن عباس و مجاہد و جماعۂ تابعین سے مروی ہی اور یہ مانند قول مشرکین کے ہے کہ قالوا قلوبنا فی اکنة مما تدعونا الیہ الآیہ - اور بعض نے کہا کہ جمع غلاف ای قلوبنا اوعیة للعلم ہمارے دل تو خزانہ علم ہین ہمکو کسی رسول کی شریعت وغیرہ کی حاجت نہین ہی اور اول اصح ہی اور معنی یہ کہ طعن سے کہتے کہ ہمارے دل تو ڈھکے ہوئے ہین تمھاری بات انمین نہین سماتی ہی اسکو اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا بقولہ - **بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ** - ای ختم اللہ **عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ** یعنے اُنپر ڈھکنا نہین بلکہ اس سے بڑھکر یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے اُنپر مہر کر دی بسبب اُنکے کفر کے پس کوئی نصیحت ...

ہو انہیں نہیں سماتی ہے۔ فَلَا يُؤْمِنُونَ اِلَّا قَلِيْلًا۔ پس نہیں ایمان لاتے مگر انمیں سے تھوڑے ف جنکے دلونپر مہر نہیں ہے جیسے عبداللہ بن سلام وغیر
اور اسکی تفسیر سورہ بقر میں گذر چکی۔ اور بعض نے کہا کہ اَلَّا اِیْمَانًا قَلِیْلًا۔ یعنے تھوڑا ایمان یعنے پورا ایمان نہیں لاتے بلکہ بعض رسولوں پر مانند موسیٰؑ کے جو کالعدم
ہے اسواسطے کہ بعض پر ایمان اور بعض سے انکار بمنزلہ کل سے انکار کے کفر ہے۔ وَبِكُفْرِهِمْ۔ ثانیاً یعنے و کرر الباء للفصل بینہ و بین ما عطف علیہ
یعنے اور ملعون کیا ہمنے انکو بسبب انکے کافر ہونیکے ف یعنی دوسری بار حضرت عیسیٰؑ سے کفر کیا اور یہ معطوف ہے بنقضہم پہ یا بکفرہم پر لیکن بارکو پھر اعادہ
فرمایا اسوجہ سے کہ معطوف و معطوف علیہ کے درمیان قولہ بل طبع اللہ علیہا الخ سے فصل ہو گیا تھا اور نیز جب معطوف دراز ہو جاتا ہے تو اعادہ بلا فصل
بھی مستحسن ہے۔ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا۔ اور بسبب انکی بدگوئی کے مریمؑ پر بہتان عظیم رکھا کر ف کیونکہ یہود نے ان پاک
بندی کو زنا کی تہمت لگائی لعنۃ اللہ علیہم ایسا ہی ابن عباس سے مروی ہے اور عظیم اسوجہ سے کہ زنا بدفعل ہے جس سے فرزند کا خون ہوتا ہے
خصوص بلا کسی دلیل کے خصوص جبکہ ولادت کے بعد حضرت عیسیٰؑ سے پوری برئیت کے معجزات ظاہر ہوئے خصوص جبکہ حضرت یحییٰؑ اسکے قریب
پھر وہ تھے کہ بوڑھے بڑھیا سے پیدا ہوئے جیسے حضرت عیسیٰؑ بدون باپ کے مانند آدمؑ کے بدون ماں و باپ پیدا ہوئے تھے۔
وَقَوْلِهِمْ ف اور بسبب اس قول کے جو فخر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ۔ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ
اللّٰهِ۔ ہمنے قتل کیا ہے مسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو ف لفظ رسول اللہ کو یہ لوگ مسخرہ پن و ٹھٹھول سے کہتے تھے جیسے مشرکین مکہ نے حضرت
صلعم کو کہا کہ یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون پس معنی یہ کہ ہمنے قتل کر دیا مسیح عیسیٰ بن مریمؑ کو جو اپنے واسطے رسول اللہ ہونیکے مدعی تھے اور
شاید اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی تکریم کے لیے یہ وصف ذکر فرمایا۔ بہرحال مراد یہ ہے کہ اپنے زعم میں وہ لوگ ایسا جانتے تھے کہ ہمنے مسیح علیہ السلام کو قتل
کر دیا حاصل یہانتک یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے مجموع ان سب باتوں کی وجہ سے جو مذکور ہوئی ہیں انکو عذاب لعنت میں گرفتار کیا پھر اللہ
تعالیٰ نے ان مردودوں کے دعوے قتل میں تکذیب کی چنانچہ فرمایا۔ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔ اور انھوں نے
عیسیٰ بن مریمؑ کو قتل نہیں کیا اور نہ اسکو سولی دی ولیکن انپر مشتبہ کیا گیا ف یعنے ان بیباکوں نے تو اپنے زعم میں حضرت عیسیٰؑ کو جو اللہ عزوجل کا
رسول تھا قتل کر کے گناہ عظیم جو کفر ہے سمیٹا لیکن یہ گمان انکا غلط ہے حقیقت میں وہ قتل نہیں کرنے پائے اور نہ سولی دی ولیکن انکی نظر میں مشتبہ
کر دیا گیا ای شبہ لہم المقتول والمصلوب بصاحبہم یعنی ای القی اللہ شبہہ علیہ فظنوہ ایاہ یعنی جو مقتول و مصلوب ہوا وہ انھیں کا ساتھی ہمفسد
تھا جو سراغ بتانے کو گیا تھا وہ عیسیٰؑ کے مشابہ کر دیا گیا یعنے اللہ تعالیٰ نے اس مفسد کے فقط چہرے پر حضرت عیسیٰؑ کی شباہت ڈال دی پس
یہود نے اسی کو عیسیٰؑ گمان کر کے قتل کیا اور سولی دی اور عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا مترجم کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ
یا تو یہ کہ جبرئیل علیہ السلام نے انپر برکت کا ہاتھ پھیرا تھا پس مسیح بمعنے ممسوح تھے یا یہ کہ مبروص اندھے و کوڑھی کو مسح کرتے وہ اچھا ہو جاتا پس بمعنے
ماسح تھے یا آنکہ سیاح زمین یعنے دائمی مسافر رہتے تھے اور مروی ہے کہ یہود مردود کے ایک گروہ نے کھلے خزانے حضرت عیسیٰؑ کے منہ پر انکی
ماں کو گالی دی و بہتان باندھا پس حضرت عیسیٰؑ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے میرے اللہ تعالیٰ جامع صفات کمال تو ہی میرا پروردگار ہے
تجھی نے مجھ بندے کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا اور رسول کیا میں ان لوگو نکی ہدایت چاہتا ہوں اور یہ اسطرح مجھے خوار بنانا چاہتے ہیں تو
انکو لعنت فرما اور مجھے عفو کر دے پس ناگاہ ان ملعونوں پر جنہوں نے گالی دی تھی عذاب نازل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انکو سور و بندر کر دیا اور
بعض روایتوں میں ہے کہ دو مرتبہ ایسا واقعہ ہوا ایک مرتبہ سور ہوئے اور دوسرا گروہ بندر ہوئے تھے باوجود اسکے ان ملعونوں کو تنبیہ نہوئی اور
راہ راست نہ سوجھی بلکہ اندھی سمجھ یہ سمائی کہ بڑا ساحر زبردست ہے اور بادشاہ پر جادو و اثر نہ کریگا لہذا بادشاہ دمشق کے پاس گئے جو کافر

ستارہ پوجتا تھا اسکو آمادہ کیا کہ اُسنے حضرت عیسیٰؑ کے قتل کا فرمان بھیجا اور بیت المقدس کا حاکم اپنے ساتھ یہودیون کو لیکر اُنکی تلاش مین ہوا اور شیخ ابن کثیر
نے ذکر فرمایا کہ قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابو معاویہ عن الاعمش عن المنہال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس۔ کہا ابن عباسؓ نے کہ
جب اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھا لینا چاہا تو حضرت عیسیٰ نکلکر اپنے یارون کے پاس آئے اور مکان مین بارہ حواری تھے یعنی مکان کے
چھوکرے سے نکلکر اُنکے پاس کوٹھری مین آئے گویا اُنکے سر سے پانی ٹپکتا تھا اور فرمایا کہ تم مین ایک شخص ایسا ہے کہ بارہ مرتبہ میرے ساتھ کفر کریگا بعد اسکے کہ
اُسنے مجھپر ایمان لانا ظاہر کیا ہے پھر فرمایا کہ تم لوگون مین سے کون اس بات کو اختیار کرتا ہے کہ بجاے میرے قتل کیا جاوے اور جنت مین میرے درجہ
مین میرے ساتھ ہو اور اسکے چہرے پر میری شباہت ڈالی جائیگی پس ایک نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا کہ مین قبول کرتا ہون اور یہ سب سے کم سن تھا پس آپنے
فرمایا کہ تو بیٹھ جا گویا حضرت عیسیٰؑ نے اسکو ناتجربہ کار سمجھکر بٹھلایا پھر دوبارہ وہی بات کہی تب بھی وہی نوجوان کمسن اُٹھ کھڑا ہوا پھر بٹھایا پھر تیسری بار
اعادہ کیا تب بھی وہی نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا پس آپنے فرمایا کہ تیری ہی قسمت مین یہ دولت ہے پھر عیسیٰؑ کو ذرا سی نیند آگئی) وہ آسمان کو اُٹھا لیے گئے
اور اس نوجوان کے چہرے پر عیسیٰؑ کی شباہت ڈالی گئی اور یہود کی دوڑ آگئی انھون نے اس شخص کو گرفتار کر لیا جسپر شباہت پڑی تھی اور قتل کر کے
سولی دیدی پھر انمین سے بعض نے حضرت عیسیٰؑ سے بارہ مرتبہ کفر کیا بعد اسکے کہ انپر ایمان لایا تھا اور یہ سب تین گروہ ہوگئے ایک گروہ نے کہا کہ
ہم مین اللہ تعالےٰ رہا جب تک اُسنے چاہا پھر آسمان کو چڑھ گیا۔ یہ لوگ تو یعقوبیہ فرقہ ہے اور دوسرے نے کہا کہ ہم مین اللہ تعالےٰ کا بیٹا تھا پھر
اُسکو اللہ تعالےٰ نے اپنے پاس بلا لیا اور یہ نسطوریہ فرقہ ہے اور تیسرے فرقہ نے کہا کہ ہم مین اللہ کا بندہ اور اُسکا رسول برحق رہا پھر اُسکو اللہ تعالےٰ
نے اُٹھا لیا اور یہی مسلمان فرقہ تھا پھر دونون کافر فرقون نے ملکر فرقہ مسلمان کو قتل کر ڈالا اور برابر فرقہ مسلمان مٹا ہوا رہا یہانتک کہ اللہ عز وجل نے
محمد صلعم کو مبعوث فرمایا اور اُنپر حق بات کو نازل فرمایا تو ایمان لایا ایک گروہ بنی اسرائیل کا یعنے وہ گروہ جو زمانہ عیسیٰؑ مین ایمان لایا تھا اور کفر کیا ایک
گروہ بنی اسرائیل نے یعنے جسنے زمانہ عیسیٰؑ مین کفر کیا تھا پس قولہ تعالےٰ فایدنا الذین آمنوا یعنے محمد صلعم کی مدد سے مسلمان فرقہ کے دین کو کافر فرقہ پر
ہمدردی قال ابن کثیر وہذا اسناد صحیح وقد رواہ سعید بن منصور والنسائی وابن مردویہ وقد رویت القصۃ بالفاظ مختلفۃ فیما رواہ ابن جریر وعبد بن
حمید وابن المنذر ومحمد بن اسحاق بن یسار رحمہم اللہ تعالےٰ المترجم چاہتا ہے کہ مختصر زوائد ان روایات مختلفہ کے ذکر کرے کیونکہ مزید افادہ سے خالی
نہین ولیکن روایت مذکورہ بالا مین اپنے موقع پر رکھنا چاہیے قال ابن کثیر اور اس شخص پر عیسیٰؑ کی شباہت ڈالی گئی گویا وہی عیسیٰؑ ہو اور کوٹھری
کی چھت مین ایک روزنہ ہوگیا اور عیسیٰؑ کو نیند آگئی اسی حال مین آسمان کو اُٹھا لیے گئے کما قال تعالیٰ اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیہ
پھر ساتھ والے باہر نکلے تو جب یہود کے دوڑ والون نے نوجوان کو دیکھا تو عیسیٰؑ گمان کر کے رات مین پکڑ کر سولی دیدی اور نصاریٰ کے ایک گروہ نے بھی
یہود کے دعوی کو کہ ہمنے عیسیٰؑ کو قتل کیا ہے اپنی جہالت و نادانی سے مان لیا سوا ان لوگون کے جنھون نے انکا اُٹھایا جانا آنکھون دیکھ لیا تھا
یہانتک کہ باقیون نے اپنی کتابون و انجیلون مین گمان یہود کے موافق یہی ذکر کیا کہ سولی دیے ہوئے کے پاس مریم رو رہی تھین اور بعض نے کہا کہ عیسیٰؑ کو
حضرت عیسیٰؑ نے زندہ کیا تھا اُسنے ساتھ دیا۔ بالجملہ یہ سب اللہ تعالےٰ کا امتحان ہے کہ اُسنے بندون کو اسمین مبتلا کیا اور اس ضمن مین عجیب عجیب حکمتیں
ہین ازانجملہ ان لوگون کو جنکی جبلت یہی کہ اوہام و گمان کی پیروی مین بہ نسبت امور عقلی و یقینی کے زیادہ سرگرم تھے مبتلا کر دیا چنانچہ فرمایا۔ وَاِنَّ
الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ۔ اور جن لوگون نے درباره عیسیٰؑ کے اختلاف کیا ہے لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ۔ تو وہ اس سے شک مین تھے یعنی
ای من قتلہ حیث قال بعضہم ان کان المقتول الوجہ وجہ عیسیٰ والجسد لیس بجسدہ فلیس ہو وقال آخرون بل ہو یعنے عیسیٰؑ کے قتل سے شک مین
تھے چنانچہ بعض نے جب ان مین مقتول کو دیکھا تو کہا کہ چہرہ تو دیکھا عیسیٰ کا چہرہ ہے مگر بدن وہ نہین ہے اور دوسرون نے کہا کہ نہین وہی ہے [illegible]

بوجہ رنج و غم کے بگڑگیا ہو۔ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۔ اور اُسکے قتل کے ساتھ اُنکو کچھ قطعی علم نہین تھا۔ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ لیکن فقط گمان کی
پیروی کرتے تھے ف یہ استثناء منقطع ہر کہ الا بمعنے لکن ہر ای لیکن یہ لوگ پیروی کرتے اُس گمان کی جو اُنھون نے اپنے خیال مین تخیل کر لیا اور گڑھ لیا تھا
وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۔ اور نہین قتل کیا اُسکو درحالیکہ یہ بات یقینی ہر۔ پس یقینًا حال ہر جو نفی قتل کا موکد ہر وقال ابن کثیر ای ما قتلوہ متیقنین ۔
یعنے نہین قتل کیا اُسکو درحالیکہ یقین رکھتے ہون بلکہ شک و وہم کرنے والے تھے کہ شاید بدن بگڑ گیا ہوا ور چہرہ تو وہی معلوم ہوتا ہر۔ پس مشکوک
تھے اور یقینًا قتل نہین کیا۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۔ بلکہ اللہ تعالے نے اسکو اپنی طرف اُٹھا لیا ف اور جب عیسیٰ کے حوارین نے مدت کے
بعد لوگون سے اپنا معائنہ ظاہر کیا تو اور بھی زیادہ شک ہوگیا اگر کہا جاوے کہ الیہ کی ضمیر بجانب حق تعالی راجع ہر حالانکہ بالیقین وتعالے
جسم و جہت سے پاک ہر اور یہود کی نسبان پاک کے لائق ہی نہین ہین تو جواب یا گیا کہ مضاف محذوف ہر ای الی سمائہ۔ یعنے اپنے آسمان کیطرف اُٹھایا۔ اور
اعتراض کیا گیا کہ اضافت کا کوئی فائدہ نہین بلکہ الی السماء چاہیے تو جواب یا گیا کہ نہین بلکہ اضافت سے یہ فائدہ ہر کہ ایسے مقام کی طرف اُٹھا لیا
جہان کسی آدمی کا ہاتھ نہین پہونچ سکتا اسیواسطے اہل تفسیر نے کہا کہ قولہ الیہ ای الی مکان لا یصل ہناک حکم انسان ۔ اور یہ معنے نہین کہ ضمیر مذکور راجع
بجانب مکان ہر کیونکہ آل عمران مین قولہ انی متوفیک و رافعک الی ۔ الآیۃ مین ضمیر کا رجوع بجانب وتعالی صریح ہر۔ اور بعض نے کہا کہ بسبب عظمت جلال الٰہی
کے جہت علو کی نسبت حضرت باری تعالی کیطرف قرار دیگئی ہر چنانچہ ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہین اور اللہ تعالی نے عرش کو ساتون آسمان کے اوپر فرمایا ہر مگر یہ
اس معنے کر نہین کہ فی الحقیقت اللہ تعالے سبحانہ کے واسطے جہت اعلی محل استقرار ہر کیونکہ بالقطع معلوم ہر کہ وہ تعالے جسم و جہت سے مبرا ہر پس معنے قولہ رفعہ اللہ
الیہ کے یہ کہ رفعہ الی السماء اسیواسطے احادیث مین آسمان کیطرف اُٹھا لیا جانا مذکور ہر۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا ۔ فی ملکہ اور اللہ تعالے غالب ہر اپنی بادشاہت
مین حَكِيْمًا ۔ فی صنعہ جو کرتا ہر وہ کمال حکمت ہر ف اگرچہ بندہ ناچیز مخلوق کی عقل اس حکمت کو نہ پہونچے پھر واضح ہو کہ وہب بن منبہ کے قول
مین سترہ حوارین سب بصورت عیسیٰ ہوگئے اور آخر ایک نے اپنی جان فدا کی بامید جنت اور عیسیٰ اُٹھا لیے گئے اور دوسری روایت مین ہر کہ صبح ہوتے
حواریون سے ایک شخص جسکی نسبت حضرت عیسیٰ نے مرتد ہو جانے کا مبہم اشارہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ مجھے قلیل دامونکو فروخت کریگا وہ یہود کے پاس پتہ
بتانے گیا اور تیس درم پر انکو لایا اور اللہ تعالے نے نوجوان پر عیسیٰ کی شباہت ڈالی اور قتل ہوا پھر جو مرتد ہوا تھا نادم ہوکر اپنا گلا گھونٹ کر مر گیا۔ رواہا ابن جریر
اور محمد بن اسحق نے طول روایت مع نام حوارین کے ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ یہودی جب ورڈ لیکر داخل ہوئے تو تعداد عیسیٰ مع حوارین کے جانتے تھے پھر
جسپر شبہ عیسیٰ ڈالی گئی تھی اُسکو قتل کیا اور عیسیٰ اٹھائے گئے پھر منجملہ تعداد معلومہ کے ایک کو جسکا نام یودس زکریا یوطا تھا گم پایا اسی مین اختلاف ہوا کہ
یہ جسم تو اسی حواری کا ہر مگر چہرہ البتہ چہرہ مسیح ہر اور اگر یہ مسیح ہر تو وہ کہان گیا غرضکہ اختلاف پڑگیا اور بعض نصاری کا گمان ہر کہ اسی نے انکو پتہ بتایا
مگر چونکہ اسی پر شباہت ڈالی گئی تو اُسیکو قتل کیا حالانکہ وہ چلاتا تھا کہ مین نے ہی انکو پتا دیا ہر مین عیسیٰ نہین ہون مگر اُسکو قتل کیا پھر اللہ تعالی دانا ہر کہ
بات کیا واقع ہوئی لیکن قطعی معلوم ہر کہ اللہ تعالے نے مسیح علیہ السلام کو اُٹھا لیا اور دنیاوی خواہش غذا و پانی وغیرہ سے اُنکو منقطع کر دیا اور عیسیٰ کا معاملہ
اُنپر مشتبہ کر دیا گیا۔ اور ابن جریر نے یا ختیار کیا کہ حضرت عیسیٰ کی شباہت اُنکے تمام اصحاب پر طاری ہو گئی تھی اور یہود نے کہا کہ ہمکو سحر مین مست لاؤ ٹھیک
پتا بتاؤ ورنہ ہم تم سب کو قتل کرینگے اور ان مین سے ایک نے اپنی جان فدا کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُٹھا لیے گئے تو تعداد مین کمی پائی جانے کی وجہ سے
آخر انمین اختلاف ہوگیا اور شبہ پیدا ہوا اور مترجم کہتا ہر کہ روایت ابن ابی حاتم وغیرہ من طرق سعید بن جبیر عن ابن عباس صحیح الاسناد ہر واللہ اعلم
ف عرائس مین اس مشابہت واقع ہو جانے کے اسرار کو یون بیان کیا کہ قولہ ولکن شبہ لہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالے کی خلقت میں آیات و ح
روحانی تھی جنسے ظہور اسرار الٰہی تھا پس اس نور کے ظہور سے وہ مردونکو زندہ کرتے تھے کیونکہ یہ ظہور خالص اللہ تعالے کیطرف سے تھا یعنے قدرت کا ظہور اس

[illegible] جلد اول [illegible] ۱۲

لباس میں تھا پھر جب اللہ تعالےٰ نے انکو اپنے قرب میں اُٹھا لینا چاہا تو انکی روح سے پردہ اُٹھا دیا پس انکے بعض خاص مریدوں پر انکی روح کا ظہور ہوا جس سے وہ شخص انکے نقش سے منقوش ہوگیا اسواسطے کہ عیسیٰؑ کی صورت انکی روح کے نقش سے منقوش تھی اور یہ ظہور قوت الٰہیہ کا تھا اور اس سے عیسیٰؑ کو تائید تقلیب اعیان تھی یعنے اعیان موجودات کو بدل دیتے تھے اور یہ نہیں ہوسکتا مگر اسی طرح کہ اللہ عزوجل کا فعل ہو اگرچہ ظہور اسکا ایک مظہر خاص سے ہو لیکن فعل الٰہی عزوجل اس سے پاک منزہ ہے کہ اسمین انسانی ناسوت کو لاہوت سے کچھ لگاؤ ہوجاوے یعنے مثلاً انسان اگر جمادات سے کوئی کام لیتا ہے تو اسمین دخل فی الکلیہ جمادات کو بھی ہوجاتا ہے اور فعل باری تعالےٰ کے ظہور مین مظہر عیسیٰؑ کو کچھ بھی امتزاج نہ تھا۔ اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ نے جو عیسیٰؑ کو اس کیفیت سے اُٹھا لیا اسمین یہ دقیق اشارہ ہے کہ اوتعالےٰ کے علم قدیم مین یہود و نصاریٰ کی طبیعتین معلوم تھین وہ تمام لوگون پر ظاہر کردین کہ یہ لوگ تقدس و تنزیہ سے نفرت کرتے ہین اور تشبیہ کیطرف مائل ہین پس اللہ عزوجل کمال منزہ و مقدس ہے کسی تصور و وہم و خیال و قیاس کو مجال نہین کہ اسکو ذہن مین لاوے وہ ہر شباہت سے بری ہے کوئی چیز اسکے مانند نہین ہے اور یہ لوگ ایسے معبود کیطرف مائل ہوتے ہین جسمین مشابہت ہو کیونکہ یہ لوگ ایسے ہین کہ خیال و وہم کے بندے ہین کیا تو نہین دیکھتا کہ بچھڑے کے پوجنے والے کیسی محبت سے اُسکے بندے بن بیٹھے تھے اور کیا تو نہین دیکھتا کہ نصاریٰ کس جرأت سے کلمہ کفر بولتے ہین کہ ان اللہ ھو المسیح ابن مریم اللہ وہی مسیح بن مریم ہے پس اس علت سے اُٹھا نہین انکو قدس صفات کی معرفت ہوتی لیکن وہ غلطی و بدباطنی میں انکی دوست کے قائل ہوگئے یہ دوسری بلا ہے

وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ

اور نہین کوئی اہل کتاب مین سے مگر آنکہ ضرور وہ عیسیٰ پر ایمان لاویگا اسکی موت سے پہلے اور قیامت کے روز عیسیٰ ان لوگون پر گواہ ہوگا

وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ ۔ یعنے اہل کتاب یہود و نصاریٰ مین سے کوئی نہین مگر وہ ضرور ایمان لاوے گا عیسیٰ پر۔ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۔ اپنی موت سے پہلے فقط جبکہ ملائکہ موت کو معائنہ کریگا مگر اُسوقت یہ ایمان کچھ نفع نہ دیگا یا یہ معنی ہین کہ عیسیٰؑ کی موت سے پہلے کیونکہ وہ قیامت کے قریب زمین پر اُتارے جاوینگے جیسا کہ ایک حدیث مین آیا ہے۔ جاننا چاہیے کہ اِنْ نافیہ ہے اور قولہ لیؤمنن بہ جملہ قسمیہ صفت ہے موصوف محذوف کی چنانچہ احدٌ کو مفسرؒ نے مقدر کیا اور بہ کی ضمیر حضرت عیسیٰؑ کیطرف راجع ہے اور عیسیٰ پر ایمان لانے کے یہ معنی کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کا بندہ اور اُسکا رسول برحق تھا اور قبل موتہ کی ضمیر مین بعض نے کہا کہ اہل کتاب مین سے ہر فرد کی طرف راجع ہے یا حضرت عیسیٰؑ کیطرف راجع ہے اور مفسرؒ نے یہان دونون قول نقل کیے اور ترجیح نہین دی کیونکہ سلفؒ سے دونون قول ثابت ہین مگر قول دوم کو ترجیح دیا گیا ہے اور شیخ ابن کثیرؒ نے اس مقام کو بھی تفصیل سے بیان فرمایا جسکی تلخیص یہ ہے کہ اہل تاویل نے معنے آیت مین اختلاف کیا اگرچہ سب تاویلات کے معنے صحیح ہین پس علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ انہون نے آیت کی تفسیر مین کہا کہ نہین مریگا کوئی یہودی مگر آنکہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاویگا اور ضحاکؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ اہل کتاب سے خاصۃً یہود مراد ہین وقال عکرمہؒ۔ کوئی یہودی نہ مریگا مگر آنکہ گواہی دیگا کہ عیسیٰؑ بندہ اللہ کا اور اسکا رسول برحق ہے وعنہ قال اگر یہودی کی گردن ماری جائیگی تو بھی اسکی روح نہ نکلیگی یہانتک کہ عیسیٰؑ پر ایمان لاوے۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ابن عباسؓ سے یہ صحیح ثابت ہے اور ایسا ہی مجاہد و عکرمہ و محمد بن سیرین سے صحیح ہے اور یہی قول ضحاکؒ و جویبر وغیرہ کا ہے اور توجیہ اس قول کی یہ کیگئی کہ ہر ملت والا جب اسکی روح نکلنے کا وقت ہوتا ہے تو اسکو حق ظاہر ہوجاتا ہے اگرچہ اُسوقت ایمان لانا یعنے حق کو سچ جان لینا دو وجہ سے کچھ فائدہ نہین دیتا ایک یہ کہ ایمان کا مدار تصدیق بالغیب پر ہے اور اُسنے معائنہ کرکے تصدیق کی پس ایمانی تصدیق نہوگی دوم یہ کہ نزع روح کا وقت وہ وقت نہین ہے جس وقت کہ ایمان لانے کی اُسکو تکلیف دی گئی تھی پس بے وقت جب تصدیق کی تو بے فائدہ ہے۔ پس اس تاویل کی صحت پر حضرت ابی بن کعب کی قراءۃ بھی دلالت کرتی ہے کہ انھون نے قولہ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہم پڑھا ہے کیونکہ اس قراءۃ پر قبل موتہم کی ضمیر لامحالہ اہل کتاب کیطرف راجع ہے ایسے ہی قبل موتہ میں بھی

واحد از اہل کتاب کیطرف راجع ہے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ ضمیر اول بجانب محمد صلعم اور دوسری بجانب ہر واحد از اہل کتاب راجع ہے ابن جریرؒ نے اس کو ذکر کرکے اپنی اسناد سے عکرمہؒ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا کہ کوئی نصرانی یا یہودی نہیں مریگا مگر آنکہ وہ محمد صلعم پر ایمان لاویگا پھر یہی آیت پڑھی **قال المترجم** قول عکرمہؒ اس آیت کی تفسیر نہیں ہے ورنہ اس سے ضمیر اول کا بجانب حضرت صلعم راجع ہونا معلوم ہوتا ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ عکرمہؒ نے علم شرع سے یہ بات بیان فرمائی کہ ہر یہودی و نصرانی اگر زندگی میں آنحضرت صلعم پر ایمان نہیں لاتا تو موت کے وقت جبکہ کچھ فائدہ نہ دیگا ضرور بالیقین جان لیگا کہ محمد صلعم اللہ تعالیٰ کے رسول و بندے ہیں بدلیل آنکہ عیسیٰ کی نسبت قولہ وان من اہل الکتاب الآیۃ سے یہ بات ثابت ہے پس ظہور حق جو وہاں ہے وہی یہاں ہے لہذا ضرور اس حق کو بھی معائنہ کرکے مریگا بنا بر آنکہ توجیہ قول اول میں مذکور ہوا ہے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ ہر دو ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہیں یعنے اہل کتاب کوئی کتابی نہیں مگر آنکہ ضرور حضرت عیسیٰ پر عیسیٰ کی موت سے پہلے ایمان لاویگا اور اسکی توجیہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب خبیث دجال کو قتل کرنے کیواسطے اترینگے تو اس زمانہ میں جہاد سے سب ملتیں ایک ہو جاوینگی اور وہ ملت اسلام بشریعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور سعید بن جبیرؒ و عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔ کہا ابن عباسؓ نے یعنے قبل موت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے اور ابو مالکؒ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت ہوگا کہ اہل کتاب میں سے کوئی باقی نہ رہیگا مگر آنکہ انپر ایمان لاویگا **قال المترجم** یعنے یہ ایمان لاویگا کہ عیسیٰ بندہ اللہ تعالیٰ کا و اسکا رسول برحق تھا اور اسنے جو محمد صلعم کے رسول ہونیکی خبر دی تھی وہ برحق ہے جو محمد صلعم پر ایمان لاویگا اور حضرت عیسیٰ آنحضرت صلعم ہی کی شریعت پر چلینگے۔ اور حسن بصریؒ سے مانند قول ابن عباسؓ کے مروی ہے اور یہی قول قتادہ و عبدالرحمن بن زید بن اسلم اور بہتیرے و نکا ہے اور ابن جریرؒ نے اسی قول کو اولی بصحت لکھا ہے اور **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ یہی قول بے شک صحیح ہے کیونکہ یہود نے و انکے ساتھ ہو کر جاہل نصرانیوں نے حضرت عیسیٰ کے مقتول و مصلوب ہونیکا دعوی کیا تھا پس اس دعوی کو مردود و باطل ظاہر کرنا ان آیات کے سیاق سے مقصود ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں خبر دی کہ بات تحقیقی یوں نہیں ہے جیسے یہود و نصاری کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح مقتول ہوے بلکہ یہودیوں نے تو فقط ایک شخص کو جسپر حضرت عیسیٰ کی مشابہت ڈالی گئی تھی قتل کیا حالانکہ انپر یہ بات خود نہیں کھلی اور عیسیٰ کو حق تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا اور وہ زندہ موجود ہے اور قیامت سے کچھ پہلے اتریگا اور دجال کو قتل کریگا اور صلیب توڑدیگا اور جزیہ قبول نہ فرماویگا بلکہ حکم دیگا کہ اسلام لاویں یا تلوار سے قتل کیے جاویں پس اس آیت کریمہ سے آگاہی ہوئی کہ اسوقت تمام اہل کتاب اسی بات پر ایمان لاوینگے کوئی بھی باقی نہ رہیگا **قال المترجم** اس سے رد ہوگیا قول زجاج کا کہ آیت کریمہ میں عموم ہے اور اس قول میں خاص اسوقت کے لوگ ہوے اور وجہ رد یہ کہ عموم اسوقت کے لوگوں کی طرف راجع ہے یعنے جو لوگ اسوقت ہونگے انمیں سے کوئی بھی بیدون اسکے باقی نہوگا کہ ایمان نہ لاوے اور مترجم نے سورہ بقرہ کے پارہ الم کی تفسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دربارہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مفصل لکھدی ہے جس میں مذکور ہے کہ مسیح کی نسبت جو بہتانات لگائے جاوینگے انکو وہی پیغمبر خاتم النبیین آکر دور کریگا اور اپنے مسیح کو جاہلوں کے بہتان سے چھوڑاویگا۔ **قال ابن کثیر** اور قول اول اس آیت کی تفسیر میں ایک بیان واقعی ہے اسواسطے کہ حضور موت کے وقت ہر نفس کو حق ظاہر ہو جاتا ہے اگرچہ معائنہ ملک الموت کیوقت کا ایمان کچھ نافع نہیں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مقصود بھی اس آیت سے یہی ہے **قال المترجم** مفسر جلال الدینؒ کا کلام مشیر ہے کہ انکے نزدیک راجح معنے اول ہیں اور شاید بنظر آخر آیت ہے کہ فرمایا۔ **ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا**۔ یعنے قیامت کے روز پیغمبر عیسیٰ گواہ ہوگا اوپر ان اہل کتاب پر اسی چیز کا گواہ ہوگا جو انھوں نے اسوقت کی جبکہ عیسیٰ ان میں موجود تھا یعنے قیامت کے روز اہل کتاب کے ان اعمال کی گواہی دیگا جو انھوں نے نیک یا بد کیے ہیں چنانچہ یہود پر یہ گواہی دیگا کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا اور مار ڈالنے کا قصد کیا اور نصاری پر یہ گواہی دیگا کہ انھوں نے راہ توحید سے بہکا دیا کہ میرے حق میں افراط کیا جس ... یہی ... قتادہؒ نے

کہا کہ اس امر کے گواہ ہونگے کہ مین نے اپنے پروردگار کی رسالت انکو پہونچادی تھی اور اپنے اوپر بندہ و رسول ہونیکا اقرار کیا تھا وقال ابن کثیر یعنے حضرت عیسیٰ اپنے اوٹھا لیے جانے سے پہلے کے اور اپنے اوتارے جانے سے بعد کے اعمال کی اہل کتاب پر گواہی دینگے پھر شیخ ابن کثیر نے حضرت عیسیٰ کے قرب قیامت نازل ہونیکی احادیث مین سے جنکی بابت متواتر المعنے ہونیکی تصریح کی ہے ایک ٹکڑا اصلاح الاعتلاج ذکر فرمایا لیکن مترجم بخوف تطویل کلام ہر حدیث مین جو زائد باتین آتی جاسکی ایک بعد دوسرے کے بترتیب مذکورہ تفسیر شیخ برمز و اشارہ بیان کرنا مصلحت وقت دیکھتا ہے ــــ

ذکر احادیث نزول عیسیٰ بقرب قیامت یا دعوت توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابی ہریرۃ مرفوعًا قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ قریب ہوا کہ عیسیٰ بن مریم تمہارے درمیان حکم عدل نازل ہوگا اور صلیب توڑے اور سور مار ڈالے اور جزیہ اوٹھائیگا اور مال ہے ایسا فیضان ہوگا کہ کوئی اسکو قبول نہ کریگا حتیٰ کہ ایک سجدہ آدمی کو دنیا و ما فیہا سے بہتر معلوم ہوگا پھر ابوہریرۃ رضی کہتے کہ پڑھو تم اگر چاہے قولہ تعالےٰ وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ الآیۃ رواہ البخاری ومسلم اور سجدہ فقط اکیلے رب العلمین کیواسطے ہوگا رواہ ابن مردویہ قسم ہے کہ ضرور تلبیہ کہیگا عیسیٰ بن مریم راہ روحاء سے حج کا یا عمرہ کا یا دونون کی نیت جمع کرکے دونون کا۔ رواہ احمد ومسلم اور ایک روایت ہے کہ روحا مین آکر اوتریگا پھر وہان حج کا الخ رواہ احمد وابن ابی حاتم ۔ عن ابی ہریرۃ رضی مرفوعًا کیف بکم یعنے کیا خوشی کا حال تمہارا ہوگا کہ تم مین عیسیٰ بن مریم اوتریگا اور تمہارا امام تمہین مین سے ایک ہوگا البخاری واحمد ومسلم ۔ اور وہ یعنے عیسیٰ تم مین اوترنے والے ہین جب تم انکو دیکھنا تو پہچان لینا کہ مرد گندم رنگ سرخی سپیدی مارتا ہوا رنگ انپر دو کپڑے معصفر ہونگے گویا انکے سر سے پانی ٹپکتا ہے اگرچہ سر کو تری نہ پہونچی ہوگی ۔ لوگونکو اسلام کی طرف بلاوینگے اور سوائے اسلام سب کے انکے زمانہ مین سب ملتین مٹ جاوینگی امانت زمین پر نازل ہوگی حتیٰ کہ اونٹونکے ساتھ چرے گا شیر پھرینگے اور گاؤن کے ساتھ چیتے اور بکریونکے ساتھ بھیڑیئے پھرینگے اور سانپون کے بچے لڑکے کھیلینگے کچھ ضرر نہوگا چالیس برس زندہ رہکر مرینگے اور مسلمان انپر نماز پڑھینگے ہکذا فیما رواہ احمد وابوداؤد وابن جریر وفیہ قال اور لوگونپر اسلام لانے کو جہاد کرینگے وعن ابی ہریرۃ مرفوعًا قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ روم اوترینگے اعماق مین یا وابق مین پس انسے مقابلہ کو مدینہ سے ایک لشکر جو اسوقت روئے زمین کے لوگونمین سے بہتر ہونگے نکلینگے پھر جب صف باندھین گے تو روم والے کہینگے کہ تم ہمارے اور ان لوگونکے درمیان روک چھوڑ دو جنھون نے ہم مین سے لوگ قید کیے ہین ہم انسے لڑینگے پس اہل اسلام کہینگے کہ ہرگز نہین واللہ ہم یہ نہین کرینگے کہ اپنے بھائیونکے اور تمہارے درمیان تخلیہ کردین پس انسے قتال کرینگے پھر مسلمانون مین سے ایک تہائی لشکر شکست کھا کر بھاگیگا کہ اللہ تعالیٰ کبھی انکی توبہ قبول نہ فرماویگا اور ایک تہائی لشکر شہید ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ نہایت بزرگ شہید ہونگے اور ایک تہائی لشکر فتح پاویگا جو کبھی شکست نہ پاوینگے پس یہ لوگ قسطنطنیہ فتح کرینگے سو جب لوٹ کا مال تقسیم کرتے ہونگے اور اپنی تلوارین درختونسے لٹکائے ہونگے کہ ناگاہ انمین شیطان آواز دیگا کہ دجال نے تمہارے پیچھے تمہارے گھربار کو تباہ کیا پس یہ لوگ قسطنطنیہ سے نکلکر روانہ ہونگے حالانکہ شیطان کا ڈرانا جھوٹا ہوگا پھر جب شام مین آوینگے تو دجال مقابل ہوگا پس جب نماز کی صفین درست کرتے ہونگے کہ نماز کی اقامت کہی جائیگی تو عیسیٰ بن مریم اوترینگے پس انھین کی امامت نماز پڑھینگے پھر جب دجال مردود انکو دیکھیگا تو جیسے پانی مین نمک پگھلتا ہے پگھلیگا سو اگر عیسیٰ اسکو یون ہی چھوڑ دینے تو پگھلکر مرجاتا ولیکن اللہ تعالےٰ انکے ہاتھون اسکو قتل کریگا پس عیسیٰ اسکے خون سے بھرا ہوا حربہ لوگونکو دکھلائینگے رواہ مسلم اور معراج مین عیسیٰ علیہ السلام نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ دجال کو میرے ہاتھون ہلاک کریگا یہانتک کہ درخت و پتھر بولینگے کہ اے مسلمان بندۂ خدا میرے نیچے یہ کافر ہے اسکو قتل کردے پس اللہ تعالیٰ انکو ہلاک کریگا پھر لوگ اپنے شہرون و وطنون کو لوٹ جاوینگے اور اسوقت یاجوج و ماجوج نکلینگے جس چیز پر پہونچینگے اسکو ہلاک کرینگے اور جس پانی پر پہونچینگے اسکو پی جائینگے پھر لوگ انکی شکایت لاوینگے داسوقت عیسیٰ انکو پہاڑ پر لیجاوینگے پس مین دعا کرونگا کہ انکو اللہ تعالےٰ موت دیدیگا اور زمین انکی بدبو سے گندھیائیگی اور اللہ تعالیٰ پانی برسائیگا کہ انکے جسم بہاکر سمندر مین ڈالیگا۔ قال عیسیٰ کہ پھر جب ایسا ہوگا تو اسوقت قیامت ایسی ہوگی جیسے پوری دنون والی حاملہ عورت کہ نہین معلوم کسوقت رات یا دن ناگہان جنے

کذا فیہا رواہ احمد وابن ماجہ عن ابن مسعود رفعہ پس مسلمانونکے تین شہر رہجاوینگے ایک شہر دو دریاؤنکے ملان پر اور ایک حیرہ مین اور ایک شام مین۔ دجال کے ساتھ ستر ہزار تاجدار ہونگے اکثر یہودی وعورتین ہونگی۔ لوگونکو سخت بھوک پیاس کی تکلیف پہونچیگی نماز فجر کیوقت عیسی علیہ السلام آوینگے پس کہینگے کہ اسی امت مین سے بعضے بعضونپر امیر رہینگے پس اُنکا سردار بڑھکر نماز پڑھائیگا پھر بعد نماز کے عیسیٰ حربہ لیکر دجال کیطرف جاوینگے اور قتل کرینگے کذا فیہا رواہ احمد عن عثمان بن ابی العاص ورابو امامہ باہلی رضؓ سے عبدالرحمن المحاربی کے طریق سے مرفوعًا آیکہ حضرت ابوامامہ رضؓ نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے ہمکو خطبہ سُنایا پس اُسمین زیادہ بیان دجال کا تھا جس سے ہمکو بہت ڈرایا چنانچہ یہ بھی فرمایا کہ جب سے اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کی اولاد کو پیدا کیا تو زمین کے فتنون مین سے فتنہ دجال سے بڑھکر کوئی فتنہ نہین اور اللہ تعالی نے کوئی نبی نہین پیدا کیا جسنے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور مین سب انبیا سے آخر ہون تو تم سب سے آخری اُمت ہو تو لامحالہ وہ تم مین ہوگا سو اگر اسوقت نکلا کہ مین تمھاری پس پشت موجود ہون تو مین ہر مسلمان کیطرف حجت کرنیوالا ہون اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنی ذات کیواسطے حجت کرنیوالا ہوگا اور اللہ تعالےٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے اور جان رکھو کہ دجال مردود شام وعراق کے درمیان ایک راہ سے نکلیگا اور دائین بائین پامال کریگا اے لوگو ای بندگان خدا تم اسوقت مضبوطی سے ثابت قدم رہیو اور مین اُسکی پہچان ایسی صفات بتلائے دیتا ہون جو پہلے کسی نبی نے نہین بیان کی ہر اسطور کہ وہ پہلے ظاہر ہوتے ہی دعوی کریگا کہ مین نبی ہون سو میرے بعد کوئی نبی نہین وہ جھوٹا ہے پھر زبان بدلجائیگا اور کہیگا کہ مین تمھارا پروردگار ہون سو یاد رکھو کہ تم اپنے پروردگار کو دیکھ نہین سکتے ہو جبتک نہ مرو یعنے وہ جھوٹا ہے اور وہ کانا ہوگا اور تمھارا پروردگار کانا نہین ہے اور اُس خبیث کی دونوں آنکھو نکے بیچ مین کافر لکھا ہے جسکو ہر پڑھا اور بے پڑھا مسلمان مومن پڑھ لیگا اور اُسکے فتنہ مین سے ایک یہ بھی ہے کہ اُسکے ساتھ جنت و دوزخ ہوگی سو اُسکی دوزخ تو جنت ہے اور اُسکی جنت دوزخ ہے پس جو اُسکی دوزخ مین مبتلا ہو وہ اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگے اور سورہ کہف کے شروع کا رکوعؑ پڑھے تو وہ آگ اُسپر ٹھنڈک و سلامتی ہوجائیگی جیسے ابراہیمؑ پر نمرود کی آگ ٹھنڈک و سلامتی ہوگئی تھی اور اُسکے فتنہ سے یہ بھی ہے کہ گنوار سے کہیگا کہ اگر مین تیرے مرے ہوئے ماں باپ کو بلوا دون تب تو گواہی دیگا کہ مین تیرا پروردگار ہون وہ گنوار کہیگا کہ ہان پس شیطان اُسکے ماں باپ کی صورت بنکر آوینگے اور کہینگے کہ ہان میرے بیٹے تو اُسکی پیروی کر یہ تیرا پروردگار ہے اور اُسکے فتنہ سے یہ ہے کہ ایک مومن پر مسلط ہوگا کہ اسکو چیر کر دو ٹکڑے کر دیگا پھر کہیگا کہ میرے اس بندے کو دیکھو کہ مین ابھی اسکو زندہ کرکے اٹھاتا ہون پھر بھی وہ گمان کرتا ہے کہ اُسکا پروردگار کوئی اور ہے پھر اللہ تعالی اسکو زندہ کردیگا تو خبیث دجال اس بندے سے کہیگا کہ بتا تیرا پروردگار کون ہے وہ فرمویگا کہ میرا پروردگار میرا اللہ عز وجل ہے اور تو ای دشمن خدا کے دجال ہے اور قسم اللہ تعالی کی کہ مجھے تیرے حال سے جتنی آج کے روز آنکھون دیکھی خوب آگاہی ہوئی اتنی پہلی نہ تھی (پھر دوبارہ اُسپر قابو نہ پاویگا) محاربی نے ابوسعیدؓ سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ شخص جنت مین بڑے درجہ کا ہوگا۔ ابوسعیدؓ نے فرمایا کہ واللہ ہم لوگ جانا کرتے تھے کہ یہ شخص کوئی نہوگا سوائے عمر بن الخطابؓ کے یہانتک کہ وہ اپنی راہ طے کرگئے۔ پھر محاربی رحؒ نے کہا کہ ہم حدیث ابوامامہؓ کیطرف رجوع کرتے ہین کہا آنحضرت صلعم نے کہ اور اُسکے فتنہ سے یہ ہوگا کہ آسمان کو پانی برسانیکا حکم کریگا وہ پانی برساویگا اور زمین کو اُگانیکا حکم کریگا وہ اُگادیگی۔ اور اُسکے فتنہ سے یہ ہوگا کہ ایک قوم پر گذریگا جو اُسکی تکذیب کرینگے اور جھٹلاوینگے تو ایک ساعت ہی اُنکے وہان ٹھہریگا کہ وہ تباہ ہو جاوینگے اور ایک گروہ پر گذریگا جو اُسکے قول کی تصدیق کرینگے اور مان لینگے تو آسمان کو برسانیکا حکم دیگا اور زمین کو اُگانیکا حکم دیگا پس اس گروہ کے چوپایہ اسی روز پہلے سے موٹے تازے کوکھین بھرے تھن دودھ سے بھرے واپس آوینگے۔ اور زمین مین کوئی جگہ باقی نرہیگی جسکو دجال پامال نہ کرے اور اُسپر غالب نہو سوائے مکہ و مدینہ کے کہ ان دونون شہرونمین جس راہ سے گھسنے کا قصد کریگا وہان ننگی تلوارین لیے ہوے فرشتے ملینگے یہانتک کہ سرخ ٹیلہ کے پاس اُتریگا جہان کنکریلی شور زمین ختم ہوئی ہے پس مدینہ مین اُس روز تین مرتبہ زلزلہ آویگا پس کوئی منافق مرد یا عورت اس مدینہ مین باقی نرہیگی بلکہ نکلکر اُسکے پاس چلا جاویگا پس جیسے بھٹی لوہے کے میل کو صاف کردیتی ہے اسیطرح مدینہ اُنکو دور کردیگا اور لوگ اُسدن کو یوم الخلاص کہنے لگینگے اتنے مین ام شریک بنت ابی العکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسروز عرب کہان

چلے جاوینگے آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اُسوقت مین بہت تھوڑے ہونگے اور اُسمین سے بھی بڑا گروہ تو بیت المقدس مین ہوگا اور اُنکا پیشوا سردار ایک مرد صالح ہوگا اور
وہ اُنکو صبح کی نماز پڑھانیکو آگے بڑھا ہوگا کہ اُسیوقت عیسیٰ بن مریم آسمان سے اُتارا جاویگا پس یہ امام مذکور اُلٹے پاؤن پیچھے ہٹے گا تا کہ عیسیٰ امامت کریے پس عیسیٰ
اپنا ہاتھ اُسکے کندھونکے درمیان رکھکر فرماویگا کہ آگے بڑھکر نماز پڑھا کہ یہ امامت نماز کی تیرے ہی واسطے قائم ہوئی ہے پس امام مذکور سب کو نماز پڑھائیگا پھر بعد سلام
کے عیسیٰ فرمائیگا کہ دروازہ کھولو پس کھولا جائیگا اور باہر کہ دجال مع ستر ہزار یہودی تاجدار ربہلی جڑاؤ تلوارون والونکے ہوگا پھر جب دجال مردود اپنی آنکھ
سے حضرت عیسیٰ کو دیکھیگا تو پانی مین نمک کیطرح پگھلنے لگیگا اور بھاگ جانیکو پیٹھ پھیر کر چلیگا تو حضرت عیسیٰ فرماویگا کہ میرا ایک وار تیرے جسم ناپاک پر ہے تو
اُس سے بچ نہین سکتا پس شہرلد کی دروازۂ لُد پر اُسکو جا لیگا اور قتل کر ڈالیگا اور یہود مردود بھاگ نکلینگے پھر اللہ تعالیٰ کے مخلوق مین کوئی چیز نہ باقی رہیگی
جسکی آڑ مین یہودی مردود پوشیدہ ہو مگر آنکو اللہ تعالیٰ اُسکو گویائی دیدیگا خواہ درخت ہو یا پتھر ہو دیوار ہو یا جانور ہو وہ بولیگا کہ اے بندۂ خدا مسلمان یہ
یہودی میرے پیچھے چھپا ہے آکر اُسکو قتل کر دے سوائے ایک غرقد کے کہ وہ ان خبیثونکا درخت ہے وہ نہ بولیگا۔ اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دجال کے
سب دن چالیس ہونگے اس حدیث مین بعد ذکر عیسیٰ کے فرمایا اور زمین مین نور ہوگا اور زمانہ آدم علیہ السلام کے مانند نباتات مین برکت ہوگی کہ ایک خوشۂ
انگور سے ایک انار سے چند آدمی سیر ہو جاوینگے اور اسی حدیث مین ہے کہ۔ اور خروج دجال سے پہلے تین سال سخت ہونگے لوگونکو اُسمین کھانے پینے کی
تکلیف پہونچیگی اور اللہ تعالیٰ اول سال آسمان کو حکم دیگا کہ ایک تہائی بارش روک لیگا اور زمین کو حکم کریگا کہ ایک تہائی پیداوار روک لیگی پھر دوسرے سال
اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دیگا کہ دو تہائی بارش روک لیگا اور زمین کو حکم دیگا کہ دو تہائی پیداوار روک لیگی پھر تیسرے سال آسمان کو حکم دیگا کہ پوری بارش روک لیگا
پس ایک قطرہ نہ بہیگا اور زمین کو حکم دیگا کہ بالکل پیداوار روک دیگی پس ایک سبزی بھی نہ اُگیگی پس کھرون والے جانور مر جاوینگے مگر اسقدر بچینگے جنکو اللہ
تعالیٰ زندہ رکھنا چاہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ اُس زمانہ مین لوگونکی زیست کس چیز سے ہوگی تو فرمایا کہ تہلیل و تکبیر و تسبیح و تحمید اُنمین کھانے پینے کا کام
دیگی رواہ ابن ماجہ اور کہا کہ مین نے ابو الحسن الطنافسی سے سنا کہ مین نے عبد الرحمٰن محاربی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ یہ حدیث چاہیے کہ معلمونکو کتب مین دیدی
جاوے کہ لڑکونکو پڑھا دیا کرین قال ابن کثیر یہ حدیث غریب ہے اور اسکے شواہد مین سے حدیث نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بروایت صحیح مسلم ذکر فرمائی
اور اسمین بھی شام و عراق کے درمیان سے نکلنا مذکور ہے وفیہ ایضا۔ ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کتنے دنون زمین مین رہیگا فرمایا کہ چالیس روز تک کہ
ایک روز اُسکا مانند ایک سال کے اور ایک روز مانند ایک ماہ کے اور ایک روز مانند ایک جمعہ کے اور باقی ایام مثل تمہارے ایام کے ہونگے۔ ہمنے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ جو روز مثل ایک سال کے ہے اُسمین ہمکو ایک روز کی نماز کافی ہوگی فرمایا کہ تم اسکے اندر بقدر پنج وقتی نماز کے اندازہ کر لینا یعنے بقدر ایک شب و روز
کے پانچ نمازین پڑھنا (مترجم کہتا ہے کہ جہان رات بہت کم ہوتی ہے وہان بھی عشاء و فجر کا اندازہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم والبحث فی عین الہدایہ) ہمنے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ اسکی جلدی تیزی کیونکر ہے فرمایا مانند بادل کے جسکو ہوا اُڑا لیجاتی ہے الحدیث پھر اسمین دجال پر ایمان لانیوالے گروہ کا حال مثل قحط پیداوار وغیرہ
کا مانند حدیث بالا بیان کیا اور اُس سے انکار کرنیوالونکا یہ حال بیان کیا کہ وہ صبح کو اُٹھینگے اس حال مین کہ اُنکے مالون سے اُنکے ہاتھ کچھ نہوگا مترجم
کہتا ہے کہ ظاہر اور بربادی سے اوپر کی حدیث مین یہی مراد ہے کہ اُنکے مال تلف ہو جاوینگے پھر اُسمین بیان ہے کہ دجال کے حکم سے اُجڑے ہوئے مقامونکے خزانے
شہد کی مکھیونکی طرح اُسکے پیچھے پیچھے زمین سے نکلکر ساتھ ہونگے۔ اور اسمین مذکور ہے کہ سپید منارۂ شرقی دمشق پر دو فرشتونکے بازؤنپر ہاتھ رکھے اُترینگے۔ اور اسمین
ہے کہ جو کافر انکی سانس کی خوشبو پاویگا مر جاویگا کہ اُسکو یہ خوشبو حلال نہین ہے اور انکی سانس کی خوشبو اتنی دور پہونچیگی جہانتک اُنکی نظر پہونچیگی پھر اسمین خروج
یاجوج و ماجوج کا قصہ مذکور ہے پھر زمین و نباتات و پھلونکی برکات مذکور ہین اور مجمع بن جاریہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو
باب لُد پر قتل کرینگے رواہ الترمذی و احمد وغیرہ وقال الترمذی حدیث صحیح وفی الباب عن عمران بن حصین و ابی برزہ و حذیفہ بن اسید و ابی ہریرہ و کیسان و عثمان

بن ابی العاص وجابر وابی امامہ وابن مسعود وعبداللہ بن عمرو وسمرہ بن جندب والنواس بن سمعان وعمرو بن عوف وحذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم یعنے دجال کے بارہ مین
ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کثیر سے احادیث مروی ہین شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ان صحابہ کثیر رضی اللہ عنہم کی احادیث اور انکے ساتھ مجمع بن جاریہ وابو شریحہ کی
حدیث سے آنحضرت صلعم سے متواتر طور پر ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُترینگے اور معلوم ہوا کہ دمشق کے اندر سپید منارہ شرقی پر اُترینگے مترجم کہتا ہی کہ اول
نماز عصر کیوقت اُترینگے اور اسوقت نماز خود پڑھاوینگے پھر صبح کی نماز مین امام مہدیؓ کو حکم کرینگے کہ تم پڑھاؤ پھر نماز فجر پڑھکر دجال سے لڑنے چلینگے -
شیخؒ نے لکھا کہ اس زمانہ مین ۷۴۱ھ ہجری مین جامع دمشق اموی کا ایک منارہ شکستہ ہو جا نیسے سنگ مرمر کا ایک منارہ اتفاق سے جانب شرقی پر تیار ہوا اس سے
گمان غالب ہوا کہ شاید یہی منارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا محل نزول ہوگا مترجم کہتا ہی کہ عجیب لطیفہ نہ ہی بات یہ ہوئی کہ جامع دمشق سب سنگ سرخ کی بنی ہی اور
حدیث مین آیا کہ جامع دمشق کے شرقی منارہ سپید پر اُترینگے تو عجب قدرت الٰہی عز وجل دیکھو کہ منارہ شرقی کے نیچے ایک یہودی کی دکان تھی اتفاق سے بارود
اُڑی تو وہ منارہ گر گیا پس یہودی نے اپنی جان و مال کے خوف سے فوراً سنگ مرمر کا منارہ بہت جلد بنا یا اور حضور سلطانی مین ہاتھ جوڑ کر حاضر ہوا اور دمشق کے
مسلمانونکو سفارشی لایا کہ مین نے عداوت سے یہ حرکت نہین کی اُسوقت سلطان نے اسکو معاف کیا لیکن کہا کہ تو نے سنگ سرخ مین یہ سنگ مرمر کیون لگایا اُسنے
عرض کیا حضور مین نے جان کے خوف سے بجاے سنگ سرخ کے سنگ مرمر بنا دیا تاکہ مسلمانونکو میری جانب سے شک نہو اور یہ غلطی بیشک ہوئی پھر یہودی کو
روپیہ دیدیا گیا لیکن علماءؒ نے فتوی دیا کہ اب اسکو گرانا نچاہیے پھر جب حدیث پر نظر پڑی تو تحقق ہوا کہ شاید یہ وہی سفید منارہ تیار ہوا ہی جسپر عیسیٰؑ اُترینگے
الحمد للہ رب العلمین پھر ابن کثیرؒ نے محل نزول عیسیٰؑ اور انکا حلیہ ذکر کرنیکے بعد لکھا کہ اور حدیث ابوہریرہؓ سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ بعد نزول کے چالیس
برس ٹھہرینگے پھر وفات پا وینگے اور مسلمان انپر نماز پڑھینگے اور مسلم کی حدیث عبداللہ بن عمروؓ مین ہی کہ سات برس ٹھہرینگے پس واللہ اعلم احتمال یہ ہی کہ قبل اُٹھائے
جانے اور بعد اُترنے جانبیکے انکی مجموع اقامت زمین مین ہو ہی کیونکہ صحیح قول یہی ہی وہ تینتیس برس کے اُٹھائے گئے تھے اور ایک حدیث مین بیلاد عیسیٰؑ تینتیس برس
مذکور ہین اور ابن عساکر نے جو اپنی تاریخ مین حضرت عیسیٰؑ کا ایکسو پچاس برس کی عمر مین ورحاکم نے ایک سو بیس برس مین روایت وا ٹھایا جانا حکایت کیا
ہی وہ قول شاذ غریب بعید ہی اور مترجم کہتا ہی کہ شیخ جلالؒ نے بھی اس تفسیر مین یہی قول جو ابن کثیرؒ نے صحیح کہا ہی اختیار کیا اور مترجم نے آل عمران مین
ولادت عیسیٰؑ و اُٹھائے جانے کی تفسیر قولہ اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیہ مین یہ بحث ذکر کی ہی اور ابن عساکر نے تاریخ مین بعض سلف سے
حکایت کی کہ وہ نبی صلعم کے حجرے مین دفن ہونگے پس فلما ایسا ہی دیگر محدثین نے بھی اُسکو بعض آثار کی طرف منسوب کیا اور لطیفہ یہ کہ
حجرہ مبارک مین ایک جگہ خالی ہی

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ
سو یہود کے گناہ سے ہمنے حرام کین اُنپر کتنی پاک چیزین جو اُنکو حلال تھین اور اس سے کہ اٹکتے بہت اللہ کی راہ

اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ
سے اور انکے سود لینے پر اور اُنکو اس سے منع ہو چکا ہی اور لوگون کے مال کھانے پر

بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ
ناحق اور تیار رکھی ہمنے انمین منکرون کے واسطے دکھ کی مار لیکن جو ثابت ہین علم پر

مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ
اُنمین اور ایمان والے سو مانتے ہین جو اُترا تجپر اور جو اُترا تجھسے پہلے اور آخرین نماز پر

الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ
قائم رہنے والونکو اور دینے والے زکوٰۃ کے اور یقین رکھنے والے اللہ پر اور پچھلے دن پر ایسون کو ہم دینگے

ع ۲۲ ۱۰

اَجْرًا عَظِيْمًا
بڑا ثواب

فَبِظُلْمٍ ۔ ای لسبب ظلم یعنے لسبب ظلم صادر ہونے کے اور بیضاوی نے لکھا ای فبای ظلم یعنے بہت بڑے ظلم صادر رہنے پر ۔ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۔ ہم الیہود ۔ ان لوگون کیطرف سے جو یہود ہوئے اور وہ یہودی ہین ۔ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ ہم نے حرام کردین اُنپر وہ طیبات جو اُنکے لیے حلال تھین ف یہ طیبات جنکو حرام فرمایا وہ سورۂ انعام کے قولہ وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر الآیۃ مین مذکور ہین ۔ واضح ہو کہ آیت کریمہ سے اتنا ضرور معلوم ہوگیا کہ یہود پر اللہ تعالےٰ نے طیبات کو انکی طرف سے ظلم صادر ہونے کے سبب سے حرام کیا اور رہی تفصیل تو واحدی ؒ نے لکھا کہ وجہ تحریم طیبات کی کس نبی کی زبان پر اور کیونکر اور کب ہوتی گئی تو اسمین مجھے کوئی قطعی بات نہین ملی اور خازن ؒ نے اس قول کی تصدیق کی اور شیخ ابن کثیر ؒ نے فرمایا کہ یہ تحریم کبھی تو قدری ہوتی ہے اسکے یہ معنے کہ اللہ تعالےٰ نے اجرا تقدیر انپر اسطرح کی کہ اُنھون نے کتاب توریت مین اسطرح تاویل وتحریف وتبدیل کی جس سے اشیاء حلال اُنپر حرام ہوگئین یعنی اللہ تعالےٰ کے شکنجہ مین کھینچ دینے سے اُنھون نے اپنے اوپر سختی کرکے بہت چیزین حرام کرلین ۔ اور کبھی شرعی یعنے انکو اللہ تعالےٰ نے توریت مین بہت وہ چیزین جو پہلے حلال تھین سوائے اُنکے جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کرلی تھین حرام کردین کما مر فی قولہ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الآیۃ ۔ اور باوجود اسکے وہ لوگ افترا باندھے جاتے تھے کہ یہ چیزین کچھ ہمپر نہین بلکہ نوح وابراہیم سے حرام چلی آتی ہین چنانچہ اسکا بیان گزر چکا ۔ پھر بظلم پر عطف کیا قولہ ۔ وَبِصَدِّهِمْ ۔ الناس عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ دینہ صدا ۔ كَثِيْرًا ۔ اور بسبب اُنکے روکنے کے لوگونکو سبیل اللہ یعنی اللہ کے دین سے بہت روکنا ف یہان یہودیوں پر طیبات حرام ہونے کے سبب بیان فرمائے جنکا مرجع انھین یہودیونکے فسق وفجور ہین اول سبب یہ کہ اُنھون نے ظلم بہت کیا دوم سبب یہ کہ اُنھون نے راہ حق سے لوگونکو خوب روکا سبب سوم قولہ تعالےٰ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ ۔ اور یہود کے سود لینے سے حالانکہ اُس سے منع کیے گئے ف یعنی توریت مین اس سے منع کیے تھے اور سبب چہارم قولہ تعالےٰ ۔ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۔ اور ناحق لوگونکے مال کھانے سے ف ناحق مال کھانے سے یہ مراد کہ معاملات کے فیصلہ کرنے مین رشوت لیکر ناحق حکم دیتے تھے جو توریت کے خلاف ہوتا ۔ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔ اور ہمنے ان کافرون کے لیے عذاب الیم مہیا کیا ہے ف پھر چونکہ یہود مین وہ بعض بھی تھے جو ایمان لائے مانند عبداللہ بن سلام ؓ کے تو انکا استدراک فرمایا بقولہ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ ۔ لیکن وہ مستثنی ہین جو اُنمین سے راسخین فی العلم ہین ف جیسے عبداللہ بن سلام حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا ۔ عبداللہ بن سلام وثعلبہ بن سعید وزید بن سعید واسید بن عبید جو کہ اسلام مین داخل ہوئے اور محمد صلعم وقرآن کی تصدیق کی اُنکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی بقولہ لکن الراسخون فی العلم ۔ اور رسوخ فی العلم سے مراد یہ کہ علم نافع کے ساتھ دین مین اُنکا قدم ثابت ہے ۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۔ المہاجرون والانصار یعنے مومنون سے مراد معہود مہاجرین وانصار ہین جو آنحضرت صلعم پر ایمان لائے بدون اسکے کہ اہل کتاب از سابق ہون اور یہود کے راسخین فی العلم بھی اگرچہ مومنین تھے لیکن وہ اہل کتاب مین سے ایک نام سے معروف تھے الحاصل جو لوگ یہود مین سے علم حق پر ثابت قدم ہین اور مومنین مہاجرین وانصار يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۔ یہ سب یقین مانتے ہین جو تجھپر اترا اور جو تجھسے پہلے اترا ۔ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ

ایک جماعت کی قراءۃ میں والمقیمون الصلوٰۃ ہے پس ماقبل پر عطف ہے اور ایسا ہی مصحف ابن مسعودؓ میں ہے ولیکن جمہور کی قراءۃ میں والمقیمین نصب سے ہے اور
یہی مصحف ابی بن کعب میں ہے اور ابن جریرؒ نے کہا کہ جمیع مصاحف الائمہ میں یون ہی ہے اور جسنے اسکو کاتب کا سہو شمار کیا اُسکا قول مردود ہے اور یہی قراءۃ ثابت
صحیح ہے پھر اعراب نصب اُسکو بنابر آنکہ منصوب علی المدح ہے ای وامدح المقیمین الصلوٰۃ اور مدح کرتا ہون ان لوگونکی جو نماز ٹھیک رکھتے ہین جیسے قولہ تعالےٰ و
الموفون بعہدہم اذا عاہدوا والصابرین فی الباساء الآیۃ میں آیا ہے اور یہ وجہ اعراب راجح ہے ابن جریرؒ نے کہا کہ کلام عرب میں ایسا شائع ہے اور ابن جریرؒ نے
اختیار کیا کہ مراد اس سے ملائکہ ہین اور ابن کثیرؒ نے اسکو منظور فیہ قرار دیا اور بعض نے کہا کہ انبیا مراد ہین یعنے ایمان لاتے ہین بما انزل الیک و ما
انزل من قبلک و انبیاء پر اور یہ وجہ ہے اور اخفشؒ نے جو اسکو مستبعد جانا تو مبردؒ نے بتوجیہ وجیہ اُسکو رد کردیا ہے اور جاننا چاہیے کہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ
اُنسے جب المقیمین الصلوٰۃ وغیرہ کو پوچھا گیا تو جواب دیا کہ یہ کاتب کی غلطی ہے پوشیدہ نہین کہ ابوعبید وغیرہ نے ایسے آثار کو اخراج کیا اور ایک ٹکڑا
مفسر جلالؒ نے مقدمہ اتقان میں نقل کیا ہے ولیکن محفوظ ہونا ان آثار کا اگرچہ جسطرح منقول ہے بنظر ظاہر بدون جرح راوی ہو لیکن بلا علت ہونا غیر
مقبول ہے اور ایسا ہی جو عثمانؓ سے مروی ہے کہ مصحف جب لکھکر اُنکے سامنے گیا تو کہا کہ میں اسمین کچھ لحن دیکھتا ہون جسکو عرب اپنی زبان میں درست کرلینگے
تب کہا گیا کہ آپ کیون نہین بنا دیتے ہین تو کہا کہ چھوڑدو اس سے کوئی حرام حلال یا حلال حرام نہین ہوا جاتا ہے یہ روایت بھی غیر مقبول ہے اور ابن الانباریؒ
نے کہا کہ اسکی اسناد متصل نہین ہے اور مفسرؒ نے متعدد طرق سے مقدمہ میں نقل کرکے جواب کیطرف اشارہ کیا کہ اسناد متصل ہے لیکن یہ طرق و روایات سب اسی طریق
سے ہین جنکا محفوظ و غیر معلول ہونا ثابت نہین ہوا اور ابن الانباریؒ نے خوب کہا کہ یہ بات محال تھی کہ عثمانؓ اپنی نظر سے کوئی فاسد چیز مصحف میں دیکھتے
اور اُسکو غیر کے اصلاح کرنے پر چھوڑدیتے اور علاوہ برین قرآن تو رسول اللہ صلعم سے متواتر منقول ہے پس کیونکر ہوسکتا ہے کہ اسمین لحن ہو جبکہ حفاظ صحابہ متقنین نے
مجتمع ہوکر جمع کیا اور انھین سے لحن ہو تو دوسرے عرب کیا اصلاح کرینگے علاوہ برین دقائق خط مصحف اور اسکی خوبیان نہین جیسا کہ مفسرؒ نے مقدمہ اتقان میں لکھا
ہے صحابہؓ کو ید طولیٰ تھا پھر کیونکر یہ گمان روا ہوگا مترجم کہتا ہے کہ سب سے صریح یہ بات ہے کہ قرآن مجید انسے متواتر منقول ہے اور یہ روایات آحاد شاذ متفرد ہین تو بھلا متواتر
کے مقابلہ مین کہین ایسی روایت پر التفات ہوسکتا ہے نہین معلوم کہ راوی نے کیا سنا اور کس موقع پر سنا اور کیا سمجھ لیا اور وہی روایت کردیا۔ اور زمخشریؒ
نے کشاف میں لکھا کہ جو کوئی یہ گمان کرے کہ مصحف کے خط میں لحن واقع ہوا اُسکی بات قابل التفات نہین ہے ہان ایسے بعض لوگون نے اسطرف التفات
کیا ہے جنھون نے سیبویہ رحمہ اللہ کی کتاب پر کبھی نظر نہین ڈالی اور نہ اُنکو زبان عرب اور اُنکی بول چال کے طریقون سے آگاہی ہے اور نہ اُنکو نصب بمدح
و اختصاص کی خوبیان جس سے کلام مین تفنن تمام حاصل ہوتا ہے کچھ خبر ہے حالانکہ یہ ایک باب وسیع ہے جسکو سیبویہؒ نے مثالون و شواہد سے خوبصورت
ذکر فرمایا ہے اور یہ بات اسپر پوشیدہ رہی کہ اگلے طبقہ والے باوجودیکہ بلند ہمت تھے اور اسلام پر غیرت رکھتے تھے کیسے وہ کتاب اللہ عزوجل مین ایسا رخنہ
چھوڑ جاتے جسکو پچھلے نادان لوگ جنکو مذاق عرب مین اسقدر دستگاہ نہین ہے بند کرین حالانکہ یہ لوگ تو سیکھی زبان سے اپنے کو انمین ملاتے ہین انتہی کلامہ
اور یہ تقریر بہت عمدہ ہے اور بک بک کرنا فضول ہے مرد دیندار کو حق سے درگزر کرنا زہر سے بدتر ہے اور قول سیبویہ کو زجاج وغیرہ ائمہ نحو و تفسیر نے ارجح قرار
دیا ہے اور نماز کو قائم رکھنا اعلیٰ و اشرف و بہت قابل مدح ہے اور یہ ایک رکن قریب باصل اعتقاد ہے پس اللہ تعالےٰ نے ایک اعراب سے بتلا دیا کہ میں اُن بندونکی
مدح کرتا ہون جو نماز ٹھیک ٹھیک رکھتے ہین۔ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ۔ اور ایسے بندونکی مدح ہے جو زکوٰۃ دیتے ہین۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ اور اُن بندونکی مدح فرمائی ہے جو اللہ تعالےٰ و روز قیامت پر ایمان لاتے ہین۔ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ۔ بنون اکثر کی قراءۃ
ہے اور سیؤتیہم بالیاء حمزہؒ کی قراءۃ ہے۔ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ ایسے بندونکو ہم (اللہ تعالےٰ) ثواب عظیم عطا کرینگے ف وہ جنت ہے اور مراد لے آنکہ اس اجر عظیم
میں سے جنت بھی ہے مگر مفسرؒ نے بنظر مقابلہ کہا کہ یہود کافرون کو عذاب الیم سے وعید ہوئی جو دوزخ ہے پس راسخون و مومنون و مقیمون الصلوٰۃ

ویؤتون الزکوٰۃ کو اجر عظیم کا وعدہ ہوا وہ جنت ہے ف قال فی العرائس قولہ لکن الراسخون فی العلم یعنی وہ لوگ جو مستقیم و ثابت رہتے ہیں اللہ تعالے کے خطاب خاص سننے میں بدون اسکے کہ انکے نفس معارضہ کریں یا دین اور انکے اسرار باطنہ کو اضطراب ہو کیونکہ وہ الہام حقائق و وسوسہ شیطانی سے تمیز کرتے اور پہچانتے ہیں اور لمہ ملکی اور لمہ نفسی شیطانی میں فرق جانتے ہیں بلکہ خطاب عقل و قلب و نفس و روح و ملک و سر باطن و شیطان ہر ایک کو بنور خطاب الٰہی جان لیتے ہیں اور ہر خطاب کا موقع پہچانتے ہیں انکا علم لدنی ہے اور انکی زبان الہامی ہے اور قلب عرشی ہے اور روح ملکوتی ہے اور انکے اسرار باطنہ میں علوم غیبیہ بھرے ہیں اور باوجود اسکے ہر خطاب کو وہ لوگ قرآن و سنت کی ترازو پر تولنا جانتے ہیں اور کلام اولیا سے پرکھ لیتے ہیں اور بعض نے کہا کہ راسخین فی العلم وہ عالم باللہ و عالم بامر اللہ تعالے ہیں جو ہر حال میں سنت رسول اللہ صلعم کے پیرو ہیں اُس سے تجاوز نہیں کرتے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ لوگ ہیں جو علم کے حدود و شرائط پر ٹھہرے اور ثابت رہتے ہیں اُسکے حدود سے کسی خصست و تاویل کے ساتھ تجاوز نہیں کرتے ہیں اور بعض نے کہا جو برہان حقائق بیان تک پہونچتے ہیں۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

ہمنے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح کو اور نبیوں کو اُسکے بعد اور وحی بھیجی ابراہیم کو اور اسمعیل کو

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا

اور اسحق کو اور یعقوب کو اور اُسکی اولاد کو اور عیسے کو اور ایوب کو اور یونس کو اور ہارون کو اور سلیمان کو اور ہمنے دی

دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ

داؤد کو زبور اور کتنے رسول جنکا احوال سنایا ہمنے تجھکو آگے اور کتنے رسول جنکا احوال نہیں سنایا

عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ

تجھکو اور باتیں کیں اللہ نے موسے سے بول کر کتنے رسول خوشی اور ڈر سنانے والے تا نہ رہے

لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

لوگوں کو اللہ پر الزام کی جگہ رسولوں کے بعد اور اللہ زبردست ہے حکمت والا

محمد بن اسحاق نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ دو یہودی سکین اور عدی بن زید نے کہا کہ اے محمد ہم نہیں جانتے کہ موسیٰ کے بعد اللہ تعالے نے کسی بشر پر کچھ اُتارا تو اسی بارہ میں اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ - یہ بھی تشبیہ ہے۔ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ - یعنے حضرت ابراہیم کے دونوں بیٹے جنمیں سے اسمعیل بڑے تھے وَيَعْقُوْبَ - یعنے اسحق کے بیٹے۔ وَالْاَسْبَاطِ - اولاد ہ۔ یعنے یعقوب کی اولاد کیونکہ اسرائیل یعنے یعقوب کی اولاد میں سبط و اسباط کا لفظ ایسا ہی بولا گیا جیسے کہ اولاد اسمعیل میں قبیلہ و قبائل کا لفظ بولا جاتا ہے۔ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ - اباہ - یعنے سلیمان کے باپ کو زَبُوْرًا - زبور بالفتح جمہور کی قراءۃ ہے اور یہ نام اُس کتاب آسمانی کا ہے جو داؤد کو ملی تھی اور اسمیں اخلاق و نصائح و ذکر و اذکار تھے اور عمل احکام و شرائع کا توریت ہی پر رہا پھر انجیل سے کچھ توریت منسوخ ہوئی ہے اور حمزہ کی قراءۃ میں زبور بالضم ہے پس وہ مصدر ہے بمعنے مفعول یعنی مزبور ہے اور معنے اُسکے مکتوب ہیں حاصل یہ کہ محمد ہمنے تجھے وحی فرمائی جیسے ہمنے وحی فرمائی تھی نوح پر اور انکے بعد والے انبیاء پر اور جیسے ہمنے وحی فرمائی تھی ابراہیم پر اور انکے دونوں بیٹے اسمعیل و اسحق پر اور اسحق کے بیٹے یعقوب پر اور یعقوب کی اولاد

اسماعیل پر اور عیسیٰ وایوب ویونس وہارون وسلیمان پر اور ہمنے داؤد کو زبور عطا فرمائی ف ان انبیاء مین سے اکثر وہ ہین جنکی نبوت کو یہودی مانتے ہین تو انکو
وحی آتی تھی بالخصوص داؤد علیہ السلام کو زبور وحی فرمائی جو معروف ومشہور ہے پھر یہود خبیث کیونکر انکار کرتے ہین کہ بعد موسیٰ کے کسی کو وحی نہین ہوئی ہے
حالانکہ ہر پیغمبر کو وحی ہوا کرتی ہے اور یہ سب رسول تھے جنکا نام بیان فرمایا۔ **وَرُسُلًا** ۔ ای وارسلنا رسلا اور بھیجا ہمنے ایسے رسولون کو۔ **قَدْ**
قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ ۔ جنکا حال ہمنے تجہر وحی مین پہلے بیان کیا اور ایسے رسولون
کو جنکا حال تجہر بیان نہین کیا ف واضح ہو کہ آیت کریمہ سے اتنا معلوم ہوا کہ جسقدر رسول کلام مجید مین مذکور ہین انکے سوائے اور بھی رسول اللہ تعالیٰ
نے بھیجے لیکن انکی تعداد ونام وغیرہ معلوم نہونے مین کوئی نقص نہین جیسے معلوم ہونے مین سوائے ایک آگاہی کے کوئی اور فائدہ بھی نہین ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے
سوائے چند انبیاء کے جنکے بیان احوال مین جامع تر بیان درج ہین اور اسیقدر مین کفایت ہوگئی باقیو کو ذکر نہین فرمایا پس جنکو ذکر فرمایا وہ آدمؑ ۔ ادریسؑ
نوحؑ ۔ ہودؑ ۔ صالحؑ ۔ ابراہیمؑ ۔ لوطؑ ۔ اسمٰعیلؑ ۔ اسحٰقؑ ۔ یعقوبؑ ۔ یوسفؑ ۔ شعیبؑ ۔ موسیٰؑ ۔ ہارونؑ ۔ یونسؑ ۔ داؤدؑ ۔ سلیمانؑ ۔ الیسعؑ ۔ زکریاؑ ۔ عیسیٰؑ ۔ یحییٰؑ ۔ اور اکثرون
کے نزدیک ذی الکفلؑ اور سب کے سردار محمد صلعم **کذا ذکرہ ابن کثیر** اور کہا گیا کہ ایوبؑ والیاسؑ اور سورہ قصص مین سب کا ترجمہ انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرونگا
پھر جنکو نہین ذکر کیا اسمین روایات ہین قال المفسر مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار نبی بھیجے جنمین سے چار ہزار تو بنی اسرائیل مین سے اور چار ہزار باقی
لوگون مین سے تھے یہ **جلال الدین محلی** رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورہ غافر مین لکھا ہے **قال المترجم** اور **مفسر سیوطی** رح نے جوامع مین اسپر تنصیص کی ہے
ہو قد رواہ الحاکم وابو یعلی عن انس مرفوعا وضعفہ ابن کثیر ثم رواہ عن شیخہ الحافظ ابو عبد اللہ الذہبی باسنادہ الی انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلعم فذکر
نحوہ وقال ہذا حدیث غریب من ہذا الوجہ واسنادہ لا باس بہ رجالہ کلہم معروفون الا احمد بن طارق فانی لا اعرفہ بعدالۃ ولا جرح واللہ اعلم ۔ یعنی **ابن کثیر** رح نے
اپنے **شیخ ذہبی** رح کی اسناد سے حدیث انس رضی اللہ عنہ روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل مین چار ہزار انبیاء بھیجے اور باقی لوگون مین چار ہزار بھیجے۔
اسکی اسناد مین سب ائمہ مشہور ہین سوائے احمد بن طارق کے مین انکے بارہ مین کچھ واقف نہین ہون پھر ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث بروایت محمد بن الحسین
الآجری وارد کی کہ ابوذر رض نے کہا کہ مین مسجد مین گیا ناگاہ رسول اللہ صلعم تنہا بیٹھے تھے پس مین آپکے پاس بیٹھ گیا الی آخر الحدیث اور اسمین مذکور ہے کہ پھر مین نے پوچھا کہ
یا رسول اللہ انبیاء کتنے ہوئے ہین فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ مین نے کہا انمین سے رسول کتنے ہین فرمایا کہ تین سو تیرہ ایک جم غفیر ہین۔ مین نے کہا
کہ پہلا کون ہے فرمایا کہ آدمؑ مین نے کہا وہ بھی نبی مرسل تھے۔ فرمایا کہ ہان انکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اسمین اپنی روح پھونکی اور برابر کیا
پھر فرمایا کہ اے ابوذر انمین سے چار سریانی تھے آدمؑ وشیثؑ وخنوخؑ یعنے ادریسؑ جسنے پہلے پہل قلم سے لکھا اور نوحؑ اور چار عرب سے تھے۔ ہودؑ وشعیبؑ
وصالحؑ وتمہارا نبیؐ ۔ اور فرمایا کہ اے ابوذر اول الانبیاء بنی اسرائیل مین موسیٰؑ اور آخری عیسیٰؑ تھا اور اول الرسل آدمؑ اور آخری محمد صلعم ہے مین نے کہا یا
رسول اللہ کتنی کتابین اللہ تعالیٰ نے اتارین فرمایا کہ ایکسو چار پس شیثؑ پر پچاس صحیفے اور خنوخ پر تیس اور ابراہیمؑ پر دس اور موسیٰؑ پر قبل توریت کے
دس صحیفے اور توریت وانجیل وزبور وفرقان چار کتابین بھیجین مین نے کہا کہ یا رسول اللہ صحف ابراہیم مین کیا تھا فرمایا کہ یون کہ اے نمرود مسلط مبتلی
مغرور مین نے تجھے اسطرح نہین مبعوث کیا کہ تو دنیا کو بعض کو بعض پر جمع کرے بلکہ اسواسطے مبعوث کیا کہ مجھسے مظلوم کی دعا ہٹائے رکھے کہ مین مظلوم کی
دعا اگرچہ کافر ہو واپس نہین کرتا ہون۔ اور اسمین نصائح ہین کہ عاقل پر واجب ہے کہ اسکی چند ساعتین ہون ایک ساعت مین اپنے پروردگار سے مناجات
کرے اور ایک ساعت مین اپنے نفس سے حساب لے اور ایک ساعت مین اللہ تعالیٰ کی صنعت مین فکر کرے اور ایک ساعت مین اپنے کھانے پینے ضروری
حاجات کے واسطے فراغت کرلے اور عاقل پر واجب ہے کہ مشغول بتحیر نہو مگر تین کام کرے یا تو اپنی آخرت کا توشہ تیار کرے یا معاش محنت کرے یا حلال لذت
اٹھائے اور عاقل پر واجب ہے کہ اپنے وقت کو نگاہ رکھے اپنے حال پر متوجہ رہے اپنی زبان کی حفاظت کرے اور جسنے اپنے کلام کو کام مین شمار کیا وہ کم بولیگا

اسیقدر کہ بولنا مقصود ہو۔ مین نے کہا کہ یارسول اللہ صحف موسیٰؑ کیا تھے فرمایا کہ سب عبرت تھے عجب اُس شخص سے جو اپنے مرنے کا یقین کرے پھر وہ خوش ہوتا ہی عجب اُس سے جو تقدیر کو مانتا ہی پھر کوشش کرنے پر آمادہ ہوکر رنج کرتا ہی عجب اُس سے جو دنیا اور اُسکی لوٹ پوٹ کو دیکھتا ہی پھر اُسپر مطمئن ہوتا ہی عجب اُس سے جو عاقبت مین کل کے روز حساب کا یقین کرتا ہی پھر عمل نہین کرتا ہی مین نے کہا یارسول اللہ جو آپ پر نازل ہوا اُسمین بھی کچھ ایسے نصائح وعبرت مین سے ہی جو ابراہیم و موسیٰؑ پر اُترے تھے۔ فرمایا ہان پڑھا اُسکو قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والآخرۃ خیر وابقی ان ہذا لفی الصحف الاولی صحف ابراہیم وموسی مین نے کہا کہ یارسول اللہ مجھے وصیت فرمائیے۔ فرمایا کہ مین تجھے اللہ تعالے سے تقوی کرنیکی وصیت کرتا ہون کہ یہ تیرے سب کام کا سر ہی مین نے کہا کہ کچھ زیادہ کیجیے۔ فرمایا کہ تلاوت قرآن و یاد الٰہی کو لازم کرلے کہ تیرے لیے آسمان مین ذکر اور زمین مین نور ہی مین نے کہا کہ اور زائد کیجیے فرمایا کہ بہت ہنسی سے بچارہ کہ دلکو مارتی اور چہرہ کا نور کھوتی ہی مین نے کہا اور کچھ زائد کیجیے۔ فرمایا کہ جہاد کرنا لازم کرلے کہ میری امت کی رہبانیت یہی ہی مین نے کہا اور زائد کیجیے۔ فرمایا کہ خاموشی اختیار کر مگر نیک بات مین بول کیونکہ خاموشی شیطانکو بھگاتی ہی اور دینی کام پر مدد کرتی ہی مین نے کہا کچھ اور زائد کیجیے۔ فرمایا کہ اپنے سے نیچے کو دیکھ اور اونچے کو مت دیکھ اس سے سزاوار ہی کہ تو نعمت الٰہی کی تحقیر نہ کرے اور نہ بدکاوے۔ مین نے کہا کہ اور زائد کیجیے فرمایا کہ مسکینونکو دوست رکھ اور انکے ساتھ بیٹھا کر کہ یہ سزاوار ہی کہ تو نعمت الٰہی کو اُس سے نہ بدکاوے۔ مین نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ اپنے قرابتیونسے میل رکھ اگرچہ تجھے الگ کرین۔ مین نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ حق بات کہدے اگرچہ کڑوی لگے۔ مین نے کہا کہ اور زائد۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ مین کسی کی ملامت سے مت ڈر پھر میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اے ابوذر نہین عقل مانند تدبیر کے اور نہین پرہیزگاری مثل باز رہنے کے اور نہین کوئی حسب مانند خوش خلقی کے۔ کذا اوردہ ابن کثیرؒ بطولہ وقد رواہ ابو حاتم معلما بالصحۃ وغیرہ وتکلم فیہ ابن الجوزی من اجل ابراہیم بن ہاشم الراوی الذی تکلم فیہ غیر واحد من ائمۃ الجرح والتعدیل فی قد وقع عدد الانبیاء ازہا من الف الف فی روایۃ احمد وغیرہ وصححہ ابن حبان والحاکم یعنے ابن کثیرؒ نے جو روایت وارد کی اُسمین ابن الجوزیؒ نے بوجہ ابراہیم بن ہاشم راوی کے کلام کیا اور روایت امام احمدؒ مین تعداد انبیاء قریب ایک لاکھ مذکور ہی اسکو ابن حبان وحاکم نے صحیح کہا ہی۔ **وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى** بلاواسطہ **تَكْلِيمًا**۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا موسیٰؑ سے بدون کسی واسطہ کے کلام کرنا ف اور معنے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سُننے کا حجاب اُٹھا دیا یہانتک کہ موسیٰؑ نے کلام باری تعالیٰ کو سُنا اور یہ فضیلت خصوص موسیٰؑ کو حاصل ہوئی۔ اور مفسرؒ نے بلاواسطہ کی قید زائد نہین لگائی بلکہ توضیح کردی جو نفس کلام سے محاورہ جاننے والے کو معلوم ہی اور وہ تاکید بقولہ تکلیما ہی کیونکہ اس سے یہ توہم جاتا رہا کہ شاید کہ تکلیم مجازا ہو چنانچہ فرائؒ نے کہا کہ اہل عرب ہر بات کو جو پہونچ جاوے کسی طریق سے ہو کلام کہتے ہین جبتک کہ مصدر سے تاکید نہ لائی جاوے پھر جب مصدر سے تاکید ہو تو فقط حقیقی کلام مراد ہوگا اور نحاسؒ نے فرمایا کہ نحویون نے اسپر اجماع کیا ہی کہ جب فعل کو اسکے مصدر سے موکد کیا جاوے تو وہ مجازا نہوگا یہانسے معتزلہ وغیرہ کا رد ہوگیا جو کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے درخت وغیرہ کسی چیز مین کلام پیدا کیا تھا اس سے موسیٰؑ نے سنا تھا اور بعض کم بختون نے اعراب مین تحریف کی کہ اسم اللہ کو نصب سے پڑھا اور موسیٰؑ کو کلم کا فاعل قرار دیا یعنے موسیٰؑ نے اللہ سے کلام کیا حالانکہ اس صورت مین قراءۃ متواتر کی مخالفت لازم آتی ہی اور تکلیما کا کوئی فائدہ نہین رہتا ہی علاوہ برین یہ قطعا مردود ہی بدلیل قولہ تعالے ولما جاء موسی لمیقاتنا وکلمہ ربہ۔ کیونکہ اسمین خواہ مخواہ ربہ فاعل ہی اور کلمہ کی ضمیر منصوب راجع بموسیٰ ہی۔ اور واضح رہے کہ بنی اسرائیل نے تکلیم موسیٰؑ کی کیفیت وغیرہ مین عجیب خلط ملط قصے روایت کیے ہین جنکا ذکر کرنا بیفائدہ تطویل ہی۔ **رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ**۔ ہمنے یہ رسول ایسے بھیجے کہ جو ایمان لاوے اُسکو ثواب کی خوشخبری سنانیوالے **وَمُنْذِرِيْنَ** اور جو کفر کرے اُسکو عذاب سے ڈرانے والے ہین۔ **لِئَلَّا يَكُوْنَ** ای ارسلناہم لئلا یکون۔ **لِلنَّاسِ**۔ یعنے بھیجا ہمنے ان رسولونکو تاکہ نہووے بندونکے لیے۔ **عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ** اللہ تعالے پر کوئی حجت ف یعنے گفتگو و عذر۔ اسواسطے حجت بمعنے دلیل سے دوسرے پر غلبہ کرنا تو یہان بن ہی نہین سکتا اور یہ عذر رفع کرنا بھی محض اللہ تعالے کا فضل ہی پس معنے یہ ہوئے تاکہ بندونکو کوئی عذر کی مجال

بحضور باری تعالیٰ نہو۔ بَعْدَ ۔ ارسال۔ الرُّسُلِ ۔ انہیں بعد اسکے کہ رسولونکو اُنکی طرف ارسال فرمادیا۔ حاصل معنی یہ کہ تاکہ بعد اسکے بندون کافرونکو کوئی عذر نہو بایںطور کہ کہین کہ اے پروردگار کیون نہین تو نے ہمپر کوئی رسول بھیجا تاکہ ہم تیری آیتونکی پیروی کرتے اور مومنین سے ہوجاتے جیساکہ کلام مجید مین دوسرے مقام پر مصرح ہے پس ہمنے رسول اُنکے عذر قطع کرنیکو بھیجدیے۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۔ اللہ غالب ہے اور دانا ہے یعنے مخلوق کی مصلحت کو خوب جانتا ہے۔ وفی العرائس قولہ انا اوحینا الیک ۔ آنحضرت کے ذکر کے ساتھ دیگر انبیاء کو ذکر کرنا آنحضرت صلعم کے حق مین تسلی و تثبیت ہے اور زیادت قرب محبت کی عبرت ہے قولہ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ انبیاء کے درمیان سے موسیٰ کو خطاب خاص بلا واسطہ سے تخصیص کیا اور حضرت موسیٰ نے ایک گونہ انبساط و رعونت کی کہ دیدار کا سوال کر بیٹھے پس حق تعالیٰ نے انکو غلبات انسانیت مین موقوف رکھا اور دیدار خالص سے ممنوع رکھا اور ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسرار پر بار شوق اٹھایا اور انبساط مین آکر سوال دیدار نہ کیا تو انکو یہ کرامت عطا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے چشم سر اور چشم قلب سے بمشاہدہ و بمعاینہ ظاہر و باطن دیدار خاص سے مشرف فرمایا اور بلا واسطہ و بلا حجاب اپنا کلام سنایا چنانچہ فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی ماکذب الفؤاد مارای الآیۃ مترجم کہتا ہے کہ صحاح کی روایات اس مضمون کی شاہد ہین جو شیخ نے لکھا ہے اور اول آیت بلا تکلف مثبت مدعا ہے اور بعض محققین نے ذکر کیا کہ جمہور کے نزدیک آنحضرت صلعم کو دیدار نصیب ہوا فافہم ۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی نبی یا ولی کو اپنا کلام سنانا چاہتا ہے یعنے آنکہ ازل سے اُسکے مقدر مین ہوتا ہے تو اپنی طرف سے اسکو ایک قوت سننے کی دیتا ہے جس سے وہ سنتا ہے کما روی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع الحدیث جو کہ گذر چکی ہے اور تعالیٰ نے اپنا کلام سنایا وہان کچھ حروف و آواز کو دخل نہ تھا بلکہ حروف ازلی و آواز قدرت سے سنایا جو وسواس الناس کے سمجھ سے بالا ہے اور ولایت ازلی مین رسم اجلی کو دخل نہین

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ

لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اُسکی جو اُسنے تیری طرف نازل کیا اُسکو اللہ نے اپنے علم کے ساتھ اُتارا اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہین۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

اور کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ ہونے کو

آنحضرت صلعم نے یہود سے اپنی نبوت کو پوچھا یعنے توریت مین میری بشارات کو تم پاتے ہو پس اُنھون نے چھپایا اور ظاہر مین کہا کہ ہم نہین جانتے ہین تب نازل ہوا کہ یہ کفار اگر انکار کرین تو تجھے کچھ پروا نہونا چاہیے۔ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ ۔ لیکن اللہ تعالیٰ تیری نبوت کو ظاہر فرماتا ہے کیونکہ شہادت کے معنے ظاہر کرنا ہے جسکا یا انکار کیے ہوئے کا پھر یہ شان نزول جو شیخ مفسر رح نے ذکر کیا ہے اُسکو حافظ ابن کثیر رح نے ابن عباس رض سے بروایت محمد بن اسحاق رح ادا کیا اور باوجود اسکے تفسیر مین کہا کہ چونکہ قولہ انا اوحینا الیک سے آخر تک متضمن اثبات نبوت آنحضرت صلعم اور صریح ان لوگونپر رد ہے جو اہل کتاب و مشرکین سے منکر تھے تو فرمایا لکن اللہ یشہد الخ اور قریب اسکے بیضاوی رح نے کہا کہ یہ استدراک از مفہوم ماقبل ہے گویا بات یہ ہوئی کہ ہرگاہ انھون نے آسمان سے اینا و پر کتاب نازل کرنیکے سوال مین تعنت کیا اور قولہ انا اوحینا الیک الآیۃ سے اُنپر حجت کیگئی کہ طریقہ وحی بر آنحضرت صلعم ویسا ہی ہے جیسا کہ نوح علیہ و دیگر انبیاء علیہم السلام پر تھا تو فرمایا کہ یہ لوگ اپنی خباثت سے گواہی نہ دینگے ولیکن اللہ تعالیٰ شاہد ہوتا ہے اور یہ لوگ انکار کرینگے ولیکن اللہ تعالیٰ اُسکو ظاہر و ثابت فرماتا ہے۔ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ ۔ من القرآن المعجز۔ یعنے ساتھ اسکے ظاہر فرمایا ہے تیری نبوت کو قرآن سے جو تمام انس الناس انکو اپنے مثل فصاحت بلاغت و اخبار غیب کو لانے سے عاجز کرنیوالا ہے پس یہی کیا طرف سے جب اعجاز ظاہر ہو تو وہ بیان ہے۔ واضح ہو کہ دعوت حضرت محمد صلعم عام تام ہے ولیکن اعجاز قرآن جو معجزہ عظیم ہے دو جہت کر دیا کہ عارفون زبان و دانا پر واضح و ظاہر ہے اور غیر زبان والونپر بسبب فنون بلاغت نجاننے کے خفی ہے اور یہ حالت کلیہ ہے چنانچہ شعر و اشعار و نظم و

نثر ہر ایک شخص اُنکی خوبیون سے آگاہ نہین ہوتا مگر وہی جو نظم کے قواعد وخوبی ونثر کے فنون سے آگاہ ہو مثل مشہور ہے کہ جوہر کو جوہری ہی جانتا ہے پس اسقدر اس اعجاز مین
خفا رکھنا رحمۃ للعالمین کے مناسب ہے کیونکہ اتنا بھی خفا اگر نہوتا تو ظہور مین پردرنگی موجب غضب وبدانجامی متردد کیلیے ہوتا اور معلوم ہے کہ غرض جز اسلام وتوحید
اور کچھ جزیہ وغیرہ قبول نہین ہے فافہم۔ اہل عرب مین سے باوجود اُنکی لڑائی وجنگ وجدال وعداوت وبہتان کے اُنکے فصیح وبلیغ معروف ومشہور شعراء وقت نے
کلام مجید ومعجز حمید کے حق مین بڑے بڑے کلمات تعریف کے متواتر مروی ہین اگرچہ ایمان کے طور پر اُنھون نے نہین سراہا کیونکہ آمین اُنکے ہٹ دہرمی آڑے تھی مگر یہ کہنا
کہ ایسا کلام آدمی کی مجال نہین اور یہ کلام کسی جن کا ہے اور اسکے مقابلہ مین قلم توڑ دیا یہ سب اُسکے معجز ہونے پر صریح دلیل ہین اور بہتیرے مسلمان ہوگئے اور
بعض اعراب نے کہا کہ سجدت لفصاحۃ ہذا الکلام یعنی مین نے اس کلام کی فصاحت کو سجدہ کیا پس عاقل جانتا ہے کہ جن کی کیا مجال ہے جو ایسا کلام لاسکے اور
اعرابی کو چاہیے کہ اس کلام کے کہنے والے کو سجدہ کرے۔ اور بعض متقدمین نے اسکی فصاحت وبلاغت مین کتابین لکھی ہین بایین معنی کہ اسقدر کمالات اسمین
ظاہر ہوے اور دنیا مین اس سے بڑھکر مذاق پہونچتا ہے اور فصحاء عرب کے اقوال سب جمع کیے ہین پس اس زمانہ مین جو بعضے کافر ومشرک اس سے تردد ظاہر کرتے
اور جاہل مسلمان اُنکی باتون سے شک مین پڑتے ہین اسکا منشا حماقت وجہالت ہے زبردست فصحاء عرب جنکی نظم ونثر موتیون مین تولی جاتی تھی اور موجود تھے
جب اُنھون نے اسکے مقابلہ مین پناہ مانگا اور سواے تعریف وتحسین کے مجال نہوئی تو اس زمانہ کے بیوقوف جاہل بے تمیز ونکو کیا مجال ہے اور ظاہر ہے کہ عرب والے
سخت دشمن تھے اگر کچھ بھی گنجایش پاتے یا کوئی بات بدکہی ہوتی تو شیطانکی طرح زمانہ مین مشہور ہوجاتے اور اگر مسلمان نقل نکرتے تو یہود ونصاری کا کہنا کافی تھا
بلکہ اتفاقاً لیکن سواے یہود کے اہل عرب مین زمانہ کفر مین بھی یہ بات بایں معنی موجود تھی کہ معاملات مین سچائی کا برتاؤ رکھتے تھے اگرچہ خونریز اور جنگجو تھے سو یہان
تو یہودیونکی بھی زبان بند تھی یہ نہین کہتے تھے کہ بشر کا کلام ہے بلکہ کہتے تھے کہ جبرئیل نے وحی لانے مین عداوت کرکے بنی اسرائیل کو چھوڑا اور عرب کے ایک شخص
کو پہونچائی اس حماقت کو دیکھو اسکا رد ہوگیا کہ اللہ تعالی تیری صدق رسالت کی گواہی دیتا ہے بذریعہ اس قرآن کے کہ جو تجھپر نازل فرمایا ہے۔ اَنْزَلَهٗ
بِعِلْمِهٖ۔ درحالیکہ اللہ تعالی نے اُتارا اس کلام کو اپنی آگاہی سے ف یعنے درحالیکہ وہ تعالی اسکا عالم ہے تو سزاوار نبوت وہی ہے یا یہ مراد ہے کہ اپنے علوم
کیساتھ نازل کیا یعنے اسمین اسکا علم موجود ہے پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالی شاہد ہے کہ اُسنے یہ کلام معجز ارسال فرمایا مع علوم واخبار غیب کے جسکے مثل کوئی نہین
لاسکتا۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ۔ ایضاً۔ یعنے ملائکہ بھی تیرے صدق نبوت ورسالت کی گواہی دیتے ہین ف نہ فقط جبرئیل علیہ السلام نہین
بلکہ میکائیل واسرافیل وغیرہ سب گواہ ہین قال البیضاوی اسمین تنبیہ ہے کہ یہ لوگ کافر جو چاہتے ہین کہ بے تامل وغور کے تیری نبوت کا صحیح ہونا جان
لین چنانچہ آسمان سے بھی لکھائی کتاب اُتار لا انکو آنکھون کے سامنے مانگتے ہین تو اُسکے واسطے نور وصفائے تام چاہیے اور یہ فقط فرشتونکو حاصل ہے آدمی کو تنہا
مین یہ نہین ہوتا ہان اگر نظر صحیح سے غور کرین جیسے کہ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الآیات سے ارشاد کیا تو فوراً جان لین قال المترجم اس تنبیہ
کا نفع سواے تعنت وعناد والو کے اور نکی طرف عاید ہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ علی ذلک۔ یعنے اللہ تعالی کا شاہد ہونا بس کافی ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

جو لوگ منکر ہوے اور اُنکے اللہ کی راہ سے وہ دور پڑے ہین بھول کر جو لوگ

كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ

منکر ہوے اور حق دبا رکھا ہرگز اللہ بخشنے والا نہین اُنکو اور نہ اُنکو ملاوے راہ مگر راہ دوزخ کی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ

پڑے رہین اسمین ہمیشہ اور یہ اللہ پر ہے آسان ہے لوگو تم پاس

الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
رسول آچکا ٹھیک بات لیکر تمھارے رب کی سو مانو کہ بھلا ہو تمھارا اور اگر نہ مانوگے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان
وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝
اور زمین مین اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمت والا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جنھون نے کفر کیا اللہ تعالے کے ساتھ ف باینطور کہ رسول برحق نے جسطرح ایمان لانیکو کہا اُسکو نہ مانا بلکہ رسول ہی کو نہ مانا کیونکہ انکار رسول عین کفر باللہ تعالے ہے اور باوجود اس کفر کے ۔ وَصَدُّوْا ۔ الناس ۔ اور روکا لوگونکو عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ راہ خدا سے ف یعنے دین اسلام مین داخل ہونے سے باینطور روکا کہ انھون نے صفت محمد صلعم کی جو توریت مین موصوف اور اسپر عہد لیا گیا تھا اُسکو چھپایا بلکہ بدل ڈالا پس الذین سے یہود مراد ہین م حاصل آنکہ جنھون نے گمراہی اختیار کی اور لوگونکو گمراہ کیا ۔ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۔ تو یہ لوگ بہت دور کی گمراہی مین بھٹکے ہین ف پس ضلال تو گمراہی تھی اور اضلال سے اشد گمراہی مین بعید از حق ہوگئے پس ضلال و ظلم دونون جمع کیے جنکا عذاب بیان فرمایا بقولہ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جنھون نے کفر کیا اللہ تعالے سے ۔ وَظَلَمُوْا ۔ اور ظلم کیا ف اللہ تعالے کے نبی صلعم کیساتھ باینطور کہ اُسکی صفت چھپائی یا لوگونکو روکا کہ اُنکو سچی صفت کے سوائے تحریف کرکے بتلائی اور ایمان سے محروم کیا اور جاہل یہود یونسے کہا کہ نبوت اولاد ہارون و داؤد سے باہر نہوگی تو ایسے لوگونکا عذاب یہ کہ ۔ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۔ تو اللہ تعالی کی شان نہین کہ اُنکو بخشے اور نہ انکو کسی راہ کی ہدایت دے ف تو ہمیشہ بدکردار رہینگے اور کوئی راہ نہین دیے جاوینگے ۔ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ ۔ سوائے راہ جہنم کے ف یعنے اُنکے لیے کوئی راہ نہین سوائے ایسی راہ کے جو انجام کار جہنم مین پہونچاوے اور وہ یہی طریقہ جسپر موجود تھے پس معنے یہ کہ جبتک اسپر چلینگے تبتک اللہ تعالی نہین بخشیگا بلکہ جہنم مین پہونچا دیگا ۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ ۔ مقدرین الخلود فیہا اذا دخلوہا ۔ اس تقدیر سے کہ جب داخل ہونگے تو انکے لیے اسمین رہنا ہمیشہ مقدر ہوگا ۔ اَبَدًا ۔ تاکید خلود ہے اور تصریح ہے کہ خلود کے معنی یہان مدت دراز تک رہنے کے نہین بلکہ ہمیشہ پڑے رہنے کے ہین اور بعض نے کہا کہ الا طریق جہنم استثناء منقطع ہے یعنے لیکن جہنم کا راستہ اُنکو دیگا ۔ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۔ اور یہ سب اللہ تعالے پر آسان ہے ف یعنے اللہ تعالی کے نزدیک یہ کچھ چیز نہین ہے وہ جو چاہے کرے ۔ پس کوئی عاقل اُسکو روا نہین رکھیگا کہ موت پر اُسکو یقین ہو پھر ایک ایسے شخص کی پیروی نہ کرے جو عقلاً و نقلاً راہ نیک بتاتا ہے اور اپنے نفس بداخلاق کی پیروی کرکے دائمی عذاب مین گرفتار ہو لہذا ارشاد کیا کہ ۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ۔ اے اہل مکہ گویا یہود کو قابل خطاب نہونیکے تعریض فرمائی اور مشرکین مکہ کو خطاب کیا مگر بلفظ عام جو مشرکین مکہ و یہود و نصاری وغیرہ سب خلق کو شامل ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ یا ایہا الناس ۔ قرآن مین اہل مکہ کو خطاب ہے کہ ۔ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۔ آچکا تمھارے پاس یہ رسول مکرم تمھارے رب کیطرف سے حق کے ساتھ ف یعنے جو کچھ وہ لایا سب حق ہے اللہ کیطرف سے ۔ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۔ ای فآمنوا بہ واقصدوا خیرا لکم ۔ پس ایمان لاؤ اُسپر اور قصد کرو خیر اپنے واسطے ف کذا قال الخلیل وسیبویہ ۔ یا ۔ فآمنوا یکن خیرا لکم ۔ ایمان لاؤ تمھارے لیے بہتر ہوگا یعنے بہتر ہوگا اُس کفر سے جسمین تم پڑے ہو کیونکہ تم اپنے گمان مین اسکو بہتر سمجھو مگر وہ سراسر بدتر ہے پھر تمھارے گمان سے بھی تمھارا ایمان لانا بہتر ہے ۔ وَاِنْ تَكْفُرُوْا ۔ اور اگر اس سے کفر کروگے ف تو اللہ تعالے بے پرواغنی ہے تو اپنی عاقبت خراب کروگے اور کسی کا کچھ نہین بگاڑوگے ۔ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ کیونکہ جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے سب اللہ تعالے ہی کا ہے ف اُسی کی ملک ہے اُسی کے مخلوق ہین اُسیکے غلام بندے و باندیان ہین پس تمھارا کفر کرنا اُسکی سلطنت کو کچھ مضر نہین ہے ۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا ۔ بخلقہ ۔ حَكِيْمًا ۔ فی صنعہ بہم ۔

اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے آگاہ و خوب جاننے والا ہے پس جو صنع انہیں رکھی اور جاری کی ہے وہ حکمت سے ہے پس ہدایت کے قابل کو ہدایت دیتا ہے اور گمراہی کے قابل کو گمراہی نصیب ہے پھر اللہ تعالیٰ نے گمراہ نصرانیوں کی مذمت کے ساتھ عام نصیحت فرمائی تاکہ سب گمراہوں پر حجت پوری ہو۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ

اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت بولو اللہ کے حق میں مگر بات تحقیق مسیح جو ہے عیسیٰ بیٹا

مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ

مریم کا رسول ہے اللہ کا اور اسکا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہے اسکے ہاں کی سو مانو اللہ کو اور اسکے رسولوں کو

وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ

اور مت بتاؤ اسکو تین یہ بات چھوڑو کہ بھلا ہو تمہارا اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے اس لائق نہیں کہ اسکے اولاد ہو

لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ○

اسی کا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ - او اہل کتاب بعض نے اے اہل انجیل لَا تَغْلُوا - ای لا تجاوزوا الحد - فِي دِينِكُمْ - یعنی تجاوز کرو حد سے اپنے دین میں بس یہود تو عیسیٰ کو مع انکی والدہ کے بہتان قبیح سے یاد کرتے تھے یہ غلو قبیح تھا جیسے خوارج دربارہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قبیح کلام کرتے ہیں - اور یہودی عزیر کو خدا کا بیٹا بتاتے۔ تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیرا۔ اور نصاریٰ کو جیسے یہ غلو تھا کہ حضرت عیسیٰ و مریم بندگان خدا کی نسبت ایسی باتیں کہتے ہیں جس سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ جیسے روافض دربارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرح طرح کے خیالات لگاتے ہیں - اور آمین نہیں ہو کہ راہ مستقیم مانند پل صراط کے بہت باریک اللہ کی راہ بار یک ہے پس افراط و تفریط دونوں سے گمراہی میں پڑ جاتا ہے چنانچہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کو ایک شخص نے کہا کہ اے ہمارے سید اور ہمارے سید کے بیٹے تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو بات سمجھ کر کہو اور شیطان تمکو نہ بہکا دے میں محمد بن عبداللہ ہوں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اسکا رسول پس قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ مجھے پسند نہیں ہے کہ جس منزلت درجہ پر مجھے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے تم اس سے مجھکو بڑھاؤ - رواہ احمد اور ابن عباسؓ نے عمر بن الخطاب سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم میرے حق میں اتنا اکراہ نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ کو بڑھایا میں بندہ ہوں مجھے اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول اللہ کہو - رواہ احمد و البخاری اور روایت صحیح سے ثابت ہے کہ قریب حضور وفات کے اس بارہ میں بہت تاکید فرمائی حتیٰ کہ فرمایا اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا ۔ الخ - اور فرمایا کہ تم لوگ میری قبر کو عید مت بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو جہاں ہو کیونکہ تمہارا درود و سلام مجھے پہونچایا جاتا ہے تم جہاں ہو ۔ الخ - اور نصاریٰ نے یہاں تک کفر اختیار کیا کہ عیسیٰ کو درجہ نبوت سے الوہیت پر کہنے لگے بلکہ یہود کا بھی یہی حال عزیر کے حق میں ہوا بلکہ دونوں فریق نے اپنے عالموں و درویشوں کی نسبت معصوم ہونیکا دعویٰ کیا کہ جو کچھ حق و باطل انہوں نے کہا اس کو آمنا و صدقنا کر لیا اور یہ پورا کفر ہے کما قال اللہ تعالیٰ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ الآیۃ - حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ کے بندے تھے اسکو معبود جانتے تھے تو حق بات سمجھا و زیادتی کیطرف اسواسطے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ - اور اللہ تعالیٰ پر سوائے حق کے کچھ مت کہو یعنی قول حق کہو کہ اللہ عزوجل پاک ہے ہر طرح کی شرکت شریک سے اور کوئی اسکا فرزند نہیں ہے نہ لڑکا نہ لڑکی نہ جورو وہ عیب سے پاک ہے یہ چیزیں اسکی شان ہی سے نہیں اور یہ ہو ہی نہیں سکتی ہیں یہ لوگ عجیب بیوقوف ہیں اللہ تعالیٰ سے ہم مسلمان دعا کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں کو ہدایت پر رکھے - لوگو عبرت دیکھو کہ یہ نصرانی جو دنیا کے کاموں میں چالاک و ہوشیار ہیں دین میں ایسے بیوقوف ہیں بس یقین رکھو کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تم شریک و فرزند کے نام سے تعجب کرتے ہو

اور نصرانی ایسی پر جمے ہوئے اعتقاد رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو رد کرتا ہے کہ۔ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ۔ یعنے مسیح تو مریم کا پوت عیسیٰ
تھا اللہ تعالیٰ کا ایلچی وقت یعنے اللہ تعالیٰ نے اسکو یہ بزرگی دی تھی کہ اپنا رسول کیا تھا اور نصاری کو وہم بس اتنی ہی بات پر ہوا کہ بدون باپ کے عیسیٰ کو پیدا کر دیا تو
فرمایا۔ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ۔ اسکا کلمہ کہ اسکو مریم کی طرف پہونچا دیا۔ وَرُوحٌ مِّنْهُ۔ ای ذو روح منہ۔ اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایک
روح اور بندہ تھا ف حاصل آنکہ وہ تو فقط اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ اور مخلوقات میں سے ایک مخلوق تھا کہ حکم دیا ہوجا وہ ہوگیا اور یہ جو فرمایا
کہ روح منہ یعنے روح من اللہ تو مفسرین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کیطرف اسکی اضافت ہونا اسکا فخر ہے جسکو اللہ تعالیٰ فرماوے کہ میرا بندہ ہے اسکے لیے فخر ہے اگرچہ
درحقیقت سب اسی کا ہے اور یہ نہیں ہے کہ جیسا تم نصرانیوں نے گمان کیا کہ وہ اللہ کا بیٹا یا اللہ کا ساتھی شریک یا ثالث ثلثہ میں سے ایک ہے کیونکہ روح والا تو مرکب ہو کر بنا
ہے پس وہ ضرور بنا اجزا سے بنا ہے ان اجزا کا محتاج ہے کیونکہ جبتک مرکب کے اجزا ایسا نہوتے تبتک مرکب نہ ذرا ہے اور اللہ حق جل علا کسی چیز کا محتاج ہوتا ہے یا کبھی نہ بعد وہم ہوتا ہے
اور جو اللہ معبود ہے وہ ترکیب دیے جانے سے پاک ہے اور قتادہ وغیرہ سے روایت ہے تو قولہ کلمتہ القاہا الی مریم۔ بمانند قولہ قال لہ کن فیکون ہے اور اضافت جیسے قولہ ہذہ
ناقۃ اللہ وغیرہ میں ہے قال المترجم اضافت کی توجیہ بے فائدہ ہے کیونکہ سیاق آیت کریمہ اسیواسطے ہے کہ عیسیٰ بندۂ خدا اور رسول اللہ تھا اور جو نصاری تین
قول کفر کے کہتے ہیں بیٹا یا ساتھی یا تین میں سے ایک تھا سب غلط و کفر ہے پس یہود و نصاری میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لایا لہذا فرمایا۔
فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ۔ پس تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اسکے رسولونکو مانو اور تین مت کہو۔ یعنے جب تم نے حق
بات جان لی تو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولوں پر اور مت کہو ثلثہ۔ ای لاتقولوا الالہۃ ثلثۃ اللہ وعیسیٰ وامہ یعنی مت کہو کہ تین الٰہ ہیں ایک اللہ اور دوسرا
عیسیٰ اور تیسری اسکی ماں پس جو لوگ بیٹا کہتے تھے وہ تو بندہ مخلوق ثابت ہونے سے رد ہوا پھر جب تین الٰہ کہنے والوں کا رد ہوا تو جو فقط شریک کہتے تھے
وہ بھی رد ہوئے پس حق یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ بندے اللہ تعالیٰ کے اور رسول برحق اور اللہ تعالیٰ کے یہاں آبرودار بندہ ہیں اور واضح ہو کہ قولہ رسلہ
میں اشارہ ہے کہ سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر عیسیٰ کو فقط بندہ و رسول مان لیا تو بھی ایمان صحیح نہوگا بلکہ ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے ہر شریک و فرزند
وغیرہ عیبوں سے پاک و منزہ ہے اور عیسیٰ اسکا بندہ و رسول برحق تھا اور اللہ تعالیٰ کے سب رسول برحق ہیں اور محمد صلعم اللہ تعالیٰ کا بندہ و رسول برحق ہے و قرآن برحق
ہے یعنے ایمان کی سب باتوں پر اعتقاد کرو۔ اور تثلیث و شرک کے قائل مت ہو۔ انْتَهُوا۔ عن ذلک ائتوا خَيْرًا لَّكُمْ۔ منہ وہو التوحید۔ باز رہو اس شرک
تثلیث سے اور لاؤ اس سے بہتر کو اپنے واسطے اور وہ توحید ہے یعنے توحید بجا لاؤ۔ إِنَّمَا اللَّهُ۔ مبتدا۔ إِلَٰهٌ۔ خبر۔ وَاحِدٌ۔ تاکیدی صفت ہے یعنے
اللہ تو وہی الوہیت والا اکیلا ہے۔ سُبْحَانَهُ۔ تنزیہا لہ عن۔ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ۔ تنزیہ ہے اللہ تعالیٰ کیواسطے اس بات سے کہ اسکے واسطے فرزند
ہووے۔ ف۔ جاننا چاہیے کہ نصاری کے اقوال حضرت عیسیٰ کے بارہ میں بہت مختلف و بے انتظام اور نہایت حماقت آمیز ہیں چنانچہ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ اس آیت
میں تین الٰہ کا قول مذکور ہے اور ایسے ہی آخر سورۂ مائدہ میں بقولہ واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم أأنت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین الآیہ۔ یعنے جب عیسیٰ سے
اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ اے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے مجھے اور میری ماں کو دو الٰہ بنا لو۔ ف۔ یہ نسطوریہ فرقہ ہے اور اول سورہ میں کہا ولقد کفر
الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم الآیہ۔ واللہ کافر ہوگئے وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے۔ ف۔ قال ابن کثیرؒ اور نصاری کی جہالت
اس درجہ پہنچی کہ نہ انکا کوئی ضابطہ ہے اور نہ کفر کی حد ہے انکے فرقے بہت ہیں اور مختلف رائیں پریشان اقوال ہیں اور بعض متکلمین نے خوب کہا کہ یہ نوبت پہنچی
ہے کہ اگر دس نصرانی جمع ہوں تو گیارہ قول متفرق ہونگے اور سعید بن بطریق جو انکے علماء میں سے ایک مشہور شخص تھا اور سنہ ۴۰۰ ہجری کے حدود میں اسکندریہ میں
ایا تھا لکھتا ہے کہ نصاری زمانہ شاہ قسطنطین کے عہد میں جمع ہوئے اور دو ہزار اسقف سے زیادہ تھے مگر پچاس پچاس اور چالیس چالیس اور ساٹھ ساٹھ کم و بیش متفرق اقوال کہنے
لگے مگر ایک قول پر تین سو اٹھارہ نفر مجتمع ہوئے تو انہی کو بادشاہ نے قوت دیکر جو اس فرقے نے بیان کیا اسکے اقوال جمع کرکے قوانین وکتابیں بنائیں اور انکو ملکانیہ

کہتے ہین پھر دوسرے مجمع مین ایک فرقہ یعقوبیہ پیدا ہوا پھر تیسرے جلسہ مین نسطوریہ پیدا ہوا اور انمین سے ہر فرقہ مسیح مین تین اقنوم کا قائل ہے اور اسکی کیفیت مین باہم
مختلف ہین او اپنے زعم مین لاہوت و ناسوت مین جھگڑتے ہین کہ انمین اتحاد ہے یا نہین ہے یا امتزاج ہے یا حلول ہے اور انمین سے ہر ایک فرقہ دوسرے فرقے کو کافر سمجھتا
ہے اور اہل اسلام و ایمان و توحید ان سب فرقونکو بد اعتقادی کی وجہ سے کافر جانتے ہین سوائے اسکے جو یہ اعتقاد کرے کہ عیسیٰ بن مریم بندہ اللہ کا اور رسول اللہ تھا
علیہ السلام **قال المترجم** اس زمانہ مین اہل اسلام نے کتاب اللہ کی پیروی اور اسکے احکام پر اعتقاد کو سپید رکھنے مین سستی شروع کی اور جو حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اس امت والے
بھی یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلینگے اسکے آثار نظر آئے اللہم اید الاسلام بالاید المتین اللہم لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ واجعل لنا من لدنک
سلطانا نصیرا یا حی یا قیوم وصل علی عبدک و رسولک محمد وآلہ واصحابہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین - بالجملہ اللہ تعالیٰ نے بتاکید شدید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے
پاک منزہ ہے اس سے کہ اسکے فرزند ہو پھر برہان واضح بیان فرمائی - **لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ** ۔ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور
جو کچھ زمین مین ہے یعنی سب اسکے باندی غلام اور مخلوق و مملوک ہین تو عیسیٰ و انکی ماں بھی منجملہ تمام مخلوقات کے مملوک ہوئے اور جو چیز مملوک ہو وہ کیونکر بیٹا ہو گی کیونکہ
مالک و مملوک مین منافات ہے بیٹا تو باپ کی قسم سے ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ محض کفر و بہتان و غلط ہے جو عیسیٰ کی نسبت ایسا کہے - **وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا** ۔ اور اللہ تعالیٰ
تنہا کافی ہے وہ کارساز **فاقال البیضاوی** یعنی تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی نسبت کیسے چھوٹے منہ سے بیٹے کا حرف نکالتے ہین وہ حی قیوم ہے تمام مخلوقات جسکی
انتہا بشر کے حیطہ امکان سے خارج اور تمام دنیا بلکہ زمین و آسمان ایک فی ذرہ سے کم ہے اسکی جناب عظمت مین حرف کن سے انتظام پائی بلکہ حرف کن بھی سمجھانیکو ہے اگرچہ اسکی بھی
درحقیقت کچھ ہستی نہین پس اسکے فرزند وغیرہ کیسا تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا ۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

مسیح ہرگز عار نہ مانے — اس سے کہ بندہ ہو اللہ کا — اور نہ فرشتے — نزدیک والے — اور جو کوئی کنیاوے — اللہ کی بندگی سے

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور تکبر کرے — سو وہ جمع کرے — ان سب کو اپنے پاس اکٹھا — پھر جو ایمان لائے — یقین — اور — عمل کیے — نیک

فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا

انکو پورا دے گا — انکا ثواب — اور بڑھتی دے گا — اپنے فضل سے — اور جو — کنیائے

وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور — تکبر کیا — سو انکو — مار دیگا دکھ کی مار — اور نہ پاوینگے — اپنے واسطے — اللہ کے سوا

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

کوئی حمایتی — نہ مددگار — لوگون تم پاس — پہونچ چکی — تمہارے — رب کی طرف سے سند

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ

اور اتاری ہمنے تمپر — روشنی واضح — سو جو یقین لائے — اللہ پر — اور اسکو مضبوط پکڑا تو انکو داخل کریگا

فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

اپنی مہر مین — اور فضل مین — اور پہونچا دیگا اپنی طرف سے سیدھی راہ

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ - تکبر و یا انف - نہین تکبر کرسکتا و ناگوار نہین سمجھ سکتا کبھی - **الْمَسِيْحُ** - الذی زعمتم انہ الہ - مسیح بن مریم جسکو

تمنے زعم کیا کہ وہ معبود ہی۔ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰہِ۔ اس امر سے کہ ہووے بندہ اللہ تعالے کا ف یعنے مسیح کبھی اس امر سے تکبر و الفنا نکریگا کہ وہ اللہ تعالے
کا بندہ ہو سبحان اللہ تعالے اسکا بندہ ہونا عین فخر ہی جسکو نصیب ہووہی جہان سے بزرگ ہی معالم وغیرہ مین ہی کہ وفد نجران نے حضرت صلعم سے کہا کہ آپ عیسیٰ
کو عیب لگاتے ہین کہ اُنکو بندہ کہتے ہین تو آپنے فرمایا کہ مسیح کے حق مین یہ عار نہین کہ اللہ تعالی کا بندہ و رسول ہو پس یہ آیت نازل ہوئی قال المترجم اس آیت کریمہ
کا تعلق اوپر سے ظاہر ہی کہ جمیع جو کچھ آسمان و زمین مین ہی سب اللہ عزوجل کے بندے و مخلوق و مملوک ہین پھر فرمایا کہ مسیح اس سے استنکاف نہین کر سکتا اور واضح
ہو کہ لن یستنکف مین اشارہ ہی کہ مسیح بندہ صالح و رسول برگزیدہ ہی اُس سے یہ ہرگز صادر نہین ہوگا اسیواسطے یون نفرمایا کہ لا یستطیع المسیح ان یستنکف یا لیس له
ان یستنکف پس مسیح سے خود اقرار بطور فخر ثابت ہی کہ۔ انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا الآیہ یعنی اللہ تعالے کا بندہ ہون اُسنے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہی
پس جب انکار کو اسیقدر کافی ہی اور اسپر ملائکہ عطف کرکے زائد کیا۔ وَلَا الْمَلٰٓئِکَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔ عند اللہ لا یستنکفون ان یکونوا عبید الله اور نہ ملائکہ مقربین
یعنے جو ملائکہ کہ اللہ تعالے کے نزدیک مقرب ہین نہین استنکاف کرینگے اس امر سے کہ وے اوتعالی کے بندے ہون ف یہ زائد کلام استطراداً فرمایا اور نہایت عمدہ
استطراد ہی جو اسواسطے مذکور ہوا کہ ایسے لوگون پر رد ہو جو ملائکہ کو معبود یا اللہ تعالے کی بیٹیان گمان کرتے ہین جیسے پہلے کلام سے نصاری پر رد ہی جو یہی زعم کرتے تھے
پس مقصود تو خدا ایسے نصاری کا رد ہی اور اس حسن استطراد سے مشرکین مذکور کا رد نکل آیا مترجم کہتا ہی کہ بعض مفسرین نے اس کلام سے زمخشری وغیرہ بعض معتزلہ کا رد کر دیا
جو ایسا اس امر پر استدلال کرلیتے تھے کہ ملائکہ افضل ہین انبیاء سے اور دلیل یہ لاتے کہ معطوف علیہ کا درجہ معطوف سے افضل ہوتا ہی ورنہ ملائکہ کے عدم استنکاف عیسے کا
عدم استنکاف لازم نہ آویگا پس معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے کا بندہ ہونے سے مسیح استنکاف نہین کریگا اور نہ ملائکہ مقربین جو اس سے افضل ہین اور بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ
اگر یہی بات ہوتی جو معتزلہ نے بیان کی تو آیت بھی نصاری پر حجت ہو سکتی تھی کیونکہ وہ مان لیتے کہ ملائکہ افضل از عیسیٰ ہین اور بدون اسکے حجت نہو گی حالانکہ نصاری
کا تو یہ حال ہی کہ اُنھون نے عیسیٰ کو درجہ الوہیت تک پہونچایا ملائکہ کا کیا ذکر ہی پس یہ عطف از باب ترقی نہین ہی بلکہ استطراد و تتمیم رد ہی اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ استنکاف
یعنے انکار کرنا اور ملائکہ کو بہ نسبت عیسیٰ کے انکار سے زیادہ قدرت ہی پس زیادہ قادر ہونے سے انکا افضل ہونا لازم نہین آتا ہی قال المترجم یہ جواب بنابر آنکہ عطف
مذکور از باب ترقی ہی ولیکن ترقی قدرت استنکاف مین زیادتی کی ہی نہ افضلیت مین اور بقاعی نے بر تقدیر تسلیم ترقی کہا کہ ترقی زیادہ عجیب پیدائش مین ہی کیونکہ
وہ زیادہ سے پیدا نہین ہین پس عیسیٰ کیا بلکہ آدمؑ سے بھی زیادہ عجیب پیدائش کے ہین پس معنی یہ کہ انکار نہین کریگا عیسیٰ جو فقط بدون باپ کے پیدا ہوا اور نہ
ملائکہ مقربین جو زیادہ دونو کے بغیر پیدا ہوئے ہین اس بات سے کہ اللہ تعالے کے بندے ہون قال المترجم صاحب اصطلاحات صوفیہ وغیرہ اہل حق نے خوب کہا ہی
کہ اہل بدعت کو شیطان نے بیکار اس مسئلہ مین پھنسایا جسمین کوئی نص از جانب شارع نہین تاکہ رجماً بالغیب اسپر بہت سے مسائل ثابتہ حقہ سے بر بنا مذکور منکر
ہو جاوین کیونکہ ظاہر ہی کہ شرع مین اس مسئلہ کے ظہور پر مدار ایمان یا اعمال سے کچھ بھی موقوف نہین پس ایمانداروں کو ایسی بحث کرنا لغو و فضول ہی پھر اللہ تعالے نے آگاہ
فرمایا کہ اسکی بندگی تمہاری عین عزت ہی ملائکہ و عیسیٰ سب بندگی سے فخر کرتے ہین اور اسکے قبضہ قدرت مین مسخر ہین اُنکے واسطے کچھ مجال مخالفت نہین بلکہ فرمایا
وَمَنْ یَّسْتَنْکِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیَسْتَکْبِرْ فَسَیَحْشُرُهُمْ اِلَیْهِ جَمِیْعًا۔ اور جسنے اسکی عبادت سے انکار کیا اور تکبر چاہا تو
اللہ تعالے اپنی طرف سبکو حشر فرماویگا ف یعنے آخرت مین سبکو اپنی طرف محشور فرماویگا اور جمیعاً سے مراد یہ کہ استنکاف کرنیوالا اور ذکر نہوالے یعنے نیک و بد سبکو
اللہ تعالے باقیات کو میدان حشر مین جمع فرماویگا پھر ان دونون قسمونکی تفصیل فرمائی بقولہ تعالے۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ۔ پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور نیک کام کیے تو اللہ تعالے اُنکو اپنی مزدوری پوری دیگا ف یعنے اُنکے عملونکے ثواب
پورے عطا فرماویگا۔ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ۔ اور اپنے فضل سے اُنکے لیے بڑھاویگا ف یعنے ثواب اعمال پر زائد عطیہ دیگا وہ ایسی چیز ہی کہ کسی
آنکھ نے نہین دیکھی اور نہ کسی کان نے سُنی اور نہ کسی بشر کے دلپر اسکا تصور گذرا۔ یہ الفاظ حدیث صحیح ہین اور قولہ الحسنی زیادہ کی تفسیر مین زیادت کی تفسیر بدیدار

حضرت باری تعالیٰ عز وجل صحیح ہوئی ہے الحاصل مخلوق دو قسم ہین ایک وہ جنھون نے عبادت الٰہی سے تکبر و استنکاف کیا اور دوم اُنکے برخلاف جنھون نے
اللہ تعالیٰ کی بندگی کو اپنا فخر جانا پس جنھون نے استنکاف نہین کیا بلکہ ایمان لائے و نیک اعمال بندگی کے ادا کیے تو اللہ تعالیٰ اُنکو اس حشر کے
مجمع مین اُنکی نیکوکاریون کے ثواب عطا کریگا اور اسپر اپنی طرف سے بڑھتی عطیہ دیگا جو کسی نے نہ دیکھا اور نہ سنا اور اُسکے خیال مین آیا اور سب سے افضل رضوان
اور دیدار باریتعالیٰ ہے پس ان بندونکی بزرگی کون قیاس کر سکتا ہے وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْکَفُوْا وَاسْتَکْبَرُوْا ۔ اور رہے وہ جنھون نے اللہ تعالیٰ
کی بندگی سے استنکاف و استکبار کیا ۔ فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۔ تو انکو اللہ تعالیٰ عذاب الیم دیگا ف وہ عذاب دوزخ ہے جسمین بے موت
جلا کرینگے ختم نہوگا اور کوئی تدبیر بن نہ آویگی ۔ وَلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا ۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اپنا ولی نہین پاوینگے
جو اُنسے عذاب دور کرے ۔ وَّلَا نَصِیْرًا ۔ اور نہ کوئی ایسا مددگار کہ اپنے قابو سے اُنکے سر سے عذاب کو روکے یہانتک اہل کتاب کو تنبیہ کردی
اور جس وہم و گمان پر وے بھٹکے تھے اسکو صریح حق بیان سے زائل و دفع کر کے عام خطاب فرمایا بقولہ ۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ۔ اے لوگو یعنی اہل کتاب
یہود و نصاریٰ اے مشرکین بت پرست و آتش پرست وغیرہ سب کے سب ادھر متوجہ ہو کر جانو کہ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۔ آگئی تمہارے
رب کیطرف سے حجت ف ابن جریج وغیرہ نے کہا کہ مراد قرآن مجید ہے اور معالم مین کہا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور یہی مفسر نے
اختیار کیا القرینہ مابعد ۔ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۔ اور ہمنے تمہاری جانب نور واضح اُتارد یا ف یعنے قرآن مجید اور مبین سے معنے لازمی
یعنے بین ظاہر مراد ہے اور نور کی صفت حسب بیّن قرار دی تو انتہاء ظہور ہوگیا پس اس نور ظاہر پر صدق دل سے یقین لاؤ اور وہ تمہارے حق مین نجی ہے
فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ ۔ پس جن بندون نے اللہ تعالیٰ پر یقین کیا اور اُس نور کو مضبوط پکڑ لیا ۔ فَسَیُدْخِلُهُمْ
فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۔ تو اللہ تعالیٰ اُنکو اپنی طرف سے رحمت و فضل مین داخل کریگا ۔ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۔ اور اُنکو
اپنی جانب راہ مستقیم دیدیگا ف جس سے اپنی مراد کو پہونچینگے اور عذاب سے نجات پاوینگے اور اگر نہ مانے تو عذاب دوزخ و دائمی خواری و ذلت نپر لازم ہے ف الی المراد
قولہ تعالیٰ لن یستنکف المسیح الخ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی عبودیت کا اقرار کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو نور توحید مین مستغرق کردیا تھا لہذا ابن منصور حلاج کا دعوٰی
انانیت مرتبہ تلوین مین ناقص تھا پھر عیسیٰ کیساتھ ملائکہ کے ذکر سے ملائکہ پرستوں کا رد ہوگیا اور ظاہر آیت سے عیسیٰ پر ملائکہ کی تفضیل نکلتی ہے اور مراد اس سے یہ ہے
کہ ملائکہ بندگان آسمانی و نجیب درگاہ و زیادہ قدرت والے رکھے گئے ہین اور اس امر مین عیسیٰ سے افضل ہین اور یہ کافرونکے وہم و زعم کے موافق ہے ورنہ عیسیٰ
سے ملائکہ افضل نہین ہو سکتے ہین اور کسی نبی پر اُنکو فضل نہین ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام جمالی و جلالی قدسی ہین اور ملائکہ علیہم السلام روحانی ملکوتی ہین ف قولہ
مصری نے کہا کہ قولہ نور امبینا الخ مخلوق پر تاریکی چھائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت و نور مبین چمکتا ہے کوئی اپنا حصہ لیگیا اور کسی نے اندھیرے مین ٹکر کھا
دی قال المترجم پھر جو اپنا حصہ لیگیا وہ قرب مین محرومونکے حصہ کا وارث ہے بقولہ تعالیٰ اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس یعنی یہی نورانی بندے
وارث ہین جو فردوس اعلیٰ کو میراث لیتے ہین ۔ ۵ ۔ یعنے دنیا کے ملعونہ کو اپنے نسبی بھائیو نکیلیے یعنے کافرون و مشرکون کیلیے چھوڑتے ہین اور خود اُنکے مقامات جنت
کو میراث لیتے ہین اور کافر و نکا یہ حال ہے کہ آدم اول و خاتم المرسلین آخر دونو سے منقطع ہوگئے اور نبیطانکی ذریات مین داخل ہو کر منقطع و معدوم ہوگئے کیونکہ کافر
مردہ ہو جاتا ہے تو گویا اس دائرہ مین اول و آخر سے خارج ہوگئے جیسے دنیاوی مال کے میراث مین کلالہ ہوتا ہے کہ نہ باپ ہا اور نہ بیٹا اور اصل و فرع دونو سے
مٹ گیا اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے اس سورۂ مبارک کو مسئلہ کلالہ پر ختم فرمایا جیسے ابتدائے سورہ مین میراث کا ذکر ہے اور اس سورہ مین جملہ مواریث تین بیان
ہین اول تو اصول و فروع کی میراث اور دوم جورو و مرد کی میراث اور مادری بھائی بہن کی میراث ان سبکا بیان ہوچکا اور سوم میراث کلالہ اور سیگے و علاتی
تو اُنکی میراث کا بیان آخر انفال مین ہے پس کلالہ کو فرمایا ۔

يَسْتَفْتُونَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ

حکم پوچھتے ہین تجسے تو کہہ کہ اللہ حکم بتاتا ہی تمکو کلالہ کا اگر ایک مرد مرگیا اور اُسکو بیٹا نہین اور اُسکو بہن ہے

فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا

تو اُسکو پہونچے آدھا جو چھوڑ مرا اور وہ بھائی وارث ہی اس بہن کا اگر نہ ہے اُسکو بیٹا پھر اگر بہنین دو ہون تو اُنکو پہونچے

الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

دو تہائی جو کچھ چھوڑ مرا اور اگر کئی شخص ہین اس ناتے کے مرد اور عورتین تو مرد کو دوبرابر حصہ

الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ع ۵ ۲۴

عورت کا بیان کرتا ہے اللہ تمھارے واسطے کہ نہ بھکو اور اللہ ہر چیز سے واقف ہی

يَسْتَفْتُونَكَ ۔ فی الکلالة تجسے فتوی چاہتے ہین ف کلالہ کے بارہ مین پس سوال مین سے کلالہ حذف ہوا کیونکہ جواب مین مذکور ہی وہ اسپر دلالت کرتا ہی کیونکہ جواب مطابق سوال ہونا چاہیے ۔ اور سائل اگرچہ جابر رضؓ اکیلے تھے جیسا کہ شان نزول مین آتا ہی پس یستفتونک بصیغہ جمع بوجہ اسکے کہ سوال ایسی چیز سے نہ تھا جسکا اختصاص حضرت جابرؓ سے ہو پس گویا سوال از جانب صحابہ ایک نے بیان کیا تھا بلکہ جمیع امت کی طرف سے ایک نے سوال کیا پس عموم مرعی ہی اگرچہ بلفظ عموم نہو ۔ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۔ کہدے کہ اللہ تعالیٰ تمکو کلالہ کے بارہ مین فتوی دیتا ہی ف یہان سے سبب کہ فتوی واضح عبارت مین ہوا اور بتہ و نشان سے صریح نقل کیا جائے ۔ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ ۔ یہین امرؤ رفع بفعل محذوف ہی جسکی تفسیر فعل ما بعد سے ہی ای ان ہلک امرؤ یعنے اگر مرگیا کوئی مرد جسکی صفت یہ کہ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ ۔ ای لا ولد وہو الکلالة ۔ یعنے ایسا مرد جو کلالہ ہی کہ نہین اُسکے کوئی فرزند لڑکا یا لڑکی ۔ اور نہ اسکا والد ہی یعنی باپ پس یہی کلالہ ہی کہ جسکی موت کیوقت نہ فرزند ہو نہ والد ہو ۔ اور والد کا نہونا دلالۃ النص سے ثابت ہی جیسا کہ آتا ہی ۔ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ من ابوین او اب ۔ اور اُسکی بہن موجود ہو ف اور مراد بہن سے وہ ہی جو ایک ماں و باپ سے ہو یا فقط باپ کیطرف سے ہو اور یہان دوسری ہو اور وہ بہن مراد نہین کہ جو فقط ماں کیطرف سے ہو ۔ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۔ تو اس بہن کو جو عینی یا علاتی ہو نصف ترکہ ملیگا ۔ وَهُوَ يَرِثُهَآ ای الاخ کذلک یرثہا جمیع ما ترکت اور اگر بھائی ایسا ہو کہ اُسکی عینی یا علاتی بہن مری تو بھائی اُسکے کل ترکہ کا وارث ہوگا ۔ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۔ بشرطیکہ بہن مذکورہ کا کوئی فرزند لڑکا یا لڑکی نہو اور اگر اس بہن کی اولاد ہو تو دو صورتین ہین اگر لڑکا ہی تو بھائی کو کچھ نہین ملیگا اور اگر لڑکی ہی تو اُسکے نصف حصہ کو دیکر جو کچھ بچے وہ بھائی کو ملیگا اور اگر بھائی یا بہن عینی یا علاتی نہین بلکہ فقط ماں کیطرف سے ہی تو وہ کلالہ نہین ہی اسکا مفروضہ چھٹا حصہ ہی جیسا کہ اسی سورہ کے اول مین گذرا اور ایسے بھائی بہن کے مذکر و مونث مین کچھ تفاوت بھی نہین ہی چنانچہ وہان مفصل مذکور ہو چکا پھر بطور کلالہ میراث پانیوالی بہن ایک سے زیادہ ہو یا بہنونکے ساتھ بھائی بھی ہون تو انکو بیان فرمایا ۔ فَاِنْ كَانَتَا ای الاختان ۔ اثْنَتَيْنِ ۔ پھر اگر دو عورتین ہون ف یعنے اگر بہنین عینی یا علاتی دو ہون اور مراد آنکہ دو ہو یا دو سے زیادہ ہون اس دلیل سے کہ آیت کا نزول حضرت جابرؓ کے حق مین ہوا اور وہ دو سے زیادہ بہنین چھوڑنیوالے تھے کما سیاتی تو معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ جسقدر ہون اُنکا حکم یہ ہی کہ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۔ الخ ۔ تو ان دونوں کو دو تہائی اُس مال کا ملیگا جو بھائی چھوڑ مرا ہی اور اگر دو سے زیادہ ہون تب بھی یہی حکم ہی ۔ وَاِنْ كَانُوْٓا ۔ ای الورثة ۔ اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً ۔ اور اگر وارث برادری مرد ہون اور عورتین یعنی بھائی بہنین عینی یا علاتی دونون موجود ہون ۔ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۔ تو ان مین سے مرد کیلیے دو عورتونکے حصہ برابر حصہ ہی ف یعنے بھائی کو بہن سے دو چند ملیگا ۔ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۔ ای یبین اللہ لکم شرائع دینکم لان لا تضلوا بیان کرتا ہی اللہ تعالیٰ تمھارے لیے دین کے شرائع تاکہ تم نہ بہکو

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے ف منہ المیراث اور منجملہ کل شئی کے ایک میراث بھی ہے جیسے بیان فرمائی **شیخ ابن کثیر** رحمہ اللہ نے اچھی تفصیل و تفسیر سے سنا یہ بیان کیا اسکی تلخیص لانا پسندیدہ ہے۔ براء بن عازب رضی سے روایت ہے کہ آخر جو سورہ نازل ہوا وہ سورۂ براءۃ ہے اور آخر جو آیت نازل ہوئی وہ قولہ یستفتونک الآیۃ ہے (رواہ الشیخان) **قال المترجم اور شیخ سیوطی** نے لکھا کہ مراد یہ کہ فرائض میں جو سب سے آخر آیت اُتری وہ یہی آیت ہے اور تفصیل اسکی تحت قولہ واتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت الآیۃ مترجم لکھ چکا ہے جابر بن عبداللہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم میرے پاس آئے درحالیکہ میں مریض تھا اور کچھ سمجھتا نہ تھا پھر وضو فرما کر مجھ پر پانی چھڑکا یا کہا کہ آپکے حکم سے لوگوں نے چھڑکا پس میں ہوش میں آگیا اور میں نے عرض کیا کہ میرا کوئی وارث نہیں سوائے کلالہ کے تو میراث کیونکر ہوگی پس اللہ تعالیٰ نے فرائض کی آیت اُتاری (رواہ الشیخان) اور دوسری روایت میں ہے کہ پس اللہ تعالیٰ نے آیہ میراث قولہ یستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الآیہ نازل فرمائی۔ (کذا رواہ الجماعۃ) اور جابر رضی نے کہا کہ میرے ہی معاملہ میں یہ آیت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ نازل ہوئی (رواہ ابن ابی حاتم) اور لفظ کلالہ ماخوذ از اکلیل ہے جیسے اکلیل سر کو محیط ہوتا ہے اپنے کناروں سے ایسے ہی میت کے حواشی اُسکے وارث ہوں تو کلالہ ہے اسیواسطے اکثر علماء نے کلالہ کی تفسیر میں کہا کہ وہ میت جسکے فرزند و والد نہو اور بعض نے کہا کہ کلالہ وہ میت جسکے فرزند نہ ہو **قال المترجم** بعض نے کہا کہ کلالہ وہ ورثہ ہیں جو بجز فرزند و باپ کے میت کے وارث ہوں **قال ابن کثیر** اور کلالہ کا حکم حضرت عمر رضی پر مشکل ہوگیا تھا جیسے جدہ کی میراث میں اور ربوا کی بعضی صورتوں میں انکو اشکال تھا **قال المترجم** یعنی ان میں اجتہاد کو مساغ ہوگیا اور قطعی کوئی امر کھلا ہوا نہیں ملا چنانچہ خود عمر رضی سے مروی ہے کہ مجھے تمنا ہے کہ جد و کلالہ و ربوا میں حضرت صلعم نے ہمسے کوئی عہد لیا ہوتا کہ جہاں حد پر ہم قطعاً ٹھہرتے (کما رواہ الشیخان) اور نیز روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے اس سے زیادہ کسی چیز میں سوال نہیں کیا جسقدر کلالہ میں پوچھا یہانتک کہ آپنے میرے سینہ میں اپنی انگلی ماری اور کہا کہ تجھکو آیۃ الصیف جو آخر سورۂ نساء میں ہے کافی ہے (رواہ احمد و مسلم) پھر عمر رضی نے کہا کہ کاش اگر میں نے رسول اللہ صلعم سے سمجھ لیا ہوتا تو وہ مجھکو سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب تھا (رواہ احمد) اور یعنی یہ کہ آنحضرت صلعم نے جب آیۃ الصیف کا کافی ہونا فرمایا تو عمر رضی مطمئن ہوگئے اور خوب سمجھ نہ لیا کہ کفایت کیونکر ہے اور آیۃ الصیف اسواسطے کہ گرمی میں اُتری تھی واللہ اعلم اور قتادہ رضی نے کہا کہ ہمسے ذکر کیا گیا کہ ابوبکر صدیق رضی نے اپنے خطبہ میں کہا کہ خبردار رہو کہ سورۂ نساء کے اول میں جو آیت اُتری فرائض کے بارہ میں وہ ماں باپ و اولاد کے حقمیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اور دوسری آیت جورو و مرد اور ماں کیطرف والے بھائی بہنوں کے حق میں ہے اور ختم سورۂ نساء پر جو آیت ہے وہ ایک ماں باپ کے سگے بھائی بہنوں کی میراث میں نازل فرمائی ہے اور جو سورۂ انفال کے ختم پر ہے وہ اولی الارحام میں بعض سے بعض اولی ہونیکے حقمیں یعنی ان عصبات میں ہے جو قرابت کی وجہ سے ہیں (رواہ ابن جریر) پھر قولہ تعالیٰ ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد ظاہر قول سے بعض نے استدلال کر کے کہا کہ کلالہ ہونیکی شرط سے نہیں ہے کہ باپ بھی نہو بلکہ فقط فرزند نہونا چاہیئے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت یہی ہے کما رواہ ابن جریر عنہ باسناد صحیح لیکن جس قول کیطرف مرجع ہے وہ یہی ہے کہ باپ نہونا بھی شرط ہے اور یہی جمہور صحابہ رضی کا قول ہے اور حضرت ابوبکر الصدیق رضی نے صریح کر دیا کہ کلالہ وہ ہے جسکا فرزند نہو اور باپ نہو اور اسی پر دلالت کرتا ہے قولہ تعالیٰ ولہ اخت فلہا نصف ما ترک کیونکہ اگر اخت کیساتھ باپ موجود ہو تو اخت کو کچھ بھی ارث نہیں ہوتی اسلیے کہ بالاجماع باپ اُسکو محروم کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ کلالہ کیواسطے یہ تو قرآن مجید میں ظاہر صریح مذکور ہے کہ فرزند نہو اور دلالۃ النص سے نکلا کہ اسکا باپ بھی نہو اور مکحول و عطیہ و حمزہ و راشد رحمہم اللہ نے زید بن ثابت رضی سے روایت کی کہ زید بن ثابت رضی سے پوچھا گیا کہ میت کا شوہر اور عینی بہن ہے تو زید رضی نے شوہر کو نصف اور بہن کو نصف دیا پس زید رضی سے اسمیں گفتگو کیگئی تو فرمایا کہ میں رسول اللہ صلعم کے حضور میں حاضر تھا کہ حضرت نے ایسا حکم دیا تھا (رواہ احمد) اور ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس رضی و ابن الزبیر سے نقل کیا کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ میت نے دختر و بہن چھوڑی تو بہن کو کچھ نہیں ملیگا کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد و لہ اخت فلہا نصف ما ترک سو جب اسکی دختر موجود ہے تو فرزند موجود ہے پس بہن کو کچھ میراث نہ ملیگا اور جمہور صحابہ کا قول اول ان دلو نسے پیدا ہوتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں آگے و معاذ نے دختر کو آدھا اور باقی آدھا بوجہ عصبہ ہونیکے بہن کو دوسری آیت کی دلیل سے دلوایا ہیں اور معاذ بن جبل رضی نے زمانہ آنحضرت صلعم میں

یہی فیصلہ کیا تھا اور ابن مسعودؓ نے بحوالہ فیصلہ آنحضرت صلعم یہی حکم دیا اور صورت مسئلہ روایت ابن مسعودؓ یہ ہے کہ میت کی دختر اور پوتی اور بہن ہے پس دختر کو نصف اور پوتی کو چھٹا حصہ دیکر دو تہائی پورا کر کے باقی بہن کو دیا (رواہما البخاری) مقصود آنکہ بہن اس صورت میں وارث ہے قولہ وہو یرثہا ان لم یکن لہا ولد یعنی بھائی کو بہن کی پوری میراث ملیگی اگر بہن اس حال سے مرجاوے کہ اسکی میراث کلالہ ہو کہ اسکے فرزند نہو یعنی فرزند نہو اور باپ بھی نہو کیونکہ اگر باپ موجود ہوا تو بھائی محروم ہوگا کچھ بھی نہ پاویگا۔ اور اگر فرض کیا جاوے کہ سوائے باپ کے اور کوئی ذوی الفروض میں سے مانند شوہر یا اخیافی بھائی بہن کے اس عینی یا علاتی بھائی کے ساتھ موجود ہو تو جو اسکا فرض مقرر ہے وہ دیکر جو باقی رہا وہ عینی یا علاتی بھائی کو ملیگا بدلیل آنکہ ابن عباس نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ آپنے فرمایا کہ فرض حصہ والونکو انکا حصہ پہونچا دو پھر جو فرائض سے باقی رہے وہ اولی مرد مذکر کا ہے (رواہ الشیخان وغیرہما) قولہ فان کانتا اثنتین فلہما الثلثان مما ترک یعنی اگر دو بہنیں ہوں تو انکو ترکہ سے دو تہائی ملیگا پس معلوم ہوا کہ دو بہنوں کے واسطے دو تہائی حصہ ہوتا ہے اسی سے جماعت جمہور نے دو دختروں کا حکم نکالا ہے کیونکہ اولاد کی میراث میں دختروں کے حق میں فرمایا فان کن نساء فوق اثنتین فلہن ثلثا ما ترک یعنی بیٹیاں اگر دو سے اوپر ہوں تو انکا دو تہائی ہے۔ اور دو دختروں کا حصہ مذکور نہیں ہے یعنی یہاں دو سے زیادہ دختروں کے واسطے دو تہائی مذکور ہے اور فقط دو دختروں کیواسطے کچھ صریح نہیں پس اسسبب یہاں دو بہنوں کیواسطے دو تہائی مذکور ہے تو اس سے مستفاد ہوا کہ دو تہائی حصہ ایک سے زائد کیواسطے ہے خواہ دو ہوں یا دو سے بھی زائد ہوں اور ایسی ہی دختروں کی میراث میں جماعت کے واسطے دو تہائی صریح مذکور ہے وہاں سے مستفاد ہوا کہ اگر بہنیں دو سے زیادہ ہوں تو بھی دو تہائی پاوینگی **قال المترجم** قرآن میں یہ لطافت واسطے مراتب علماء کے اللہ تعالیٰ نے لطیف کر دیے اور ہمارے نزدیک یہ استدلال اجود ہے بسبب اسکے شیخ **سیوطیؒ** نے یہاں دو سے زائد بہنوں کیلیے دو تہائی ہونے پر اسطرح استدلال کیا ہے کہ سبب نزول جابر رضی اللہ عنہ کے حق میں ہے اور انکی بہنیں دو سے زائد تھیں اور وجہ اجود ہونیکی یہ ہے کہ سبب نزول تو بروایت بخاری ہے لیکن بہنوں کے زائد ہونیکی تعداد بعض اخبار آحاد سے ثابت ہے اور حنفیہ باحتیاط وجہ اس امر کو روا نہیں رکھتے ہیں کہ ہر خبر احاد سے کتاب اللہ تعالیٰ پر جو قطعی ہے زیادتی کریں **قال المترجم** حق یہ ہے کہ یہاں ہر خبر احاد بعد از آنکہ قابل احتجاج ہو بالاتفاق قبول ہونا چاہیے کیونکہ اس سے ایسی زیادتی لازم نہیں آتی جو حکم کتاب اللہ میں کوئی تغیر پیدا کریگی اور نیز مترجم کو امام ابو حنیفہ و صاحبین رحمہم اللہ سے کوئی صریح روایت اس مسئلہ کی نہیں ملی کہ کتاب پر زیادتی بخبر واحد نہیں جائز ہے بلکہ موطائی امام محمدؒ سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ حدیث جبکہ صحیح ہو جاوے تو اسکو بحث اجتہادی میں قبول کرنا انکا دستور تھا اور یہ ضرور نہیں کہ جو ظاہر حدیث ہے وہی اس سے مراد بھی ہو بلکہ یہ تو بعض آیات میں بھی نہیں ہے چنانچہ اسی آیت کلالہ میں کلالہ وہی نہیں جسکے فقط فرزند نہو بلکہ باجتہاد یہ ثابت کیا گیا کہ فرزند اور باپ دونوں نہوں اور بعض شراح منہاج بیضاوی نے اسکو مصرح لکھا ہے جسکی طرف میں نے اشارہ کیا اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ متاخرین فقہا نے یہ مسئلہ نکالا ہے چنانچہ **مولانا شاہ ولی اللہؒ** نے اسکو صریح بیان کیا ہے اور حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آیت کلالہ آنحضرت صلعم پر ایسے حال میں اتری کہ آپ سفر میں چلے جاتے تھے پس آپ ٹھہر گئے اور ناگاہ حذیفہ کی اونٹنی کا سر آپکے راحلہ کے ردیف پاس تھا پس آپ نے دیکھکر حذیفہ کو یہ آیت تلقین کی پھر حذیفہؓ نے جو نظر کی تو عمرؓ کو پایا اور انکو یہ آیت تلقین کی بعد جب حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا تو عمرؓ نے حذیفہ کو بلا کر انسے یہ آیت پوچھی تو حذیفہؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے یہ آیت تلقین فرمائی پس میں نے تمکو ویسی ہی تلقین کر دی جیسے مجھے رسول اللہ صلعم نے تلقین کی تھی اور واللہ میں سچا ہوں (رواہ الحافظ ابو بکر احمد بن عمر البزار) اور پھر عمرؓ یہ کہا کرتے کہ اے میرے پروردگار اگر تو نے حذیفہ پر اسکے معنی کھولدیے ہیں تو مجھپر ابتک خوب نہیں ظاہر ہوئے (رواہ ابن جریر بعدہ الزیادۃ) اور عمرؓ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کلالہ میں اجماع کرنے پر اکٹھا کیا تھا کہ ناگاہ گھر میں ایک سانپ نکل آیا پھر لوگ متفرق ہو گئے تو عمرؓ نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ امر پورا کرنا منظور ہوتا تو پورا کر دیتا (رواہ ابن جریر عن طارق بن شہاب باسنادہ صحیح) اور جاننا چاہیے کہ حضرت عمرؓ نے جیسے حضرت صلعم سے تین باتیں نہ پوچھنے پر افسوس کیا تھا ویسے ہی حضرت ابو بکرؓ سے بھی نہ پوچھنے پر افسوس کیا ہے اور حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ میں ابو بکرؓ سے خلاف کروں اور واضح ہے کہ حضرت ابو بکر الصدیقؓ فرماتے تھے کہ کلالہ ماعدا الوالد والولد ہے یعنی میراث کلالہ میں فرزند اور باپ دونوں نہونا شرط ہے **قال**

ابن کثیر جو قول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے اُسی پر جمہور صحابہؓ و تابعینؒ ہین اور یہی مذہب چارون فقیہ اماموں اور فقہاء سبعہ مدینہ کا ہے قولہ یبین اللہ لکم ان تضلوا مفسرؒ نے ان تضلوا بمعنے لان لا تضلوا ۔ بیان کیا اور یہ کسائی و فراء و کوفیین کا قول ہے اور ابو عبید نے کہا کہ مین نے کسائی کو حدیث ابن عمرؓ سنائی کہ لا یدعوا احدکم علی ولدہ ان یوافق من اللہ ساعۃ اجابۃ ۔ یعنے مت بد دعا کرے کوئی تم مین سے اپنے فرزند پر تا کہ ایسا نہو کہ اتفاق سے وہ گھڑی ہو جسمین دعا قبول ہو جاتی ہے مقصود یہ کہ ان یوافق بمعنے لان لا یوافق ہے جیسے آیت مین ان تضلوا بمعنے لان لا تضلوا ہے بصریون نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ یبین اللہ لکم کراہۃ ان تضلوا ۔ یعنے کھلا بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بوجہ کراہیت اس امر کے کہ تم گمراہ ہو جاؤ ۔ یعنی چونکہ وتعالیٰ کو کمال رحمت سے تمہارا بھٹکنا منظور نہین لہذا صاف صاف تمھاری شریعت کے احکام بیان فرماتا ہے ۔ اور اجتہاد کی گنجائش چھوڑ دینا بھی آسانی ہو رحمت اور موجب مزید ثواب ہے اسیکو کشاف مین لیا اور بیضاوی نے مرجح قرار دیا واللہ اعلم

سُوْرَۃُ الْمَائِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ مِائَۃٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّاثْنَانِ اَوْ ثَلٰثٌ

اس سورہ کا نام سورۂ مائدہ ہے اور وہ ایک سو بیس ۱۲۰ آیتین ہین یا ایک سو بائیس یا ایک سو تیئیس ۱۲۳ آیتین ہین قرطبیؒ نے کہا کہ اس سورہ کے مدنیہ ہونے پر اجماع ہے اور محمد بن کعب یعنے قرظیؒ نے کہا کہ حجۃ الوداع مین مکہ و مدینہ کے درمیان حالت رفتار مین اُتری ہے اور اسما بنت یزید سے روایت ہے کہ مین حضرت صلعم کی اونٹنی عضباء کی مہار پکڑے ہوے ہون کہ ناگاہ آپ پر سورۂ مائدہ پوری اُتری او رقریب تھا کہ اُسکے بوجھ سے اونٹنی کا بازو ٹوٹ جاوے (رواہ احمد بسند صالح) حالت وحی مین ایک سخت بار عظیم پڑتا تھا حتی کہ حضرت صلعم کے سخت جاڑونمین پسینہ آجاتا تھا اور کبھی اگر کسی صحابی کی ران پر سر مبارک ہوا تو اسکی ران پھٹنے لگتی تھی (م) اور ابن لہیعہ کی روایت مین ہے کہ وہ اُٹھا نہ سکی حتی کہ آپ اُتر پڑے قال المترجم یہ روایت ضعیف ہے کہ آپ اُتر پڑے بلکہ ثابت پہلی روایت ہے اور ام عمرو نے اپنی پھوپھی سے مانند روایت اول کے روایت کیا (رواہ ابن مردویہ) اور حضرت عائشہؓ سے ہے کہ سورۂ آخر نازل ہوئی ہے سو اسمین جو تم حلال پاؤ اسکو حلال رکھو اور جو حرام پاؤ اسکو حرام رکھو (رواہ الحاکم وصححہ) اور جبیر بن نفیر نے کہا کہ پھر مین نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کا خلق عظیم کیا تھا فرمایا کہ قرآن (رواہ احمد بسندہ الزیادۃ والنسائی ایضًا) اور ضمرہ بن حبیب و عطیہ بن قیس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سورۂ مائدہ قرآن مین سے آخر مین اُتاری گئی تو اُسکے حلال کو حلال رکھو اور اُسکے حرام کو حرام رکھو (رواہ ابو عبید) اور عمرو بن شرحبیل سے ہے کہ مائدہ مین سے کچھ منسوخ نہین ہوا ۔ اور شعبیؒ نے استثنا کیا قولہ یا ایھا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشھر الحرام ولا الھدی ولا القلائد اور ابن عباسؓ نے استثنا زائد کیا قولہ فان جاؤک فاحکم بینھم او اعرض عنھم الآیۃ ۔ اور میسرہؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قولہ والمنخنقۃ سے قولہ اذا حضر احدکم الموت تک متفرق اٹھارہ حکم اس سورہ کے سوا قرآن کی اور سور تو مین نہین فرمائے قلت اور انیسوان ۱۹ حکم یہ زائد کیا گیا قولہ اذا قمتم الی الصلوۃ یعنی تیمم کہ اسکا ذکر اسی سورہ مین ہے اور سورۂ جمعہ مین مخصوص جمعہ ہے اور واضح رہے کہ آخری نزول اسکا باعتبار احکام حلال و حرام کے یا باعتبار پوری سورۃ غیر کے ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۥ اُحِلَّتْ لَکُمْ بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ

اے ایمان والو پورا کرو اقرار کو حلال ہوے تم کو چوپائے مواشی اُسکے سوائے جو تم کو سنا دینگے

غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ

مگر حلال نہ جانو شکار کو اپنے اوپر احرام مین اللہ حکم کرتا ہے جو چاہے

واضح ہو کہ یہ آیتیں کھلی ہوئی بلاغت اس درجہ پر ہیں کہ آدمی کی عقل حیران ہوتی ہے اور اسی بات پر کہ اتنا مختصر کلام اور آیتیں اتنے احکام ۔ ایک اوفوا بالعقود ہے کہ معنی وضع و حکم ظاہر ہے الا انکی تفصیل میں بڑے بڑے دفتر لکھے گئے ہیں دوم بہیمۃ الانعام کی تحلیل سوم استثناء انکا جو حلال نہیں چہارم احرام باندھے آدمی پر شکار کی تحریم پنجم جو محرم نہ ہو اسکے لیئے شکار کی تحلیل ششم اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے ہفتم اللہ تعالیٰ کیواسطے ارادہ کرنا ثابت ہے یہ تو صریح اس سے نکلتے ہیں اور جو مندرج و مندمج ہیں انکو بیان کرنا بہت طوالت چاہتا ہے اور نقاش رحمہ اللہ نے حکایت لکھی کہ فیلسوف کندی کے لوگوں نے اس سے کہا کہ اے یونانیوں کے فخر و اے حکیم دانا تو ہمارے لیئے اسی قرآن کے مثل بنادے اسنے کہا اچھا میں اسکے ایک ٹکڑے کے مثل بنائے دیتا ہوں جو باقی کیواسطے دلیل ہوگا پس بہت دنوں تک پوشیدہ رہا پھر نکلکر کہا کہ میں نے قصور نہیں کیا مگر سچ یہ ہے کہ واللہ میں ایسا نہیں بنا سکتا ہوں اور کوئی نہیں بنا سکتا ہے میں نے اس کتاب کو کھولا تو سورہ مائدہ نکلی پھر میں نے غور کیا تو اسکی دو سطر میں دیکھا کہ وفاء عہد کا حکم اور عہد شکنی سے ممانعت اور تحلیل عام و استثناء حرام اور خبر از کمال قدرت و حکمت بھرا ہوا ہے اور یہ کسی میں طاقت نہیں کہ کلام فصیح و بلیغ و الفاظ پاکیزہ و شستہ عبارت اور ایسے مضامین اور اتنے احکام اور ایسے واضح اور اتنے حروف میں ادا کرے المترجم کہتا ہے کہ اسکی دانشمندی نے اسکو انصاف پر مجبور کیا کہ اسنے سچ بات کہدی اور دانائی سے بھی خالی نہیں کیونکہ اگر بناتا تو علماء و حکماء کے نزدیک فضیحت ہوتا اور اعتبار جاتا رہتا اور واللہ ثم باللہ العظیم اگر وہ اور اسکے اگلے پچھلے بلکہ تمام جن و انسان بلکہ تمام عالم جمع ہوں تو اس قرآن معجز نظام کے مثل بلکہ اسکے ایک سورہ بلکہ ایک آیت کے مثل نہیں لا سکتے ہیں قال تعالیٰ ۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا ۔ یہ خطاب اہل ایمان کو ہے جو اللہ عزوجل کے احکام کے مطیع ہیں کیونکہ نافرمانی کرنیوالوں کو خطاب غیر مستحسن ہے اور بیکار ہے اسواسطے علماء حنفیہ نے کافروں کو فروع اعمال سے مکلف نہیں قرار دیا اور علماء شافعیہ نے اس نظر سے مکلف قرار دیا کہ سزا سے عذاب بڑھیگی پھر تابعی جلیل زہری سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا ۔ تو اس خطاب میں آنحضرت صلعم بھی شامل ہیں رواہ ابن ابی حاتم اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تو سنے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا ۔ تو خوب کان لگا کر سن کہ وہ کوئی بھلائی ہوگی جسکا تجھکو حکم فرماتا ہے یا کوئی برائی ہوگی کہ جس سے تجھکو منع فرماتا ہے رواہ ابن ابی حاتم چنانچہ یہاں حکم دیا کہ ۔ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۔ تم پورے کرو عقود یعنی العهود المؤكدة التي بينكم وبين الله تعالى والناس یعنی عقود جمع عقد کی بمعنی گرہ ۔ اور مراد وہ تاکید کیے ہوئے عہد ہیں جو ایمان والوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں یا مومنوں اور لوگوں کے درمیان ہیں اور لوگ عام ہیں خواہ وہ بھی مومن ہوں یا کافر ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عہد سے تکالیف شرعی نماز روزہ بجالانا و حرام و ممنوع سے باز رہنا مراد ہیں پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما و دیگر ائمہ سلف سے عقود کی تفسیر عہود آئی ہے اور ابن جریر نے اسپر اجماع نقل کیا مگر مفسر سیوطی نے العهود المؤكدة تفسیر کی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ عقد کا استعمال حقیقت لغت میں ظاہر ہے چنانچہ عقدت الحبل ۔ یعنی میں نے گرہ دی یا خوب بل دیا اور جب اسکو معانی میں استعمال کیا تو مراد اس سے لزوم و احکام شدید ہوتا ہے پس چونکہ یہاں اسی معنی میں مستعمل ہوا لہذا مؤکدہ اسکی صفت خود ظاہر ہے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ اوفوا بالعقود یعنی عہود جو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا اور جو حرام کیا اور جو فرض کیا اور تمام حدود جو قرآن میں ہیں اور یہ کہ غدر و بیوفائی مت کرو اور عہد مت توڑو اور واضح ہو کہ جو عہود حدیث سے ثابت ہیں وہ بھی اسمیں داخل ہیں اور قتادہ وغیرہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت وغیرہ کے اسمیں عہد و قسم وغیرہ اور حق یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فقط عہد الٰہی کی تفسیر کی اور قول قتادہ بھی اسمیں داخل ہے کیونکہ حدیث صحیح میں ثابت ہوا کہ عہد جاہلیت کو اسلام سے شدت و مضبوطی ہوگی ولیکن جدید حلف و موالات سے منع فرما دیا چنانچہ قولہ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون الآیہ کی تفسیر میں مذکور ہو چکا ہے اور آیت عام ہے جملہ عہود کو شامل ہے جیسا کہ مفسر نے لکھا لیکن انھیں عہود کا وفا کرنا لازم و مؤکد ہے جو موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلعم ہوں اور جو ایسے نہ ہوں بلکہ انکے خلاف ہوں تو وہ عہد مردود ہے چنانچہ اگر قسم کھائی معصیت کیلئے تو ہمارا اسکا توڑ دینا لازم ہے اور لزوم کفارہ بوجہ قسم کے ہے ۔ اگر کہا جاوے کہ کافر سے اگر صلح کرے تو اسکا توڑ دینا جائز ہے تو جواب یہ ہے کہ اگلی کمال ایجکی ہمیشہ صلح تو واجب ہے جو چاہے کرے اور یہ جائز نہیں ہے کہ حالت صلح میں بدون ذکر کئے اگر وہ ناگاہ اسلام میں آویں تو انکو قتل کرے

یا خلاف عہد کوئی پیدا ہو نچاوے حتی کہ اگر وہ ہمارے کسی تاجر کیساتھ ایسا کرین تو ہمکو اُنکے تاجر کے ساتھ نہین کرنا چاہیے اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ قولہ اوفوا بالعقود-
یہ چھ عہد ہین عہد اللہ تعالی و عقد الحلف و عقد الشرکت یعنی تجارت وغیرہ مین و عقد البیع و عقد النکاح اور عقد قسم اور جو علما اسطرف گئے ہین کہ عقد بیع مین بعد ایجاب
قبول ہو جانیکے پھر مجلس بیع مین اسی حال پر موجود ہونیکے باوجود بائع و مشتری مین سے کسیکو خیار مجلس نہین رہتا ہے انھون نے اسی آیت سے استدلال کیا کیونکہ
لزوم بیع کے بعد اسکا وفا کرنا واجب ہے اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ و امام مالک کا ہے اور جمہور نے اسمین خلاف کیا بدین دلیل کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دو شخص باہم خرید و
فروخت کرین تو دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہے جبتک کہ دونون جدا ہو جاوین (رواہ البخاری) اور یہ منافی آیت نہین کیونکہ اس عقد کے مقتضیات مین سے
ہے پس اسکا التزام بھی اسکے عقد کے وفا کرنے مین داخل ہے اور تمام یہ بحث متعلق بفروع ہے بالجملہ فرض ہے کہ تمام عہود کو وفا کرے خواہ اللہ تعالی سے عہد ہو
اور وہ قرآن و حدیث مین ہین یا کسی بندے سے موافق شرع شریف کے عہد ہو مانند عہد امانت معاملات وغیرہ کے سب بندے کرینگے بطرح عہد کیا ہو اور اسی
حکم کی تفصیل ہے جو اس سورہ مین احکام مذکور ہین از انجملہ فرمایا۔ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ تمہارے لئے بہیمۃ الانعام حلال کیئے گئے
اونٹ و گاے و بکری بعد ذبح کے کھانا مفسر رح نے بہیمۃ الانعام مین تین قسم بیان کین اونٹ اور گاے اور بکری کذا فسرہ قتادہ و حسن و غیر واحد و گاے مین
بھینس کی قسم بھی شامل ہے اور بکری مین دنبہ و بھیڑی و مینڈھا سب شامل ہے در قولہ بعد ذبح کے کھانا یعنی انکی حلت از راہ اکل ہے کہ کھانا حلال ہے کیونکہ حلت
و حرمت کا تعلق فعل سے ہے کسی چیز کی ذات سے متعلق نہین ہوتا ہے اور یہی شیخ الاسلام بزدوی نے صریح لکھا ہے چنانچہ جو جانور مثلاً غیر خدا کے نام پر
ذبح کیا گیا تو اس جانور کی ذات مین کچھ خرابی پیدا نہین تا کہ اس سے چھونا و دیکھنا بھی روا نہ ہو بلکہ اسکا کھانا حرام ہے اور دوسری قید مفسر نے ذبح کی بڑھا دی اور
وہ ظاہر ہے اور حاصل آنکہ اللہ تعالی نے انعام کے جانورون سے بیان کردیا جو حلال ہین بشرط اسکے کھانیکے کہ ذبح کرے پھر واضح ہو کہ یہ قسمین جو
مفسر رح نے بیان کی ہین انعام کی لفظ سے لغت مین بھی یہی مراد ہوتی ہین کما قال ابن جریر اور در اصل وحشی چوپایہ کو کہتے ہین لیکن اہل لغت کا اسپر اجماع
ہے کہ جسم والے چوپایہ اسمین شامل نہین ہین اور بہیمہ ہر چوپایہ کو کہتے ہین پس اضافت عام سے خاص کی ہے جیسے سورۃ المائدہ یا انکے چوپایہ جو انعام ہین تو
اضافت بیانیہ ہوگی اور بہیمہ سے چونکہ بعض مراد لی لہذا اسکو جمع نہین فرمایا بعد شیخ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ حضرت ابن عباس و ابن عمر وغیر واحد نے اس آیت سے
استدلال کیا کہ اگر انعام مین سے کوئی مادہ ذبح کیگئی اور اسکے پیٹ مین مردہ بچہ نکلا تو وہ حلال ہے اور یہ ایک حدیث مین بھی منصوص ہے چنانچہ ابو سعید خدری رض
سے روایت ہے کہ ہم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کبھی اونٹنی یا گاے یا بکری ذبح کیجاتی ہے اور اسکے پیٹ مین سے بچہ نکلتا ہے تو ہم اسکو پھینکدین
یا کھاوین تو فرمایا کہ تمھارا جی چاہے تو کھاؤ کیونکہ اسکی ماں کا ذبح کرلینا وہی اسکا ذبح کرنا ہے (رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ و الترمذی و قال حسن) و عن جابر مرفوعاً قال
ذکوۃ الجنین ذکوۃ امہ۔ (رواہ ابو داؤد) یعنی پیٹ کے بچہ کا ذبح کرنا وہی اسکی ماں کا ذبح ہے (ابو داؤد) اور یہی قول امام ابو یوسف و محمد و دیگر ائمہ کا ہے اور امام ابو حنیفہ
کے نزدیک بچہ اگر مردہ نکلے تو اسکا کھانا حلال نہین ہے کیونکہ عموم بہیمۃ الانعام کی حلت سے استثنا فرمایا بقولہ۔ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ۔ سوا اسکے کہ تلاوت
کیگئی تمپر تحریم اسکی بقولہ تعالی حرمت علیکم المیتۃ والدم الآیۃ پس یہ استثنا منقطع ہے اور یہ ہوسکتا ہے کہ استثنا متصل ہو اور تحریم بسبب میتہ وغیرہ عارض
ہوجانیکے ہو پس مفسر رح نے مقدر کیا ای تلی تحریمہ علیکم یعنی سواے اس چوپایہ کے جسکی تحریم تمپر تلاوت کیگئی ہے اور مراد تلاوت سے منصوص بقولہ حرمت علیکم
المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الآیۃ ہے ایسا ہی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کیا اور اس صورت مین استثنا متصل نہوگا سواسطے کہ مستثنی از جنس
مستثنی منہ نہین ہے اور تلی علیکم یعنی تلی علیکم ہوگا ولیکن بصیغہ مضارع بمعنی حال اس غرض سے کہ فی الحال وہ ذہن مین حاضر ہوجاوے کہ بلا کر خبر سے پہیر مین آتیسے اور شیخ
ابن کثیر رح نے فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد اس سے یہ آگے آتا ہے یعنی قولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ و
النطیحۃ وما اکل السبع کیونکہ یہ چیزین اگرچہ انعام مین سے ہین لیکن ان عوارض سے حرام ہوتی ہین کہ انکے موت سے مرکر کھانا انکے حقمین حرام ہوگئین یا گلا گھونٹنے چاہیے

مری وغیر ذلک۔ پس تیلی علیکم یعنے سیتلے علیکم ہوگا یعنے آگے تحریم آتی ہے کیونکہ یہ سورہ پورا ایکبارگی نازل ہوگیا پس یہان مین تاخیر نہین بلکہ تلاوت مین آگے آتا ہے۔ غَیْرَ
مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ۔ درحالیکہ تم شکار کو حلال کرنیوالے نہو حالانکہ تم محرم ہو۔ ف جاننا چاہیے کہ حرم بضمتین جمع حرام ہے یعنے وہ شخص جسنے
حج یا عمرہ کا احرام باندھا یا حرم کعبہ مین داخل ہوا اور نص و اجماع سے اسکو شکار کرنا یا بتانا یا مدد کرنا حرام ہے پس یہان بہیمۃ الانعام کی حلت کو مقید کردیا اس سے
یعنے بہیمۃ الانعام سوائے ماتیلی کے تمپر حلال اس قید سے ہین کہ انکو کھاؤ درحالیکہ تم شکار کے حلال کرنیوالے نہو جس حالت مین کہ تم احرام باندھے ہوا سے
ظاہر ہوا کہ جو شخص احرام مین ہے اسکو شکار کا گوشت کھانا حرام نہین جبکہ کسی حلال نے شکار کرکے دیا ہو اور یہ اسکا محل نہوا ہو (م) پس احلت لکم مین
لکم کی ضمیر سے جو بقوت فاعل ہے غیر محلی الخ حال واقع ہے یعنے مراد یہان حلال الصید اور قولہ انتم حرم حال ہے ضمیر محلی الصید سے اور جو کمالین مین ہے
کہ ای احلت لکم ہذہ الاشیاء لا محلین الصید۔ تو اس صورت مین غیر محلی الصید سے استثناء ہوا جاتا ہے حالانکہ اسمین تعسف ہے جیسا کہ بیضاوی نے کہا
کیونکہ وہم ہوتا ہے کہ محلین الصید سے مطلقاً انکی حلت منتفی ہے حالانکہ ایسا نہین (کذا قیل) پھر وارد ہوتا ہے کہ بہیمۃ الانعام تو پالو جانور ہین جیسا کہ بیان
ہوا اور صید وحشی جانور ہوتے ہین تو جواب کمالین یہ کہ جو لوگ استثناء قرار دیتے ہین وہ البتہ بہائم مذکور کو عام شامل ہرن نیل گاے وغیرہ کو لیتے ہین
اور ہمنے اسکو حال قرار دیا تو معنے یہ ہین کہ حلال کردینا اللہ تعالیٰ کیطرف سے احسان ہے اور حرام مین شکار کرنا ممنوع ہے پس حاصل آنکہ ہمنے تمپر بعض بہیمۃ الانعام
حلال کیے درحالیکہ تم باز رہو حالت احرام مین شکار کرنیسے کہ جس سے ممانعت ہے تو یہ انعام جاتا ہے کذا قال الزمخشری فی الکشاف
مترجم کہتا ہے کہ یہ تقریر ضعیف ہوگی جبکہ غیر محلی الصید کو حال مقید فقط بدین غرض قرار دیا جاوے کہ مرتکب جرم نہو حالانکہ غیر تارک الصلوۃ والصوم
وغیرہ اس سے بھی بڑھکر جرم ہین پھر غیر محلی الصید کی خصوصیت ترجیح بلا مرجح ہے اور اگر بہیمۃ الانعام عام لیا جاوے جو وحشی و صید کو شامل ہو پھر یہ تقریر بلا کلفت جاری
تو ایراد نہین ہوتا ہے اور کلام زمخشری اسکو محتمل ہے اور جو اسنے لفظ بعض بہیمۃ الانعام کہا ہے تو اس سے یہ مراد نہ لیجاوے کہ وحشی کو نکالدیا اور پالو کو رکھا
لہذا البعض انعام ہے جیسا کہ کمالین مین ہے بلکہ البعض انعام اس معنی کر کہ ماتیلی علیکم مستثنے کردیے ہین لہذا البعض ہوگئے فلیتامل فی ہذا المقام فانہ مع وضوحہ من
مزال الاقدام۔ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔ اللہ تعالیٰ جو ارادہ فرماتا ہے وہ حکم دیتا ہے۔ ف یعنی حلال کرنا و حرام کرنا جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اسپر کوئی
اعتراض نہین ہے اور یہ ظاہر ہے اور اس سے کافرونکے ساتھ بحث کرنیکا طریقہ ظاہر ہوا کہ پہلے انکو قائل کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے جب یہ مانین
تو خود ثابت ہے کہ جو چاہے وہ حکم کرے اسمین سراسر حکمت ہے اور کوئی مالک مختار پر اعتراض نہین کرسکتا ہے اور انھین آیات سے معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقہ جو
فلاسفہ کا جھوٹا چاٹنے والے ہین انکا قول مردود ہوا کہ وہ لوگ گستاخی سے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ جو بندونکے واسطے مصلحت ہو وہ حکم کرے
اور اہلسنت کہتے ہین کہ یہ گستاخی محض جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے اسپر واجب و فرض کیسا یہ تو بندونپر احکام کی پابندی ہے اور اگر معتزلہ وغیرہ
جاہل یہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ حکم فرماتا ہے وہ سراسر حکمت و مصلحت ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر ہے تو انکے حق مین بہتر ہوتا۔ ف عرائس مین ہے کہ قولہ یا ایہا الذین
آمنوا اللہ تعالیٰ کیواسطے پاکیزہ صفات کے نام ہین از انجملہ المؤمن نام الٰہی ہے پس اس نام کا نور اپنے خاص بندونکو دیکر مؤمنونکے نام سے خطاب فرمایا وہ
اسکے نور سے دیکھتے ہین اور اسکی ہدایت پر نور صفات تک پہونچتے اور وہان یقینی سکون سے متصف ہوتے ہین ابن عطا نے کہا اے ایسے بندو جنکے سینے مین
ایسے قلب ہین جو حجت کے قابل ہین ہوتے اور ہمارے استاد شیخ ابو عبد اللہ بن خفیف نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جن امور غیب سے خبر دی انکو دل سے سچا ماننا
یہی ایمان ہے اور ابو الحسین فارسی نے کہا کہ قولہ اوفوا بالعقود۔ بندونکو حکم دیا کہ معاملات مین سیاست کو اور مجاہدات مین ریاضت کو اور خطرات مین وک
توک کو اور مشاہدات مین ادب کو نگاہ رکھین کیونکہ بندونکو عالم اسباب مین ان امور سے چارہ نہین ہے اور بعض نے کہا معرفت کے ساتھ قلب کا عہد ہے اور اللہ تعالیٰ
کی تنہا وصفت بیان کرنیمین زبان کا عہد ہے اور اعضا کو خشوع و خضوع سے رکھنے مین عہد جوارح کو پورا کرین اور جعفر بن محمد نے فرمایا کہ یا ایہا الذین آمنوا

ملاحظہ [illegible] مراد ہے جو کلام مترجم سے ظاہر ہے [illegible] واسطے [illegible] ۱۲م

مین چار باتین ہین ندا، کنایہ، اشارہ و شہادت پس یا تو ندا ہے اور ای مخصوص ندا ہے اور ہا کنایہ ہے اور الذین اشارہ ہے اور آمنوا شہادت ہے اور شیخ رحمہ اللہ نے اس تفسیر مین اشارہ رکھا ہے پس شاید مراد یہ کہ یا تو ندا ازل ہے جس سے مشتاقونکو تقاضائے شوق ازلی کی طرف بلایا اور ای اہل انبساط مین سے خاص لوگونکو خطاب انبساط ہے اور ہا ان لوگونکو ہے جو جلال و عظمت مین غائب و متحیر ہین اور الذین ان لوگونسے اشارہ ہے جو جلال عظمت مین کھڑے اسکے دیدار کے مشتاق ہین آمنوا انکا وصف بدین اعتبار ہے کہ امانت ازلی کو انھون نے قبول کیا اور یہ وہی معرفت ہے جو آسمانون و زمین و پہاڑون پر پیش کیگئی تھی اور انھون نے اسکی عظمت اور اپنی حقارت کو دیکھکر برداشت کرنیکا اقرار نہ کیا قولہ تعالی اوفوا بالعقود۔ یہ خطاب صیغہ امر ہے جو واسطے طلب فعل کے ہوتا ہے ان لوگونسے طلب کیا گیا کہ اس عہد ازل کو پورا کرو جو تمنے امانت معرفت قبول کرنیکے وقت اقرار کیا تھا اور مشاہدہ کے ساتھ ربوبیت کا اقرار کر چکے۔ یہ عہد ان روحونکے ساتھ تھا جنکو اپنی صفات ظاہر کر کے ازل مین عارف کر دیا تھا پس ہر صفت کے کشف مین ایسی روح کیساتھ ایک عہد ہو گیا کیونکہ روح مذکور اس صفت سے متصف ہو گئی اور اسکے نور مین اجسام کے اندر اپنے مولے حق سبحانہ کی طلب مین بلند پرواز ہے اور ارواح و اشباح پر اسیقدر وفا کرنا لازم ہے جسقدر انکو صفات ازلی سے متصف ہونیکی وجہ سے تخلق حاصل ہوا اسیواسطے اوفوا بالعقود کہا کیونکہ عقود جمع عقد و عہد ہے اور عہود یہان زائد ہین چنانچہ اول عہد وہ ہے جو ارواح نے قبل اجسام کے میدان ازل مین قبول کیا اور بعض نے کہا کہ اول عقد تجرید و قبول اس بات کا ہے کہ اللہ تعالی ہمارا پروردگار ہے پس غیر کیطرف رجوع کر کے عہد شکن سست ہو عقد دوم امانت برداشت کرنا اسکو سہتا توڑ و واسطی نے کہا کہ عقود کیساتھ جبتک نیت بالجزم نہو تو مقصود تک پہونچنے مین طرح طرح کے رنگ بدلتے ہین اور حریری نے کہا کہ وفا عمل بصفا ہے استاد نے فرمایا کہ ندا دی انکو قبل اسکے کہ ظہور مین لایا جاوے اور مومن انکا نام رکھدیا قبل ازینکہ انسے اہلیت پائی جاوے وہ ازل مین ہوا یہ ابد سے ملا تو قولہ یا ایہا الذین آمنوا۔ سے مشرف کیا اور اوفوا بالعقود سے مکلف کیا اور چونکہ تکلیف موجب مشقت ہے تو پہلے نام کا شرف دیکر پھر انکو کام کی مشقت دی قولہ غیر محلی الصید و انتم حرم یہان پس محرم کو ذکر فرمایا اشارہ مین وہ بندہ ہے جسنے حرم قرب مین انوار عزت کا لباس پہنا اسیکو منع کیا کہ عبودیت کے جنگل مین حظوظ النفس کا شکار نہ کھیلے کیونکہ جس شکار کا قصد کرتا ہے وہ آہوان صفات ہین اور درحقیقت یہ خود صید ہے اور جو صید ہو گیا اسکے حق مین نکلنا حرام ہے استاد نے فرمایا کہ محرم تو اپنی ذات سے مجرد ہے اسکی طرف ہمہ تن قصد رکھتا ہے اسکی صفات سے لائق یہ ہے کہ ہر جاندار کے اذیت دینے سے باز رہے **قال المترجم** حیوان جملہ مخلوقات الٰہی ایک وجہ خاص سے ہین جو اسکی معرفت پر قربان ہین پس حلال نہین کہ کسی جانور کو غیر حق کیواسطے قربان کرے پس یہ کمال تشریف ہے کہ بندہ عارف موحد ان جانور بہائم کیلیے قربانی کا مقصود کافی قرار پایا اور بھید ظاہر پس اگر یہ نہو تو ذبح جانور پر ماخوذ ہونا بضمن اپنے بد افعال کے اقرب ہے واللہ اعلم فافہم قولہ تعالی ان اللہ یحکم ما یرید۔ آمین نفوس کی امید کاٹ دی کہ وہ اپنی خواہشون کو تدبیر سے حاصل نہین کر سکتے ہین اور کوئی چاہے کہ سابقہ مشیت کو اپنی تدبیرات و مشقت سے کھو دے تو اسکی تمنا بیکار ہے اپنی ہی نفس اس عالی متعالی کو فرد واحد قرار دیا کہ ازل مین جو حکم چاہا دیدیا چنانچہ مخلوق کے ارادات باوجود کمال کوشش و تدبیر کے پورے نہین ہوتے یہی دلیل کافی ہے اولیا پر بلا مین نازل فرماتا ہے مگر رحمت ہے کہ پہلے انکو جمال سے بیہوش کر دیتا ہے

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت بے حرمت کرو نشانیان اللہ کی کو اور نہ مہینے حرام کو اور نہ وہ جانور کہ نیاز کعبہ کی ہو اور نہ جنکے گلے مین پٹا ڈالکر بیجا مین کعبہ کو اور

آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۭ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۭ

قصد کرنیوالون گھر حرمت والے کو کہ چاہتے ہین فضل پروردگار اپنے کے سے اور رضامندی اور جب حلال ہو تم یعنے احرام سے نکلو پس شکار کرو

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى

اور نہ باعث ہو تم کو دشمنی کسی قوم کی اسواسطے کہ بند کیا تم کو مسجد حرام سے یہ کہ حد سے نکلجاؤ اور مددگاری کرو آپسمین اوپر

وقف لازم

الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ لربع

بھلائی کے اور پرہیزگاری کے اور نہ مددگاری کرو اوپر گناہ کے اور تعدی کے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خطاب اہل ایمان کو ہے۔ لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ۔ اے ایمان والو تم حلال مت کرو بیحرمتی شعائر الٰہی کو۔ ف شعائر جمع شعیرہ بروزن فعیلہ اور بعض نے کہا کہ نیز واحد اسکا شعارہ بروزن فعالہ ہے اور یہ احسن ہے اور اسی سے ماخوذ ہے اشعار ہدی و مشاعر جمع مشعر بمعنی معالم جمع معلم اور وہ جگہیں جن پر نشانات ظاہر کیے گئے ہوں پس شعائر اللہ بمعنی مشاعر دین الٰہی ہے بحذف مضاف۔ اور حاصل یہ کہ احرام میں شکار کرنے سے ان چیزوں کو جو دین الٰہی کے شعار ہیں حلال مت کرو کیونکہ احرام میں شکار حرام ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ شعائر اللہ سے مناسک حج مراد ہیں یعنی موافقت حج و مطاف و سعی و دیگر افعال جنسے حاجی پہچانا جاتا ہے اور مجاہد نے کہا کہ صفا و مروہ و ہدی و بدنہ شعائر اللہ میں سے ہے اور معنی ان دونوں قول پر یہ ہیں کہ مت حلال کرو ان امور کو بایں طور کہ ان میں سے کوئی فعل بجا نہ لاؤ یا جو بجالاتا ہو اسکو روکو اور اشعار ہدی یوں ہے کہ دھار دار چیز سے سنام البعیر پر چونک دیتے کہ کچھ خون بہے اور یہ علامت ہو کہ یہ اونٹ ہدی کا ہے کوہان ۱۲ اس سے کوئی تعرض نہ کرے اور یہ اونٹ و گائے میں سنت ہے بکری میں نہیں ہے اور احادیث صحیحہ اسپر دلیل ہیں اور یہی امام ابو یوسف اور محمد و دیگر ائمہ کا قول ہے اور امام ابو حنیفہ نے جو اسکو مکروہ کہا تو اشعار کو جو سنت ہے مکروہ نہیں کہا بلکہ اسوقت کے لوگ اسقدر تیز زخم کر دیتے تھے جو موجب اذیت تھا کذا قالوا۔ اور بعض نے کہا کہ شعائر اللہ سے محارم مراد ہیں یعنی جو امور اللہ تعالیٰ نے حرام کیے ہیں انکو حلال مت کرو پھر تخصیص کر کے عطف کیا بقولہ۔ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ اور نہ ماہ حرام۔ اور مراد الشہر سے جنس ہے پس اس میں ذی قعدہ و ذی الحجہ و محرم و رجب چاروں مہینے داخل ہیں اور معنے آنکہ ولا تحلوا الشہر الحرام بالقتال فیہ یعنے ماہ حرام میں لڑائی کرنے سے اسکو حلال مت کرو۔ قَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ اور مراد اس سے یہ کہ اسکی تحریم رکھو اور اسکی تعظیم کا اقرار کرو اور جس چیز سے ممانعت ہے وہ اس میں مت کرو۔ وقد قال تعالے یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر۔ اور فرمایا ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا تا قولہ منہا اربعۃ حرم الآیۃ۔ وعن ابی بکرۃؓ فی خطبۃ حجۃ الوداع مرفوعا کہ زمانہ اسی ہیأت پر گھوم گیا جیسا آسمان و زمین پیدا کرنے کے روز تھا سال بارہ مہینہ کا جنمیں سے چار ماہ حرام ہیں سو تین مہینے پے در پے ذی القعدہ اور ذی الحجہ و محرم اور ایک رجب جو درمیان جمادی الثانی و شعبان کے ہے کما فی روایۃ البخاری۔ اس میں دلالت ہے کہ اسکی تحریم تاقیامت ہے جیسا کہ سلف میں سے ایک گروہ کا مذہب ہے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے اسکی تفسیر میں بیان کیا کہ معنی آنکہ ان مہینوں میں قتال کرنا حلال مت کرو و کذا قال مقاتل بن حیان و عبد الکریم بن مالک الجزری۔ اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا اور جمہور علما کا مذہب ہے کہ یہ منسوخ ہے چنانچہ ماہہائے حرام میں اپنی طرف سے قتال کی ابتدا کرنا کافروں کے ساتھ روا ہے بدلیل قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم۔ اور امام ابو جعفر نے اجماع نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ حرام و غیر حرام سب میں مشرکوں سے قتال کرنا حلال کر دیا اور اسیطرح اجماع ہے کہ اگر کوئی مشرک تمام درختان حرم کے ریشوں سے گردن و ہاتھ لپیٹ لے تو یہ اسکو امان نہ ہوگی جبکہ پہلے سے اسکو امان نہ دی گئی ہو۔ قَالَ الْمُتَرْجِمُ مفسر سیوطیؒ نے تفسیر مطابق قول ابن عباسؓ بیان کی لیکن اسکو منسوخ قرار دیا کما سیاتی۔ وَلَا الْهَدْيَ اور نہ تم لوگ ہدی کو حلال جانیو۔ ف ہدی نام اس جانور کا انعام میں سے ہے جو حرم کو ہدیہ بھیجا جاوے جیسا کہ آیت الحج میں گذرا اور ولا تحلوا الہدی کے معنی یہ کہ ہدی کو حلال مت کرو بایں طور کہ اس سے تعرض کرو اور ہدی جمع ہدیہ ہے اور یہ اگرچہ شعائر اللہ میں داخل ہے پھر مخصوص اسکو بیان کرنا اسکی مزید خصوصیت پر تنبیہ ہے۔ وَلَا الْقَلَآئِدَ اور نہ تم قلائد کو حلال جانیو۔ ف قلائد جمع قلادہ ہے جو ہار کے طور پر گلے میں ڈالیں چنانچہ جاہلیت کے لوگ حرم کے درختوں سے ریشہ وغیرہ گلے میں ڈال لیتے تاکہ بخوف بچ جاویں اسلیے کہ پھر انسے کوئی تعرض نہ کرتا اگرچہ کسیکے باپ کو بھی قتل کیا ہو اور عرب میں یہ صفت امانت کی تھی حاصل آنکہ قلائد سے یا صاحبان قلائد سے تعرض مت کرو اور کہا گیا کہ تقلید ہدی یہ ہے اور وہ اسطرح کہ ہدی کی گردن میں جوتی وغیرہ کے مانند لٹکا دیتے یا اونٹ کی گردن میں باندھ دیتے کہ یہ علامت ہدی ہونے کی تھی اس سے تعرض نہ کرتے اور مراد اس سے یہ کہ ہدی کے تعرض سے باز رہنے کی تاکید ہے اور بعض نے کہا کہ اصحاب قلائد مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ قلادہ سے ممانعت ہے یعنے

[illegible]

درختان حرم کے ریشہ مت توڑو۔ الغرض قلادہ ڈالنے کے اور **شیخ ابن کثیر** رحمہ اللہ نے قولہ ولا الھدی ولا القلائد ۔ کی تفسیر میں دو معنی بیان کیے یعنی لا تحلوا الھدی ولا القلائد کے یہ معنی ہیں کہ بیت الحرام کو ہدی بھیجنا ترک مت کرو کیونکہ بھیجنے میں شعائر اللہ کی تعظیم ہے اور نیز اسکی تقلید کرنیکو مت چھوڑو بلکہ اسکی گردنمیں قلادہ دو تاکہ دیگر انعام سے متمیز ہو اور جو اس سے تعرض کرنیکا قصد کرتا ہو وہ اس علامت سے ہدی جانکر اجتناب کرے اور جو دیکھے اسکو بھی ہدی بھیجنے کا شوق پیدا ہو کیونکہ جو کسی امر خیر مشروع پر دوسرے کو ہدایت کرتا ہے تو اسکو بھی کرنیوالے کا ثواب ملتا ہے وقد قال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب اور جبکہ شعائر الٰہی کی تعظیم کی تو یہ دلوں کا تقوی ہے ۔ **مترجم** کہتا ہے کہ یہ معنی بھی اچھے ہیں لیکن اسقدر تامل ضرور ہوگا کہ ہدی بھیجنا و قلادہ کرنا واجب ہے اجماع ہے حالانکہ ہر ہدی واجب نہیں ہے اور قلادہ بالاتفاق سنت ہے ہاں ہدی جسکے قلادہ ہو اس سے تعرض کرنا حرام ہے پس شاید یہی مراد ہو کہ لا تحلوا سے ہتک حرمت کے معنے مقصود ہیں فلیتامل ۔ پھر لکھا کہ مقاتل بن حیان کا قول ہے کہ قلائد کو حلال مت رکھو اور زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ ماہہائے حرام کے سوائے اور مہینوں میں جب اپنے وطنوں سے نکلتے تو اپنی گردنمیں بالوں اور ریشم کے قلادہ ڈال لیتے اور اہل حرم وہاں کے درختوں کی چھالوں اور ریشوں سے قلادہ ڈال لیتے پس امن میں رہتے تھے (رواہ ابن ابی حاتم) اور مجاہد رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اس سورہ میں سے دو آیتیں منسوخ ہیں ایک تو آیت قلادہ اور دوم فان جاؤک فاحکم بینہم او اعرض عنہم الآیۃ منسوخ ہیں (رواہ ابن ابی حاتم) **مترجم** کہتا ہے کہ نسخ بایں معنی ہوگا کہ قلادہ باندھنے سے کافر کو امن نہوگا بدلیل آیت سورہ براءۃ کہ آمین کافروں کو حل و حرم سب جگہ قتل کرنیکا حکم ہے اور اس آیت میں تھا کہ قلادہ والے سے تعرض مت کرو اور عطاء رح سے روایت ہے کہ وہ لوگ درختان حرم سے قلادہ ڈالتے تو اللہ تعالیٰ نے درختان حرم قطع کرنے سے منع فرمایا و کذا **قال مطرف بن عبد اللہ** پس لا القلائد کے یہ معنی ہوئے کہ قلادہ بنانا درختان حرم سے حلال مت رکھو یعنی مت کاٹو درخت حرم کے ۔ اور اس تقدیر پر نسخ نہوگا اور حسن بصری رح سے پوچھا گیا کہ سورۂ مائدہ میں سے کچھ منسوخ ہے فرمایا کہ کچھ نہیں اور ان اقوال میں سے مفسر رح کے نزدیک قول مقاتل یا عطاء رح اور مالعد سے پتہ ملتا ہے کہ بعض رسوم جاہلیت اگرچہ قلادہ شرع میں نہیں لیکن جبکہ ادائے تعظیم شعائر اللہ پر تھا اسکی عظمت دلوں سے نہیں گھٹائی ہے پھر قول مفسر رح ای فلا تتعرض لہا ولا لاصحابہا ۔ کے معنی یہ ہیں قلائد سے تعرض مت کرو یعنے درختان حرم سے قلائد مت بناؤ جیسا کہ عطاء و مطرف بن عبد اللہ سے مذکور ہوا یا یہ معنی ہیں کہ ان قلادہ والوں سے تعرض مت کرو پس درخت کاٹنے سے ممانعت نہوگی جیسا کہ مقاتل سے مذکور ہوا فافہم ۔ **وَلَآ آٰمِّیْنَ** ای لا تحلوا قاصدین ۔ **الْبَیْتَ الْحَرَامَ** ۔ بان تقاتلوہم ۔ اور مت حلال کرو ان لوگوں کو جو قصد کرنیوالے ہوں بیت الحرام کا ۔ یعنے انکا خون کرنا بایں طور کہ انسے مقاتلہ کرو اسکو حلال مت رکھو اگرچہ وہ کافر ہیں پھر ان لوگوں کا حال ظاہر کیا کہ کفر اگرچہ فساد ہے مگر فعل انھوں نے نیکی کی نیت سے کیا ہے اور انمیں فساد نہیں ہے شاید راہ پر آویں چنانچہ فرمایا ۔ **یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرِضْوَانًا** ای حال کونہم یطلبون فضلا من ربہم بالتجارۃ ورضوانا منہ بزعمہم بسبب قصد البیت ۔ یعنی بیت الحرام کے قصد کرنیوالوں کو مت تعرض کرو درحالیکہ وہ لوگ ایسی خواہش میں آئے ہیں کہ تجارت کرکے پروردگار کے فضل سے روزی پاویں اور بیت الحرام کا حج و قصد رکھنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ کی بڑی رضامندی حاصل کریں یہ سب انھوں نے اپنے زعم کے موافق سمجھا ہے ۔ مفسر رح نے کہا کہ وہذا منسوخ بآیۃ البراءۃ اور یہ منسوخ ہے بسبب آیۃ سورۂ براءۃ کے واضح ہو کہ آیہ سورۂ براءۃ میں دو احتمال ہیں یا تو مراد قولہ تعالیٰ اقتلوہم حیث وجدتموہم الآیہ ۔ پس استدلال سے قولہ ولا الشہر الحرام سے لیکر یہاں تک منسوخ ثابت ہوگا اور یہی دلیل ہے یا مراد اس سے قولہ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا الآیۃ ہے تو قولہ ولا آمین فقط یا مع قولہ ولا الھدی سے یہاں تک منسوخ ہوگا کیونکہ مشرک کا حج روا نہوا تو ہدی و قلائد سے اسکو امن نہوگا اور **شیخ حافظ الثقۃ عماد کبیر المعروف بابن کثیر** رح نے جو اپنی تفسیر میں لکھا کہ اسکا حاصل یہ ہے کہ قولہ ولا آمین البیت الخ یعنے مت حلال رکھو ان لوگوں سے جو قصد کرنیوالے ہوں بیت الحرام کی طرف جسکی شان میں ہے کہ جو اسمیں آ پہنچا وہ بخوف ہے درحالیکہ وہ فضل الٰہی و رضوان الٰہی چاہتے ہیں **قال المترجم** اس جملہ حالیہ سے نکل آیا کہ جو وہاں الحاد و ظلم کی خواہش سے جانا چاہے وہ روکا جاوے جیسا کہ بعدہ

خود کلام مجید میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ پھر شیخ نے قولہ یبتغون فضلا من ربہم کی تفسیر میں مفسر سیوطی رحمۃ اللہ نے ذکر فرمائی ہے حضرت مجاہد و ابو العالیہ وغیر واحد علماء تابعین سے نقل کی اور ابن عباس رضی نے کہا کہ قولہ رضوانا اپنے حج کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے اور عکرمہ و سدی وغیرہ نے ذکر کیا کہ یہ آیت کریمہ دربارہ حطیم بن ہند البکری نازل ہوئی کہ اُسنے ایکسال مدینہ کے گلہ اونٹ وغیرہ پر چھاپہ مارا اور دوسرے سال عمرہ ادا کرنیکو خانہ کعبہ کیطرف گیا تو بعض صحابہ رضی نے چاہا کہ راستہ میں اُس سے تعرض کریں تب نازل ہوا قولہ ولا آمین البیت الحرام الخ۔ اور ابن جریر نے اختیار کیا کہ قولہ ولا القلائد سے مراد یہ کہ درخت حرم سے اگر اُسنے قلادہ ڈال لیا تو اُسکو امن دو اور کہا کہ عرب والے برابر عار دلاتے جو اُسکو نہ مانتا تھا پھر ابن جریر نے اجماع نقل کیا کہ اگر مشرک کو امان نہ دیگئی ہو تو اُسکا قتل کرنا روا ہے اگرچہ وہ بیت اللہ کا قصد رکھتا ہو پس جو حکم یہاں مذکور ہے وہ منسوخ ہے **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ احمد و نسائی کی روایت میں حضرت عائشہ سے موقوفاً و مرفوعاً آیا ہے کہ سورہ مائدہ کے حلال و حرام پر رجوع ہے کہ یہ آخر نازل ہوئی جیسا کہ حدیث اوپر مذکور ہو چکی تو کمالین میں جواب دیا کہ یہ باعتبار اکثر کے ہے کلیہ نہیں ہے بدلیل روایت ابن عباس مذکورہ بالا کہ آیۃ القلائد و قولہ اذا جاؤک الآیۃ دونوں منسوخ ہیں و قد رواہ ابو داؤد فی ناسخہ والحاکم و صححہ **وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا** ای اذا حللتم من الاحرام فلکم الاصطیاد فالامر للاباحۃ۔ اور جب احرام سے فارغ ہو کر حلال ہو جاؤ تو تمکو روا ہے کہ شکار کرو ف پس صیغہ امر یہاں وجوب کے واسطے نہیں بلکہ اباحت کے واسطے ہے اور یہ اسوجہ سے کہ شکار ہمکو مباح تھا جو بسبب احرام کے ممنوع ہوا پھر احرام سے فارغ ہونیکے بعد پھر واجب نہیں ہو جائیگا اور یہ وجہ نہیں ہے جو بعض اصولیوں نے گمان کی کہ بعد ممانعت کے جو امر ہوتا ہے وہ اباحت کے لیے ہوتا ہے کیونکہ یہ کلیہ درست نہیں بدلیل قولہ تعالیٰ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین الآیۃ کیونکہ اسمین فاقتلوا کا حکم بعد ممانعت کے ہوا کہ ماہہائے حرام میں مشرکونکو قتل کرنا منع ہوا تھا پھر ماہ حرام گذرنے پر حکم دیا کہ انکو مارو حالانکہ یہ حکم اباحت نہیں بلکہ وجوب ہے اور ایسے ہی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا یعنی میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو حالانکہ زیارت واجب نہیں ہو گئی ہے پس صحیح قاعدہ یہ ہے کہ قبل ممانعت کے جس صفت پر تھا اُسی صفت پر وہ اسپر چلتا ہے اگر پہلے واجب تھا تو واجب جیسے آیۃ القتال میں ہے اور اگر پہلے مباح تھا تو مباح ہو جاتا ہے جیسے آیۃ الاصطیاد میں اور اگر مستحب تھا تو مستحب جیسے حدیث زیارت میں ہے اور یہ در صورتیکہ امر مطلق ہو اور اگر بعد نہی کے اجازت میں وجوب یا استحباب کی تصریح کردی جاوے تو وہی ہوگا۔ **وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ** اور نہ کمواوے تمکو بغض کسی قوم کا **اَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ** اس جہت سے کہ تمکو اُنھوں نے مسجد الحرام سے روکا تھا۔ **اَنْ تَعْتَدُوا** علیہم بالقتل وغیرہ یہ کمائی کہ تم اُنپر ظلم کرو قتل وغیرہ سے ف یعنی جس قوم نے تمکو مسجد الحرام کا عمرہ ادا کرنے سے سال حدیبیہ میں روکا تھا جس سے تمکو انکی جانب غصہ پیدا ہوا تو یہ غصہ تمکو اُس قوم پر ظلم کرنیکے واسطے آمادہ نکرے جس سے تم گناہگار ہو جاؤ۔ اور ابن مسعود رضی نے یجرمن بضم یا از اجرم۔ پڑھا اور کسائی نے کہا کہ جرم اور اجرم ہر دو بیک معنے ہیں اور بصریین علماء لغت اجرم نہیں جانتے بلکہ اُنکے نزدیک صرف جرم ہے پھر شنان بفتح نون اکثر کی قراءۃ ہے اور بسکون نون کو ابن عامر رضی نے پڑھا اور ابو بکر عاصم سے اور اسمٰعیل نے نافع سے روایت کیا اور قولہ ان صدوا مفعول لہ ہے اور وہ شنان کی علت ہے یعنی بغض قوم کا جو اس جہت سے پیدا ہوا کہ تمکو اُنھوں نے بیت الحرام سے روکا تھا اور حاصل آنکہ سال حدیبیہ میں کفار نے حضرت صلعم مع اصحاب کو عمرہ ادا کرنے سے روکا تھا تو منع فرمایا کہ وہ بغض جی میں رکھکر کفار سے قصاص بیجا لینے پر آمادہ مت ہو جیو بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اُسی حد پر رہیو اور عدل کو نگاہ رکھیو اور یہ مانند آیت دیگر ہے جو آئی ہے یعنی قولہ ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقوی اور زید بن اسلم سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم و صحابہ رضی حدیبیہ میں تھے جبکہ اُنکو مشرکون نے روکا تھا اور یہ اُنپر بہت گران گذرا تھا پھر مشرق کیطرف والے مشرکونکا ایک گروہ عمرہ ادا کرنیکے ارادہ سے جاتا تھا تو صحابہ رضی نے کہا کہ ہم ان لوگونکو روکینگے جیسے انکی ملت والون نے ہمکو روکا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری رواہ ابن ابی حاتم بالجملہ کلام پاک کے معنے تو بلا تامل واضح ہیں کہ تم حکم الٰہی سے اور حق و عدل سے تجاوز مت کرو بسبب عداوت ایسی قوم کے جنھوں نے ظلماً تمکو بیت الحرام سے روکا تھا پس تم بھی بعد صلح کے ناانصافی کرو خواہ بانیطور کہ اُسی قوم سے قتل وغیرہ کا کوئی

ایسا فعل کرو جو حکم الٰہی سے تجاوز ہو یا اس قوم کے بھائی بندونسے بدلا لو جسکا تجاوز ہونا ظاہر ہے کہ روکا کہ والون نے اور بدلا لیتے ہو غیرون سے کما روی عن زید بن
اسلم اور قطع نظر خصوص سبب کے عموم لفظ سے یہ معنی ہین کہ اے ایمان والو عدل کے پابند رہو موافق حکم الٰہی کے اور کسی قوم کے بغض کیوجہ سے جسنے تمھارے ساتھ کچھ برائی
کی ہو تم عدل سے اور حکم الٰہی سے قدم باہر مت رکھو مترجم کہتا ہے کہ حد سے تجاوز کرنے سے ممانعت پر یہ کلام نص ہے پس قطعاً معلوم ہوا کہ منسوخ ہونیکی کوئی وجہ
نہین ہے اور جہاد کا حکم تو حد فرض ہے پھر حد سے تجاوز کہان ہوا جیسے قصاص وغیرہ کا حال ہے پس مراد یہ کہ جو حد شرع عدل ہے اس سے تجاوز مت کرو وَتَعَاوَنُوا
عَلَى الْبِرِّ اور مدد کرو اس کام کے کرنے پر جسکا تم حکم دیے گئے ہو ف اور یہ بنا بر آنکہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بر وہ ہے جسکا تجھے حکم دیا گیا ہے اور ابن عطیہ
نے کہا کہ البر شامل ہے واجب ومستحب دونون کو اور شاید حضرت ابن عباس کے کلام مین بھی حکم دیا جانا بمعنے عام ہے یعنی مدد کرو جس کام کا حکم دیا گیا خواہ وجوباً
یا استحباباً ۔ وَالتَّقْوٰى ۔ اور معاونت کرو تقوی پر یعنی ترک کرنے پر ایسی چیز کے جس سے تم منع کیے گئے ہو اور حاصل آنکہ آپس مین ایک دوسرے کی معاونت کرنی
چاہیے نیکی بجا لانے مین و ممنوع سے باز رہنے مین یعنی جس کام پر شرع مین ثواب کا وعدہ ہے اسکے کرنے مین ایک دوسرے کی مدد کرو اور جس سے ممانعت ہے اسکے
ترک کرنے مین مدد کرو یعنی کہ ایک دوسرے کو سمجھاؤ کہ یہ منع ہے اسکو مت کرو حتی کہ بار کر چھڑاؤ ۔ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔ اور مت
معاونت کرو آپس مین کسی جنس کے گناہ پر اور اللہ تعالیٰ کے حدود سے تجاوز کرنے پر ف اور بعض نے کہا کہ اثم سے مراد کفر ہے اور عدوان سے مراد ظلم ہے حاصل آنکہ
اللہ تعالیٰ بندگان مومنین کو حکم فرماتا ہے کہ نیک کام کے کرنے پر اور ممنوعات کے چھوڑنے پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور اثم وعدوان پر معاونت نہ کرو اور جبکہ یہ معاونت
اسیوقت ہو سکتی ہے کہ باہم متفق وخیر خواہ ہون لہذا اتفاق رکھنا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی چاہنا باقتضاء النص واجب ہے اور یہ مستقل دلائل سے بھی ثابت ہے
اور پہلے اشارہ ہوا کہ بر ہر کار خیر کو جو شرع مین نیک ہو جب تقوی ثابت ہوتا ہے شامل ہے اور معاونت کرنا بھی عام ہے کہ ہاتھ سے زبان سے مال سے جس طرح ممکن ہو
اعانت کرے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مدد کرو اپنے بھائی کی خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ
جبکہ وہ مظلوم ہو تو نصرت مدد ہوئی اور جب ظالم ہو تو کیونکر مدد کرین تو فرمایا کہ اسکو ظلم سے روکو و منع کرو کہ یہی اسکی مدد ہے کما رواہ البخاری ومسلم اور نیز حدیث مین ہے
کہ جو مومن کہ لوگون مین مل جلکر بسر کرے اور انکی ایذا پر صبر کرے اسکو بڑا ثواب ہے بہ نسبت اس مومن کے جو لوگون مین مخالطت نہ رکھے اور انکی ایذا اٹھانے پر صبر
نہ کرے کما رواہ احمد والترمذی پھر اثم وعدوان جسپر معاونت سے منع فرمایا اسکا جاننا ضرور ہے پس اثم ہر وہ فعل ہے جو شرع سے ممنوع ہوا اور یہ بتقریر مقابلہ بر
کے ہے پس اگر کوئی شخص کوئی سنت ترک کرتا ہو تو بانسبت اسکے حق مین کوئی ایسی بات نہ کہنی چاہیے جس سے اسکے نفس کو جرأت ہو یا غصہ پیدا ہو بلکہ اچھے کلام سے
اسکو نصیحت کرے اور دعا دینے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسکو توفیق دے اور ابن جریرؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دین مین جو حدود مقرر کر دیے ہین انسے تجاوز کرنا عدوان
ہے تو عدوان مین کسیکی مدد نہ کرے خواہ اسکا نفس خود تجاوز کرے یا کوئی غیر تجاوز کرے اور سب سے بڑھکر آدمی کو اپنے نفس سے حساب لینا چاہیے اور احادیث
مین ارشاد ہوا کہ ہر دو نیک ہر گناہ کو اپنے دل کی کھٹک سے پہچان لے چنانچہ وابصہ رضی اللہ عنہ کو حضرت صلعم نے فرمایا کہ بر وہ ہے جسپر دل مطمئن ہو اور اثم وہ ہے جو دل
مین کھٹکے اور سینہ مین تردد رہے اگرچہ لوگ تجھے اسکی بابت فتوی دیدین (رواہ البخاری فی تاریخہ واحمد وعبد بن حمید) پس حدیث مین ایسے نیک دل کو تقوی
سمجھایا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک نیت ہو پس اگر مفتی اسکو فتوی دیدے کہ یہ جائز ہے مگر اسکے نیک دل مین کھٹکے تو اسکو چھوڑ دے اور نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے
کہ انہون نے رسول اللہ صلعم سے البر والاثم کو پوچھا تو فرمایا کہ بر تو خوش خلقی ہے اور اثم وہ ہے جو تیرے دل مین کھٹکے اور تو اسپر لوگون کے آگاہ ہونیکو برا جانے (رواہ البخاری
فی الادب واحمد ومسلم وابن ابی شیبہ والترمذی والحاکم والبیہقی) اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا کہ اثم کیا
ہے فرمایا کہ جو تیرے دل مین کھٹکے اسکو چھوڑ دے اسنے کہا کہ ایمان کیا ہے فرمایا کہ جسکو اسکی برائیان رنج دین اور بھلائیان خوش کرین وہ مومن ہے (رواہ احمد و
الطبرانی وابن حبان والحاکم والبیہقی) اور معنی یہ ہین کہ اگر نیکی کرے تو اسکا دل خوش ہو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور دل مین نور سے فرحت پاوے

اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی ظالم کے ساتھ چلا تاکہ اسکی معاونت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو مددگار بھی اسلام سے باہر ہوا۔ رواہ الطبرانی) اب غور کرو کہ ظالم کسقدر خوار ہوگا ظالم وہ شخص جو کسی خلاف شرع فعل کو کرے اگر دوسرا اس کام میں ظالم کا ساتھ دیوے یا مدد کرے تو وہ بھی ظالم کے مانند ہے اور اسلام سے باہر ہوا اور باہر ہو جانیکے یہ معنی ہیں کہ اس فعل میں اسلام سے خارج ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس حکم مذکور کے بعد تہدید و تاکید فرمائی۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف کرو ف بایں طور کہ جو فرمایا اسکی اطاعت کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۔ اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنیوالا ہے ف اس بندے کو جو اسکی مخالفت کرے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت شدید ہے وہ مخلوقات پر قیاس نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اگر مخلوقات میں ایک آدمی دوسرے پر عذاب میں سختی کرے تو چاہے جسقدر سختی کرے آخر جب وہ مظلوم بیہوش ہو کر مر گیا تو عذاب بھی ختم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب میں جہنمیوں کو نہ موت آوے نہ عذاب کم ہو بلکہ جب کھال گوشت جلکر گریگا تو پھر دوبارہ ویسا ہی پیدا ہو جائیگا اعاذنا اللہ تعالیٰ من عذابہ وعقابہ ف۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ واضح ہو کہ ابتدا میں جب آدمی شرک و کفر میں گرفتار ہوتا ہے تو وہ اپنے رب عزوجل کے نام ہی کی تعظیم نہیں کرتا پھر جب اسلام لایا تو اب اسکو تعلیم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کی تعظیم رکھی ہے مثلاً خانہ کعبہ و رسول و قرآن وغیرہ کسی کی بے ادبی نکرے پھر جب اعلیٰ درجہ پر پہونچے تو وہاں کے آداب میں بے ادبی نکرے چنانچہ شیخ نے لکھا کہ ادب مراقبہ یہ کہ دنیاوی کشف کیطرف توجہ نہو۔ سیوا اسکے کشف کی نسبت کیجاتی ہے نفس کی خواہش میں موافقت کرنا بے ادبی ہے غرضکہ احرام بیت اللہ کعبہ و قلب کی حرمت رکھیں۔ پھر واضح ہو کہ بعض مشائخ نے فرمایا کہ تقویٰ کے مرتبہ میں بر وہ چیز ہے کہ علم شرع سے سب اماموں کے نزدیک بھلائی معلوم ہو اور کسیکے نزدیک وہ مکروہ نہو اور خواہش نفس سے مخالفت کرنا تقویٰ ہے اور شبہات کے اندر قدم رکھنا عدوان ہے بعض نے فرمایا کہ بر وہ ہے کہ جسکی طرف تیرا دل مطمئن ہو اور قولہ ولا تعاونوا علی الاثم میں اشارہ ہے کہ دنیا میں مشغول ہو اور عدوان یہ کہ نفس کی خواہش میں گرے۔ شیخ سہیل رح نے فرمایا کہ بر تو ایمان ہے اور تقویٰ سنت ہے اور اثم کفر ہے اور عدوان معاصی ہیں

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ

حرام ہوا تمپر مردہ اور خون اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام پکارا گیا اللہ کے سوائے کا اور جو مرا گھٹکر اور جو مرا چوٹ سے

وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۗ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا

اور جو مرا گر کر اور جو مرا سینگ لگنے سے اور جسکو کھایا درندے نے مگر جو تم نے ذبح کر لیا اور جو ذبح ہوا کسی استھان پر اور یہ کہ بانٹا کرو

بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ

پانسے ڈالکر یہ گناہ کا کام ہے آج ناامید ہوئے کافر تمہارے دین سے سو انسے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ

آج میں نے پورا کر دیا تمہارا دین اور تمام کر دی میں نے تمپر اپنی نعمت اور پسند کیا تمہارے لیے دین اسلام پھر جو

اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

کوئی لاچار ہو گیا بھوک میں کچھ گناہ پر نہیں ڈھلتا تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ۔ ای اکلہا ۔ تمپر مردار کا کھانا حرام کیا گیا ف کیونکہ حلت و حرمت تو کھانے سے متعلق ہوتی ہے اور خود اس چیز سے متعلق نہیں ہے اسلیے کہ مثلاً کسی نے حلوا پکایا اسکو دوسرا شخص اٹھا لیگیا تو اسکو کھانا حرام ہے پھر اگر مالک اسکو اجازت دیدے تو اب حلال ہے پس وہ چیز اپنے حال پر رہتی ہے اور یہاں مراد ایسی چیز ہے کہ وہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی مردار سے وہ جانور مراد ہے جو خود بخود اپنی موت سے بدون ذبح کیے اور بدون شرعی تسمیہ کے

مراد ہو (ابن کثیر) پھر علی العموم مردار حرام ہے لیکن اسمین سے مچھلی و ٹیڑی مستثنیٰ ہین۔ وَالدَّمُ۔ اور تم پر خون کھانا حرام کیا گیا۔ ف۔ خون سے مراد خون مسفوح ہے یعنے
جو ذبح سے بہنے والا۔ اور یہان اگرچہ مطلق ہے لیکن سورۂ انعام مین تحریم کے بیان مین فرمایا اَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا اور یہی تفسیر حضرت عائشہؓ و ابن عباسؓ و سعید بن جبیر سے
صحیح مروی ہے اور عکرمہ نے کہا کہ ابن عباس سے تلی کا حکم پوچھا گیا تو فرمایا کہ تم اسکو کھاؤ تو عرض کیا گیا کہ وہ تو خون ہے فرمایا کہ حرام تو دم مسفوح رکھا گیا ہے (رواہ
ابن ابی حاتم) اور ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ہمارے واسطے دو مردہ جانور اور دو خون حلال رکھے گئے ہین پس مردہ جانور دونون تو مچھلی و ٹیڑی ہین
اور خون دونون یہ تلی اور جگر ہین (رواہ الشافعی و احمد و ابن ماجہ والدارقطنی والبیہقی) ابو زرعہ الرازی نے کہا کہ اصح روایت مین یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول
ہے مچھلی کیواسطے حدیث ابوہریرہؓ کافی ہے کہ آنحضرت صلعم سے بحر (دریا و سمندر ۱۲) کے پانیکو پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسکا پانی پاک کرنیوالا ہے اور اسکا مردار حلال ہے (رواہ مالک والشافعی
و احمد و ابو داؤد والترمذی والنسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و ابن خزیمہ) اور واضح ہو کہ زمانۂ جاہلیت والونمین جب کوئی بھوک سے تکلیف اٹھاتا تو کسی دھار دار
چیز سے اپنے اونٹ کو زخمی کرکے اس سے خون نکال لیتا اور اسکو پی جاتا یا بھوننے کے بعد کھالیتا پس اس خونخواری کو اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا۔ وَلَحْمُ
الْخِنْزِيرِ۔ اور سور کا گوشت۔ ف۔ یعنی کل سور سر سے پاؤن تک نجس و حرام ہے لیکن چونکہ غالباً گوشت ہی کھایا جاتا ہے اور یہان کھانے ہی کی چیزونکا
بیان ہے لہذا فرمایا لحم الخنزیر تم پر حرام کیا گیا پس سور کھانا حرام ہے خواہ پالا ہو یا جنگلی ہو اور ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ لحم کہنا شامل ہے تمام اجزا کو بلحاظ زبان
عرب کے اور نیز باعتبار عرف کے بھی اور حدیث صحیح مسلم مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسنے نردشیر سے کھیلا گویا اسنے سور کے گوشت و خون مین اپنا
ہاتھ ڈالا (رواہ مسلم) تو خونکا نجس ہونا ظاہر ہوگیا پس جب چھونے سے ایسی نفرت دلائی تو اسکو غذا کرنے مین کیسی نفرت ہوگی جسکے تصور سے قے آئے
پس اسمین دلالت ہے کہ اسکی چربی و کھال وغیرہ سب اجزا اسکے گوشت کے حکم مین ہین اور صحیحین مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب و مردار
و سور اور بتونکی بیع حرام کی تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ لوگ مردار کی چربی کام مین لاتے ہین کہ اس سے کشتیونپر روغن کیا جاتا اور چمڑے چکنائے جاتے
اور لوگ اسکی بتی جلاتے ہین بھلا آپ اسکو روا رکھتے ہین تو فرمایا کہ نہین یعنی نہین روا ہے۔ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ اور وہ چیز حرام کیگئی کہ غیر اللہ کیلیے
پکاری گئی ہو۔ ف۔ یہ حکم عام ہے جسمین یہ بھی شامل ہے کہ شیطانکے نام کی روٹی کھانا حرام ہے اور یہان جانور مین اسطرح کہ ذبیحہ کسی غیر کے واسطے ہو یا گوشت
کسی نے شیطانکے نام کا دیا تو اسکا کھانا حرام ہے۔ جاننا چاہیے کہ اہلال کہتے ہین آواز بلند کرنیکو پس معنی یہ کہ اور وہ جانور کہ آواز بلند کیگئی اسپر واسطے
غیر اللہ کے اور مفسر حقانی نے کہا کہ ایسی طور سے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی غیر کے نام سے وہ ذبح کیا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہے کہ اسکی مخلوقات
اسکے پاک نام سے ذبح ہون سو جب ایسی سے عدول کرکے ذبیحہ پر کسی بت وغیرہ کا نام لیا گیا اگرچہ تمام مخلوقات مین سے کوئی ہو تو وہ بالاجماع حرام ہوگا
اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ ذابح نے عمداً یا بھولکر اللہ تعالیٰ کا نام چھوڑا تو عمداً کی صورت مین حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذبیحہ مردار و حرام ہوگا اور یہی قول صحیح ہے
اور اسمین جو اختلاف ہے سورۂ انعام مین انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا اور حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو ذبیحہ بقصد تعظیم کسی مخلوق کے ہو وہ مردار ہے چنانچہ
کتاب الذبائح مین لکھا ہے کہ اگر مہمان کی تعظیم کے قصد سے ذبح کیا تو ذبیحہ مردار و کھانا حرام ہوگا قال ذبح عند قدوم الضیف تعظیما له لا یحل اکلها
و کذا عند قدوم الامیر وغیرہ تعظیما و اما اذا ذبح لاجل الضیافۃ فانہ لا باس بہ (جوہرہ نیرہ) یعنی مہمان کی تعظیم کیلیے اگر ذبح کیا تو ذبیحہ کھانا حلال نہین ہے
اسیطرح اگر بادشاہ و حاکم وغیرہ کی آمد مین اسکی تعظیم کیلیے ذبح کیا تو حرام ہے ہان اگر اسکی ضیافت و مہمانداری کیلیے اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا
تو مضائقہ نہین ہے (جوہرہ نیرہ) اور اسی پر ائمہ فقہاء نے اتفاق کیا ہے و النص علیہ لقولہ لغیر اللہ بہ اسواسطے کہ تفسیر نیشاپوری مین تصریح ہے کہ
تعظیم غیر کیلیے ذبیحہ حرام ہے پس عجب ان لوگون سے کہ خالی منطق و فلسفہ پڑھکر فتوی بےعلم لکھاتے ہین یا ورشیخ صدو کے نام کا بکرا اور مانند اسکے جائز بتاتے ہین بخلاف
ائمہ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ بلکہ علاوہ مذہب فقہاء و ائمہ مجتہدین ہے جسکا گناہ تاقیامت اپنے سر پر لیتے ہین نعوذ باللہ من الضلال ہان اگر خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی

تقرب قربانی کی نیت ہو پھر وہ گوشت کسی ولی کیواسطے فاتحہ دیدے تو جائز ہے اور اگر شیطان کے نام پر دیا تو گنہگار ہوگا فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب **والمنخنقة** فر
المیتہ خنقًا یعنی حرام کیگئی وہ مردار جو خنق سے مرجاوے فانی گلا گھٹ جانے سے خواہ بانیطور کہ آدمی خود گلا گھونٹ دیوے جیسے زمانہ جاہلیت والے کرتے تھے اور اس زمانہ
میں نصاری کی طرح بھی مرغی معروف ہے اور خواہ بانیطور کہ اتفاق سے جانور خود اپنا گلا کسی بندان وغیرہ میں اسطرح پھنسائے کہ گھٹکر مرجاوے پس درحقیقت مردار
ہے اور فرق یہ کہ مردار وہ جو بلا کسی ظاہری سبب کے مرا ہو اور منخنقہ بسبب خنق مرا ہے۔ **والموقوذة** المقتولة ضربًا یعنی حرام کیا گیا تمپر وہ جانور جو کہ چوٹ سے مارا گیا یعنی
کسی بھاری چیز سے جو دھاردار نہیں ہے مارا یہانتک کہ وہ مرگیا (قال ابن کثیر) اور اولی یہ کہ بھاری کا لفظ نکالا جاوے اور ابن عباسؓ وغیرہم نے کہا کہ لکڑی کی چوٹ
سے ماڈالے اور مراد وہی ہے جو شیخ نے بیان کی اور زمانہ جاہلیت والے لاٹھی سے مردہ کر کے کھاتے تھے کما قال قتادہؒ اور صحیح بخاری میں عدیؓ بن حاتم سے ہے کہ میں
نے کہا کہ یا رسول اللہ میں معراض سے شکار مار لیتا ہوں تو فرمایا کہ جب تو معراض سے مارے اور وہ شکار کو پھاڑ دے تو اسکو کھا اور اگر اسکی ڈنڈی سے مرجاوے تو وہ
وقیذ ہے اسکو مت کھا۔ حاصل آنکہ اسکی نوک کی تیزی سے زخمی ہو کر مرنیوالے جانور کو جائز فرمایا جبکہ تیر کیطرح اسپر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لیا ہو اور چوٹ کھائے مردار
کو حرام کیا اور اسپر فقہا کا اجماع ہے اور شکار کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہے پھر جاننا چاہیے کہ شیخ **ابن عبد البر** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علما میں بندقہ و تیر و معراض
وعصا جسکا سر دھاردار نہ ہو انکے شکار میں اختلاف ہے اور بندقہ سے مراد غلہ ہے جو معروف ہے اور معراض سے مراد وہ تیر جسکے پھل نہیں ہے پس جو علما اسطرف گئے ہیں
کہ وہ وقیذ ہے تو اسکا کھانا حرام ہے مگر اس صورت میں حلال ہوگا کہ زندہ پا کر اسکو ذبح کر پاوے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور یہی قول امام مالکؒ کا اور امام ابوحنیفہ
و انکے اصحاب کا اور ثوری و شافعی رحمہم اللہ کا ہے **یقول المترجم** اس زمانہ میں بندوق سے شکار ہے جسکا مسئلہ پیش آیا جسکا حکم علمائے متقدمین سے مروی نہیں ہے کیونکہ
کلام انہیں متاخرین بلکہ ہجری دسویں صدی و مابعد کے علما سے اسکتا ہے پس اگر تسمیہ کہکر بندوق سے گولی ماری اور جانور مرگیا قبل اسکے کہ اسکے زندہ حلال کر ڈالنے
پر قابو پاوے تو کیا حکم ہے مولف فتح البیان نے شیخ **شوکانی**ؒ سے نقل کیا کہ مجھے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حلال ہے کیونکہ گولی خرق کرتی اور ایک جانب سے دوسری جانب پار
ہو جاتی ہے اور حدیث عدی بن حاتمؓ میں شکار کے حلال ہو جانے میں خرق معتبر فرمایا ہے انتہی اور یہی مولف فتح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اختیار و تسلیم کیا اور **مترجم**
کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہ حکم صحیح نہیں ہے بلکہ بہت سے پایا کہ شیخ **شوکانی**ؒ نے خود نیل الاوطار میں اسکو حرام لکھا ہے اور تحقیق مسئلہ میں یہ ہے کہ بندقہ یعنی غلہ کا اور بندوق
کی گولی کا ایک حکم ہے پس غلیل میں ہاتھ کی قوت سے جو غلہ مارا جاتا ہے اس سے چھوٹی چڑیاں اکثر مر جاتی ہیں اور بسا اوقات پھٹکر زخم آجاتا اور خون جاری ہو جاتا
ہے لیکن اسمیں اتنی قوت نہیں ہوتی کہ پار نکل جاوے بخلاف بندوق کی گولی کے کہ بارود و گرمی سے اسکا زور ایسا زائد ہوتا ہے جو مشاہدہ ہے پس خرق اسکا بوجہ دھار
کے نہیں ہے حاصل آنکہ کہ غلہ اور بندوق کی گولی کا اثر یکساں ہے پس فرق یہ کہ غلہ کمزور ہوتا ہے اور گولی بسبب طاقت زور کے بسا اوقات پار نکل جاتی ہے مگر دونوں
میں دھار نہیں ہے پس دونوں کا حکم یکساں ہے اب غلہ کا حکم تلاش کرنا چاہیے واضح ہو کہ غلیل کے غلہ سے شکار کا حکم امام احمد کی حدیث عدیؓ بن حاتم میں کو ہے
چنانچہ فرمایا کہ ولا تاکل من البندقة الا ما ذکیت یعنی غلہ کے مارے ہوئے شکار سے مت کھا مگر وہی شکار کہ جسکو تو حلال کرنے پاوے (احمد) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما
نے غلہ سے مارے ہوئے شکار کو فرمایا کہ وہ وقیذ ہے یعنی موقوذہ کے مثل حلال نہیں بلکہ مردار حرام ہے (رواہ البخاری فی الصحیح) اور ایسا ہی سالم و قاسم و مجاہد و ابراہیم و
عطا و حسن رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسکا مکروہ ہونا نقل فرمایا لیکن انہیں مکروہ تحریمی حرام یکساں ہے اور ڈھیلے و کنکر کے شکار کا بھی یہی حکم ہے چنانچہ عبد اللہ بن مغفل
سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے کنکر مارنے سے منع کیا اور کہا کہ نہ وہ شکار کرتا ہے اور نہ دشمن کو نکایت پہونچاتا ہے لیکن دانت توڑ دیتا ہے اور آنکھ پھوڑ دیتا ہے (کما فی الصحیحین وغیرہما) اور نیز
دھاردار پتھر کا بھی یہی حکم ہے پس جب غلہ کا یہ حکم معلوم ہوا تو گولی بندوق کا بھی یہی حکم ہے اور گولی میں سوائے زور کی چوٹ کے اور کچھ فرق نہیں ہے اور چوٹ کی شدت
سے جانور کا جسم پھٹ جانا معتبر نہیں ہوتا کیا نہیں دیکھتے کہ اگر بہت زور سے لاٹھی مارے اور جسم پھٹ جاوے تو جانور حلال نہو گا پس صحیح ہوا کہ گولی کے شکار میں
اگر جیتا ہوا پاکر ذبح کر نے پاوے اور قبل ذبح کے جانور مر جاوے تو حرام و وقیذ ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اب یہ کہ اگر زندہ پاوے تو ذبح کیلیے کسقدر زندگی کافی ہے

فائدہ ... مرکز ... ۱۲ ... ۱۲م

اسکا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آویگا۔ **وَالْمُتَرَدِّيَةُ** ۔ اور تم پر متردیہ حرام کیا گیا یعنے جو جانور کہ اوپر سے نیچے گر کر مر گیا ہو۔ قال ابن عباسؓ متردیہ وہ جو پہاڑ سے نیچے گر کر مرے (رواہ علی بن ابی طلحہ عنہ) وقال قتادۃؒ جو کنوئیں میں گر کر مرے وہ متردیہ ہے پس خلاصہ یہ کہ جو اوپر سے نیچے گرنے سے مر جاوے خواہ وہ خود گر پڑے یا کوئی گرادے۔ **وَالنَّطِيحَةُ** ۔ اور تم پر نطیحہ حرام کیگئی ف نطیحہ وہ کہ دوسرے کے سینگ مارنے سے مر گئی ہو مثلاً دو بکریاں یا دو ہرن یا گائے وغیرہ آپس میں لڑیں یا ایک نے دوسری کو سینگ مارا کہ وہ مر گئی تو مردار حرام ہے **وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ** منہ۔ اور وہ جانور کہ جس میں سے درندہ نے کھایا ف یعنی اس میں سے کچھ کھا گیا اور مرا ہوا باقی رہا تو وہ حرام ہے جبکہ تمنے اسکو زندہ نپایا ہو کہ ذبح کر لو جیسے موقوذہ وغیرہ میں حکم ہے **إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ** ۔ باستثناء اسکے جسکو تم نے ذبح کر لیا ف یعنی موقوذہ و نطیحہ و متردیہ وغیرہ حرام کی گئیں جبکہ مردار ہو جاویں لیکن اگر ان میں سے کسیکو تمنے زندہ پاکر ذبح کر لیا تو یہ ذبیحہ حلال ہے **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ منخنقہ سے لیکر ما اکل السبع تک جسکو زندہ پاکر ذبح کر لیا ہو وہ حرمت سے مستثنی ہے پھر اس میں ذبح کے قابل زندگی وہ ہے جو اس میں مستقر ہو مثلاً بھیڑیے نے بکری کا پیٹ پھاڑ دیا تو ذبح کے قابل ہے اور اگر اسنے دو ٹکڑے کر ڈالے جو پھڑک رہے ہیں تو ذبح کے قابل نہیں ہے۔ پھر ذکر کیا کہ طاؤس و حسن و قتادہ وغیرہ واحد علماء تابعین سے مروی ہے کہ جانور نے اگر بعد ذبح کے ایسی حرکت کی جیسے ذبح کے بعد ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ اس میں حیات باقی ہے پس وہ حلال ہے اور یہی جمہور فقہا کا مذہب ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ و شافعی و احمد کا ہے اور امام مالک کا قول دلالت کرتا ہے کہ ایسی حالت باقی ہو کہ بعد درندہ کے پھاڑنے کے وہ زندہ رہ سکتا ہو ورنہ ذبح سے حلال نہ ہوگا لیکن ظاہر آیت عام ہے جس سے قول ابو حنیفہؒ وغیرہ موافق ہے اور امام مالکؒ نے جو زندگی کی شرط لگائی تو اسکے واسطے کوئی دلیل مخصص چاہیے ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور لبہ و حلق سے ذبح و نحر معروف ہے ولیکن حدیث ابو العشراء عن ابیہ میں آیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ذکوۃ تو لبہ و حلق ہی سے ہوگی فرمایا کہ اگر تو اسکی ران میں نیزہ مارتا تو تجھکو کافی تھا (رواہ احمد و اہل السنن) اور یہ حدیث صحیح ہے ولیکن محمول ہے کہ انھوں نے ایسی صورت بیان کی تھی جب لبہ و حلق سے ذبح کرنا ممکن نہ تھا مثلاً اونٹ یا ہرن چھوٹ بھاگا تھا تو ایسی صورتوں میں سب کے نزدیک جہاں ممکن ہو نیزہ وغیرہ مارے اور عنقریب اسکا ذکر کسی مسئلہ میں بیان آویگا۔ **وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ** ۔ اور تم پر وہ جانور حرام کیا گیا جو بتوں کے اوپر ذبح کیا گیا ہو ف نصب بضمتین جمع نصاب یعنے اصنام ہے جو جمع صنم کی بمعنے بت ہے مجاہد و ابن جریج نے فرمایا کہ گرد خانہ کعبہ کے یہ پتھر تھے اور ابن جریج نے بیان کیا کہ وہ تین سو ساٹھ تھے اور عرب اپنی جاہلیت میں ان پتھروں کے پاس ذبح کرتے اور ذبائح کے خون ان کو سنگ خانہ کعبہ کیطرف چھڑکتے اور گوشت کے ٹکڑے کاٹکر بتوں پر رکھتے تھے اور ایسا ہی دیگر علماء تابعین نے بیان کیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس حرکت سے منع فرمایا اور ایسے ذبائح کا کھانا حرام کیا اگرچہ بتوں کے پاس ذبح کرنے کیوقت ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے کیونکہ یہ بتوں کے واسطے تقرب ہے جو شرک ہے اللہ تعالیٰ نے سخت بدتر کبیرہ فرمایا ہے اور اس کلام کو اسی معنی پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ اوپر ما اہل بہ لغیر اللہ کی تحریم گذر چکی ہے قالہ الشیخ ابن کثیرؒ **وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ** ای ان تطلبوا القسم والحکم بالازلام یعنی حرام ہے تم پر اے ایمان والو یہ کہ طلب کرو تم قسمت یعنی حکم کو ازلام سے کذا قال ابن جریر۔ اور ازلام جمع زلم بالفتح و بالضم و فتح لام یعنی چھوٹے چھوٹے تیر جنمیں نہ ریش تھا اور نہ انی تھی اور یہ دربان خانہ کعبہ کے پاس سات عدد تھے جنپر علامتیں بنی تھیں اور وہ انکو پھینکتے تھے پس اگر پانسہ میں نکلا کہ کرو تو اسکی فرمانبرداری سے کرتے تھے اور اگر اس میں منع آیا تو نہیں کرتے تھے (ابن عباس سے ابن ابی حاتم نے روایت کیا) اور محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ یہ ساتوں ازلام بڑے بت ہبل کے پاس تھے جو کعبہ کے اندر کنوئیں پر تھا اور مانند قول ابن عباسؓ کے مجاہد و ابراہیم و حسن وغیرہم سے منقول ہے اور **ابن کثیرؒ** نے کہا کہ تین قداح تھے ایک پر لکھا تھا کہ یہ کام کر دوسرے پر تھا کہ مت کر تیسرا خالی تھا اور ایک تھیلی میں بھرے تھے جب ہاتھ ڈالتے پہلا نکلا تو کام کرتا اور دوسرا نکلا تو نہ کرتا اور تیسرا نکلا تو پھر ہاتھ ڈالتا یہانتک کہ دونوں میں سے ایک نکلے اور عرب والے اسی پر قطعی یقین کرتے اور یہ شرک تھا اور مومنوں پر اسکو حرام فرمایا اور ابو الدرداءؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نہ پہونچیگا درجات کو وہ شخص جو کاہن سے پوچھے یا استقسام کرے یا شگون لیکر سفر سے باز رہے (رواہ ابن مردویہ) اور زجاجؒ نے کہا کہ اس میں اور نجومیوں کے قول میں کہ اس ستارے کیوجہ سے سفر نہ کرو۔ یا کرو کچھ فرق نہیں ہے اور امام نووی وغیرہ نے

ل وغیرہ کو اسی مین داخل کیا - ذٰلِكُمْ فِسْقٌ - یہ امر فسق ہر فسق سے شرک مراد ہی کیونکہ فسق تو فرمانبرداری سے خروج ہی پس جسنے اسکو کیا وہ گمراہی جہالت
و شرک مین پڑا کیونکہ علم غیب سوائے اللہ تعالےٰ عزوجل کے اور کسیکو اپنے قصد سے نہین معلوم ہو سکتا ہان اللہ تعالےٰ جسکو چاہتا ہی آگاہ کردیتا ہی قال ابن کثیر
اور اللہ تعالےٰ نے مومنونکو جب اپنے کسی کام مین متردد ہون تو استخارہ کرنیکا حکم دیا بایطور کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم ہمکو
کامون مین استخارہ کرنا سکھلاتے جیسے ہمکو قرآن کی سورت سکھاتے تھے اور فرماتے کہ جب تم مین سے کسیکو کسی کام مین فکر ہو تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ
كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (اپنی حاجت کہے) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ
لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ
وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ - الٰہی مین استخارہ وبھلائی مانگتا ہون تیری آگاہی سے اور توانائی مانگتا ہون تیری قدرت سے اور تیرا ہی
فضل مانگتا ہون کیونکہ تجھ مین سب قدرت ہی اور مجھ مین نہین اور تو جانتا ہی اور مین نہین اور تو ہی سب غیب کا جاننے والا ہی - الٰہی اگر تیرے علم مین یہ کام (کام
بیان کرے) میرے حق مین میرے دین و دنیا و معاش و انجام کار مین (یا فرمایا کہ فی الحال و انجام کار مین) بہتر ہو تو مجھے اسپر قابو دے اور مجھپر آسان کردے پھر مجھے اسمین
برکت دے اور اگر تیرے علم مین ہو کہ یہ کام (کام مذکور) میرے دین و دنیا و معاش و انجام کار مین بد ہو تو اسکو مجھسے اور مجکو اس سے پھیر دے اور جہان بہتری ہو میرے
لیے مقدر فرما پھر اسی پر مجھے راضی کردے (رواہ احمد والبخاری والترمذی وغیرہم) یہانتک ممنوعات و محرمات کا بیان ختم ہوا پھر آگے کا کلام پاک حجۃ الوداع
مین عرفہ کے روز نازل ہوا - اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِیْنِكُمْ - آج کافر لوگ تمھارے دین سے ناامید ہوے ف اسطرح کہ
تم اب اس دین سے نہین پھروگے حالانکہ پہلے انکو اسکی طمع تھی تو یا سوجہ سے کہ انھون نے تمھارے دین کی قوت دیکھ لی (کذا روی عن ابن عباس وغیر واحد) اور
صحیح حدیث مین ہی کہ شیطان ناامید ہوگیا کہ جزیرۂ عرب مین نمازی اسکو پوجین ولیکن انمین جھگڑے ڈالوانیکی امید رکھتا ہی (البخاری وغیرہ) اور واضح ہو کہ یہ امر ایک وقت
خاص تک ہی ورنہ حدیث صحیح مین بعض قبائل عرب کا بت پوجنا آخر زمانہ مین آیا ہی چنانچہ فرمایا کہ یہ رات و دن ختم نہونگے کہ پھر لات و عزیٰ پوجے جاوینگے اور ایک حدیث
مین آیا کہ میری امت کے قبائل مشرکون مین داخل ہونگے اور ایک روایت مین فرمایا کہ قبیلہ دوس کی عورتین ذی الخلصہ بتخانہ کے گرد مٹکینگی علما نے فرمایا کہ آخر زمانے مین
بعد مہدی رضی اللہ عنہ کے ہوگا - بالجملہ اسوقت نازل فرمایا کہ اے اہل ایمان آج مشرکونکو تمھارے دین سے مایوسی ہوئی - فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ
پس تم انسے مت ڈرو اور مجھی سے ڈرو ف اس آیت کریمہ سے بعض علما نے اشارہ لیا کہ اگر اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور کافرون اہل شرک و کفر سے نہ ڈرتے تو
اللہ تعالیٰ انکو دنیا مین بھی اونچا و بلند رکھتا مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین آیا ہی کہ میری امت سے ایک گروہ برابر کافرونپر غالب رہیگا وہ کبھی مغلوب نہونگے خواہ کوئی انکی مدد کرے یا نکرے
انکو کچھ ضرر نہوگا - اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ - آج مین نے تمھارے لیے تمھارا دین پورا کردیا ف یعنی دین کے احکام اور فرائض کو آج پورا کردیا چنانچہ اسکے
بعد کوئی حلال و حرام کا حکم نہین اترا - اگرچہ اسکے بعد وحی اتری چنانچہ قولہ تعالیٰ وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ الآیۃ - اتری جسکے بعد نو ۹
راتین حضرت صلعم نے زندہ رہکر ربیع الاول مین وفات پائی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وعلی الانبیاء والمرسلین صلوٰۃ وسلاما زاکیۃ تامۃ الی یوم القیامۃ و
الحمد للہ رب العالمین - وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ اور مین نے تمپر اپنی نعمت پوری کردی ف از انجملہ یہ کہ دین تمھارا پورا کردیا اور بعض نے کہا اسطرح
کہ مکہ مین تم بے کھٹکے امن سے داخل ہوے - وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا - اور مین نے تمھارے لیے دین اسلام کو اپنی پسند پر دیا ف
شیخ ابن کثیر نے لکھا کہ آیت کریمہ اس امت مرحومہ پر اللہ تعالےٰ کی نعمتون سے بڑی عظیم نعمت ہی کہ اللہ تعالےٰ نے انکے لیے انکا دین کامل کردیا کہ کسی دوسرے دین
کے محتاج نہین اور سوائے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے نبی کے محتاج نہین اسیواسطے آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء علیہم السلام کرکے جن و انسان سب کیطرف

مرسل فرمایا پس وہی حلال ہے جسکو حلال کیا اور وہی حرام ہے جسکو حرام کیا اور وہی دین ہے جو شریعت محمدی ہے اور جو خبر دی وہی سچ ہے اسمین کچھ دروغ نہین و اللہ تعالے وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا جو خبرین ہین سب سچ ہین اور جو اوامر و نواہی ہین سب عدل ہین لہذا قال الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ - علی ابن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ دین وہ اسلام ہے اور اللہ تعالے نے نبی صلعم و مومنون کو خبر دی کہ انکا دین کامل کیا کہ کبھی اسپر زیادتی کے محتاج نہونگے اور تمام کردیا کہ کبھی ناقص نہ فرما دیگا اور پسند کیا کہ کبھی اس سے ناخوش نہوگا انتہی دین مین جن احکام کی ضرورت ہے یا مخصوص طور پر منصوص ہین یا عموم کے تحت مین مذکور ہین اور قیاس اسی کا نام ہے کہ جو فرد کسی عموم کے تحت مین شامل ہے اسکو اظہار کرے پس اللہ تعالے عز وجل نے دین کو باینمعنے کامل کردیا کہ اہل ایمان کو اپنے واقعات سب شرع متین سے مل سکتے ہین بعض صورتین جو صریح نہین تو مانند صریح کے اہل علم و اجتہاد کے درجات بڑھانیکو چھوڑ رکھین جنھون نے جد و جہد سے انکے احکام کو اجتہاد کیا و باللہ التوفیق پھر بیان محرمات کے بعد فرمایا **فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ** پھر جو شخص مضطر ہوا بھوک مین ان حرام چیزون مین کسی چیز کے کھانیکی طرف بسبب اسکے کھایا - **غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ** درحالیکہ وہ معصیت کیطرف مائل نہین ہے یعنی اس کھانے مین اسنے حد سے تجاوز نہین کیا یا اس حالت مین وہ کسی بدکاری کیلیے نہین جاتا ہے - **فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ** - بخلاف المائل لاثم ای المتلبس بہ کقاطع الطریق والباغی مثلا فانہ لا یحل لہ الاکل - تو اللہ تعالے بخشنے والا ہے اسکو جو اسنے کھایا اور رحم کرنیوالا ہے اسپر اسکے حق مین کہ اسقدر مباح کردیا - یہ **شیخ سیوطیؒ** کا قول ہے اور ہمارے علماے حنفیہ نے کلام کیا کہ جو شخص بھوک سے مضطر ہوکر حرام چیز کھالے تو یہ جائز ہونا کسطرح ہے آیا اسوقت اس شخص مضطر کے حق مین یہ چیز مباح ہوجاتی ہے یا یہ چیز تو حرام رہتی ہے مگر اسپر سے گناہ ساقط ہوجاتا ہے پس بعض نے کہا کہ گناہ ساقط ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ مباح ہوجاتی ہے **مترجم** کہتا ہے کہ اسکا کھانا حرام تھا تو یہ فعل حرام نہین ہوا اب رہا یہ کہ غیر متجانف لاثم کے کیا معنے ہین یعنی گناہ کیطرف مائل نہو پس ائمہ حنفیہ نے کہا کہ اس کھانے مین حد سے تجاوز مقصود نہو بلکہ جان باقی رکھنا مقصود ہو اور شافعیہ نے کہا کہ بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ اس حالت مین گناہ کا مرتکب نہو چنانچہ **مفسر سیوطیؒ** نے کہا کہ مخمصۃ مین یہ چیزین ایسے شخص کو مباح ہوجاتی ہین جو گناہ کا مائل نہو - برخلاف اس بندے کے جو گناہ کیطرف مائل ہو یعنی گناہ مین مشغول ہو جیسے راہزن اور سلطان عادل سے بغاوت کرنیوالا پس ایسے شخص کیواسطے ان حرام چیزون مین کھانا نہین روا ہے اور اگر کھالیگا تو اپنے گناہ کیساتھ اس گناہ مین بھی پکڑا جائیگا اور ایسے ہی سورۂ بقر مین لقولہ غیر باغ ولا عاد - سے ایسیونکو نکالا جو بغاوت و عدوان سے گناہ مین پھنسے ہون - پھر واضح ہو کہ یہ معنی فقہاے حجاز کے نزدیک ہین اور یہی امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے اور فقہاے عراق کے نزدیک معنے غیر متجانف لاثم کے یہ کہ سد رمق سے زائد نہ کھاوے اور حد سے تجاوز نہ کرے اور قراءۃ غیر متجنف بھی اسپر دلالت کرتی ہے کیونکہ تجنف کے معنے سیری سے زائد کھانا اور محصل معنی یہ ہین کہ جو شخص ان محرمات مین سے کسی چیز کے تناول کیطرف بسبب ضرورت کے مجبور ہوا تو اسکو تناول روا ہے بشرطیکہ وہ اس حرام کی خواہش نکرے اور حد سے تجاوز نہ کرے اور اللہ تعالے غفور رحیم ہے اسکو بندے کا محتاج ہونا معلوم ہے پس اسکو عفو فرماتا ہے - مسند احمد و صحیح ابن حبان مین ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے دوست رکھتا ہے کہ اسکی رخصت پر عمل کیا جاوے جیسے وہ مکروہ رکھتا ہے کہ معصیت کیجاوے اور ایک روایت احمد مین ہے کہ جو اللہ تعالے کی رخصت قبول نکرے اسپر جبال عرفہ کے برابر گناہ ہوگا - اسیواسطے فقہاؒ نے فرمایا کہ کبھی مردار کھانا واجب ہوجاتا ہے جبکہ اپنی جان جانیکا خوف ہو اور سواے مردار کے کچھ نپاوے اور کبھی مستحب ہوتا ہے اور کبھی مباح ہوتا ہے اور واضح ہو کہ مردار تناول کرنیکی شرط یہ نہین ہے کہ تین روز اسطرح گذر جاوین کہ آدمی کو کھانا نملے جیسے کہ بہت سے عوام وغیرہ وہم کرتے ہین بلکہ اضطرار شرط ہے چنانچہ جسوقت مردار تناول کرنے پر مضطر ہوجاوے اسیوقت اسکو یہ روا ہوجائیگا کذا قال ابن کثیرؒ ثم ذکر حدیثا عن ابی واقد اللیثی انہم قالوا یا رسول اللہ انا بارض تصیبنا المخمصۃ فمتی تحل لنا بہا المیتۃ فقال اذا لم تصطبحوا ولم تغتبقوا ولم تحتفئوا بقلا فشانکم بہا - یعنے ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ ایسی زمین مین رہتے ہین کہ ہمکو مخمصہ پہونچتا ہے یعنی کھانے پانی کی تکلیف و فاقہ پہونچتا ہے تو مخمصہ کیوجہ سے کب ہمکو مردار حلال ہوجاتا ہے آپنے فرمایا کہ جب تمکو صطباح نہ ملے یعنی صبح کا کھانا نہ پاؤ اور اغتباق یعنی شام کا نہ پاؤ اور کھانیکو ساگ پات

بھی نہ ملے تو پھر تمکو مردار میں اختیار ہے (رواہ احمد وتفرد بہذا الوجہ وہو اسناد صحیح علی شرط الشیخین) وعن ابن عون قال وجدت عند الحسن کتاب سمرۃ فقرأتہ علیہ فکان فیہ ویجزی من الاضطرار غبوق او صبوح یعنی ابن عون نے کہا کہ مین نے حسن بصری کے پاس سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کا خط پایا وہ مین نے حسن کو پڑھ سنایا اور اس مین یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کسی شخص کو شام یا صبح کو ایک وقت ملجاوے تو اضطرار دفع ہونیکے لیے کافی ہے یعنی پھر اضطرار نہین رہیگا (رواہ ابن جریر) اور اصطباح سے صبح کا کھانا اور اغتباق سے شام کا کھانا مراد ہے اور بعض روایات سے ایک پیالہ دودھ ان دونون اوقات مین کفایت نہین ہے چنانچہ ابو داؤد کے سنن مین نجیع عامری سے روایت ہے کہ نجیع نے آنحضرت صلعم کے پاس آکر سوال کیا کہ یا رسول اللہ مردار سے ہمارے واسطے کیا حلال ہے فرمایا کہ تمھارا طعام کیا ہے عرض کیا کہ نصطبح ونغتبق یعنی صبح کو اور شام کو دودھ کچھ ملجاتا ہے تو فرمایا کہ یہ تو واللہ بھوک ہے اور اس حال پر انکو مردار حلال کر دی (تفرد بہ ابو داؤد) ابو نعیم یعنی فضل بن دکین نے فرمایا کہ ابن عقبہ نے نصطبح ونغتبق کی تفسیر فرمائی کہ ایک پیالہ صبح کو اور ایک شام کو ابن کثیر نے فرمایا کہ شاید صبح و شام سب کو اسیقدر ملتا تھا کہ جان رکھنے کو کافی نہو سکتا تھا پس قدر کفایت تک انکے لیے حلال کر دیا واللہ اعلم اور اسمین اختلاف ہے کہ سد رمق جائز ہے یا سیری بھر جائز ہے یا ذخیرہ رکھ لیوے یہ بھی جائز ہے پس یہ اقوال ہین اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک سد رمق جائز ہے واللہ تعالی اعلم ف قال فی العرائس قولہ فلا تخشوہم واخشون ۔ خوف الٰہی یہان حوالہ ہے اُس وعدہ کیطرف جو ازل مین عارفونکو حاصل ہوا تھا یعنی جب امر امتحان تمھیر بواسطہ مخلوق کے واقع ہوا تو معرفت کے ساتھ میری طرف متوجہ ہو اور اُنسے خوف مت کھاؤ اور اسٹارت رکھو کیونکہ وہ لوگ میرے امتحان کی جگہ قرار پائے ہین سو جب تمنے مجھے پہچانا تو میرے امتحان کی جگہ جان لی۔

یَسۡـَٔلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمۡۖ قُلۡ أُحِلَّ لَكُمُ ٱلطَّيِّبَٰتُ وَمَا عَلَّمۡتُم مِّنَ ٱلۡجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ

تجھسے پوچھتے ہین کہ انکو کیا حلال ہے تو کہہ تمکو حلال ہین ستھری چیزین اور جو سدھاؤ شکاری جانور دوڑانے کو

تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ ٱللَّهُۖ فَكُلُواْ مِمَّآ أَمۡسَكۡنَ عَلَيۡكُمۡ وَٱذۡكُرُواْ ٱسۡمَ ٱللَّهِ عَلَيۡهِۖ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۚ

انکو سکھاتے ہو اس میں سے جو اللہ تعالے نے تمکو سکھایا ہے سو کھاؤ اسمین جو کچھ رکھ چھوڑین تمھارے واسطے اور اللہ کا نام لو اُسپر اور ڈرتے رہو اللہ تعالی

إِنَّ ٱللَّهَ سَرِيعُ ٱلۡحِسَابِ ۝

اللہ شتاب لینے والا ہے حساب

یَسۡـَٔلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمۡ من الطعام مفسر رح نے من الطعام سے ماذا کا بیان تبلایا کہ مراد انکی اس سوال سے یہی کہ کھانیکی چیزون مین انکو کیا حلال ہے بقرینہ مابعد کے اور جواب سکا تفصیل نہین فرمایا جیسے محرمات کو بافراد نوعی فرمایا ویسے ہی حلال چیزونکو فرمایا کہ قُلۡ أُحِلَّ لَكُمُ ٱلطَّيِّبَٰتُ المستلذات یعنی طیبات سے مراد وہ چیزین ہین جنکو طبع سلیم لذیذ سمجھے اور اُسکو نجس نجانے اور یہ بنا بر قول امام شافعی رح کے ہے چنانچہ جن چیزونکو عرب والے نجس خیال کرتے ہین وہ اُنکے نزدیک حرام ہین ولیکن پوشیدہ نہین کہ جنکو عرب کے لوگ نجس نہین جانتے اُنکا طیبات مین شمار ہونا دشوار ہوگا کیونکہ مردار و خون قبل تحریم کے عرب والے حتی کہ قریش اُنکو استعمال کرتے و کھاتے تھے اور نیز اُسکا مدار قول ہونا عرب کی رائے پر بہت محل تامل ہے کیونکہ اہل بادیہ عرب بہت سی چیزونکو جنکا طیبات مین سے ہونا قطعی ہے طیبات مین سے جانتے ہین اور اگر بادیہ والے نہین مراد ہین تو تخصیص کیواسطے دلیل چاہیے علاوہ برین غیر بادیہ والونمین سے قریش کا حال بیان ہوا پھر اُنمین طبع سلیم والونکی تخصیص بھی دلیل چاہتی ہے اور نیز طبع سلیم ہونا امر خفی ہے اُسکی شناخت دشوار ہے اور نیز اختلاف طبائع ممکن بلکہ قطعًا موجود ہے اور رہا یہ کہ جسپر وہ طیب کا اطلاق کرین اور خون و مردار پر یہ اطلاق نہ تھا تو یہ کیسی دشواری ہے کہ دور و دراز والے اطلاق عرب محتاج ہے باوجودیکہ لغت عام ہے اور نیز بہت چیزین عرب والے جانتے ہین بالجملہ تفسیر طیب کی ہمارے نزدیک وہ ہے کہ جسکی حرمت یا کراہت تحریمی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم واجماع امت سے ثابت نہو اور مقاتل نے کہا کہ طیبات وہ رزق حلال ہے پس ہر چیز سے انکو حلال لینے کا حکم کیا اور تفسیر

ابن کثیرؒ میں ہے کہ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ عدی بن حاتم و زید بن مہلہل نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ حضرت باریتعالے نے مردار حرام فرمایا پھر ہمارے واسطے کیا حلال ہے تو نازل ہوا یسئلونک ماذا احل لہم الآیۃ۔ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ مراد ذبائح ہیں کہ یہ انکو حلال طیب ہیں۔ رواہ ابن ابی حاتم اور آنحضرت صلعم کی صفت میں سورۂ اعراف میں فرمایا ہے کہ بندوں کیلیے طیبات حلال کرتا ہے اور خبائث انپر حرام کرتا ہے اور حق یہ ہے کہ لفظ طیبات و خبائث کے اطلاق کو بھی دخل ہے واللہ اعلم لیکن شناخت طیب و خبیث لوگوں پر مدار نہیں ہوسکتا اور قولہ تعالے قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق الآیۃ۔ سے نکالا گیا ہے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے مگر وہ کہ مخصوص بکتاب و سنت و اجماع ہو پس حرام کلیات کتاب و سنت و اجماع سے نکالنے کے بعد حلت ہے۔ **وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ** اور جو سکھلایا تمنے جوارح میں سے یعنی باز و کتے وغیرہ جیسا کہ آتا ہے اگرچہ کہ خود یہ چیزیں حلال نہیں لہذا مفسرؒ نے صید مقرر کیا یعنے شکار پکڑا ہو ان جانوروں کا جنکو تمنے سکھلایا اور وہ جوارح ہیں۔ شیخ ابن کثیرؒ نے اوپر کی آیت سے ملا کر حاصل یہ بیان کیا کہ حلال ہوئے وہ ذبائح جنپر اللہ تعالی کا نام ذکر کیا گیا اور رزق میں سے طیبات اور حلال کیا گیا تمھارے لیے وہ جو تمنے صید کیا جوارح سے یعنے کتوں و شکرے و باز وغیرہ ایسے شکاری جانوروں پرندے جیسا کہ مذہب جمہور صحابہؓ و تابعین و ائمہ فقہ کا ہے اور یہی ابن عباسؓ سے ابن ابی حاتم نے بطریق علی بن ابی طلحہ روایت کیا اور کہا کہ یہی خثیمہ و طاؤس و مجاہد و مکحول و یحیی بن ابی کثیر سے مروی ہے اور امام علی بن الحسین (زین العابدین) رضی اللہ عنہما سے ہے کہ باز و شکرہ جوارح میں سے ہے و مثلہ عن الحسن البصری ایضا۔ اور ابن عمرؓ سے بسند جید روایت کی کہ باز وغیرہ شکاری پرندوں سے جو شکار کرے سو جسکو تو ذبح کر پاوے وہ تجکو حلال ہے ورنہ اسکو مت کھا اور کراہت عبید بن جبیر و مجاہد سے مروی ہے منقول از ضحاک و سدی ہے

قال ابن کثیرؒ جمہور سے ذکر کیا گیا کہ شکاری پرندوں سے شکار کرنا مانند شکاری کتوں کے شکار کے ہے کیونکہ وہ اپنے پنجوں سے شکار کو پکڑنے میں کتوں کے مانند کلب میں پس کچھ فرق نہیں ہے اور یہی مذہب چاروں فقیہا ماموں غیرہم کا ہے اور اسیکو ابن جریرؒ نے اختیار کیا و قال حدثنا ہناد و حدثنا عیسی بن یونس عن مجالد عن الشعبی عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ باز سے شکار کا کیا حکم ہے فرمایا کہ جو شکار وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اسکو کھا **قال ابن کثیرؒ** اور امام احمدؒ نے سیاہ کتے کو مستثنے کیا کیونکہ انکے نزدیک واجب القتل ہے اسکا شکار کرنا نہیں جائز ہے و فی الحدیث الکلب الاسود شیطان یعنی سیاہ کتا شیطان ہے کما فی صحیح مسلم وغیرہ۔ اور ان حیوانوں کو جنسے شکار کیا جاتا ہے جوارح نام رکھا گیا ماخوذ از جرح بمعنے کسب چنانچہ عرب بولتے ہیں فلان جرح لاہلہ خیرا یعنی اسکے واسطے بھلی کمائی کردی۔ و یقولون لا جارح لہ یعنی اسکا کوئی کمانیوالا نہیں ہے و قال اللہ تعالی و یعلم ما جرحتم بالنہار یعنی جانتا ہے اللہ تعالے جو کچھ تم بھلائی و برائی دن میں کماؤ۔ پھر سبب نزول آیت میں ابو رافع مولی رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم کیا تو میں نے کتے مار ڈالے پھر لوگوں نے آکر عرض کیا کہ اس امت سے جسکے قتل کا آپنے حکم دیا ہمکو کیا حلال ہے پس آپ خاموش رہے پس اللہ تعالی نے نازل فرمایا یسئلونک ماذا احل لہم الآیۃ پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب آدمی نے اپنا کتا چھوڑا اور بسم اللہ پڑھدی پھر کتے نے شکار پکڑ کر اسکے واسطے روک لیا تو جبتک اُسنے نہیں کھایا تبتک کھاوے (رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر والحاکم و صححہ) اور عکرمہ و محمد بن کعب سے بھی اسکے مانند مروی ہے کہ سبب کتوں کا قتل واقع ہوا اور مفسرؒ نے قولہ من الجوارح کی تفسیر میں کہا الکواسب من الکلاب والسباع والطیر یعنی جوارح جمع جارح یعنی کواسب جمع کاسب کمانیوالے انعام اس سے کہ کلاب یعنی کتے ہوں یا سباع یعنے چیتا سیاہ گوش وغیرہ ہوں اور یا طیر یعنے شکاری پرند مانند باز و شکرہ وغیرہ ہوں پھر فرمایا۔ **مُكَلِّبِيْنَ** مکلبین صیغۂ اسم فاعل از تکلیب اور یہ حال ہے ضمیر علمتم سے یعنی سکھلایا تمنے درحالیکہ تم مکلب ہو یعنی سکھلاتے اور ادب دیتے ہو شکار پر چھوڑنے کے واسطے تمنے خوب ہوشیاری سے سکھلایا ہے اور عرب بولتے ہیں کلبت الکلب میں نے کتے کو شکار پر چھوڑا **قال ابن کثیرؒ** احتمال ہے کہ جوارح سے حال ہو یعنی درحالیکہ یہ جوارح مکلبات ہوں یعنی پنجوں سے شکار کو یا منہ سے دبوچ لینے والے ہوں و قال ایضا اس صورت میں دلیل ہوگی کہ اگر کتے نے اپنے دھکے و صدمہ سے قتل کیا تو شکار روا نہوگا و سیاتی الکلام فیہ چونکہ اسوجہ کا ضعف پوشیدہ نہیں لہذا مفسرؒ نے وجہ اول پر اکتفا کیا پھر اوتعالے نے تعلیم جوارح کی تقیید تاکید فرمائی **تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ** یعنی سکھلایا تم نے

جوارح کو درحالیکہ تم مکلب ہو چھوڑتے ہو ایسے ہی شکار پر حذاقت سے سکھلا کر درحالیکہ تم انکو ادب سکھلاتے ہو وہ آداب شکار جو تمکو اللہ تعالیٰ نے عقل دیکر تعلیم فرمائے ہیں۔ فَكُلُوا مِمَّآ أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ پس کھاؤ اس شکار میں سے جو تمہارے جوارح نے تمہارے لیے رکھ لیا ہو یعنی تمہارے واسطے رکھنا بایں طور کہ مار کر آپ اس میں سے خود نہ کھاویں پس حلال ان جوارح کا شکار ہوا جو اسطرح سکھلائے گئے ہوں کہ شکار پکڑ کر مالک کیلیے رکھ چھوڑیں برخلاف ایسے جوارح کے جو سکھے ہوئے ہوں کہ انکا شکار مارا ہوا حلال نہیں ہے پھر سکھے ہوئے ہو جانیکی پہچان یہ ہے کہ جب تو چھوڑے تو روان ہو اور جب تو زجر کرے تو باز رہے اور شکار کو پکڑے و مارے مگر اس میں سے کچھ نہ کھاوے اور یہی مذہب سب اسے امام مالک کے باقی تینوں ائمہ کا ہے لیکن امام ابوحنیفہ نے شکاری پرندوں میں اس شرط کو تنزیہ کیواسطے قرار دیا کیونکہ انکی تعلیم اس حد تک متعذر ہے اور امام مالک کے نزدیک جارح طیور پرندوں میں یہ شرط نہیں کہ نہ کھاوے لیکن اصح یہ ہے کہ شکاری جانوروں میں شرط مذکور معتبر ہے پھر کہتے تین بار ایسا کرے کہ جب چھوڑے تب جاوے اور زجر سے باز آوے اور شکار پکڑے مگر نہ کھاوے تو یہ سب سے کم تعداد ہے جس سے اسکا سیکھ جانا پہچانا جاتا ہے پھر اگر جارح نے شکار میں سے کچھ کھا لیا تو ظاہر ہوا کہ اسنے اپنے مالک کیواسطے نہیں پکڑا تھا پس اس شکار کو کھانا حلال نہیں جیسا کہ عدی بن حاتم طائی کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے عدی رض کو فرمایا کہ جب تو اپنا سیکھا ہوا کتا چھوڑے درحالیکہ تو نے اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ دیا تو جو شکار وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے تم اسکو کھاؤ میں نے عرض کیا کہ اگرچہ مار ڈالے فرمایا کہ ہاں اگرچہ مار ڈالے جبتک کہ اسکے ساتھ دوسرا کتا جو ایسا نہیں ہے شریک نہ ہوگیا ہو کیونکہ تو نے اپنے کتے پر تسمیہ پڑھا ہے اور دوسرے پر نہیں پڑھا ہے پھر اگر اسنے پکڑ کر اس میں سے کھا لیا تو اس میں سے تو مت کھا کیونکہ خوف ہے کہ اسنے شاید اپنے واسطے شکار مارا ہے یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اگر تسمیہ کہکر تیر سے شکار مارا تو بھی جوارح کے شکار کے مثل حلال ہے اور تسمیہ کہنا ہمارے نزدیک شرط ہے بقولہ تعالیٰ - وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ اور چھوڑنے و روان کرنے کے وقت بسم اللہ تعالیٰ کا نام پڑھ دو (یعنی ائمہ حنفیہ کا) اسنے اور یہی جمہور کا مذہب ہے پھر واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مما امسکن فرمایا یعنی من تبعیضیہ سے بایں وجہ فرمایا کہ شکار وغیرہ جانوروں میں سے بعض اجزا حرام ہوتے ہیں مانند کھال و ہڈی وغیرہ کے اور فقہ حنفیہ میں سات شمار کیے ہیں اور مولف فتح البیان نے لکھا کہ اگر سیکھے ہوئے جارح نے بدون روان کرنیکے خود کوئی شکار مارا تو جمہور علماے سلف و خلف کے نزدیک اسکا کھانا حلال نہیں ہے اور ایک جماعت صحابہ و تابعین و فقہا کا نام لکھکر کہا کہ ان لوگوں نے کہا کہ اسکا شکار کھایا جاوے اور مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک بعض مذکورہ سے یہ مطلب ہے غالباً سہو زد ہوئی اور مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے ایسا کہا ہو اور یہ تو کھلی بات ہے کہ اگر یہ نقل صحیح ہو وے تو قولہ تعالیٰ واذکروا اسم اللہ بالکل معدوم ہوا جاتا ہے بسبب یقین اس امر کے کہ جب کسی نے اسکو روان نہیں کیا تو جانور خود تسمیہ نہیں کہہ سکتا ہے پھر مترجم یہاں تلخیص کلام شیخ ابن کثیر لاتا ہے جس سے مؤلف مذکور کا منشا غلط ظاہر ہو جائیگا کہ بے سمجھے مضمون لیا ہے واضح ہو کہ شیخ نے حدیث عدی بن حاتم کو صحیحین سے ذکر کر کے کہا کہ امام بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے فان اکل فلا تاکل فانی اخاف ان یکون انما امسک علی نفسہ یعنی آنحضرت صلعم نے عدی رض کو کہا کہ پھر سکھے ہوئے کتے نے جسکو تو نے چھوڑا اور اسنے شکار پکڑا ہو اگر شکار میں سے کھا لیا تو اسکو مت کھا کیونکہ مجھے خوف ہے کہ جارح نے اسکو اپنے واسطے پکڑا ہو پھر شیخ نے لکھا کہ یہ حدیث جمہور علما کی دلیل ہے اور شافعی رح کا یہی صحیح قول ہے کہ جب کتے نے شکار میں سے کھا لیا تو وہ مطلقاً حرام ہوتا ہے اور اس میں کوئی تفصیل نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے اور سلف سے ایک گروہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ وہ مطلقاً حرام نہیں ہوتا پھر بروایت ابن جریر از سلمان فارسی و سعد بن ابی وقاص و ابو ہریرہ و عبداللہ بن عمر رض وارد کیا کہ کتا اس شکار میں سے کھاوے یا نہ کھاوے اسکا کھانا حلال ہے اور لکھا کہ اسانید ان آثار کے ثابت ہیں اور کہا کہ حضرت علی و ابن عباس سے بھی یہی قول نقل کیا جاتا ہے اور عطا و حسن بصری سے اختلاف اقوال منقول ہے اور یہی قول شیخ زہری و ربیعہ و مالک کا ہے اور یہی شافعی کا قدیم قول ہے پھر ابن جریر رح کی اسناد بطریق سعید بن المسیب از سلمان فارسی مرفوعا وارد کی کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ آدمی نے جب اپنا کتا شکار پر چھوڑا پھر اسکو پایا درحالیکہ اسنے شکار میں سے کھا لیا ہے تو چاہیے کہ باقی کو کھاوے۔ قال ابن جریر اس حدیث کی اسناد میں نظر ہے اور سعید کا سلمان رض سے سننا معلوم نہیں اور ثقات راوی اسکو بدون

رفع کے سلمان رضؓ کا کلام روایت کرتے ہیں قال ابن کثیر یہ قول ابن جریر کا صحیح ہے لیکن یہ معنی تو دوسرے وجوہ سے مرفوعًا مروی ہیں چنانچہ ابو ثعلبہ رضؓ یعنے خشنی رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تو اپنا کتا سکھایا ہوا چھوڑے اور اللہ تعالیٰ کا نام پڑھدے تو شکار رکھا اگرچہ کتے نے اُس میں سے کھالیا ہو (رواہ ابوداؤد والنسائی) شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ان دونوں کی اسناد جید ہیں اور کہا کہ جسکے نزدیک کتے اور اُسکے مانند جانور کے کھالینے سے شکار حرام نہیں ہوتا یہی احادیث و آثار اسکی حجت ہیں اور ایک جماعت نے دونوں میں توفیق دی اس طرح کہ اگر پکڑتے ہی کھالیا تو حرام ہے بدلیل حدیث عدی بن حاتم رضؓ اور اگر دیر تک منتظر رہا کہ اُسنے مالک کے لیے پکڑا تھا حتیٰ کہ حلال ہوا پھر بھوک وغیرہ کیوجہ سے کھالیا تو حلال رہیگا حرام نہو جائیگا اور ایک جماعت نے کہا کہ کتے کے کھانے سے حرام ہو جاتا ہے بدلیل حدیث عدی رضؓ وغیرہ اور شکرہ وغیرہ کے کھانے سے حرام نہیں ہوتا کیونکہ وہ کھلا کر سکھلائے جاتے ہیں اور ابن عباس رضؓ سے بھی ابن جریر نے روایت کی سبین ہے کہ شکاری پرندے اگر پر نوچ ڈالے اور کچھ کھالیا تو شکار کھانا حلال رہا اور یہی ابراہیم نخعی و شعبی و حماد بن ابی سلیمان کا قول ہے اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ اُنکے واسطے یہ بھی حجت لائی جاتی ہے جو ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ حدثنا ابو سعید حدثنا المحاربی حدثنا مجالد عن الشعبی عن عدی بن حاتم کہا کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم ایسی قوم ہیں کہ کتوں و بازوں سے شکار کرتے ہیں سو ہمکو اُس میں سے کیا حلال ہے فرمایا کہ حلال ہے تمکو ما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونہن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ پھر فرمایا کہ جو کتا تو چھوڑے اور اسپر اللہ تعالیٰ کا نام لیلے تو جسکو وہ تیرے واسطے پکڑ رکھے اُسکو کھا میں نے کہا اگرچہ قتل کر ڈالے فرمایا اگرچہ قتل کر ڈالے جبتک کہ اُسمیں سے نہ کھاوے میں نے کہا یارسول اللہ اگر ہمارے کتوں کے ساتھ غیر کتے ملجاویں فرمایا کہ تو مت کھا یہانتک کہ تجکو معلوم ہو جاوے کہ تیرے ہی کتے نے پکڑا ہے میں نے کہا کہ ہم لوگ تیر مارتے ہیں سو ہمکو کیا حلال ہے فرمایا کہ جسپر تونے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر مارا اور اُسنے خرق کیا تو اس شکار کو کھا قال ابن کثیر پس وجہ دلالت یہ ہے کہ کتے کے حق میں یہ شرط لگائی کہ وہ شکار میں سے نہ کھاوے اور بازوں میں یہ شرط نہیں لگائی پس (یعنی بازوں میں) دلالت پائی گئی کہ ان دونوں میں حکم کا فرق ہے واللہ تعالیٰ اعلم قال المترجم پہلے مذکور ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ نے بھی یہی فرق کیا ہے پھر واضح ہو کہ یہاں چند مسئلے باقی رہے اول آنکہ آیت مقتضی ہے کہ کتے و شکاری جانوروں کا تعلیم کرنا و رکھنا اور سوائے کھانے کے اور انتفاع مانند بیع وغیرہ کے حاصل کرنا مباح ہے اور فقہ میں سکھے ہوئے کتے و فہد وغیرہ کی بیع کا جواز منصوص ہے و لیکن صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس گھر میں کتا ہو تو فرشتے نہیں آتے ہیں پس اس سے توفیق یہ کہ سکونت کی جگہ سے الگ رکھے اور نیز ظاہر یہ ہے کہ یہ ایسے شخص کیواسطے روا ہوگا جسکو اپنی بسراوقات میں اُسکے شکار کی حاجت ہو کیونکہ حدیث صحیح میں یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو شخص بلا ضرورت کتے کو پالے ہر روز اُسکی پانچ نیکیاں گھٹ جاتی ہیں لیکن صحیح ہوا کہ چرواہے کو چوپایوں کی نگہبانی اور کھیت والے اور باغ والے کو اُسکی نگہبانی و شکاری کو اپنی معاش کی ضرورت سے کتا پالنا روا ہے اور فتاوی میں بعض اقسام کو بڑھایا ہے اور جہاں چوروں کا خوف ہو اسکو اس ضرورت سے پالنے کا جواز فتاوی میں صحیح ہے پس یہ قیاس مذکورہ بالا ہے پس بضرورت جواز کا فتوی ہوگا واللہ اعلم اور امت کا اجماع ہے کہ کتا اگر سیاہ نہو اور مسلمان نے اسکو سکھلایا اور مسلمان نے اسکو شکار پر چھوڑنے کے وقت تسمیہ پڑھا ہے پھر اُسنے شکار اُسکے لیے پکڑ رکھا اُسمیں سے خود کچھ نہ کھایا اور شکار کو مجروح کر کے یا دانت گڑا کر مار ڈالا ہے تو بلا خلاف ایسے جانور شکار کا حلال ہے بدون ذبح کے کھایا جاوے پھر اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط بدلی یا نہ پائی گئی تو اختلاف آجائیگا اور نفع کی وجہ سے اُسکی تفصیل معلوم ہو سکتی ہے فقد بر مسئلہ دوم آنکہ اگر کتے کو شکار پر تسمیہ پڑھکر چھوڑا پس اُسنے بدون زخمی کرنیکے بوجھ یا دبانے کی چوٹ سے قتل کیا پس آیا حلال ہے یا نہیں تو تحقیق یہ ہے ما قال ابن کثیر کہ اس میں علما کے دو قول ہیں ایک یہ کہ حلال ہے بدلیل عموم قولہ تعالیٰ فکلوا مما امسکن علیکم اور ایسے ہی عموم روایات حدیث عدی بن حاتم وغیرہ کے دوسرا نووی و رافعی وغیرہ متاخرین نے شافعیؒ سے نقل کر کے تصحیح کیا مگر میرے نزدیک یہ کلام شافعی سے ظاہر نہیں ہے وہ کلام محتمل ابو جعفر و ابن الصباغ نے بروایت حسن بن زیاد از ابو حنیفہؒ بھی یہی قول نقل کیا اور ابن جریرؒ نے سلمان و ابو ہریرہ و سعد بن ابی وقاص و ابن عمر رضی اللہ عنہم سے حکایت کیا و لیکن یہ غریب ہے اور ان بزرگوں سے اسکی تصریح نہیں پائی گئی شاید ابن جریرؒ نے تصرف سے استنباط کیا ہو قول دوم اس مسئلہ میں یہ کہ جو جانور بدون زخم دبنے کے حلال نہیں اور

یہی امام شافعیؒ کا ایک قول اور مزنیؒ کا مختار ہے اور بقول ابن الصباغؒ مرجح ہے اور یہی امام ابو یوسف و محمد نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا اور یہی مشہور از امام احمد بن حنبلؒ اور یہی اشبہ بصواب و اوفق اصول شرع ہے اور ابن الصباغ نے اسپر یہ حجت پیش کی کہ رافع بن خدیجؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم کل دشمن سے بھڑنیوالے ہیں اور ہمارے پاس چھری نہیں سو بھلا ہم قصب سے (ذبح کلی ۱۲) ذبح کرلیں فرمایا کہ جو چیز خون بہادے اور نام الٰہی ذکر کیا جاوے اسکو کھاؤ الحدیث بتمامہ جو صحیحین میں ہے پس مورد اگرچہ سبب خاص میں ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک اعتبار عموم لفظ کا ہے پھر اس مسئلہ میں کتے سے خون بہانا پایا گیا تو شکار حلال ہوا اگر کہا جاوے کہ آلہ ذبح سے سوال تھا چنانچہ قولہ لیس السن والظفر حدیث میں استثنا موجود ہے یعنی ہر خون بہانیوالی چیز سے ذبح کرلو سوائے دانت و ناخن کے پس کتا جو آلہ ذبح نہیں بلکہ ذکوٰۃ کیواسطے شکار میں ایک چیز ہے اسمیں داخل نہوگا تو جواب یہ ہے کہ لفظ حدیث عام جامع ہے **وقال المزنی** تیر میں خرق یعنی گھائل کرنا معتبر ہے اور کہتے ہیں کوئی شرط نہیں ہے پس شکار میں دونوں متحد ہوے تو کتے میں بھی یہی معتبر ہوگا کیونکہ اتحاد موجب میں مطلق کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے **قال المترجم** یہ بنا بر اصل اتفاقی کے ہے پس ہماری طرف سے جواب یہ ہے کہ تیر نے جب لکڑی کی چوٹ سے قتل کیا تو حلال نہیں پس کتے نے جب بدون جرح کے قتل کیا تو اسی پر قیاس ہے اور علت جامعہ دونوں میں یہ ہے کہ دونوں آلہ صید ہیں اگر کہا جاوے کہ آیت سے عموم ثابت ہے پھر قیاس کیوں کیا تو جواب یہ ہے کہ قیاس سے جو ظاہر ہو وہ عموم آیت پر مقدم ہوتا ہے جیسا کہ چاروں ائمہ فقہا بلکہ جمہور علما کا مذہب ہے اور نیز قولہ فکلوا مما امسکن علیکم اپنے عموم پر قطعاً نہیں ہے کیونکہ اگر اسنے ایسے شکار کو پکڑا جو حلال نہیں ہے تو نہ کھایا جائیگا بالجملہ اجماع ہے کہ عموم نہیں رہا اور موقوذہ عموماً حرام ہے پس جسکا عموم باقی ہے وہ اسپر مقدم ہے اور وہ قولہ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ الآیہ ہے اور نیز صید مسئلہ مذکورہ میں سے دم مسفوح نہیں نکلا تو مردار پر قیاس کرکے حرام ہوا نیز آیۃ التحریم یعنی قولہ حرمت علیکم المیتۃ والدم الی آخرہا محکم ہے کچھ بھی اسمیں سے نسخ نہیں ہوا اور نہ تخصیص ہوئی ایسی ہی آیۃ التحلیل یعنی یسئلونک ماذا احل لہم الآیہ ہونا چاہیے پس ان دونوں میں بالکل تعارض نہونا چاہیے اور سنت اسکے بیان کے واسطے ہے پس تیر کے مسئلہ میں جو عرض سے قتل ہوا اسکو سنت نے بیان کردیا کہ داخل آیۃ التحریم ہے اور جو گھائل ہوکر مرا وہ داخل آیۃ التحلیل ہے پس کتے کی صورت میں بھی یوں ہی ہونا واجب ہے چنانچہ جب مجروح کیا تو داخل آیۃ التحلیل ہے اور جب اسطرح قتل کیا جیسا مسئلہ میں بحث ہے تو داخل آیۃ التحریم ہے مگر بوجہ نادر الوقوع ہونیکے اسکی تفصیل نہیں فرمائی اسیواسطے شکار میں سے جب کتا کھالیوے تو یہ صورت کثیر الوقوع تھی اسکو حدیث عدی بن حاتم میں جو صحیحین وغیرہ میں ہے بیان فرمادیا اور یہ بھی عموم آیۃ التحلیل سے اکثروں کے نزدیک تخصیص ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ اکثروں کے نزدیک اگر پکڑے ہوئے شکار سے کتے نے کچھ کھالیا تو پھر اسکا کھانا حلال نہیں چنانچہ یہی حضرت ابو ہریرہؓ و ابن عباسؓ سے منقول اور حسن بصری و شعبی و نخعی کا قول اور ابو حنیفہ و صاحبین اور احمد و مشہور شافعیؒ کا مذہب ہے واللہ اعلم پھر جب بحمد اللہ فراغت ہوئی تو تفسیر کیطرف رجوع کرنا چاہیے کہ بعد اس تحریم و تحلیل کے اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی بقولہ **واتقوا اللہ** یعنی ڈرو اللہ سے ف اپنے حدود مقرر فرمائے ہیں انسے تجاوز مت کرو اور مواخذہ و محاسبہ اپنی گردن پر مت لو۔ **ان اللہ سریع الحساب**۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنیوالا ہے ف اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے بندوں کی ماہیت و حقیقت ظاہری و باطنی جسکی انکو خود خبر نہیں جانتا ہے اور تمام عالم جسمیں علم سے نادان ہے سب اللہ تعالیٰ عزوجل جلالہ کے علم میں ہے پس یہ سب بندوں کی سمجھ کے واسطے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جلد حساب کرنیوالا ہے چنانچہ اول سے آخر تک تمام آدھے دن کی مقدار پر ہو جائیگا جیسا کہ حدیث میں ہے ف عرائس البیان میں ہے قولہ یسئلونک ماذا احل لہم الآیہ۔ یہاں سالکوں پر صدقہ بارگاہ الٰہی ہے خصوصیت سے کہ دروازہ پر پڑے ہیں دنیا و آخرت میں طیبات ان بندوں کیواسطے جو حضرت خالق عزوجل کی محبت میں غرق ہیں وہ مشاہدہ ہے اور ما سواے اسکے انپر حرام ہے کیونکہ ان لوگوں کو سوال یہ ہے کہ کیا حلال ہے اور حلال فقط مشاہدہ ہے اور سواے اسکے درحقیقت حلال نہیں ہے اور تصدیق اسکی اس مشہور قول سے ہے کہ دنیا ان لوگوں پر حرام ہے جو اہل آخرت ہیں اور آخرت ان لوگوں پر حرام ہے جو اللہ والے ہیں **شیخ نوریؒ** سے پوچھا گیا کہ عارف کا رزق کیا ہے فرمایا

حق سبحانہ تعالیٰ رزاق ہے۔ حدیث صحیحین وغیرہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کھلاتا پلاتا ہے یہ اول دلیل ہے کہ جبلت انسانی ان اوہام سے بالاتر ہے ولیکن جبتک شریعت حضور او نبوت پر قیام نہ کرے تبتک ان اوہام سے نہ نکلیگا اور حدیث الدجال میں ہے کہ اس وقت میں کہ پانی و دانہ کچھ نہ ملیگا تو یاد آلٰہی و اسکی ثنا و صفت اہل ایمان کو کھانے و پانی کا کام دیگی اقول بغیر آب و دانہ ہمارے شیخ عارف محدث رحمہ اللہ تعالےٰ نے قریب ایک ہفتہ کے یا زیادہ بسر فرمایا اور خود مجھے قریب چھ ماہ تک ایسے شخص کا تذکرہ فرمایا اور یہ فصائح و اشارات ہیں واللہ الہادی الی الصواب والیہ المرجع والمآب شیخ یوسف ابن الحسین نے فرمایا کہ پاکیزہ رزق تیرے لیے وہ ہے جو بدون تکلف کے اور بدون حرص نفس کے تجکو ملجاوے

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ

آج حلال ہوئیں تکو سب چیزیں ستھری اور کتاب والونکا کھانا تمکو حلال ہے اور تمھارا کھانا انکو حلال ہے اور قیدوالی

مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

عورتیں مسلمان اور قیدوالی عورتیں اُن لوگون سے جو کتاب دیے گئے تم سے پہلے جب تم انکو انکے مہر دیدو

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ؗ

قید میں ہوجانیکو نہ مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی کرنے کو اور جو کوئی منکر ہوجاوے ایمان سے اسکی محنت ضائع ہوئی

ع ۵ ۵

وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۟ ع

اور آخرت میں وہ خسارہ والون میں سے ہے

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۔ الیوم سے وہ دن مراد ہے جسمین نزول ہوا اور بعض نے کہا کہ الف لام عہد کا اور مراد الیوم اکملت کا دن ہے بعض نے کہا کہ یوم معین مراد نہیں بلکہ اب ایسا کر دیا گیا کہ تمھارے لیے حلال کیگئیں طیبات حلال پاکیزہ چیزیں ۔ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ اور یہود و نصاریٰ کے ذبح کیے ہوئے جانور تمکو حلال ہیں پس مفسر نے طعام کو مخصوص کیا ذبائح سے اور الذین اوتو الکتاب عام تھا جو صحف ابراہیم کے متبع وغیرہ کو شامل تھا اسکو فقط یہود و نصاریٰ یعنی پیروان توریت و انجیل سے مخصوص لیا قال فی الکمالین اس بات پر اجماع ہے کہ طعام سے مراد خاصۃً ذبائح ہیں اسواسطے کہ باقی اطعمہ حلال ہونیکی خصوصیت اہل کتاب سے نہیں اور اسواسطے کہ آیت سے پہلے صید و ذبائح کا بیان تھا انتہیٰ اور اس دعوی اجماع میں تامل ہے اور طعام ہر اس چیز کا نام ہے جو کھائی جاوے خواہ فی الحال جیسے روٹی یا بعد اصلاح کے اسواسطے گیہون کو اور عام اناج کو طعام بولتے ہیں اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن عباس و ابو امامہ رضی اللہ عنہما و مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و عطا و حسن و مکحول و نخعی و سدی و مقاتل نے کہا کہ طعام سے مراد انکے ذبائح ہیں اور علما کے درمیان اس امر پر اجماع ہے کہ انکے ذبائح مسلمانون کے لیے حلال ہیں اسلیے کہ وے لوگ غیر اللہ تعالیٰ کیواسطے ذبیحہ حرام ہونیکے قائل ہیں اور اپنے ذبیحہ پر فقط اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں اگرچہ جناب باریتعالے میں ایسے امر کا اعتقاد رکھتے ہو جس سے وہ وحدہ لاشریک پاک منزہ ہے تعالی اللہ علوا کبیرا۔ پس جو شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا یہی اہل کتاب کے ساتھ گمان کیا جائیگا کیونکہ وہ آسمانی کتابونکے معتقد اور ظاہر میں مدعی ہیں جنمین ذابح کا حکم مذکور ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ فرمایا تم لوگ ذبیحہ بنی تغلب کا مت کھاؤ کہ وے لوگ نصرانیت کے دین میں سے کسی چیز کو نہیں پکڑتے ہیں سواے شراب پینے کے اور مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ حضرت عائشہ و ابن عمر و علی نے فرمایا کہ جب تو سنے کسی کو اہل کتاب میں سے کہ ذبیحہ پر اللہ تعالے کے سواے کسی غیر کا نام لیتا ہے تو اُس ذبیحہ کو مت کھا اور یہی قول طاؤس و حسن بصری کا ہے اور تمسک انکا بقول اللہ تعالے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الآیہ ہے۔ قال المترجم اور یہی اصحاب حنفیہ کا مذہب ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مصرح ہے اور حدیث صحیح میں ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم کو یہود خیبر نے ایک بکری بھنی ہوئی بھیجی اور اسکے دست میں

زہر بھر دیا تھا اور آپکو دست اچھا معلوم ہوتا تھا البراء نے دست سے آپ نے لیکر نوچا پھر دست نے آپ سے کہا کہ آپ مجھے نہ کھائیں مجھ میں زہر ملا ہوا ہے تو آپ نے پھینک دیا اور آپکے ساتھ بشر بن البراء بن معرور رضی اللہ عنہ نے کھایا تھا وہ مر گئے اور زینب نامی یہودیہ جسنے زہر ملایا تھا اُس سے پوچھا گیا کہ تو نے کیوں ملایا اُسنے کہا میں سوچی کہ نبی نہونگے تو مر جاوینگے اور ہمکو نجات ہوگی اور اگر نبی ہونگے تو اثر نہوگا پھر وہ قصاص میں قتل کیگئی اور ایسے ہی دیگر احادیث میں اہل کتاب کے یہانکا گوشت کھانا مذکور ہے اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ یہود و نصاری ہی یہاں مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ آنحضرت صلعم کے مبعوث ہونیکے پہلے دیگر امم سے جو کوئی اُنکے دین میں گیا وہ بھی انھیں کے حکم میں ہے لیکن جو اُسکے بعد اُنکے دین میں داخل ہوا اُسکا ذبیحہ حلال نہیں اور یہی قول حضرت علی و ابن مسعود کا ہے اور شافعی کے نزدیک جو بعد نزول قرآن کے داخل ہوا اُسکا ذبیحہ حلال نہیں ہے اور ابن عباس سے پوچھا گیا کہ نصاری عرب کے ذبائح کا کیا حکم ہے تو فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے اور پڑھا قولہ ومن یتولہم منکم فانہ منہم الآیہ اور یہی قول حسن و عطا بن ابی رباح و شعبی و عکرمہ کا اور مذہب ابو حنیفہ کا ہے شیخ ابن کثیر نے فرمایا کہ یہود و نصاری کے سوائے سامرہ و صابیہ و متمسک بدین ابراہیم و شیث وغیرہ از انبیاء علیہم السلام اور عرب کے نصاری مانند بنو تغلب و تنوخ و لخم و جذام و عاملہ وغیرہ کے ان سب کا ذبیحہ جمہور کے نزدیک نہ کھایا جائیگا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول در باب بنو تغلب روایت ابن جریر ذکر کر کے کہا کہ ایسا ہی سلف و خلف میں سے بہتیرونکا قول ہے اور سعید بن المسیب و حسن کے نزدیک نصاری بنی تغلب کے ذبیحہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ قرطبی نے فرمایا کہ جمہور امت کا قول ہے کہ نصرانی کا ذبیحہ حلال ہے خواہ بنو تغلب میں سے ہو یا کوئی اور ہو اور یہی حکم یہود کا ہے اور پوشیدہ نہیں کہ اس زمانہ میں جو نصاری دیکھے جاتے ہیں وہ گردن مروڑ کر مرغی کبوتر وغیرہ بدون ذبح کے روا رکھتے ہیں اور یہ کچھ بھی شک نہیں کہ کتاب آسمانی نہیں ہے اسیواسطے فتوی اسپر دیا جاتا ہے کہ انکا ذبیحہ روا نہیں واللہ اعلم اور تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ رہے مجوس یعنی آگ کے پوجنے والے لوگ (اور ایسے ہندو وغیرہ اہل شرک) تو اگرچہ مجوس سے جزیہ لینے میں اُنکو اہل کتاب سے ملایا گیا کیونکہ صحیح بخاری میں عبد الرحمن بن عوف سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے مجوس ہجر سے جزیہ قبول کیا لیکن اسپر اتفاق ہے کہ اُنکے ذبیحے نہ کھائے جاویں اور نہ اُنکی عورتوں سے نکاح کیا جاوے اور آئمہ میں سے ایک ہوا ہے فقط ابو ثور شاگرد امام شافعی ہیں سو جب انکا یہ قول ظاہر ہوا تو فقہا نے اس سے سخت انکار کیا یہانتک کہ امام احمد نے فرمایا کہ ابو ثور اس مسئلے میں اپنے نام پر گیا ہے بالجملہ اس قول ابو ثور کا کچھ اعتبار نہیں ہے **قال المترجم** اس زمانہ میں بعضے گمراہ جاہل جنکی خبر حدیث صحیح میں ہے کہ آخر زمانہ میں پیدا ہونگے اور بے علم خود گمراہ و لوگوں کو گمراہ کرینگے اب انکھوں دیکھے جاتے ہیں جو ہنود و مجوس کو اہل کتاب شمار دیکر بیہودہ باتیں لکھتے و گمراہ کرتے ہیں پس واجب ہے کہ جبتک وہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ صلعم سے جو کتب حدیث میں موجود ہو دلیل نہ لاوے تبتک اسکو گمراہ جانیں **وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ** ای طعامکم ایاہم حل لہم اور طعام تمھارا اُن کیلیے حلال ہے یعنی تمکو اجازت ہے کہ انکو کھانا کھلاؤ **زجاج** نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ ویحل لکم ان تطعموہم من طعامکم یعنی تمکو حلال ہے کہ تم اُنکو اپنے طعام سے کھلا دیں خطاب مومنین کو اور یہ بطریق مکافات و مجازات کہے ہے اور بعض نے فرمایا کہ اس کلام کا فائدہ یہ ہے کہ ذبیحہ تو طرفین سے حلال ہے انکا ہمکو اور ہمارا اُنکو اور آگے جو حکم اُنکی عورتوں سے نکاح کا ہے وہ جانبین سے نہیں ہے فقط یہی روا ہے کہ مرد مسلمان کسی کتابیہ عورت سے نکاح کرے اور یہ روا نہیں ہے کہ عورت مسلمہ کسی کتابی مرد کو بیاہی جاوے پس متنبہ رہنا چاہیے ہے اور بالجملہ تالیف قلوب و دیگر مصالح کی رعایت ہے **وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ** یعنی حلال کر دیں تمہارے واسطے مومنہ عورتوں سے آزادہ پاکدامن عورتیں اور یہ مابعد کے توطیہ کے طور پر مذکور ہے یعنی قولہ **وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ** حلال کر دی گئیں تمکو اہل کتاب میں سے محصنات پس مفسر نے یہاں محصنات کی تفسیر حرائر سے بیان کی جمع حرہ یعنی آزادہ عورت ہے بنا بر آنکہ شافعی کے نزدیک کتابیہ باندی سے نکاح نہیں درست ہے اور شیخ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ محصنات کی تفسیر حرائر کے ساتھ ابن جریر نے مجاہد سے نقل کی پس احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آزادہ عورتیں نہ باندیاں اور شاید یہ مراد ہو کہ حرائر یعنے پاکدامن عورتیں نہ بدکار جیسا کہ مجاہد سے دوسری روایت نقل کی اور یہی اس مقام پر جمہور کا قول ہے کہ محصنات سے عفیفہ عورتیں مراد ہیں اور گویا آیت سے ظاہر ہے کہ محصنات وہ عورتیں مراد ہیں جو زنا سے پاکدامن ہوں جیسے

دوسری آیت میں فرمایا محصنٰت غیر مسافحات ولا متخذات اخدان پھر لکھا کہ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ آیا ہر کتابیہ عورت مراد ہے خواہ آزادہ ہو یا باندی تو ابن جریر نے ایک گروہ سلف سے جنہوں نے محصنٰت کی عفیفہ سے تفسیر کی ہے یہی قول حکایت کیا اور بعض نے کہا کہ اہل کتاب کی عورتوں سے یہاں بنی اسرائیل کی عورتیں مراد ہیں اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے اور بعض نے کہا کہ ذمیہ عورتیں مراد ہیں بقولہ تعالیٰ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر یعنی اس آیت کے آخر میں اہل کتاب مذکور ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نصرانیہ عورت سے نکاح روا نہیں جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے نزدیک اس سے بڑھ کر کیا شرک ہوگا کہ وہ عورت کہے کہ عیسیٰ میرا پروردگار ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن الآیۃ۔ اور ابن عباسؓ نے کہا کہ قولہ ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن الآیہ نازل ہوئی تو کتابیہ عورتوں سے لوگ باز رہے یہانتک کہ یہ آیت اتری یعنے قولہ والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتاب الآیہ پس لوگوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا (رواہ ابن ابی حاتم) اور صحابہؓ میں سے ایک جماعت نے اہل کتاب کی عورتوں یہودیہ و نصرانیہ سے نکاح کیا اسی آیت کی دلیل سے اور کچھ مضائقہ نہیں سمجھا اور اس آیت کو سورۂ بقرہ کی آیت کا مخصص قرار دیا بشرطیکہ سورۂ بقرہ کی آیت میں زنان اہل کتاب بھی مشرکات میں شامل ہوں کیونکہ یہود و نصاریٰ بھی مشرک ہیں ولیکن عرف قرآن مجید میں اکثر اطلاق مشرک کا ایسے فرقہ پر آیا جو کسی پیغمبر کو نہ مانتے ہوں ورنہ اُسکو اہل کتاب فرمایا ہے اور واضح ہو کہ محصنٰت کی تفسیر عفیفہ عورتوں سے بھی قول جمہور و راجح ہے پس یہ عام ہے خواہ عفیفہ آزادہ ہو یا باندی ہو پس یہی آیت دلیل حنفیہ ہے کہ کتابیہ باندی سے نکاح روا ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے اور اسی وجہ سے مسلمان باندی سے بدرجہ اولیٰ نکاح روا ہے اور امام شافعیہ کا قول اضعف ہے کہ کتابیہ باندی سے نکاح نہیں جائز ہے اور مسلمان باندی سے بضرورت جائز کہتے ہیں الحاصل یہاں اجازت دی کہ تمکو محصنٰت مومنات حلال ہیں اور کتابیہ محصنٰت بھی حلال ہیں ۔ اِذَآ اٰتَیۡتُمُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ ای حل لکم ان تنکحوهن یعنی حلال ہے تمکو اُنسے نکاح کر لینا جبکہ دیدو تم اُنکے اجور یعنے مہور جمع مہر ف پس اذا شرطیہ نہیں ہے کیونکہ شرطیہ سے یہ وہم ہوتا ہے کہ مہر دیدینا شرط جواز ہے حالانکہ نکاح بدون مہر و بدون التزام مہر کے بھی جائز ہے گو مہر بقدر ضرور ہوگا اور یہ وہم بر تقدیر اذا شرطیہ قرار دینے کے زیادہ متاکد ہوتا تھا لہذا مفسرؒ نے اذا ظرفیہ اختیار کیا اور ابن کثیرؒ نے کہا یعنے جیسے وہ عفائف ہیں ویسے ہی خوشی خاطر سے اُنکے مہر اُنکو دیدو اور جابرؓ بن عبداللہ اور عامر شعبی و ابراہیم نخعیؒ و حسن بصریؒ نے فتوی دیا کہ مرد نے اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور مہر سب دیا یا کچھ دیا پھر اُسکے ساتھ دخول ہونے سے پہلے اس عورت نے زنا کیا تو دونوں میں تفریق کر دیجاوے اور عورت مذکورہ اس مہر کو جو مرد نے دیا ہے واپس کر دے (رواہ ابن جریر) پھر یہ حلت عورتوں سے بطریق نکاح و عفت ہے اور بطور متعہ و کسب نہیں ہے لہذا مصرح فرمایا بقولہ مُحۡصِنِیۡنَ متزوجین غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ یعنی درحالیکہ تم نکاح کر لینے والے ہو یعنے اُنسے باعلان زنا کرنیوالے نہو۔ وَلَا مُتَّخِذِیۡۤ اَخۡدَانٍ ۔ اور نہ یار بنانیوالے ہو کہ پوشیدہ اُنسے زنا کرو ف اخدان جمع خدن کی وہ شخص جو پوشیدہ یاری رکھتا ہو خواہ وہ عورت ہو یا مرد ہو پس معنی یہ کہ ظاہر و خفیہ کسی طرح اُنسے زناکاری و عشقبازی میں نہ پڑے ہو قال ابن کثیرؒ پس جیسے عورتوں میں احصان و عفت کو شرط کیا کہ زنا سے پاک ہوں ویسے ہی مردوں میں بھی عفیف ہونا شرط کیا اور مسافح وہ ناکار جو گناہ سے نہ پرواہ کرے اور جو سامنے آوے اُس سے اپنے کو نہ بچاوے اور متخذی خدان یہ کہ عورت سے آشنائی کرکے خفیہ زنا کرے اور ہر صورت میں مرد بدکار و عورت بھی بدکارہ ہوئی اور یہ حرمت کچھ مہر نہیں ہے اور دوسری آیت میں ایسی عورتوں کے نکاح سے پرہیز کا حکم دیا جنکے ظاہر و خفیہ یار و آشنا ہوں انہیں سے امام احمدؒ کا مذہب ہے کہ جبتک عورت کا ہو تبتک اُسکا نکاح مرد عفیف سے صحیح نہیں ہوتا یہانتک کہ توبہ کرے اور ایسے ہی جبتک مرد بدکار توبہ نکرے اُسکا نکاح عورت عفیفہ سے صحیح نہیں ہوتا۔ وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالۡاِیۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۔ اور جسنے ایمان سے کفر کیا یعنے مرتد ہو گیا تو مٹ گیا اُسکا عمل یعنی جو عمل صالح کہ مرتد ہونیسے پہلے کیا تھا سب مٹ گیا اُسکا کچھ شمار نہیں اور نہ اُسپر کچھ ثواب ملیگا۔ وَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ۔ اور وہ آخرت میں بُرے حال خسارہ والوں میں ہوگا تاکہ کبھی ایسا ہو کہ اسی حال پر مرے یعنی مرتد کا فر مرے

اور اگر توبہ کرے تو قبول ہوتی قال فی العرائس قولہ تعالے ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ اشارہ یہ ہے کہ ایمان یہاں معرفت ہے یعنی جو شخص کہ معرفت کے بعد نکرت میں خوار ہو کر ڈوب گیا اور توحید کے کنارے نہ نکلا جہان سے ذات و صفات کیطرف رسائی ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے محجوب ہے اور اسکے لیے عقد محبت و معرفت بندھا ہی نہیں اور جو کچھ اسنے راہ طریقت میں پایا تھا سب جاتا رہا اور اس سے زیادہ دقیق اشارہ یہ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور اسکی معرفت کو پہونچا پھر انوار توحید سے ست ہو کر ہستی میں انانیت کا دعویٰ کر بیٹھا جو جاہل کی صفت اور خوار کرنیوالی ہے تو وہ محجوب ہے کیونکہ اسنے بسبب انانیت کے ربوبیت کا کفر کیا پس جو کچھ اعمال معرفت کیے تھے سب باطل ہوئے کیونکہ اعمال تو عبودیت کے تھے اور وہ ربوبیت کیطرف نکل بھاگا ہے تو پھر جب عبودیت کیطرف رجوع کرے اور ربوبیت پہچانے تو از سر نو عبودیت کیواسطے عمل کرے کیونکہ جو کچھ وہ کر چکا تھا وہ تو بسبب اسکے دعوی باطل کے مٹ گئے بعض نے فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت و یقین عطا فرمانے پر اسکا شکر ادا نہ کیا تو اسنے اعلیٰ درجہ ایمان سے اپنے آپکو گرا دیا جس سے اسکے اعلیٰ ریاضات و اجتہادات مٹا دیئے گئے اور بعض نے فرمایا کہ جس نے خصائص ایمان میں سابقہ احسان الٰہی عزوجل کو نہ دیکھا وہ محل شکر سے نہ دیا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا

اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز کو تو دھو ڈالو اپنے منھوں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرلو

بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى

اپنے سروں کو اور دھو ڈالو پاؤں ٹخنوں تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہو لو اور اگر تم بیمار ہو یا

سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا

سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے آیا جائے ضرور سے یا لگے ہو عورتوں سے پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو زمین

طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ

پاک کا سو مسح کرلو اپنے منھوں کو اور ہاتھوں کو اس میں سے اللہ تعالے نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ مشکل رکھے و

لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کردے اور تم پر اپنا احسان پورا کردے شاید تم احسان مانو اور یاد کرو احسان اللہ کا

عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اپنے اوپر اور عہد اسکا جو تم سے مضبوط ٹھہرا جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور مانا اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ تعالے

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

جانتا ہے جیون کی بات کو

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اے ایمان والو جب تم کھڑے ہو یعنی جب تم قیام کا ارادہ کرو اِلَى الصَّلٰوةِ نماز کیطرف وانتم محدثون اور حال یہ ہو کہ تم کو حدث ہو یعنی پیشاب پاخانہ وغیرہ کیوجہ سے وضو نہو اور اسی کو فقہا حدث بولتے ہیں اور مفسر نے اشارہ کیا کہ قمتم یہاں بمعنے ارادہ قیام ہے اور مراد قیام سے یہ کہ نماز میں مشغول ہونا اور اعلیٰ رکن اسکا قیام ہے جو عذر کیوجہ سے البتہ ساقط ہوتا ہے کہ بیٹھکر پڑھتے ہیں پھر اگر درمیان نماز میں مثلاً قعدہ میں وضو ٹوٹ جاوے تو وضو کر کے اسی قعدہ پر بیٹھے پھر واضح ہو کہ قیام نماز کے ارادہ کرنیکے وقت وضو کا حکم دیا پس ایک جماعت اسی طرف گئی ہے کہ جب ارادۂ نماز ہو تب ہی وضو واجب ہے خواہ پاک ہو یا محدث ہو اور ابن کثیر رح نے کہا کہ بہت بزرگان سلف یعنی صحابہ رض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جب تم ایسے حال میں نماز کا ارادہ کرو کہ تم محدث ہو تب وضو واجب ہے اور دوسروں نے کہا کہ اذا قمتم من النوم الی الصلوة یعنی نیند سے اٹھکر

نماز کی طرف ارادہ کرو اور یہ دونوں معنی قریب ہی قریب ہیں۔ اور ایک گروہ نے فرمایا کہ آیت میں یہ حکم ہے کہ نماز کیطرف قیام کے ارادہ کیوقت وضو کرو سو اگر ارادہ
کرنا بحدث ہو تو اسپر وضو واجب ہے اور اگر طاہر ہے یعنی اسکا وضو موجود ہے تو اسپر پھر وضو کر لینا مستحب ہے اور کہا گیا کہ ابتدائے اسلام میں یہ واجب تھا پھر جو طاہر
ہو اسکے حق میں منسوخ ہوا بالجملہ بدون وضو کے اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتا اسپر اجماع ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو پر وضو کیا کرتے تھے چنانچہ انسؓ سے
روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے تو عمرو بن عامر راوی نے پوچھا کہ پھر آپ لوگ کیونکر کرتے تھے تو فرمایا کہ ہم نمازوں کو
ایک ہی وضو سے پڑھتے جبتک کہ ہمکو حدث نہوتا (رواہ البخاری واحمد واہل السنن) اور بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم ہر نماز کیوقت وضو کیا
کرتے تھے پھر جب فتح مکہ کا روز ہوا تو آپنے وضو کیا اور اپنے دونوں موزوں پر مسح فرمایا اور نمازوں کو ایک ہی وضو سے ادا کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ آپ نے ایسی بات کی جو آپ کبھی نہیں کرتے تھے تو فرمایا کہ ای عمر میں نے اسکو عمداً کیا ہے (رواہ مسلم واحمد واہل السنن) اور یہ حدیث متعدد
طرق سے مروی ہے اور فتح مکہ سے پہلے غزوہ خندق میں بھی آنحضرت صلعم نے چار نمازیں ایک ہی وضو سے ادا کیں اور شیخ ابن کثیرؒ نے یہاں کثرت سے
احادیث نقل کی ہیں بالجملہ یہ متقرر ہو گیا کہ مراد آیت میں وہی معنی ہیں جو مفسرؒ نے بیان کیے اور یہی جمہور اہل علم کا قول ہے اور وضو ایک طہارت ہے جو
نفس فضیلت خود بھی ہے پس اس راہ سے نیت ضرور ہے تاکہ ثواب حاصل ہو اور قرآن میں جس وضو کا حکم ہے وہ عبادت پوری ہو اور اگر نیت نہوئی تو نماز کے
واسطے جو طہارت شرط ہے وہ پائی جاویگی پس نماز اس سے ادا ہو جائیگی اور یہی امام ابوحنیفہ کے مذہب میں صحیح ہے اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک بدون نیت کے
درست نہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرائض وضو میں سے چار باتیں ذکر فرمائی ہیں اول قولہ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ ۔ دھوؤ تم لوگ اپنے چہرونکو وقت
اور مستحب ہے کہ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھو ڈالے اگر نجس نہو ورنہ واجب ہوگا پس تین مرتبہ دہانہ دھووے پھر تین مرتبہ کلی کرے پھر تین
مرتبہ ناک میں اچھی طرح پانی دیکر صاف کرے اور یہ سب سنت ہیں پھر چہرہ دھووے تو ایک مرتبہ تو فرض ہے اور چاہیے کہ دو مرتبہ مدید رجحۃ اوسط ہو یہی
امام محمد رحؒ نے موطا میں کہا اور ابن الہمام نے اسمیں کلام کیا ہے اور اعلیٰ و اولیٰ یہ کہ تین مرتبہ چہرہ بھی دھووے اور سنت تو نہیں اگر دو مرتبہ کہے سے تو بھی کافی
ہے لیکن تین مرتبہ اسمیں بھی اعلیٰ ہے اور چہرہ بال جمنے سے ٹھوڑی تک اور کان سے دوسرے کان تک ہے اور کنپٹی بھی اصح یہ کہ چہرہ میں ہے اور ڈاڑھی کی
تمام تحقیق عین الہدایہ میں ہے بیہقیؒ نے کہا کہ ڈاڑھی میں خلال کرنا عمار و عائشہ و ام سلمہ سے مرفوعاً اور حضرت علیؓ وغیرہ سے موقوفاً مروی ہوا اور اسکے
ترک کی اجازت ابن عمر و حسن بن علی اور ایک جماعت تابعین سے جنمیں نخعی بھی ہیں مروی ہوئی اور کلی کرنا و ناک میں پانی دینا غسل میں امام ابوحنیفہ
کے نزدیک واجب ہے اور وضو میں سنت ہے پھر فرض دوم قولہ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ ۔ اور دھوؤ ہاتھوں کو مرافق تک یعنی مع مرافق کے جیسا کہ سنت
سے اسکا بیان وارد ہوا ہے ظاہر یہ کہ مفسرؒ نے اسمیں خلاف پایا کہ الیٰ کا مابعد اپنے ماقبل کے حکم میں داخل ہوتا ہے یا نہیں تو سنت کیطرف رجوع فرما دیا اور
سیبویہ اور ایک جماعت نے کہا کہ مابعد اگر جنس ماقبل سے ہو تو داخل ہوتا ہے ورنہ نہیں اور ایک قوم نے کہا کہ الیٰ فقط غایت کیواسطے ہے اور مابعد کا داخل
ہونا یا نہونا دلیل پر ہے جہاں جیسی دلیل موجود ہو ویسا ہی ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ مابعد نہیں داخل ہوتا ہے اور جملؒ نے کہا کہ نحویوں کے نزدیک یہی اصح ہے اور
بعض نے کہا کہ الیٰ بمعنے مع ہے اور یہی ابن کثیرؒ نے تفسیر میں اختیار کیا اور حاصل آنکہ جمہور کے نزدیک مرافق کا دھونا فرض ہے دارقطنیؒ نے باسناد حسن از عثمان
رضی اللہ عنہ روایت کی اور اسمیں ہے کہ پھر ہاتھ دھوئے مرفقین تک یہانتک کہ بازو کے اطراف تک چھو گیا اور بعد وضو کے کہا کہ دستور رسول اللہ صلعم کا ایسا ہی
تھا اور ضعیف اسناد سے جابرؓ سے مرفوعاً ایسی روایت ہے اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مومن کا زیور وہانتک ہوگا
جہانتک اسکا وضو پہنچا ہے (رواہ مسلم) و نیز ابوہریرہؓ کی دوسری روایت میں وضو بڑھانے کی تاکید ہے پس کوتاہی کرنا اعضاء وضو میں اصل ہی نہیں ہے
سوم قولہ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ ۔ اور مسح کرو اپنے سرونکو ۔ مفسرؒ نے کہا یعنے الصاق کرو مسح کو اپنے سرونکے ساتھ بدون پانی بہانے کے اور

مسح اسم جنس ہے پس کافی ہے کمتر اسقدر جسپر مسح صادق آجاوے اور وہ سر کے بعض بال کا چھونا اور یہی مذہب شافعیؒ کا ہے اور مترجم کہتا ہے کہ مفسرؒ نے فقط اپنا مذہب بیان کر دیا اور تفصیل یہ ہے کہ بعض کے نزدیک با رزائدہ ہے یعنی امسحوا رؤسکم پس تمام سر کا مسح ہوا کما فی قولہ تعالیٰ ولیطوفوا بالبیت العتیق۔ اور قولہ تعالیٰ فامسحوا بوجوھکم وایدیکم منہ۔ یعنی تیمم مین مسح اور یہی مالکؒ کا مذہب ہے اور بعض نے کہا کہ با واسطے الصاق کے ہے اور یہی مذہب سیبویہ کا اور یہی زمخشریؒ نے کہا اور شرح مہذب مین ایکجماعت سے ہے کہ با جب غیر متعدی پر داخل ہو تو الصاق کیلیے جیسے قولہ تعالیٰ ولیطوفوا بالبیت مین اور جب متعدی پر داخل ہو جیسے آیت مین تو تبعیض کیلیے ہوتی ہے اور حق یہ ہے کہ زبان عرب مین ایسی صورتین جسقدر پر فعل صادق آوے اسیقدر کافی ہوتا ہے مثلاً زید نے عمرو کو حکم دیا کہ بکر کو مار یا چھوے تو یہ ضرور نہین ہے کہ وہ بکر کے تمام اجزا کو بالاستیعاب مارے یا چھوے بلکہ جسقدر پر مارنا صادق آ دے کافی ہے اسیطرح یہان بھی جسقدر پر مسح صادق آوے کافی ہے اب شافعیہ نے تو کہا کہ ایک بال یا تین بال چھو لینے سے مسح ہو گیا اور یہ مسلم نہین کیونکہ یہ عقلی صورت ہے اور عرف لغت مین جسپر مدار ہے اسکو مسح نہین کہتے لہذا سنت کیطرف رجوع کرنیسے بعض حصہ سر کا ادنی درجہ معلوم ہوا جیسا کہ حدیث مغیرہؓ مین ناصیہ پر کہ چوتھائی سر ہے مسح مروی ہے پس اسیقدر لیا گیا اور اس سے کم پر اگرچہ صادق آنا ممنوع نہین جیسا کہ ابن کثیرؒ نے اعتراض کیا لیکن شرع مین فرض مقدر ہے اور مقدار یقین نہین پس ادنی مقدار چونکہ اس سے کم ثابت نہین ہوئی لہذا اسی پر مدار ہوا اور کلام کو اسمین مجال باقی ہے فلیتامل واللہ اعلم بالجملہ احادیث مین تمام سر کا مسح کرنا کثرت سے آیا ہے لہذا آدمی کو چاہیے کہ تمام سر کا مسح کیا کرے کہ اس اختلاف سے بچ جاوے اور حضرت عثمانؓ سے صحاح مین جو احادیث ہین دلالت کرتی ہین کہ مسح تمام سر کا ایکبار ہے اور بعض روایات مین تین بار آیا ہے اور اول یعنی ایکبار مختار ہے اور تین بار منع نہین ہے اور واضح ہو کہ مسح کہتے ہین بھیگا ہاتھ پھیرنے کو پس پانی بہانیکو غسل کہتے ہین پھر جو تھا فرض قولہ۔ **وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ**۔ اور دھو اپنے پاؤنکو ٹخنون تک۔ **وارجلکم** ایک قراءۃ مین نصب سے پڑھا گیا ہے اور یہ اکثر ہے پس یہ عطف ہے وجوھکم پر اور یہ ظاہر ہے اور بیچ مین وامسحوا برؤسکم۔ سے فصل ہے بوجہ رعایت ترتیب کے اور ایک قراءۃ مین ارجلکم بالجر پڑھا گیا پس اصل تو اسکو نصب ہے لیکن برؤسکم کے پڑوس ہونیکی وجہ سے ارجلکم زیر کیساتھ آسانی سے نکلتا تھا لہذا اسکو بھی بالجر پڑھا گیا اگرچہ معنی مین نصب کے صورت والے معنے مراد ہین اسلیے کہ مسح یہان ٹخنون تک کہنے سے مقصود نہین ہے چنانچہ دونون قراءۃ پر معنی یہ ہین کہ دھو تم اپنے پاؤنکو کعبین تک یعنی کعبین سمیت جیسا کہ سنت سے اسکا بیان آگیا ہے اور کعبین صیغہ تثنیہ ہے اور وہ دو ہڈیان ابھری ہوئی ہر پیر مین پنڈلی و قدم کے جوڑ پر ادھر ادھر ہوئی ہین اور یہی چارون اماموںؒ و جمہور کا قول ہے اور جسنے کلام کے یہ معنی لیے کہ مسح کرو پاؤنکا کعبین تک وہ کہتا ہے کہ کعب وہ جگہ ہے جہان انگلیونکی نسین جا کر ملگئی ہین اور وہ قدم کی پشت پر ہے ساق کی جڑ پاس اور یہ رد کر دیا گیا اسطرح کہ وہ تو ہر پاؤن مین ایک ایک ہے حالانکہ کعبین صیغہ تثنیہ ہے پس اگر وہی مراد ہوتی تو ارجلکم الی الکعاب ہونا چاہیے جیسے وجوہ و مرافق و رؤس مین جمع کا صیغہ ہے علاوہ برین اہل اللغۃ کے بالکل خلاف ہے اگر وہم ہو کہ پھر جب پاؤنکو دھونا مقصود تھا تو منھ و ہاتھونکے ساتھ بیان کر دیا جاتا مفسرؒ نے جواب دیا کہ قال المفسرؒ آیت مین جس ترتیب سے جسکا دھونا و مسح کرنا مذکور ہے یہ ترتیب بھی فرض ہے چنانچہ منھ و ہاتھ دھوئے جاتے ہین اور پاؤن بھی دھوئے جاتے ہین لیکن انکے بیچ مین سر کا مسح مقدم ہے تو اس سے افادہ یہ کہ ان عضا کے پاک کرنے مین ترتیب رکھو اگر وہم ہو کہ اس سے پاؤنپر مسح کرنیکا وہم پیدا ہوا جواب یہ کہ یہان یہ وہم فقط ایک لفظ کعبین سے دفع ہو گیا کیونکہ مسح تو سیدھا ساق تک نہوتا اس معنے یہ کہ دھوؤ الی الکعبین تک پھر ترتیب کو مفسرؒ نے کہا کہ یہ ترتیب واجب ہے اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے اور یہی امام مالکؒ و احمدؒ کا قول ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ترتیب سنت مؤکدہ ہے اور واو ترتیب کیواسطے اہل لغت کے نزدیک نہین ہے پس فصل کر دینے مین اور مسح کے بعد پاؤن دھونا بیان کرنے مین تنبیہ و ارشاد ہے کہ پاؤنپر پانی بہانے مین اسراف نہ کرین کیونکہ یہ مظنہ اسراف ہین۔ **ذکرہ العلامۃ الزمخشری** قال المفسرؒ اور سنت سے یہ بات نکالی گئی کہ وضو مین پہلے سے نیت کرنا واجب جیسے اور عبادات مین ہے اور یہی دیگر ائمہ کا قول ہے اور ائمہ حنفیہ کے نزدیک یہ مسلم کہ عبادات مین بدون نیت کے ثواب نہین لیکن وضو مین دو جہت ہین ایک تو وہ خود عبادت ہے اور دوسرے یہ کہ وہ نماز کیواسطے شرط ہے پس اگر نیت کر لی تو وضو مین عبادت کا ثواب بھی ہوگا اور شرط نماز بھی ہو جاویگا اگر نیت نہ کی تو ثواب نہو گا لیکن نماز کیواسطے صحیح

ملاحظہ ہو جزو ۱ صفحہ ۱۲ علم و زینب بخاری ۱۲

ہو جائیگا یعنے اس سے نماز ادا ہو جائیگی بخلاف نماز کے کہ اگر اسمین خالص نیت نہو تو وہ کچھ بھی نہوگی کیونکہ آہمین ایک ہی جہت ہی پھر واضح ہو کہ مفسرؒ نے اکلیل مین کہا
کہ ارجلکم مین قراءۃ نصب تو پاؤن دھونیکے واسطے ہی اور جر کی قراءۃ موزونپر مسح کرنیکے واسطے ہی کیونکہ قراءتونکا متعدد ہونا بمنزلہ تعدد آیات کے ہی اور یہ قول ٹھیک نہین بلکہ
ٹھیک بات صواب یہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ قراءتین دونون ثابت ہین پس سنت کیطرف رجوع کیا گیا تو وہانسے معلوم ہوا کہ دھونا واجب ہے کیونکہ احادیث مشہور بلکہ متواتر ہین کہ
آنحضرت صلعم وصحابہ رضی اللہ عنہم پاؤن دھویا کرتے تھے اور حدیث ویل للاعقاب من النار یعنی جو ایڑیان سوکھی رہجاوین وضو کے اندر دھونیمین تو انکی سزا ایک
دوزخ کی آگ سے جلین گی اس حدیث کو اتنی جماعت نے صحابہ ؓ سے روایت کیا کہ مرتبہ شہرت کو پہونچگئی ہی اور **حافظ الحدیث ابن حجر** نے کہا کہ صحابہ ؓ مین سے
کسی سے پاؤن دھونیمین اختلاف ثابت نہین سوائے حضرت علی و ابن عباس و انس بن مالک کے کہ انسے مسح کا قول ملتا ہی اگرچہ انکا فعل ثابت نہین کہ کھلے پاؤنپر
کبھی انھون نے مسح کیا ہو اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ان لوگون نے اس قول سے رجوع کیا ہی اور ابن جریرؒ نے اسی سے استدلال کیا کہ غسل کرنے اور دھونیمین معفو کر دینا ہی
کو اختیار ہی انتہی کلامہ **ابن العربیؒ** نے کہا کہ امت نے اتفاق کیا ہی کہ پاؤن دھونا وضو مین واجب ہے اور مجھے نہین معلوم کہ کسی نے اس سے خلاف کیا ہو سوائے
ابن جریرؒ کے جو فقہائے مسلمین سے تھے اور ماسوائے انکے اور لوگون مین سے فرقۂ رافضہ نے خلاف کیا ہی **قال ابن کثیرؒ** قولہ تعالیٰ وارجلکم الی الکعبین اسمین ارجلکم بنصب
پڑھا گیا کہ عطف ہی وجوہکم وایدیکم پر اور عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابن عباسؓ نے وارجلکم پڑھا بنصب لفظ کہدیا کہ مین نے اسطرف رجوع کیا کہ پاؤن
دھونا واجب ہے اور عبد اللہ بن مسعود و عروہ وعطا و عکرمہ وحسن و مجاہد و ابراہیم وضحاک و سدی و مقاتل و زہریؒ و ابراہیم تیمی سے مانند اسکے مروی ہی و اس قراءۃ پر پاؤن
دھونیکا واجب ہونا ظاہر ہی جیسا کہ سلف کا قول ہی اور یہین سے جو وضو مین ترتیب واجب ہونیکا قائل ہی ترتیب واجب ہونا ثابت کرتا ہی نظر برینکہ چہرہ و ہاتھ جنکا دھونا واجب
ہی انکے بعد بیچ مین مسح سر کو بیان کرکے پھر وجوہکم پر ارجلکم کو عطف کیا بوجہ وجوب ترتیب کے ورنہ بدون فاصل کے عطف ہوتا اور یہی جمہور کا مذہب ہی مگر امام ابو حنیفہؒ نے
اسمین خلاف کیا اور کہا کہ ترتیب واجب نہین ہی کیونکہ آیۃ کریمہ ان اعضاء کے طاہر کرنیکا حکم کرتی ہی اور واؤ کو ترتیب پر دلالت نہین ہی پھر دوسری قراءۃ اسمین وارجلکم بالجر ہی اور
اسی سے فرقہ شیعہ نے مسح راس پر عطف کرکے پاؤنکا مسح نکالا ہی اور سلف صالحین سے بعض ایسی عبارات مروی ہین جنسے وہم ہوتا ہی کہ شاید وہ بھی پاؤنپر مسح کے قائل تھے
حالانکہ انکے قول کا یہ مطلب نہین ہی جیسا کہ مدلل بیان ہوگا اور وہ روایات یہ ہین کہ ابن جریر نے موسیٰ بن انس سے روایت کی کہ موسیٰ نے انس سے کہا کہ ای ابو حمزہ
ہمکو اہواز مین حجاج نے خطبہ سنایا اور کہا کہ اپنے منھ ہاتھ دھو و سر و نپر مسح کرو اور پاؤن دھو اور آدمی مین کوئی چیز زیادہ قریب خبث کے بہ نسبت اسکے پاؤنکے نہین
ہی سو تم پیرونکے تلوے اور اوپر اور ایڑیان مع اسکی جانب کے دھویا کرو تو انسؓ نے یہ سنکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہی اور حجاج جھوٹا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا وامسحوا برؤسکم
وارجلکم موسیٰ بن انس نے کہا اور انسؓ جب اپنے پاؤنکو مسح کرتے تو دونونکو تر کر دیتے تھے **وقال المترجم** معنی اس روایت مین یہ ہین کہ حجاج نے لوگونکو پاؤن دھونے
مین مبالغہ کرنے اور زیادہ پانی بہانیکو کہا تھا سو حضرت انسؓ نے رد کردیا کہ اللہ تعالیٰ نے وارجلکم کو وامسحوا برؤسکم کے بعد فرما کر ارشاد کیا ہی کہ پاؤن دھو
کیوقت بقدر ضرورت پانی بہاؤ جیسے مسح مین ہوتا ہی اور اسراف نکرو پس مسح سے مراد خفیف دھونا قریب بمسح کے ہی اسیواسطے حضرت انس اپنے پاؤن تر کر دیتے تھے
اور یہین سے زمخشری وغیرہ نے جواب دیا کہ مسح سر کے بعد پاؤن دھونیکا حکم بوجہ وجوب ترتیب کے نہین ہی جیسا کہ شافعیہؒ نے گمان کیا بلکہ اس افادہ کیواسطے
ہی کہ پاؤن دھونے مین مسح پر نظر رکھو اور خفیف دھو یعنی پانی بست دھلا دھلا کر بہا **ابن کثیرؒ** نے باسناد ابن جریر رحمہ اللہ حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نازل ہوا
قرآن بمسح اور سنت بغسل (اسنادہ صحیح ایضًا) اور ابن جریر نے عکرمہ عن ابن عباس روایت کی کہ وضو دو دھونے اور دو مسح ہین ابن ابی حاتم نے یوسف بن
مہران عن ابن عباس روایت کی کہ قولہ وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔ کہا کہ یہ مسح ہی پھر ابن ابی حاتم نے کہا کہ ابن عمر و علقمہ و ابو جعفر محمد باقر و حسن بصری کی روایۃ
و جابر بن زید و مجاہد کی روایۃ سے اسیکے مانند مروی ہی اور راویت ہے کہا کہ مین نے عکرمہ کو دیکھا کہ دونون پاؤن پر مسح کرتے شعبی نے کہا کہ جبرئیل مسح کا حکم لائے
اور کہا کہ تو یہ نہین دیکھتا کہ تیمم یہ ہی کہ جو دھویا جاتا تھا اسپر مسح کیا جاتا ہے اور جو مسح کیا جاتا تھا وہ لغو ہوا۔ (رواہ ابن جریر) **قال المترجم** یہ چند آثار

ہین اور بعض اسناد اگرچہ بظاہر مستقیم ہی لیکن وہ نبی صلعم کا قول و فعل نہین روایت ہوا اور نہ وہ سنت کے نام سے مروی ہی اور نہ انہین پوری توضیح ہی اور نہ
ان روایات کے محفوظ ہونے پر محدثین و ناقدین مین سے کسی کی تصریح ہی کیونکہ بسا اوقات ظاہر اسناد مستقیم ہوتی ہی لیکن اسمین تنقید کرنیوالے عارف
محدثین کے نزدیک علل خفیہ ہوتے ہین جیسا کہ اصول حدیث مین مصرح ہی چنانچہ انھین آثار کو ظاہر علت کے ساتھ شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ان آثار مین
غرابت ہی اور سخت غریب ہین اور اگر لے لیے جاوین باوجودیکہ کوئی مرفوع حدیث و سنت نہین ہی تو اس طرح محمول کر کے لین کہ انمین مسح سے مراد
خفیف دھونا ہی کیونکہ ہم عنقریب صحیح سنت ثابتہ سے پانون دھونیکا واجب ہونا بیان کرینگے اور قراءۃ بالجر کو بعض نے کہا کہ پانؤن مین موزہ ہونیکی
صورت مین مسح کرنے پر محمول ہی یہ قول امام شافعیؒ کا ہی **قال المترجم** اور پوشیدہ نہین کہ ہر دو قراءۃ ثابت ہین پس قرآن مجید جو سات حرف پر
نازل ہوا از انجملہ یہ بھی ہی کہ قراءۃ بالنصب و بالجر یہان مفید دو احکام ہی اور مفسر نے مقدمہ مین اسکو مشرح لکھا ہی پس اسکو غلط و خلاف صواب ٹھہرانا
جیسا کہ کمالین سے ظاہر ہوتا ہی بعید ہی اسلیے کہ قراءۃ بالنصب کے ساتھ احادیث متواترہ یا مشہورہ مفید غسل ہین اور قراءۃ بالجر کے ساتھ کوئی حدیث
و سنت نہین تو لامحالہ قراءۃ بالجر کے معنے بیان کرنے چاہیے ہین تو منجملہ تاویل کے ایک یہ جو مذکور ہوئی اور بعض نے کہا کہ قراءۃ بالجر اگرچہ دلالت کرتی ہی مسح پر
و لیکن دوسری قراءۃ سے و احادیث مذکورہ سے یہان مسح بمعنے خفیف دھونا ہو **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ اسپر وارد ہوتا ہی کہ جر کی صورت مین عطف
رؤسکم پر ہی اور رؤس مین مسح سے غسل خفیف مراد نہین ہی تو جواب یہ ہی کہ اسکو اسمین مسح سے ایک معنی اعم جو بھیگا ہاتھ پھیرنے و خفیف دھونے دونونکو شامل ہین
خواہ بطریق عموم مجاز یا بطریق عموم مشترک مراد ہین پس اشکال مندفع ہوگیا فافہم اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ غسل خفیف پر مسح کا اطلاق ہونے کیواسطے
بہت اچھی دلیل وہ روایت ہی جو **حافظ بیہقی** نے اچھی اسناد سے نزال بن سبرہ رح سے روایت کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز ظہر پڑھکر رحبہ کوفہ
مین لوگونکے حوائج و مقدمات کے واسطے بیٹھے یہانتک کہ عصر کا وقت آگیا پھر انکے پاس ایک چھوٹے برتن مین پانی آیا اُس سے لپ بھر کر منھ و ہاتھون
و سر و پانؤنکو مسح کیا پھر کھڑے ہوکر باقی پی لیا اور فرمایا کہ کچھ لوگ کھڑے پانی پینے کو مکروہ جانتے ہین اور رسول اللہ صلعم نے ایسا ہی کیا جیسے مین نے
کیا اور فرمایا کہ ہذا وضوء من لم یحدث یعنی یہ ایسے شخص کا وضو ہی جسکو حدث نہو (صحیح بخاری مین بھی اسکے بعض معنی مروی ہین) بالجملہ بدلیل آیت و احادیث متواترہ
پانؤن دھونا ضرور واجب ہی اور جسنے اپنی خواہش سے مسح کو نکالا وہ خود گمراہ و گمراہ کرنے والا ہی اور ایسے ہی جسنے دونونکا مسح و دونونکا دھونا تجویز کیا اسنے
بھی خطا کی ہی اور جسنے شیخ ابن جریر کا یہ مذہب نقل کیا کہ اُسنے آیت سے پانؤن پر مسح کرنا نکالا اور احادیث سے دھونا واجب نکالا تو اُس کو
شیخ ابن جریر کے مذہب کی تحقیق نہوئی کیونکہ تفسیر مین شیخ ابن جریر کا کلام فقط اتنی بات پر دلالت کرتا ہی کہ اُسنے برخلاف دیگر اعضا کے
پیرونکا ملنا اسوجہ سے ضروری کہا کہ وہ خاک کیچڑ وغیرہ سے ملے رہتے ہین پس ملنا ضرور ہی تاکہ انپر جو کچھ ہو وہ جاتا رہے لیکن اس ملنے کو مسح سے تعبیر کیا پس
جسنے غور نہین کیا وہ شیخ کی مراد سمجھنے مین غلط کر گیا۔ بالجملہ اعلی و اولی و اصوب یہ کہ احادیث کیطرف رجوع کیا جاوے پس اگر غسل ہی ثابت ہی جو قراءۃ
بالنصب کے معنے ہین تو وہی مذہب ہی پھر ایسے آثار مذکورہ کا عدم و وجود برابر ہی اور قراءۃ بالجر ضرور ماؤل ہی پس ابن کثیرؒ نے ان احادیث کو اسطرح
ذکر فرمایا کہ حدیث بروایت حضرت علی و عثمان و ابن عباس و معاویہ و عبداللہ بن زید بن عاصم و مقداد بن معدی کرب پہلے گذرین کہ رسول اللہ
صلعم وضو مین پانؤن دھوتے تھے اور نیز حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ گذری کہ رسول اللہ صلعم نے وضو مین پانؤن دھوئے پھر فرمایا کہ
یہی وضو ہی کہ اللہ تعالےٰ نہین قبول کرتا نماز کو مگر اسی کے ساتھ اور عبداللہ بن عمرو کی حدیث جسمین صحابہ رضی سفر مین آگے بڑھکر وضو کرتے تھے
اور آنحضرت صلعم پیچھے تھے جب ہان پہونچے تو عبداللہ بن عمرو کہتے ہین کہ ہم لوگون نے اپنے پیرونکو چپڑنا شروع کیا پس آپنے بلند آواز سے
فرمایا کہ پورا پورا وضو کرو ایڑیون کیلیے آگ دوزخ سے عذاب ہی (والحدیث فی الصحیحین) اور ایسی ہی صحیحین مین یہ حدیث حضرت ابوہریرہ سے

موجود ہے اور صحیح مسلم میں بھی حدیث عائشہؓ سے ہے کہ آنحضرت صلعم سے ہے کہ فرمایا اسبغوا الوضوء ویل للاعقاب من النار۔ اور عبد اللہ بن الحرث
بن الجزء سے ہے کہ رسول اللہ صلعم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ ویل للاعقاب ولبطون الاقدام من النار۔ ایڑیوں اور تلووں کے لیے آگ سے
عذاب ہے (رواہ البیہقی والحاکم) اور ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسکی اسناد صحیح ہے۔ جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ
فرماتے تھے ویل للعراقیب من النار (رواہ احمد) اور نیز جابر بن عبد اللہ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک مرد کے پاؤں میں بقدر درہم کے خشک دیکھا جسکو
اُسنے نہیں دھویا تھا تو فرمایا کہ ویل للاعقاب من النار (رواہ احمد وابن ماجہ وابن جریر) اور جابرؓ سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک قوم کو وضو کرتے
دیکھا جنکی ایڑیوں کو پانی نہیں پہونچا تھا تو فرمایا۔ ویل للاعقاب من النار (رواہ ابن جریر) اور معیقیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
ویل للاعقاب من النار (رواہ احمد) اور ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ویل للاعقاب من النار ویل للاعقاب من النار یعنی کرر
بتاکید فرمایا پس مسجد میں کوئی شریف و وضیع نہ باقی رہا مگر آنکہ میں نے دیکھا تو وہ ایڑیونکو پھیر کر دیکھتا تھا (رواہ ابن جریر) اور ابو امامہ کے
بھائی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک قوم کو نماز پڑھتے دیکھا اور اُنمیں سے ایک کی ایڑی میں یا ایک کے ٹخنے میں بقدر ایک درم کے
یا بقدر ایک ناخن کے خشک جگہ تھی جسکو پانی نہیں چھوا تھا تو فرمایا۔ ویل للاعقاب من النار۔ کہا کہ پھر آدمی نے یہ کرنا شروع کیا کہ جب اپنی
ایڑی میں ایسی کچھ جگہ پاتا جسکو پانی نہیں پہونچا تو وضو کا اعادہ کرتا۔ (رواہ ابن جریر) ابن کثیرؒ نے کہا کہ ان احادیث سے وجہ دلالت ظاہر
ہے کہ اگر پاؤں پر مسح کرنا فرض ہوتا یا ایسا جائز ہوتا تو اُسکے ترک پر آتش دوزخ کی وعید نہ فرمائی جاتی کیونکہ مسح میں تمام پاؤں بالاستیعاب
نہیں تر ہوتا ہے اسباغ درکنار رہا بلکہ مسح میں تو اسیقدر کافی ہے جیسے موزہ پر مسح کرنے میں ہوتا ہے۔ اور شیخ امام ابو جعفر ابن جریر نے
فرقہ شیعہ پر یہی حجت وارد کی ہے۔ اور عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے وضو کیا اور ایک ناخن برابر جگہ اپنے قدم میں خشک چھوڑ دی
تو نبی صلعم نے دیکھکر اُسکو حکم دیا کہ لوٹ کر اچھی طرح وضو کر (رواہ مسلم فی صحیحہ) اور بیہقی رحمہ اللہ نے انس بن مالکؓ سے روایت کی کہ ایک
شخص وضو کر کے اُسیوقت نبی صلعم کے پاس آیا حالانکہ اُسکے قدم پر ایک ناخن برابر جگہ خشک رہگئی تھی تو آنحضرت صلعم نے اُس سے فرمایا
کہ واپس جا کر اچھی طرح وضو کر (وکذا رواہ ابوداؤد وابن ماجہ وقال ابن کثیر الاسناد جید رجالہ کلہم ثقات) یعنے اس حدیث کی اسناد جید ہے
سب راوی ثقہ ہیں ولیکن ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث معروف نہیں ہے اسکو فقط ابن وہب نے روایت کیا ہے حالانکہ مجھے موسیٰ بن اسمٰعیل نے
باسنادہ خود اس حدیث کے معنے حضرت حسن بصری سے مرسلا روایت کیے ہیں اور امام احمدؒ نے کہا کہ حدثنا ابراہیم بن ابی العباس حدثنا بقیۃ
حدثنی بحیر بن سعد عن خالد بن معدان عن بعض ازواج النبی صلعم کہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا اور اسکے پشت قدم پر ایک
خشک ٹپا بقدر ایک درم کے تھا جسکو پانی نہیں پہونچا تو رسول اللہ صلعم نے اُسکو حکم دیا کہ وضو کو اعادہ کرے اور ابوداؤد نے اس کو حدیث
بقیہ سے روایت کیا جسمیں اسقدر زائد ہے کہ وضو اور نماز کو اعادہ کرے (وہذا اسناد جید قوی صحیح) اور حدیث حمران عن عثمانؓ میں جو درباره
صفت وضو آنحضرت صلعم ہے موجود ہے کہ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کیا اور لقیط بن صبرہ سے ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے وضو سے
خبر دیجیے فرمایا کہ پھر پورا وضو کر اور انگلیوں میں خلال کر اور ناک میں پانی چڑھانے میں اچھی طرح مبالغہ کر مگر آنکہ تو روزہ دار ہو (رواہ
اہل السنن) اور امام احمد نے فرمایا کہ حدثنا عبد اللہ بن یزید ابو عبد الرحمٰن المقری حدثنا عکرمۃ بن عمار حدثنا شداد بن عبد اللہ الدمشقی کہا قال
کہ ہمسے ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگوں سے عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ مجھے
آپ وضو سے آگاہ فرمائیے فرمایا کہ نہیں کوئی تم میں سے جو وضو کرنے لگے پس کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور ناک جھاڑے مگر آنکہ اُسکے

گناہ اُسکے منھ اور نتھنون سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے جبکہ ناک جھاڑیگا پھر وہ اپنا چہرہ دھووے جیسا کہ اللہ تعالے نے حکم کیا ہی مگر آنکہ اسکے چہرے کے گناہ اُسکے چہرے کے کنارون سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر دھوئے دونون ہاتھ کہنیون تک جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہی مگر آنکہ اُسکے دونو ہاتھون کے گناہ اسکی انگلیون کے پورون کے سرون سے گر جاوینگے پھر اپنے سر پر مسح کرے مگر آنکہ اُسکے سر کے گناہ اُسکے بالونکے اطراف سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر دھووے دونون قدم ٹخنون تک جیسا کہ اللہ تعالے نے حکم کیا مگر آنکہ اُسکے قدمونکے گناہ اُسکی انگلیونکے کنارون سے پانی کے ساتھ گر جاوینگے پھر کھڑا ہو کر اللہ تعالے کی حمد وثنا کرے ایسی چیز کے ساتھ جو اُسکے لائق ہی پھر دو رکعتین پڑھے مگر آنکہ وہ اپنے گناہون سے ایسا نکل جائیگا جیسے اُس دن تھا کہ جس دن اُسکی مان اُسکو جنی تھی ابو امامہ نے کہا کہ اے عمرو دیکھ تو کیا کہتا ہی کہ مین نے اسکو رسول اللہ صلعم سے سنا ہی بھلا ایسا شخص یہ سب ایک ہی ٹھکانے دیدیا جائیگا تو عمرو بن عبسہ رض نے کہا کہ واللہ میرا سن بڑھاپا ہو گیا اور ہڈیان رقیق ہو گئین اور موت میری نزدیک پہونچی اور مجھے کوئی حاجت نہین کہ مین اللہ تعالے اور رسول اللہ صلعم پر جھوٹ باندھون پھر اگر مین نے ایک دو تین بار ہی سنا ہوتا نہین تو اسکو حضرت صلعم سے سات بار یا زیادہ سنا ہی (رواہ احمد وہذا اسناد صحیح وہو فی صحیح مسلم من وجہ آخر) **قال المترجم** اور اسی معنی کے قریب حضرت ابو ہریرہ رض سے صحیحین مین ثابت ہی اور صحیح مسلم کی اس روایت مین ہی کہ پھر اپنے دونون پانون دھووے جیسے اُسکو اللہ تعالے نے حکم کیا ہی پس دلیل ظاہر ہی کہ قرآن مجید مین پانون دھونیکا حکم ہی اور ایسا ہی ابو اسحاق سبیعی نے حارث کے طریق سے علی بن ابی طالب رض سے روایت کی کہ علی رض نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے قدمونکو ٹخنون تک دھو جیسا کہ تم حکم کیے گئے ہو اور یہین سے اس حدیث کی مراد ظاہر ہوتی ہی جو عبد خیر رح کے طریق سے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے دونون قدمون پر پانی چھڑکا حالانکہ دونون پانون مین جوتیان تھین پس انکو مل دیا۔ مراد یہ کہ جوتیونکے اندر انکو خفیف دھویا پس اسمین تو کوئی تامل نہین کہ جوتی کے اندر پانون کو دھوئے بخصوص جبکہ عرب کی جوتیان ہون لیکن بیان حدیث ایسے وسوسہ والون کا رد ہی جنکو اپنے وسوسہ مین تعمق ہوتا ہی اور یہی حال اس حدیث کا ہی جو ابن جریر رح نے حضرت حذیفہ رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم ایک قوم کے گھورے پر گئے اور کھڑے پیشاب کیا پھر پانی مانگا اور وضو کیا اور دونون نعلین پر مسح کیا (یہ حدیث صحیح) اور ابن جریر نے اسکا جواب یہ دیا کہ ثقہ حفاظ نے اعمش کے طریق سے حذیفہ سے اسی حدیث کو روایت کیا اسمین بجاے مسح علی نعلیہ کے مسح علی خفیہ یعنے اپنے موزون پر مسح کیا ہی **شیخ ابن کثیر** رح نے لکھا کہ دوسری روایت سے نکلا کہ موزے نعل دار یعنی موزون پر نعلین تھین پس مراد ایک ہی ہی اور ایسی ہی حدیث امام احمد از حضرت اوس بن اوس کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ وضو کیا اور نعلین پر مسح کیا پھر نماز کو کھڑے ہوے (وقد رواہ ابو داود ایضا) اور معنی یہ کہ موزہ پیچ کیا یا موزے منعل تھے اور بعض علما نے جو وہم کیا کہ اس آیت سورۂ مائدہ سے موزون پر مسح منسوخ ہو گیا تو یہ وہم ہی چنانچہ جریر بن عبد اللہ البجلی سے روایت ہی کہ جریر رض نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا تو انسے پوچھا گیا تو فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا (کما رواہ فی الصحیحین) اور مسلم کی روایت مین ہی کہ اعمش رح نے کہا کہ ابراہیم رح نے فرمایا کہ سلف صالحین کو حدیث جریر بہت خوش آتی تھی کیونکہ جریر رض بعد نزول مائدہ کے مسلمان ہوے تھے اور یہی امام احمد کی روایت جریر مین خود جریر رض سے مصرح ہین اور بتواتر آنحضرت صلعم سے موزون پر مسح کرنا ثابت ہوا ہی بقول وبفعل پس روافض نے جو اسمین خلاف کیا وہ جہل وگمراہی سے ہی اور روافض کا حال کیا پوچھتے ہو کہ دیکھو صحیح مسلم مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے متعہ حرام کیا مگر یہ لوگ اسکو اپنی خواہش نفسانی سے مباح رکھتے ہین اور جواز مسح موزہ اور حرمت متعہ مین جیسے یہ مخالف ہین ایسے ہی

اس آیت کریمہ سے جو پاؤن دھونا فرض ہونے پر دلیل ہے مع ان احادیث متواترہ کے جو وجوب غسل پر دلالت کرتی ہین بالکل
مخالفت کرتے ہین حالانکہ اپنے اصلی طریقہ کے موافق وہم کے پابند ہین کوئی دلیل واقعی اُنکے پاس نہین ہے اور اہل حق و اہل سنت
نے جو اللہ تعالےٰ و رسول اللہ صلعم کے حکم و طریق کے پابند ہین اُسکو بدلیل قطعی ثابت کردیا والحمد للہ رب العالمین اور دیکھو کہ پاؤن کے مسح
کے قائل ہوکر کعبین کے معنی اپنی طرف سے تراشے کہ وہ تو پشت قدم پر ساق کی جڑ پاس ہر پاؤن مین ایک ایک ہے حالانکہ جمہور امت
کے نزدیک ساق و قدم کے جوڑ پر ہر پاؤن کے دونون طرف دو اُبھری ہڈیان عربی مین کعبین کہلاتی ہین اور اُردو مین ٹخنے کہلاتے
ہین پس ہر قدم مین دو دو ہین جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ کعبین جنکو اللہ تعالےٰ نے ہر قدم مین
ذکر فرمایا ہے یہی دونون ہڈیان ہین جو لوگون مین معروف ہین اور لغت مین کہین اُسکے خلاف نہین ہے اور سنت صحیح مین صریح موجود چنانچہ
صحیحین کی روایت عثمانؓ مین ہے پھر اپنا دایان پاؤن کعبین تک دھویا پھر بایان پاؤن کعبین تک دھویا نعمان بن بشیر رضہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہم لوگون کی طرف اپنا چہرہ مبارک متوجہ کرکے فرمایا کہ ٹھیک راست قائم کرو تم اپنی صفون کو اسکو تین
مرتبہ فرماکر کہا کہ واللہ تم لوگ یا تو اپنی صفین ٹھیک قائم کروگے ورنہ اللہ تعالےٰ تمھارے دلون مین پھوٹ ڈالدیگا کہا نعمانؓ نے
کہ مین نے دیکھا تو آدمی اپنے برابر والے کے کعب سے کعب ملاتا ہے (رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ و ابوداؤد و علقہ البخاری جزما) یہ صریح ہے
کہ کعبین یہی دونون ہڈیان ہین جو لوگون مین ٹخنہ کہلاتی ہین وقال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا موسی بن اسمعیل اخبرنا شریک عن یحیی بن
الحرث التیمی الجابر یعنے یحیی الجابر نے کہا کہ مین نے زید بن علی بن الحسین کے ساتھیون مین جو مقتول ہوے تھے دیکھا کہ اُنمین سے بعض کی
کعب اُنکے قدم کی پشت پر ہوگئی تھی اور یہ اللہ تعالےٰ کا عذاب تھا کہ یعنے روافض تھے جو حق سے مخالفت کرتے تو اللہ تعالیٰ نے
دنیا مین اُنکو فضیحت کردیا **قال المترجم** یہ تلخیص کلام **ابن کثیر** رحمہ اللہ ہے اور متبع راہ سنت و مطیع حق کو اس سے صریح معلوم ہوگیا
کہ وضو مین پاؤن دھونا فرض ہے اور بعد اس تفصیل و توضیح و تحقیق کے گمراہ نہوگا مگر وہی جسکے حق مین گمراہی و ضلالت مقدر ہوچکی ہے
اور ہم اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہین کہ ہمارے دل کج ہون پھر حکم وضو کے بعد غسل و تیمم کا حکم اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم سے
بیان فرمایا۔ **وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا** - فاغتسلوا - اور اگر تم لوگ جنب ہو تو خوب نکھر لو یعنے غسل کرلو - اور
چونکہ اطّہّروا بتشدید مبالغہ ہے اسیواسطے کلی کرنا اور ناک مین پانی دینا بھی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غسل مین احتیاطاً واجب ہے پھر تیمم سے
آسانی دیدی بقولہ تعالےٰ۔ **وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ** - اور اگر تم بیمار ہو یعنے ایسے مرض سے بیمار ہو کہ اُسکو پانی ضرر پہونچاتا
ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غالب گمان مضرت کا تیمم مباح ہونے کو کافی ہے۔ **أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ** - یا تم مسافر ہو یعنے راہ راہ منزل
بیابان طے کرتے جاتے ہو جہان پانی کم ملتا ہے۔ **أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ** - یا کوئی تم مین سے پخانہ سے آیا ف یعنے
اُسکو حدث ہوا پس پخانہ سے آنا اکثری حالت کے موافق ہے اور مراد یہ ہے کہ اُسکو کسی وجہ سے حدث ہوا خواہ پخانہ جانے سے یا پیشاب
سے یا ریح صادر ہونے سے اور ایسے ہی دیگر اسباب ہین۔ **أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ** - یا تم نے ملامسہ کیا عورتونکو جماع کیا یا فقط چھوا بہرحال
اگر مرض یا سفر وغیرہ کی حالت پیش آئی۔ **فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً** - پھر تم نے پانی نہ پایا ف اگرچہ تلاش کیا یا یہ معنی کہ تم کو پانی کے
استعمال پر قدرت نہین ہے کیونکہ مریض جو پانی کو استعمال مین نہین لاسکتا اگر پانی ملا تو بمنزلہ نہ ملنے کے ہے تو ایسی صورت مین یہ حکم ہے کہ
فَتَيَمَّمُوا - پس قصد کرو - **صَعِيدًا طَيِّبًا** - روے زمین پاک کا - **فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم**

منہ - یعنی اس پاک زمین سے اپنے چہرون و ہاتھون پر مسح کرو ف ہاتھون سے مع کہنیان مراد ہی - اور مفسر رح نے ظاہر کردیا کہ مسح بدو
ضربہ ہے یعنے ایک دفعہ دونون ہاتھ پاک مٹی پر مار کر چہرے پر پھیرو اور دوسری دفعہ مار کر ہاتھون پر کہنیون سمیت مسح کرو جیسا کہ معروف
اور سنت ہے یہ ظاہر ہوا کہ مسح مین چہرے و دونون ہاتھون کا استیعاب مراد ہی یعنے پورے چہرے پر اور پورے دونون ہاتھون کو مسح کرنا چاہیے
ہی اور یہی مذہب چارون ائمہ فقہ کا ہی اور یہی احوط ہی اور ایک جماعت محدثین کے نزدیک ایک ضرب سے چہرہ و دونون ہاتھون پہونچون
تک مسح کرنا تیمم ہی اور ابن حجر رح نے اسکو بھی قوی کہا ہی اور یہین سے ظاہر ہوا کہ شعبی رح سے جو وضو مین پیرون کے مسح کا قول غریب مذکور
ہوا باین تقریر کہ دیکھو تیمم مین مغسول کا مسح رہا اور ممسوح کا مسح لغو ہوا تو یہ کوئی استدلال نہین کیونکہ بنا بر قول محدثین رحمہم اللہ تعالے
و ابن عباس رض و عمار بن یاسر و ایک جماعت صحابہ رض کے ہاتھون کا فقط پہونچون تک مسح ہی حالانکہ وضو مین کہنیون تک ہاتھ دھونا فرض تھا پھر
واضح ہو کہ دو ضرب سے کہنیون تک مسح کرنا قوی و اصح ہی چنانچہ ابن حجر رح نے اسپر ایک حدیث حسن مبثن کی اور طحاوی رح نے حدیث بیر جمل
مین تیمم کی یہ کیفیت باسناد حسن روایت کی اور اسکو ابوداؤد نے بھی روایت کیا اور امام احمد سے نقل کیا کہ حدیث منکر ہی یعنی محمد بن ثابت
العبدی متفرد راوی ہی ولیکن اسکی متابعت موجود ہی تو روایت حسن الاسناد سے کم نہو گی فافہم واللہ تعالی اعلم - مَا يُرِيدُ اللّٰهُ
لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ - اللہ تعالے نہین چاہتا کہ تمپر دین مین تنگی رکھے ف اسی لیے تمپر وضو و غسل کی فرضیت کے ساتھ
تیمم بھی مشروع فرمادیا حالانکہ وضو و غسل و تیمم کے فرض کرنے سے بھی کچھ تنگی مقصود نہین بلکہ پاک کرنا چنانچہ فرمایا - وَلٰكِنْ
يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ - ولیکن اللہ تعالے چاہتا ہی کہ تمکو پاک کردے ف حدث و گناہون سے - وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ
عَلَيْكُمْ - اور تمام کردے تمپر اپنی نعمت ف یعنے اسلام کی نعمت پوری کرے باین طور کہ دین پسندیدہ کے سب شرائع بیان
کردے - لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ - شاید تم شکر کرو اسکی نعمتون کا - وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ - اور تم لوگ
یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالے کی نعمت کو ف یعنے نعمت اسلام کو - وَمِيْثَاقَهُ - عہدہ - اور اللہ تعالے کے عہد کو - الَّذِيْ
وَاثَقَكُمْ بِهٖ - عاہدتم علیہ - جسکو تمنے باندھا تھا - اِذْ قُلْتُمْ - جبکہ تمنے نبی صلعم سے بیعت کرتے وقت کہا تھا کہ - سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا - ہمنے گوش دل سے سنا و فرمانبرداری کی ف ہر اس چیز مین جسکا آپ ہمکو حکم کرینگے یا منع کرینگے خواہ ایسی چیز ہو گی جو
ہمارے جی کو پسند ہی یا ایسی نہو گی ہم ہر طرح فرمانبرداری کرینگے اور یہ عہد اگرچہ آنحضرت صلعم کے ساتھ ہوا تھا لیکن اللہ تعالے نے اسکو
اپنا عہد فرمایا یعنے اپنی طرف اسکی اضافت فرمائی تو اسلیے کہ آنحضرت صلعم نے اسکو بحکم اللہ تعالے لیا تھا اور اسمین یہود کو یاد دہانی
ہی کہ انھون نے بھی عہد کیا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان کے اوصاف ظاہر کرینگے اور اسپر ایمان لاوینگے حالانکہ اسکو توڑ بیٹھے تھے کہ محمد صلعم کے
اوصاف چھپاتے اور انپر ایمان نہین لاتے تھے (رواہ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس) - وَاتَّقُوا اللّٰهَ - اور ڈرو اللہ تعالے سے ف
یعنے اللہ تعالے کے عہد توڑنے سے ڈرو - اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ - اللہ تعالے خوب جانتا ہی جو دلون مین
پوشیدہ ہی ف پس جو پوشیدہ نہین ہی وہ بدرجہ اولی جانتا ہی ف اشارات عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا
اذا قمتم الی الصلوۃ الآیۃ پہلے چہرہ دھونے سے شروع فرمایا کیونکہ وہ تجلی حق شروع ہونے کا محل ہی جو ارواح کیواسطے حدیث سے
ظاہر ہوئی پس اسکے لطائف کا عکس چہرہ دنیپر پڑا اور پانی سے دھونے مین حکمت یہ ہی کہ غبار شہوات سے گرد آلودہ وہ حدث سے میلا ہی
اور جوہر آب کی خاصیت یہ ہی کہ اول الفطرۃ سے اللہ تعالی نے اسکو پیدا کیا جبکہ جوہر اول پر اپنے نور قدس عظمت سے تجلی فرمائی تھی

پس جب وہ چہرے پر پہونچیگا تو سوائے حق کے غیر کی طرف توجہ سے جو اُسپر میل آگیا ہو پانی کے نور و برکت سے وہ اس کثافت سے پاکیزہ ہو جائیگا اور یہی حال دیگر اعضا کا بھی ہو پس جبکہ بندہ اس صفت سے پاکیزہ ہوا تو لائق ہو کہ اس چہرہ سے اللہ تعالیٰ کیطرف متوجہ ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے وضو کیا اور وضو کو اچھی طرح کیا تو اُسکی خطائین اُسکے جسم سے حتیٰ کہ اُسکے ناخنون کے نیچے سے نکل جاتی ہین **قال المترجم** روایت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ اسی تفسیر مین گذری اور حدیث صحاح مین بروایت حضرت ابوہریرہ وغیرہ مطول مذکور ہے اگرچہ اسمین تصریح کل جسم کی نہین ہو ولیکن دوسری حدیث جید مین مرفوعاً ہو کہ جسنے وضو کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیکر شروع کیا تو اُس کا سب جسم پاک ہو جاتا ہو اور جسنے اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا تو فقط وہی اعضاء پاک ہوتے ہین جنکو اُسنے دھویا۔ **قال الشیخ** اور آیت مین اشارہ ہو کہ اسرار کو بھی اغیار کی طرف التفات کرنے سے پاک کرے تاکہ انوار حاصل ہون اور اُسکا پاک کرنا محبت کے پانی سے جو محبت قلب کی نہرون مین بہتا ہو پھر جب وہ غیر حق سے پاک ہو اب نماز اُس کی مواصلت ہو اور حرکات اُسکے قربت ہین اور قرارت اُس کی درجہ ہے اور قیام اُسکا محبت ہو اور رکوع اسکا خشیت ہو اور سجدہ اُسکا شہود ہے اور مناجات اُسکی انبساط ہو اور دعائین اُسکی مستجاب ہین حاصل آنکہ جب تم اپنی خودی سے پاک ہو کر میرے وصال و مشاہدہ کی طرف کھڑے ہوے تو دریاے ربوبیت مین اپنے آپکو حدوث کے میل سے پاک کرو **شیخ ابو عثمان** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ طہارت کی شرطین تو مشہور ہین لیکن اُنکی حقیقت کو کوئی نہین پاتا سواے اُن بندون کے جنکو توفیق مل گئی ہو اس طرح کہ وہ اپنے سر باطنی کو پاک رکھتے ہین اور حلال کھاتے اور دل سے وسواس دور کرتے ہین اور جہانتک ہو سکتا ہو حکم بجا لاتے ہین اور **سہل** رحمہ اللہ نے کہا کہ سب سے بڑھکر طہارت یہ ہو کہ بندہ اپنی طہارت پر نظر رکھنے سے پاک ہے قولہ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج الآیۃ۔ رخصتون کو چھوڑ کر فقط عزیمتون ہی پر جم جانا یہ حرج سخت ہو مگر اُنھین لوگون کے واسطے جو ماسواے سے بے رغبت اور فقط اللہ عزوجل سے مانوس ہین اور جو بندے کہ مجاہدہ مین ہین اُنکو ان قیود سے یہ نفع پہونچتا ہو کہ عالم شہوات مین سے گھسنے کی جرأت نہین ہوتی ہو پس محبین سے حرج اُٹھادیا اور مشتاقین کے لیے کرم مبذول فرمایا اور عارفون پر بندگی کے احکام آسان کر دیے باین طور کہ رخصت کے احکام رکھے تاکہ حضرت حق عزوجل کے مشاہدہ کی طرف اُنکے شوق بڑھین اور انوار مشاہدہ سے اُنکے اسرار کو پاکیزگی حاصل ہو پس حاصل اشارہ اس کلام پاک سے یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نہین چاہتا کہ اہل مشاہدہ پر مجاہدہ کا تعلق رکھے بلکہ فرمایا ولکن یرید لیطہرکم پس اُنکے اسرار کا پاکیزہ فرمانا اپنی جناب پاک کیطرف نسبت کیا اور ان بندون کی طرف منسوب نہین فرمایا چنانچہ یون نہ کہا کہ تم پاکیزہ ہو جاؤ پس ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ خود بذات پاک اُنکو اُنکے وجود و ہستی سے پاک فرماتا ہو اسطرح کہ اپنے نور مشاہدہ مین اُنکو مستغرق کرتا ہو بعض اکابر نے فرمایا کہ حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ تمکو تمہارے افعال و احوال و اخلاق و یقین سب سے صاف پاک فرماتا ہو تاکہ بدون کسی سبب علاقہ و تعلق کے حقیقی فقر سے اُسکی طرف رجوع کرو حضرت استاد نے فرمایا کہ اس آیت مین اشارہ یہ ہو کہ جب کوئی بندہ احکام ارادت سے خالی ہو تو صحن عبادت مین اپنا بستر بچھاوے اور جب اُسکے سرائر سے لطائف معدوم ہون تو ظاہری وظائف برابر جاری رہے اور جب احکام عبودیت پورے نہوسکین تو آداب شریعت سے خالی نہونا چاہیے اور جب فضیلت مین ثابت نہو تو حلال ادنے درجہ ہو پھر اس سے گر کر حرام و شبہہ مین آلودہ نہو اور قولہ ولکن یرید لیطہرکم مین اشارہ فرمایا کہ اپنی نگاہداشت سے تمہارے ظاہر کو لغزش سے پاک فرماتا ہو اور اپنی رحمت سے تمہارے باطن کو غفلت سے پاک فرماتا ہو۔ قولہ ولیتم نعمتہ علیکم الآیۃ۔ نعمت پوری کرنا یہان یہ ہو کہ بندون کے واسطے بندگی کا طریقہ اور آخرت کے آداب تعلیم فرمائے تاکہ اس سے اپنے انعام فرمانے والے معبود حق سبحانہ کو دیکھین اس صفت کے ساتھ کہ جو بندگی اور جو ادب اُسکی جناب عظمت مآب کے لائق

تھا وہ کسی طرح ہمسے ادا ہوا اور شرم سے سر در گریبان رہین سہ باز آی کز شرم گنہ سر تا قدم بگداختم + کوہی کہ در سر داشتم از گریہ ہامون
گردش + اور یہی وہ شکر ہی جو قولہ لعلکم تشکرون سے بندون کو ارشاد ہوا ہی حضرت استاد رہ نے فرمایا کہ تمام نعمت ایک قوم کے واسطے تو اُنکے
نفوس کی نجات ہی اور دوسری قوم کے واسطے اُنکے نفوس سے اُنکی نجات ہی اور دونون مین بڑا تفاوت ہی قولہ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم الآیۃ نعمت
الٰہی یہان ازلی ہدایت ہی جو اہل معرفت کے واسطے اُنکے نفوس سے چھوڑا کر اپنی ذات پاک کی معرفت دی اس طرح کہ اپنے مشاہدہ و دیدار کا شوق
اُنکے دلونمین بھردیا اور میثاق جس سے بندون کو مضبوط عہد مین لیا ہی یہ ہی کہ کبھی اُسکے سوا اسے غیر سے مشغول نہون اگرچہ جنت اُس کی نعمتین
ہون **شیخ ابو عثمان** نے فرمایا کہ نعمتین بہت کثرت سے ہین جنکا شمار نہین ہو سکتا ہان یہ بات معلوم کہ سب سے بڑھکر نعمت معرفت
ہے اور سوا اسکے بہت ہین اور سب سے بڑا میثاق و عہد یہ ہی کہ ایمان لاوین **قال المترجم** یہ نہایت پاکیزہ قول ہی اور واجب ہی کہ آب
زر سے لکھکر تفسیر مین داخل کیا جاوے **واسطی** رح نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے اپنی مخلوق پر نعمتین فرمائین تاکہ نعمتون سے منعم پر شاہد ہون
قال المترجم یہ قول بھی اچھا استنباط ہی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق او لم یکف بربک
انہ علی کل شئی شہید۔ جان رکھو کہ اہل کفر و شک و الحاد و زندقہ کا ہر وہم و شک آیات آفاق و انفس سے خود دفع ہو سکتا ہی اگر ایک دم غور کرین اور
قلب مین توفیق الٰہی کی درخواست کرین اور بعد ہدایت کے بندے کی آنکھ کھلتی ہی تو سب حق و سب یقین ایسے عقلی براہان و دلائل اذعان
سے اُسکے سامنے آئینہ ہوتا ہی کہ فلاسفہ جو بڑے کفر و وہم کی جڑ ہین اُسکے سامنے بالکل وہام کے بندے معلوم ہوتے ہین اللہم اہدنا الصراط المستقیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ
اے ایمان والو کھڑے ہوجایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور ایک قوم کی دشمنی کے باعث

عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ
عدل نہ چھوڑو عدل کرو یہی بات لگتی ہی تقوی سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خطاب عام ہی کسی قوم کے ساتھ خاص نہین ہی **كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ** اے ایمان والو اللہ تعالے کے
واسطے خوب قائم ہوجاؤ ف یعنے حقوق الٰہی ادا کرنے مین اللہ تعالی کیواسطے قائم رہو پس قوام صیغہ مبالغہ بغرض تاکید ہی اور اللہ تعالی ہونیکے یعنے
ہین کہ اُسکی تعظیم و ثواب کے واسطے اور **شیخ ابن کثیر** رح نے کہا یعنے حق پر اللہ تعالی ہی کیواسطے قیام کرو لوگونکے دکھلانے سنانیکو نہو **شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ**
بالعدل۔ شاہد ہو عدل کے ساتھ ف یعنے ظلم و جور پر شاہد نہو اور نعمان بن بشیر رض سے صحیحین مین روایت ہی کہ میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ میری
مان نے کہا کہ مین اسقدر پر اکتفا نہین کرتی ہون جبتک کہ تو رسول اللہ صلعم کی گواہی کرادے پس میرا باپ مجھے لیکر آنحضرت صلعم کے حضور مین آیا تاکہ آپکو اس
عطیہ پر گواہ کرے تو آپنے فرمایا کہ تو نے اپنے ہر فرزند کو اسکے مثل عطیہ دیا ہی میرے باپ نے عرض کیا کہ نہین تو فرمایا کہ ڈرو تم لوگ اللہ تعالے سے اور عدل
کرو اپنی اولاد کے درمیان اور فرمایا کہ مین جور پر گواہ نہین ہوتا ہون پس میرا باپ لوٹ آیا اور یہ عطیہ رد کردیا۔ **وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ**
شَنَآنُ قَوْمٍ۔ اور تمکو نہ آمادہ کرے بغض کسی قوم کا **عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا** اس بات پر کہ تم عدل نہ کرو ف پس اُن نے
کسر لگالو بسبب ان کے ساتھ عداوت کے یعنے ہر دوست و دشمن کے ساتھ عدل کا برتاؤ کرو۔ بعض نے کہا کہ یہود خیبر کے حق مین نازل ہوئی جنہون نے
حضرت صلعم کے قتل کا قصد کیا تھا اور وہ ملک مسلمانون نے فتح کرلیا تھا پس تنبیہ کردی کہ جو حکم حق ہی اس سے درگزر نہ کرو اور بعض نے کہا
کہ قریش کے حق مین نازل ہوئی کہ مکہ فتح ہوا اور قریش نے سابق مین ایذائین دی تھین تو حکم دیا کہ انسے خلاف عدل کوئی برتاؤ مت کرو

اور حق یہ ہی کہ آیت کریمہ کا حکم عام ہی خلاصہ یہ کہ عدل ایک حق الٰہی ہی خواہ حکم ہو یا گواہی پس کسی قوم سے بغض و عداوت کی وجہ سے عدل حق کو چھوڑنا نچاہیے اگرچہ اس قوم نے ظلم و بدکاری کمائی ہو پس تم اُنکے مثل نہو۔ اِعۡدِلُوۡا۔ عدل کرو دشمن اور دوست دونون کے حق مین ف یہ تصریح زیادہ تاکید کے واسطے ہی اگرچہ اوپر سے خود سمجھ لیا گیا تھا۔ هُوَ۔ اے العدل۔ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی عدل کرنا تقوی سے بہت نزدیک ہی ف یہان یہ مراد نہین کہ ظلم کرنا کم نزدیک ہی کیونکہ ظلم تو خلاف تقوی ہی یہان افعل التفضیل کا استعمال ایسے محل مین ہی کہ دوسری جانب کچھ نہین ہی کیونکہ یہ معنی نہین کہ عدل کرنا اقرب ہی اور غیر عدل قریب تقوی ہی حالانکہ غیر عدل خلاف تقوی ہی اور یہ استعمال بہت آیا ہی جیسے قولہ اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرًّا و احسن مقیلا۔ کیونکہ روز قیامت اہل جنت کے سوا سے کسی کو مستقر احسن و حسن کچھ نہین ہی۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اور ڈرو اللہ تعالےٰ سے ف اُسکے حکم کے برخلاف ست کیجیو اسمین اور زیادہ تاکید ہے اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ۔ اللہ تعالےٰ تمہارے کامون سے خوب آگاہ ہے ف تمہاری نیکیون پر ثواب دیگا۔ اس مین تاکید کے ساتھ وعدۂ ثواب بھی ہی کہ تقوی کرنا اللہ تعالےٰ پر پوشیدہ نہین پس ثواب جمیل عطا فرما دیگا اور اسمین خوف بھی دلایا کہ دلون کا بھید و حیلہ پوشیدہ نہین ہی

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِيۡمٌ۝ وَالَّذِيۡنَ

وعدہ دیا اللہ نے ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہین کہ اُنکو بخشنا ہی اور بڑا ثواب ہی اور جو لوگ

كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوۡا

منکر ہوے اور جھٹلائین ہماری آیتین وہ ہین دوزخ والے اے ایمان والو یاد رکھو

نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ هَمَّ قَوۡمٌ اَنۡ يَّبۡسُطُوۡۤا اِلَيۡكُمۡ اَيۡدِيَهُمۡ فَكَفَّ اَيۡدِيَهُمۡ

احسان اللہ کا اپنے اوپر جب قصد کیا ایک لوگون نے کہ تم پر ہاتھ چلاوین پھر روک لیے تھے اُنکے ہاتھ

عَنۡكُمۡ‌ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ‌ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۝

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ پر چاہیے بھروسا ایمان والوں کو

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ وعدہ دیا اللہ تعالےٰ نے اُن بندون کو جو ایمان لائے و نیک کام کیے اچھا وعدہ۔ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِيۡمٌ۔ اُنکے لیے مغفرت اور ثواب عظیم ہی ف یہ بہت اچھا وعدہ ہے اور وہ جنت ہے اور ان بندون کے مقابلہ مین کفار رہین تو اُنکا حال سنو لقولہ تعالےٰ۔ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ۔ اور جن لوگون نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا تو یہ لوگ جہنم کے رہنے والے ہین ف ہمیشہ اسمین خوار عذاب ہونگے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ هَمَّ قَوۡمٌ۔ اے ایمان والو اپنے اوپر اللہ تعالےٰ کی نعمت یاد کرو جب ایک قوم نے قصد کیا ف اس قوم سے مراد قریش ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید اس سے مراد صلح کے موقع کا حال ہی کچھ یون ہی مار دھاڑ ہوئی تھی یعنے ہجرت کے چھٹے سال آپنے عمرہ ادا کرنیکا قصد کیا اور آخر قریش لڑنے سے صلح کیطرف مائل ہوے ولیکن قریب اسّی اوباش لوگون نے کوہ تنعیم کی طرف سے اُتر کر چاہا کہ چھاپہ مارین لیکن اللہ تعالےٰ نے اُنکو اسقدر مغلوب کر دیا کہ صحابہ مین سے ایک ایک آدمی اُنمین سے دس دس بارہ بارہ کو بکریونکی طرح ہانک لایا اور مقید کرکے بٹھلایا پھر حضرت صلعم نے رحم کرکے اُن سب کو

چھوڑ دیا۔ اور بعض نے کہا کہ صلوٰۃ الخوف کا سبب نزول والا قصہ ہے جو قولہ تعالےٰ۔ واذ کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ الآیات کی تفسیر مین گذر چکا
اور بعض نے کہا کہ عمرو بن امیہ ضمری رضی نے دو اسلمیون کو مشرک سمجھکر قتل کر ڈالا تھا اور حضرت صلعم مع خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے یہود بنو قریظہ سے
دیت مین شرکت کو لینے گئے جنھون نے دیت مین شرکت و نہ لڑنیکا معاہدہ کیا تھا اور اُن خبیثون نے اوپر سے پتھر آپ پر گرانیکا قصد کیا
اور جبرئیل نے آپ کو خبردار کر دیا کہ آپ مدینہ کو بہانہ سے لوٹ آئے جیسا کہ بعض روایات مغازی مین ہے پس یہ آیت اس قصہ کیطرف اشارہ ہے
اور بعض نے کہا کہ اشارہ اس قصہ کیطرف ہے جو جابر رضی سے روایت ہے اور نبی صلعم ایک منزل پر اُترے اور لوگ متفرق ہو کر درختون کے سایہ مین
ہو گئے اور آنحضرت صلعم نے اپنے ہتھیار ایک درخت سے لٹکائے پس ایک اعرابی آیا اور آنحضرت صلعم کی تلوار نیام سے گھسیٹکر آنحضرت
صلعم پر آیا اور کہا کہ اب تجھے کون مجھسے بچاویگا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ مجھے محفوظ رکھیگا۔ اعرابی نے دو یا تین بار یوہی کہا
اور آنحضرت صلعم نے ہر بار یہی فرمایا پس اعرابی نے خود بخود تلوار میان مین کی اور مقہور بیٹھ گیا پھر آنحضرت صلعم نے اصحاب کو بلایا اور انکو اعرابی
کی حرکت سے آگاہ فرمایا اور اعرابی مذکور آپ کے پہلو مین بیٹھا تھا آپ نے اُسکو کچھ عذاب نہین کیا ر رواہ عبد الرزاق وابن جریر وابن المنذر
والبیہقی) اور معمر رح نے کہا کہ قتادہ رح اسکے مانند ذکر کرتے اور یہبھی بیان کرتے کہ جب نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ بچاویگا تو تلوار اُس کے
ہاتھ سے گر گئی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار لیکر فرمایا کہ تجکو مجھسے کون بچاویگا تو اعرابی نے کہا کہ آپ رحم کرنیوالے ہو جائیے پھر اُسنے گواہی
دی کہ لا الٰہ الا اللہ قال المترجم ایسا ہی ابن کثیر وغیرہ نے ذکر کیا اور سابق مین یہی روایت مذکور ہو چکی اور اُسمین یون ہے کہ جب اعرابی
نے کہا کہ آپ اچھے لینے والے ہو جائیے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ۔ اُسنے کہا کہ نہین تو لیکن مین یہ عہد
کرتا ہون کہ کبھی آپ سے لڑون اور نہ لڑنے والون کا ساتھ دون پھر اُسنے قوم سے جاکر کہا کہ مین تمھارے پاس آدمیون مین سب سے بہتر
آدمی کے پاس سے آتا ہون قال المترجم یہ روایت صحیح ہے اور شاید کہ وہ اول انکار کے بعد مسلمان ہو گیا ہو اور معالم وغیرہ مین ہے کہ جبرئیل نے
اُسکو مارا کہ اوندھا جھکا اور تلوار ہاتھ سے گر گئی تھی چنانچہ سابق روایت مین بھی اُسکا جھکنا اور تلوار گرنا مذکور ہے اور اس حدیث کو حاکم نے
بھی روایت کر کے صحیح کہا اور اُسمین اعرابی کا نام غورث بن الحرث مذکور ہے اور حق یہ ہے کہ اعرابی کا قصہ ایک نہین ہے بلکہ دو یا تین مرتبہ ایسا
واقع ہوا ہے پھر یہان تفسیر کی وجہ یہ ہے کہ معمر کی روایت قتادہ رح مین ہے کہ عرب مین سے ایک قوم نے آنحضرت صلعم کے واسطے فریب و دغا
کرنے کے لیے اس اعرابی کو بھیجا تھا اور قصۂ اعرابی مذکور کا خود صحیحین مین موجود ہے پھر ان وجوہ تاویل مین سے ہر ایک مین قصد قوم ظاہر ہے
لیکن اقرب وارجح وہی معلوم ہوتا ہے جو مفسر سیوطی رح نے اختیار فرمایا ہے کہ قولہ اذ ہم قوم۔ مین قوم سے مراد قریش ہین پھر قوم کا قصد بیان
فرمایا بقولہ۔ اَنْ یَّبْسُطُوْٓا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ۔ وہ تمھاری طرف اپنے ہاتھ بڑھادین ف کہ تمھارے ساتھ فتک کرین اور
فتک بمعنی غفلت مین قتل کرنا۔ فَکَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ۔ پس اللہ تعالےٰ نے تم سے اُنکے ہاتھ روک دیے ف
اور تمکو اُنکے مکر سے بچا لیا۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ تقویٰ کرو اللہ تعالےٰ سے وہی بچانے والا ہے اُسی پر بھروسا کرو۔ وَعَلَی اللّٰہِ
فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اور اللہ تعالےٰ ہی پر مومنون کو توکل چاہیے ہے ف مومنون کو یقین ہے کہ اُسیکے قبضۂ قدرت مین سب
چیزین ہین جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے خود کسیکے فعل مین کوئی تاثیر نہین پس جو کچھ اللہ تعالےٰ فرمائے اُسمین اسکی اطاعت یقین و خوشی کیساتھ
ضروری ہے اور منجملہ ان امور کے جہاد ہے جسکے واسطے اللہ تعالےٰ نے عہد و پیمان بزبان رسول اللہ صلعم لیا پس اسکو قطعًا اللہ تعالےٰ کے بھروسے پر
پورا کرنا فرض ہے اور یہ سب امتحان ہے پس موت مقدر کے سوائے جہاد سے کوئی مرتا نہین ہے مگر ظاہر مین آزمائش ہے پھر بنی اسرائیل اگلے عہد شکن

بندون کو جنھون نے اپنے دسمت سے اللہ تعالےٰ پر بھروسا نہ کیا تو خوار ہوسے اور بھروسا کیا تو آبرو دار ہوسے اور اللہ تعالےٰ نے جو چاہتا ہو وہ کرتا ہو وہی بیان ذکر فرمایا اور تلخیص یہ کہ بنی اسرائیل سے جہاد کا عہد لیا انھون نے جبابرہ عمالقہ کی قوت سے خوف کرکے عہد توڑا تو خوار ہوئے اور جنھون نے اللہ تعالےٰ پر توکل کیا وہ عمالقہ پر غالب آئے

وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا ۖ وَقَالَ اللَّهُ

اور لے چکا ہے اللہ عہد بنی اسرائیل کا اور اٹھائے ہمنے انمین بارہ سردار اور کہا اللہ نے

إِنِّي مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ

مین تمہارے ساتھ ہون اگر تم کھڑی رکھوگے نماز اور دیتے رہوگے زکوٰۃ اور یقین لاؤگے میرے رسولون پر اور انکی مدد کروگے

وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ

اور قرض دوگے اللہ کو اچھی طرح کا قرض تو مین اتارونگا تمسے برائیان تمہاری اور داخل کرونگا تمکو باغون مین

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ

کہ بہتی نیچے ان کے نہرین پھر جو منکر ہوا تم مین اسکے بعد وہ بیشک بھولا سیدھی راہ

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ

سو انکے عہد توڑنے پر ہمنے انکو لعنت کی اور کردیے انکے دل سیاہ بدلتے ہین کلام کو

مَوَاضِعِهِ ۙ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِنْهُمْ

اپنے ٹھکانے سے اور بھول گئے ایک فائدہ لینا اس نصیحت سے جو انکو کی تھی اور ہمیشہ تو خبر پاتا ہے انکی ایک دغا کی

إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ○ وَمِنَ

مگر تھوڑے لوگ انمین سو معاف کر انکو اور درگذر کر انسے اللہ چاہتا ہے نیکی والون کو اور وہ

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا

جو کہتے ہین آپ کو نصاریٰ انسے بھی لیا تھا ہمنے عہد انکا پھر بھول گئے ایک فائدہ لینا اس نصیحت سے جو انکو کی تھی پھر ہمنے لگا دی

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ

انکے آپس مین دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک اور آخر جتا دیگا انکو اللہ جو کچھ کرتے تھے

وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ - اور بیشک اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کا عہد لیا تھا دین لینے ہوئے عہد لیا اور یہ ایک قسم کا عہد وہ ہے جو مابعد مین بقولہ لئن اقمتم الصلوٰۃ الخ مذکور ہے کذا فی الکمالین اور ظاہر یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے اقامت دین وجہاد وغیرہ پر عہد لیکر اپنی طرف سے یہ وعدہ دیا تھا مگر انھون نے جب تک پورا کیا تب تک اچھے رہے اور جب عہد توڑا تو ملعون ہوئے اس بیان سے اگلی امتون یہود ونصاریٰ سے عہد لینے اور انکے توڑنے اور پھر ملعون ہونیکا بیان ہے تاکہ عبرت ہو اور حدیث مین ہے کہ سعید وہ ہے جو غیر سے نصیحت پکڑے قولہ تعالےٰ - وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا - اور ہمنے بنی اسرائیل مین سے بارہ نقیب مقرر کیے ف یعنے ہر قبیلہ بنی اسرائیل مین سے جو بارہ بیٹون حضرت یعقوب کی اولاد بارہ فرقے تھے ایک ایک نقیب مبعوث کیا

جو اپنی قوم پر عہد وفا کرنے کا کفیل ہوا اور یہ بنی اسرائیل پر خوب استحکام کے طور پر تھا پس نقیب یعنے کفیل وشاہد ہی اور یہان دیگر اقوال بھی ہین
اور قول بہتر یہ کہ نقیب قوم وہ شخص جو اس قوم مین بزرگ و انکا کارپرداز ہو پس ہر نقیب نے اپنی قوم کی طرف سے کفالت کر لی تھی کہ وہ لوگ
ایمان اور تقوی پر رہینگے۔ وَقَالَ اللّٰهُ۔ اور اُن لوگون سے اللہ تعالے نے بتاکید فرمایا کہ۔ اِنِّيْ مَعَكُمْ۔ مین تمہارے ساتھ
ہون ف یعنے تمہارا احمد ومعاون ہون۔ لَئِنْ۔ لام قسم۔ قسم ہی مجکو اپنی ذات پاک کی کہ اگر تم۔ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ۔ قائم رکھوگے
نماز کو ف اور مروی ہوا کہ بچاس وقت کی نماز ان پر مفروض تھی و حدیث معراج اسکی مؤید ہی۔ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ۔ اور ادا کروگے
فرض زکوة کو۔ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ۔ اور ایمان لاؤگے میرے رسولون پر ف یعنے ایمان لاتے رہو اور قائم رہوگے جو نکہ نجات
کے لیے نماز وزکوة کے تو یہود قائل تھے لیکن بعضے رسولون کے جھٹلانے پر اڑے ہوے تھے اسلیے اسکو بیان فرمایا کہ نماز وزکوة جبھی
کہ میرے رسولون پر سب پر ایمان لاؤ اور شاید پوری تصدیق مراد ہو جو وقت امتحان جہاد کے زائل نہو چنانچہ فرمایا۔ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ
نصرتموہم اور انکی مدد کروگے ف یعنے رسولون کی مدد کروگے اور یہی مجاہدؒ سے مروی ہی وعن ابن عباس انکی اعانت کروگے اور تعزیر
بمعنے رد کرنا اور نیز بمعنے تعظیم وتوقیر پس بنا بر اول معنے آنکہ رسولون سے دشمنون وکافرون کو رد کروگے یا ہر بُری بات اُنسے دور کروگے
اور بنا بر دوم انکی توقیر رکھوگے۔ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ اور اللہ تعالے کو قرض حسنہ دوگے ف اس طرح کہ اسکی
راہ جہاد مین خرچ کروگے کہا گیا کہ ادا زکوة سے فرض مراد ہی اور اس سے مستحب ومندوب عام ہی پس اسکی شرافت پر تنبیہ ہی اور فرائض کے
جبر نقصان کی تکمیل کا ارشاد ہی اور شاید کہ یہ جان ومال کو شامل ہو بمانند قولہ تعالے ان اللہ اشتری من المؤمنین اموالہم وانفسہم بان لہم الجنة
الآیة۔ حاصل یہ کہ اگر یہ سب امور ادا کروگے تو۔ لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ۔ تمپر سے تمہارے گناہ کفارہ کردونگا ف تم کو بخشدونگا
پس جہنم سے بخوف ہو جاؤگے۔ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ اور تم کو ایسے باغات مین داخل کرونگا
جنکے نیچے نہرین جاری ہین ف تو اس بے مثل وبے مثال نعمت مین سرفراز ہو جاؤگے اور یہ انتہاے مراد ہی بلکہ مزید یہ کہ دنیا مین
بھی بنی اسرائیل کو بادشاہ شام ومصر کردیا تھا جب تک عہد پر قائم رہے یعنے قوم مین اکثر لوگ عہد پر رہے۔ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ
ذٰلِكَ مِنْكُمْ۔ پھر بعد اس میثاق کے جو کوئی تم مین سے کافر ہوا۔ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ۔ تو وہ راہ حق سے بھٹکا
ف اور سواء در اصل بمعنے وسط ہی اور ثابت ہو لیا کہ جو راہ ٹھیک وسط ہو وہی راہ مستقیم ہی اسیواسطے یہ باریک راہ اللہ تعالے نے
اپنی شرع ورسولون علیہم السلام سے واضح کردی کیونکہ ذرا بھی اس سے بھٹکا تو شیطانی راہ پر ہو رہا اور اسیکا نمونہ جہنم کا پلصراط ہی پس جو
یہان صراط مستقیم پر ہی وہ اس پُل سے گذر جائیگا پھر بنی اسرائیل نے عہد مذکور توڑ دیا جیسا کہ آگے کا کلام دلالت کرتا ہی اور شیخ
ابن کثیر نے بروایت ابن اسحاق ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نقیبون کا قائم کیا جانا اُسوقت تھا کہ بنی اسرائیل کو عمالقہ شام کے جہاد
کا حکم ہوا اور نیز ابن اسحاق نے کلام طویل مین ان نقیبون کے نام ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ اسی طرح آنحضرت صلعم نے لیلة العقبہ مین جب
انصار سے بیعت وعہد لیا تو انہین بارہ نقیب تھے اسید بن حضیر۔ سعد بن خثیمہ۔ رفاعة بن عبد المنذر وقیل ابو الہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہم
یہ تین نقیب تو قبیلہ اوس کے تھے اور اسعد بن زرارہ۔ سعد بن الربیع۔ عبد اللہ بن رواحہ۔ رافع بن مالک۔ براء بن معرور۔ عبادہ بن الصامت
سعد بن عبادہ۔ عبد اللہ بن عمرو بن حرام۔ منذر بن عمرو بن خنیس یہ سب نو آدمی خزرج کے تھے اور مقصود آنکہ یہی لوگ اپنی قوم کے کارپرداز
عارف اور انکی طرف سے سمع وطاعت پر حضرت صلعم سے بیعت ومعاہدہ کرنے والے تھے اور جابر بن سمرہؓ سے صحیحین مین روایت ہے

کہ برابر لوگون کا کام چلتا رہیگا جب تک انمین بارہ شخص متولی ہونگے اور سب قریش سے ہونگے اسمین بشارت ہے کہ آپ کی امت مین بارہ مرد خلیفہ عادل وحق قائم رکھنے والے ہونگے چنانچہ انمین سے چارون خلیفہ رضی اللہ عنہم پے درپے ہوے اور عمر بن عبد العزیز بھی انھین بارہ مین سے ہین اور یہ نہین ہے کہ سب کے سب پے درپے ہون چنانچہ مہدی علیہ السلام جنکی بشارت ہے انھین مین سے ہونگے اور مترجم کہتا ہے کہ انکے پیدا ہونیکے نشانات جو روایات مین آتے ہین قریب قریب سب ہی موجود ہین فقط قسطنطنیہ ابھی مسلمانون کے قبضہ سے نہین نکلا اور نیز مصر وغیرہ لیکن قسطنطنیہ نکلنے کے بعد اسی سال کے اندر حضرت مہدی علیہ السلام مسلمانون کے بنانے سے امام بنجادینگے سو مبارک اسکو جسکو انپر جان ومال سے فدا ہونیکی دولت ملے ولیکن اہل اسلام پر اُنسے پہلے کچھ فتنہ وسختیان ہین اسپر اللہ تعالےٰ ہمکو تمکو ثابت وقائم رکھے اور رافضہ نے جو وہم کیا ہے کہ وہ سرداب سامرا سے نکلینگے یہ محض جہالت اور شیطانی دھوکا ہے تا آنکہ جب وہ شام مین ظاہر ہونگے تو اس اعتقاد والے غالباً اُنسے منحرف ہو کر نہ مانینگے اللھم احفظنا اور شیخ ابن کثیرؒ نے ابد اسکے لکھا کہ بہت سے جاہل یہودی جو مسلمان ہوے تو شیعہ نے اُنکو وہم دلایا کہ یہ بارہ خلیفہ یہی بارہ امام اہل بیت ہین وہ جاہل لوگ سمجھ کے سبب سے اسکو مان گئے اعوذ باللہ من الضلال پھر جب بنی اسرائیل نے یہ عہد توڑا تو اُن پر جو عذاب ہوا وہ آگے فرمایا بقولہ تعالےٰ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ پھر بنی اسرائیل کو بوجہ اپنا عہد توڑنے کے ہمنے ملعون کردیا ف یعنے دور کردیا ہمنے ان عہد شکنون کو اپنی رحمت سے وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ۔ اور انکے دل سخت کردیے ف کہ ایمان کو مان لینے کے واسطے نرم نہین ہوسکتے اور یہان سے کھل گیا کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ بندہ اپنے کام مین خود مختار ہے وہ جھوٹے جاہل ہین اور صحیح حدیث مین یہ مضمون ہے کہ دل سب اللہ تعالےٰ کے اختیار مین ہین جدھر چاہتا ہے پھیرتا ہے اور آنحضرت صلعم خود ایمان پر ثابت رہنے کی دعا مانگتے تھے اور یہ حضرت باریتعالےٰ عزوجل کی شان بے نیازی پر نظر تھی اگرچہ او تعالےٰ عزوجل نے آپکو تمام عالم اول وآخر سے محبوب اکرم پیدا فرمایا تھا۔ اہل ایمان کو لازم ہے کہ پانچون وقت نماز مین۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ جو پڑھنا واجب فرمایا ہے عاجزی سے اس دعا کو مانگا کرین پھر بنی اسرائیل باستثناء اُنکے جنکو خود حق تعالےٰ نے محفوظ فرمایا تھا باقی ملعون وسخت دل ہونیکے بعد بدحرکت بدافعال ہوگئے کہ منھ سے ایمان کے دعوے کرتے اور دل مین کچھ نہین اور فرمایا۔ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ۔ کلمات کو اپنی جگہ سے پھیرتے ف یحرفون الکلم الذی فی التوراۃ من نعت محمد صلعم وغیرہ عن مواضعہ التی وضعہ اللہ علیہا ای یبدلونہ۔ یعنے تحریف کرنے لگے ان کلمات کو جو توریت مین آنحضرت صلعم کی شان مین تھے اور نیز دیگر مانند آیت رجم وغیرہ کے تھے ان کلمات کو تحریف کرنے لگے کہ اُنکی جگہون سے جہان اللہ تعالےٰ نے اُنکو رکھا تھا تبدیل کرنے لگے پس مفسرؒ کے نزدیک صحیح ہے کہ ان لوگون نے توریت کے کلمات مین تحریفاً تبدیل کی ہے اگرچہ خاص کتاب توریت مین نہ کی ہو علیحدہ لکھکر یہ تحریف کی ہو اور لوگون سے کہا کہ یہ توریت ہے اور ابن خلدون نے بدلیل قولہ تعالےٰ عندہم التوراۃ فیہا حکم اللہ الآیۃ۔ اور قولہ قل فأتوا بالتوراۃ فاتلوہا ان کنتم صادقین الآیۃ کے اور بدلیل روایت بخاری از ابن عباسؓ کے کہ تحریف فقط تاویل مین تھی اس بات کو صحیح نہین سمجھا کہ اُنھون نے کتاب توریت مین تبدیل کی تھی اور حق یہ ہے کہ اُنھون نے توریت مین سے ابتدا مین کچھ نکالا نہ تھا بلکہ یحرفون الکلم عن مواضعہ کلمات کو اپنی جگہ سے تبدیل کرتے تھے اور اسمین دو صورتین شامل ہین ایک لفظی اور دوم معنوی پس لفظ مین تو عیسیٰ علیہ السلام ومحمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارات اور آیات کو اپنے موقع سے نکالکر دیگر انبیا علیہم السلام کے ساتھ لاحق کردیا اور معنوی تحریف ہر فرقہ نے اپنے قول کے موافق معنے بگاڑ لیے لہذا بعض علمانے کہا کہ تمام تحریف

انکی یہ تھی کہ معانی بگاڑتے اور مراد اللہ تعالے کی نہین بیان کرتے اور ساتھہ ہی الگ کتابین لکھتے اُنکو توریت بتلاتے۔ وَنَسُوا
حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ۔ ای ترکوا نصیبًا مما اُمروا بہ فی التوراۃ من اتباع محمد صلعم یعنے چھوڑ دیا بڑا حصہ اُس چیز کا جس کا
توریت مین حکم کیے گئے تھے ف اور وہ بڑا حصہ یہ کہ جب محمد صلعم مبعوث ہون تو تم لوگ اُسکی جان و دل سے پیروی کیجیو۔ وَلَا
تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ۔ آنحضرت صلعم کو خطاب ہی کہ برابر تو انکی خیانتون پر اور چوریون پر مطلع ہوتا رہیگا
ف کہ عہد شکنی وغیرہ کرینگے۔ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ۔ سوائے ان مین سے قلیل کے ف یعنے سب تو یہ ایسے ہی خائن ہین سوا
انہین سے قلیل آدمیون کے جو مسلمان ہو گئے کہ وہ ایسے نہین تھے۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِينَ۔ پس اُنسے عفو و درگزر کر اللہ تعالے نیکی کرنیوالون کو دوست رکھتا ہی ف مفسرین نے فرمایا کہ عفو و چشم پوشی کا حکم
آیۃ اسیف سے منسوخ ہی یعنے قولہ قاتلوا الذین لایؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر الآیۃ اور یہی قتادہ کا قول ہی اور مجاہد وغیرہ نے فرمایا
کہ یہ بطریق تالیف قلوب ہی اور بعض نے کہا کہ یہ ایسے لوگون سے مخصوص ہی جنکے ساتھہ معاہدہ تھا منسوخ نہین ہی واللہ اعلم۔ وَ
مِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ۔ یعنے ان لوگون سے جنھون نے اپنے حق مین دعوی کیا کہ ہم نصاری ہین اور عیسی علیہ السلام
کے پیرو ہین اگرچہ اس دعوے مین جھوٹے ہین اسیواسطے حقیقی نصاری نفرمایا یا بالجملہ یہ متعلق ہی بقولہ۔ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ
ہمنے ان لوگون سے عہد لیا ف یعنے لیا ہمنے ان عیسون سے عہد ویسا ہی جیسا ہمنے بنی اسرائیل یہودیون سے لیا تھا کہ ہر نبی
پر ایمان لاوینگے اور خصوص محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر مدد کرینگے پس انھون نے بھی عہد توڑ دیا کما قال۔ فَنَسُوا حَظًّا
مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ۔ پس فراموش کر دیا بڑا حصہ اُس چیز سے جسکے ساتھہ نصیحت کیے گئے تھے ف یعنے انجیل مین اُن کو گمراہی
سے بچنے کی جو نصیحت تھی اسمین سے بہت بڑا حصہ اُنھون نے بھلا دیا کہ پیغمبر آخر الزمان پر ایمان نہ لائے اور عہد توڑ کر شرک و کفر مین
پڑ گئے۔ فَأَغْرَيْنَا۔ اوقعنا۔ بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ پس ہمنے اُنکے درمیان باہم عداوت
و بغض ڈالدیا قیامت تک ف باینطور کہ آپس مین پھوٹے اور اپنی اپنی خواہشون مین مختلف ہین ہر فرقہ اپنے نفس کی ہوس پر
جو پسند کرتا ہی اُسکو دین سمجھتا ہی پس ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہی اور یہ نصاری مین مشاہدہ ہی کہ کثرت سے فرقے ہین اور بعضے بعض کو
کافر کہتے ہین اور ہر ایک دوسرے سے عداوت و بغض رکھتے ہین اور دین کی راہ سے اسمین دوستی نہین اگرچہ براہ دنیا ایک کام متفق
ہون اور کثرت سے موجودہ زمانہ مین دہریہ ہین اور ہمہ تن انکی ہمت دنیا پر مقصور ہی تو یہ لوگ درحقیقت دہریہ ہین اگرچہ برائے نام اپنے آپکو نصرانی
کہین پس جسقدر نام مین شامل ہین اسیقدر انمین عداوت ہوگی برخلاف اُنکے جنھون نے نصرانیت کو اپنا دین بنایا ہی اُنمین ضرور بغض و عداوت
قائم رہیگی اور اغرا بمعنے للکارنا و آمادہ کرنا پس اسمین اشارہ ہی کہ یہ لوگ اس عداوت و بغض پر حریص رہینگے۔ وَسَوْفَ
يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ۔ اور قریب اُنکو اللہ تعالے بتلاویگا جو وے کرتے رہے ف پس ان اعمال پر
انکو سزا دیگا اور یہ آخرت مین ضرور ہوگا اور دنیا مین جہانتک اللہ تعالے کو منظور ہی ف قال فی العرائس قولہ تعالے ولقد اخذ اللہ میثاق
الخ۔۔ حضرت حق سبحانہ تعالے نے جب امر عظیم کو اپنے بندون مین چاہا تو پہلے اسکو اولیا پر رکھا تاکہ اللہ تعالے کی مراد کے موافق قیام کرین
اسوجہ سے کہ خلق ضعیف ہی اور اُنکی نہایت مین قصور ہی پھر جب اولیاء الٰہی نے اسمین بقدر حیثیت اسکی عبودیت کو بصفت رضا و تسلیم ادا
کیا تو اسکے بعد اللہ تعالے شانہ نے عوام پر اسکو آسان کر دیا کیونکہ عوام کی پیدائش بصفت ضعف ہی اور اولیا کی پیدائش بصفت قوت ہی

اور ہر امت میں اللہ تعالیٰ نے کچھ بندے ایسے پیدا کیے جو عارف و کو اشمت کا بار اُٹھائے ہوئے تھے اور وہی بلا و امتحان کے میدان میں
در آئے اور منظور نظر ازل تھے اور یہ خود اقسام ہیں کہ نقیب و ابدال و نجیب و اولیا و اصفیا و مقربین و عارفین و موحدین و صدیقین و شہداء و صالحین و
اخیار و ابرار وغیرہ ہوتے ہیں اُن سب کا رئیس بنام غوث ہے اور پیشوا اُنکے مختار ہیں اور عرفا بنام سیاحین سبعہ ہیں اور نقیب اُن کے دس
عدد اور نجیب اُن میں چالیس عدد اور خلفا اُنہیں ستر عدد اور امنا اُنہیں تین سو عدد ہوتے ہیں اور اُنہیں سے ہر ایک کی صورت انبیاء علیہم السلام
میں سے کسی کی صورت پر اور رسولوں علیہم السلام میں سے کسی کی سیرت پر ہوتی ہے اور قلب اُن کا کسی فرشتہ کے قلب پر ہوتا ہے مگر
اُنکو کوئی پہچان نہیں سکتا مگر وہی جو اُنکے مثل ہو اور وے خود درحقیقت سوائے حق عزوجل کے کچھ نہیں پہچانتے ہیں چنانچہ بقول معروف
اولیائی تحت قبائی لایعرفہم سوائی - میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہیں اُنکو میرے سوائے کوئی نہیں پہچانتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے
مرفوعاً روایت ہے کہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے تین سو بندے آدم علیہ السلام کے قلب پر ہوتے ہیں اور چالیس بندے حضرت موسیٰ کے قلب پر
ہیں اور سات بندے حضرت ابراہیم کے قلب پر ہوتے ہیں اور پانچ بندے حضرت جبریلؑ کے قلب پر ہوتے ہیں اور تین بندے حضرت
میکائیلؑ کے قلب پر ہوتے ہیں اور ایک بندہ حضرت اسرافیلؑ کے قلب پر ہوتا ہے پھر جب اُنہیں سے یہ ایک جو قلب اسرافیلؑ پر ہے مرا تو
اللہ تعالیٰ بجائے اُسکے تین میں سے ایک کو کر دیتا ہے اور جب تین میں سے کوئی مرا تو اُسکی جگہ پانچ والوں میں سے ایک کو کر دیتا ہے اور
جب پانچ والوں میں سے مرا تو سات والوں میں سے ایک اُسکی جگہ کر دیتا ہے اور جب سات میں سے مرا تو چالیس والوں میں سے ایک اسکا
قائم مقام کر دیتا ہے اور جب چالیس میں سے مرا تو تین سو میں سے ایک اُسکے قائم مقام فرماتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی مرا تو عام میں سے
کوئی سرفراز ہو کر اُسکا قائم مقام ہوتا ہے اور یہ لوگ امت کے ہر شئی کی دعا مانگتے ہیں سو اُنہیں زیادتی و کثرت ہوتی ہے اور یہ جبر و ظلم کرنیوالوں پر بد دعا
کرتے ہیں کہ اُنکی کمر ٹوٹ جاتی ہے اور مینہ کا پانی مانگتے ہیں تو بارش ہوتی ہے اور سوال کرتے ہیں تو مخلوق کے واسطے کھیتی اُگتی ہے اور دعا کرتے ہیں تو
مخلوق سے بلا دفع ہوتی ہے شیخ ابوبکر الوراق نے کہا کہ یہ ابدا اگلی امت سے اخیار و ابدال و نجیب و اوتاد ہوتے چلے آئے ہیں چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا - اور یہی وہ لوگ ہیں کہ ضرورتوں اور حاجات و مصیبتوں میں اُن کی طرف رجوع لائی جاتی
ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اس امت میں چالیس بندے خلق ابراہیمؑ پر ہونگے اور سات بندے خلق موسیٰ پر
ہونگے اور تین بندے خلق ابراہیمؑ پر ہونگے اور ایک بندہ خلق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوگا اور یہ ہر وقت ہوتا رہیگا اس میں یہی لوگ اپنے
اپنے مرتبہ کے موافق تمام خلق کے سردار ہیں قال المترجم یہ حدیث اور حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوع روایت کی دونوں اہل تنقید کے
نزدیک ثابت نہیں ہوئی اور چونکہ آنحضرت صلعم کی طرف بدون ثبوت کے کسی امر کی نسبت کرنا سخت گناہ ہے چنانچہ حدیث صحیح بلکہ متواتر
میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لیوے یعنی وہ جہنمی ہے اور ظاہرا شیخ رحمہ اللہ کو یہ بات
ظاہر نہ ہوئی ہوگی کہ حدیث بدرجہ ثبوت نہیں پہونچی ہے واللہ اعلم پھر مترجم کہتا ہے کہ بدون تعداد کے بیان کے معجم طبرانی ایک صحابی
کی روایات میں وجود بندگان خاص آپ کا ذکر ہے اور نیز پانچ سو اولیاء خاص کا وجود ہر زمانہ میں حدیث [illegible] مروی ہے اور اس
میں اگرچہ اہل تنقید نے کلام کیا ہے چنانچہ شیخ ابن الجوزی و صاغانی نے افراط کیا و لیکن حدیث درجہ حسن تک نازل نہیں ہے اور
شوکانی نے اسکے حسن ہونے کا اقرار کیا ہے بالجملہ بعد ثبوت اصل ایک مسئلہ کے علما ظاہر کا کلام صرف اسماء غوث و ابدال وغیرہ میں
میرے نزدیک کچھ نہیں ہے اسواسطے کہ صریح اسکا شبہ لفظی کی طرف ہوا جاتا ہے کیونکہ ان اسماء کا کوئی ثواب بیان کرنے کے متعلق میں

نہین ہی تاکہ اُسکے ثبوت پہ دلیل شرعی درکار ہو ورنہ کہا جاوے کہ بلا دلیل شرعی کہنے والا نعوذ باللہ مدعی ایسے امر کا ہوا جاتا ہی جو شان نبوت ہی
اسلیے کہ ثواب و عذاب کی خبر دینا فقط نبی کی شان ہی اور راست والون مین سے کوئی نہین کہہ سکتا کہ فلان چیز مین ثواب یا عذاب ہی مگر
اُسی صورت مین کہ شارع علیہ السلام کے دلائل شرعی سے استدلال لاوے پس جب یہ اس معنے کر شرعی مسئلہ نہوا اور ظاہر ہی کہ ائمہ
کبار از اولیا ابرار جنکی صلاحیت پہ اتفاق ہی وہ متفق ہین کہ انہین ایسے ایسے اقسام ہین اور نام انکے بمناسبت معنوی رکھ لیے گئے ہین تو انکی
طرف نیک گمان کرکے ایسا خیال کرنا کچھ مضر نہین معلوم ہوتا واللہ اعلم بالصواب اور مراد میری اولیا سے کبار سے وہ بزرگ ہین جو
عارف شریعت تابع سنت متقی پرہیزگار راضی باللہ تعالے صابر و شاکر متقی سب جامع فضائل شرعی تھے جنکی نسبت امام علامہ
نسفی مؤلف مدارک نے اپنے رسالہ مین اچھے کلمات لکھے ہین اور انکی پیروی پر آمادگی دلائی ہی اور ماسواے انکے گیارہ اقسام اچھے
و شمر اغیہ وغیرہ کے احوال کو مفصل لکھکر اہل ایمان کو انکے مکر و فریب سے نہایت درجہ ہوشیار کیا اور بہت نصیحت کی ہی کہ ہرگز اُنکے اقوال
و افعال پہ کاربند نہون اور ایک علامہ نسفی کیا سبھی اس سے ہوشیار کرتے ہین مولوی روم علیہ الرحمہ نے کہا ہے ؎ اے بسا ابلیس آدم
روے ہست + پس بہر دستے نشاید داد دست + بالجملہ میری غرض یہ کہ شرع سے بیباک لوگ ہر کسی کے معتقد نہون جب تک اسکو شرع پر
نہ پاوین اور اللہ تعالے سے ڈرین اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم سے شرم کرین کہ آپنے کس کوشش سے شرع پاک پہ لوگونکو راستہ
کیا اور یہ وہی شرع ہی جسپر شیطان یا کوئی شیطانی پیرو نہین چل سکتا ہی پس جو شرع پر نیک چلنی نظر آوے وہ گویا بالیقین ولی ہی اور جو شرع پر نہو
وہ اگر مجذوب ہو گیا تو خیر مگر اس سے کچھ فائدہ نہین پہنچ سکتا جیسا کہ اکابر اہل تصوف نے اسکو صریح لکھدیا ہی اور اگر وہ بنا ہوا مجذوب ہے
یا اور کسی حال پہ ہی بہر حال وہ شیطان کا پیرو ہی پھر مرد ایماندار سے کبھی نہوگا کہ حضرت سید عالم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم و پاک صحابہ
و اچھے تابعین و دیگر نیکون اولیا اللہ تعالے فرمان و حکم و چال چلن سے برخلاف ہو کر اُس شخص کے جو خلاف شرع بیان ہوا ہے چال
چلے یہان سعدی علیہ الرحمہ نے سچ و خوب فرمایا ؎ خلاف پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم کسی رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید یعنے آنحضرت
صلعم کے برخلاف وہی شخص چال چلیگا جو ہرگز منزل مقصود جنت مین پہونچنے والا نہین بلکہ مرتے ہی جہنم مین جا پڑنے والا ہی نعوذ باللہ منہ
اور دوسری غرض میری یہ ہی کہ جو لوگ تفریط کرتے ہین اور اولیاء اللہ تعالے کے اُن باتونمین بھی جو مسائل شرعیہ نہین ہین تامل کرتے
ہین وہ لوگ عدل و انصاف و حق کی پیروی سے درگذر نکرین و اسلام شیخ ابو عثمان مغربی رح نے فرمایا کہ ابدال چالیس ہین اور امنا
سات ہین اور خلفاے ائمہ تین ہین اور قطب ایک ہوتا ہی پس قطب تو ان سب کو جانتا ہی اور وہ اُنکے احوال پہ مطلع ہوتا رہتا ہی مگر اسکو
کوئی نہین پہچانتا ہی اور وہ سب اولیا کا امام ہوتا ہی اور تین جو خلیفہ ہین وہ سات کو پہچانتے ہین اور چالیس کو بھی پہچانتے ہین اور سات
جو امنا ہین وہ چالیس ابدال کو پہچانتے ہین مگر ابدال اُنکو نہین پہچانتے ہین اور ابدال چالیس دیگر اولیا کو امت مین سے پہچانتے ہین
اور اولیا مین سے اُنکو کوئی نہین جانتا ہی پھر جب چالیس مین سے کوئی کم ہوا تو اولیا امت مین سے اللہ تعالے کسی کو قائم مقام فرماتا
ہی اور جب سات مین سے کوئی کم ہوا تو اللہ تعالے چالیس مین سے کوئی اُسکی جگہ کر دیتا ہی اور جب تین مین سے کوئی کم ہوا تو اللہ تعالے
سات مین سے ایک اسکے قائم مقام فرماتا ہی اور جب قطب جو ایک ہی فوت ہوا تو تین مین سے ایک اسکے قائم مقام ہوتا ہی اور یہی
حال جاری ہی یہانتک کہ قیامت قائم ہووے **قال المترجم** قطب وقت کے دو وزیر دائین و بائین ہوتے ہین اور حدیث ترمذی مین
ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمانی اور دو وزیر زمینی ہوتے ہین پس میرے دو وزیر آسمانی جبرئیل ع و میکائیل ع

ہین اور دونون وزیر ارضی ابوبکر و عمر ہین و قد مر مشرحا قولہ تعالیٰ فبما نقضہم میثاقہم لعنٰہم ۔ جب اللہ تعالیٰ غافلون کو اپنی جناب سے دور کرنا چاہتا ہی تو اُنکے نفوس کو ایسے امور کے مرتکب ہونے پر آمادہ فرماتا ہی کہ جنپر قہر کے احکام طاری ہوتے ہین اور اُنسے دوری واجب ہوتی ہی پس وہ دور ہو جاتے ہین پھر اُسکے بعد حکم کی مخالفت اور اس عہد کا توڑنا جو ایمان کی جڑ ہی واقع ہوتا ہی **یوسف بن الحسین** رح نے فرمایا کہ صحیح عہد کو توڑنا اور میثاق کے برخلاف کرنا لعنت کا موجب ہی **قال المترجم** شیخ یوسف رحمہ اللہ نے آیت کریمہ سے ایک مسئلہ ثابت کیا اور وہ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کے ملعون اور سخت دل ہو جانیکا صریح سبب یہ بیان فرمایا کہ اُنھون نے عہد توڑ دیا اور اس سبب پر قیاس کرنے سے ظاہر ہوا کہ جہان جس شخص سے عہد شکنی ہو وہ اس سزا کا مستوجب ہی پس اگر ایمان کا عہد توڑا تو ملعون یعنے مرتد ہو گیا اور اگر کسی اور عہد کو جسکا کرنا واجب تھا یا نہ کرنا واجب تھا مثلاً نماز فرض پڑھنے پر عہد کیا یا شراب نہ پینے پر عہد کیا یا کسی غیر کا واجبی مال ادا کرنے پر عہد کیا تو اُسکے توڑنے سے فاسق ہوگا اور دوہرا گناہ ہوگا ایک تو یہ کہ فرض و واجب بجا نہ لایا اور دوم خود عہد توڑا اور اگر ظہر سے پہلے چار سنتین پڑھنے کو ضرور آج لازم کر لیا پھر توڑ دیا تو عہد توڑنے سے ایک حرام کا مرتکب ہوگا اور یہ استنباط صحیح جید ہی واللہ اعلم اور معلوم کہ عہد سے سوال ہوگا جیسا کہ آویگا انشاء اللہ تعالیٰ بعض اکابر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے عہد توڑنا یہ ہی کہ اس کے سوا کسی چیز سے سکون کرے **قال المترجم** اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کی عہد شکنی کو بیان کرکے پھر انکو ارشاد و ہدایت اپنے کلام پاک سے فرمائی جو بطور معجزہ اُنکے واسطے پوری نصیحت ہی چنانچہ فرمایا

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ

اے کتاب والون آیا ہے تم پاس رسول ہمارا کھولتا ہی تمپر بہت چیزین جو تم چھپاتے تھے

الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝ يَهْدِي

کتاب کی اور درگذر کرتا ہی بہت چیز سے تم پاس آئی ہی اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرتی جس سے اللہ

بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

راہ پر لاتا ہی جو کوئی تابع ہو اسکی رضا کا بچاؤ کی راہ پہ اور انکو نکالتا ہی اندھیرون سے روشنی مین

بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

اپنے حکم سے اور انکو چلاتا ہی سیدھی راہ

یا اہل الکتاب ۔ خطاب عام ہی یہود و نصاریٰ دونونکو شامل ہی یہی مفسرین نے موافق دوسرونکے اختیار کیا ہی اور الکتاب مین الف لام جنس شامل ہی توریت و انجیل دونون کو حاصل آنکہ اے یہود و نصاریٰ ۔ **قد جاءکم رسولنا** ۔ آیا تمہارے پاس ہمارا رسول ف یعنے محمد صلعم اس حال سے کہ ۔ **یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب** ظاہر کرتا ہی تمپر بہت باتونکو جو تم کتاب مین سے یعنے توریت و انجیل مین سے چھپاتے تھے ف مانند آیۃ الرجم کے چنانچہ کتاب آسمانی مین حکم تھا کہ محصن مرد یا عورت اگر زنا کرے تو سنگسار کر ڈالو جیسے ہماری شریعت مین حکم ہی مگر یہودی اُسکو چھپاتے اور کہتے کہ منہ کالا کرکے گدھے پر سوار کرکے تشہیر کرانے کے بعد کوڑے مارے پس آیۃ الرجم کو چھپا لیا الا اور مانند ان آیات کے جو اس رسول کی صفت مین تھین انکو بھی اس رسول صلعم نے ظاہر کر دیا پس یہود کو بتلایا کہ تمہاری توریت مین محمد صلعم کی ایسی ایسی صفت و اخلاق و حلیہ و اُنکی امت کے فضائل

و وضع واخلاق وبعض مسائل ور یہود کو انپر ایمان لانے کا حکم مذکور ہے اور نصاریٰ پر ظاہر کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد احمد مصطفیٰ صلعم
کے رسول ہونے کی خبر سے نصرانیوں کو عام آگاہ فرمایا ہے اور یہ امور اگرچہ اہل علم یہود و نصاریٰ پر ظاہر تھے ولیکن چھپتے ہیں کہ تمہاری کتاب
میں ہونے کو کھلے کھلے بیان فرماتا ہے۔ وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ۔ اور ترک کرتا ہے بہتیری کو اسمیں سے ف پس بہت کو بیان نہیں کرتا جب کہ
اسمیں کوئی مصلحت متعلق نہیں الا یہ کہ اقتضاء حکم اور بعض نے کہا کہ یہ دوسرا حال بطریق صفت ہے یعنی ایسا رسول آیا ہے کہ تم میں سے بہتوں کو
عفو کرتا ہے مواخذہ نہیں فرماتا لیکن اول ارجح ہے حاصل آنکہ تمنے بہت پوشیدہ کیا سو اسمیں سے بہت باتیں ایسی ہیں جنکے بیان سے کوئی فائدہ
متعلق نہیں تو انکو چھوڑ کر باقی جن سے مصلحت و تعلق کا حکم ہے انکو بیان فرماتا ہے اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جسنے رجم کے حکم سے انکار کیا
اسنے قرآن سے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے کہ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما تخفون من الکتاب پس رجم اس چیز میں
تھا جسکو انھوں نے چھپایا تھا رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد۔ قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ۔ نور سے مراد آنحضرت اور تفسیر نسبت
اسلام وحق کے زیادہ مربوط وارجح ہے یعنی آگیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کیطرف سے نور یعنی محمد خاتم النبیین۔ وَّکِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ
اور قرآن ظاہر ف مبین یعنی ظاہر ہے یا یعنی حق کو باطل سے جدا کرنیوالا۔ تو اسمیں اشارہ ہے کہ اہل کتاب نے جن باطل امور کو پھیلایا تھا
انکو یہ قرآن مجید مٹاتا ہے اور حق کو لاتا ہے پھر اس کتاب مجید کی صفت فرمائی بقولہ۔ یَّہۡدِیۡ بِہِ اللّٰہُ یعنی یہ کتاب ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ
اسکے ذریعہ سے ہدایت کرتا ہے۔ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَہٗ ہر اس بندے کو جو پیروی کرے اللہ تعالیٰ کی رضیات کی بایں طور کہ ایمان لاوے
سُبُلَ السَّلٰمِ ای طرق السلامۃ۔ راہوں سلامتی کی۔ حاصل آنکہ یہ ایسی کتاب ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اسکو اللہ تعالیٰ
سلامتی کی راہوں کی ہدایت فرماتا ہے اور یہ راہیں بھی شرائع اسلام ہیں جو صراط مستقیم پر چلنے کے طریقہ میں یہاں سے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کی
مرضی پر چلنا چاہے وہ قرآن مجید کی راہ چلے اور نکلا کہ قرآن مجید کے برخلاف چلنا اللہ تعالیٰ کی خلاف مرضی چلنا ہے جسکا انجام جہنم ہے کیونکہ
مخالفت تو باطل راہ پر ہے اور جس بندے نے قرآن کی پیروی کی وہ راہ سلامت پر جنت دار السلام کو جاتا ہے وَیُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَی النُّوۡرِ بِاِذۡنِہٖ۔ اور قرآن ایسے شخصوں کو تاریکیوں سے نور کیطرف لاتا ہے بارادہ الٰہی ف یعنی اللہ تعالیٰ کے ارادہ و تاثیر و
توفیق سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں کو یہ کتاب مجید کفر کے اندھیرے سے نکالکر نور ایمان پر لاتی ہے پس جسکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا وہ
اندھیرے سے نکلتا ہی نہیں کہ اسکو روشنی سوجھے وہ ایمان ہی نہیں لاتا اور نیز مسلمانوں کو مژدہ ہے کہ قرآن مجید کو دل سے پڑھیں اور اُسکے
حکموں پر عمل کریں انکے دل روشن ہوجائینگے اور حدیث صحیح میں ہے کہ قیامت میں وہ نور و حجت ہے اور نیز ثابت ہے کہ پڑھنے و عمل کرنیوالے قرآن کا
خوشبودار پھول کا درخت ہے اور ثابت ہے کہ قرآن الاعارف بالمال اور اسکا دل منور اور ایمان بیقین روشن ہوتا ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَیَہۡدِیۡہِمۡ
اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ۔ اور یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے متبعین بندوں کو صراط مستقیم کی راہ بتلاتی ہے اور صراط مستقیم ۲
جیسا کہ مفسرینؒ نے کہا کہ وہ دین اسلام ہے پس معلوم ہوا کہ جو شخص اسلام پر یقین کامل کے ساتھ ثابت رہے وہ ہر وقت تازہ صراط مستقیم کی ہدایت پاتا ہے اور قرآن پڑھے
اور اسپر عمل کرے تو جسقدر اسکے دل کا نور بڑھا حاصل ہوتا ہے اور اسکا یقین جو پہنچا ہوا ہے بند ہوا ہے جسقدر تاریکی دور ہے اسی سے کہ
بسبب گناہوں کے ہے اسکو ولی الیقین کو گرد چھوم کر لیتے ہیں آخر کار ایسا ہوجاتا ہے کہ اُسکے دل کو گویا یقین ہی نہیں ہوا اور اسی سے کہا گیا کہ ایمان
گھٹتا بڑھتا رہتا ہے فف قال فی العرائس قولہ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین۔ آیہ میں اشارہ ہے کہ اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے
نور معرفت بدون کسی حیلہ وسبب کے حاصل ہوتا ہے پھر نور و کتاب دونوں ازل کے صفات میں سے دو صفت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے راہ

چلنے والوں کی جذب کر لینے کو ظاہر ہوئی ہیں بعض نے فرمایا کہ تم نور توحید و نور کتاب کو اُسی کی عنایت ازلی کی وجہ سے پہونچے ہو **قال المترجم** شاید یہ تفسیر بنظر قولہ باذنہ ہے اور شاید کہ قولہ جاءکم من اللہ - سے نکالا ہو کہ جار لازمی ہے یعنے آنا اُسکا محض لفضل حق سبحانہ ہے پس ازل میں جنکو مختار کر لیا تھا در حقیقت اس نور و کتاب کا آنا اُنھیں کے واسطے ہے ورنہ دوسروں پاس آنا اور نہ آنا یکسان ہے قولہ تعالے یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام یہان نور و کتاب میں سے فقط ایک ہی کو ذکر فرمایا اسواسطے کہ یہ دونوں مقام عین الجمع یعنے معدن الصفات میں واحد ہیں - اور اس کلام پاک میں اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالے سبحانہ اپنی ہی صفت سے اپنی معرفت کی راہوں کی طرف ہدایت فرماتا ہے اور اپنی ذات سے اپنی صفات کی معرفت کی راہیں بتاتا ہے **قال المترجم** توجیہ اس اشارہ کی یہ ہے کہ کتاب و نور جب صفات ازلی ہیں تو اسی سے ہدایت فرمانے کے معنے یہ ہوے کہ صفت سے اپنی طرف ہدایت کی اور رہا یہ امر کہ ذات سے صفات کیطرف ہدایت اس وجہ سے کہ اس معرفت کے ساتھ ان لوگوں کو مخصوص فرمایا کہ جنکو بقولہ من اتبع رضوانہ - سے سرفراز فرمایا ہے یعنے ایمان لانیوالوں کو اور ایمان بتوحید ذات ہے پس ذات سے صفات کیطرف معرفت ہوئی اور یہ اشارہ لطیف دقیق ہے اگر مرد سلیم القلب اسکو غور سے دل میں اُٹھالے تو بہت شیطانی وساوس دور ہوں اور حکمت ربانی کا ظہور ہو اور مذہب اہل سنت وجماعت در باب مسئلہ جبر و اختیار و قضا و قدر و توحید ذات اور یہ کہ ہدایت اُسکی طرف سے ہے اور جملہ حکمت ہے سب اُسکے سامنے آئینہ کی مثال ظاہر ہوں اور جو شخص ان مقامات میں وساوس شیطانی آنے سے تنگ ہو اسکو یہ آیت کریمہ بعد صدق ایمان کے بہت مفید ہے اللہم اہدنا الصراط المستقیم - رضوان الٰہی وہ ہے جو اللہ تعالے نے انبیاء و اولیاء کے واسطے ازل میں پسند فرمایا جسکو یہ مل گیا وہ رضوان اکبر کے مقام میں پہونچگیا اور نشان یہ ہے کہ اسکی حسن تجلی میں اسکی مراد کے موافق عبادت کے ادب سے زندگی بسر کر جاوے مگر متابعت نہیں ملتی لیکن اُسی شخص کو جسکے حق میں سابقہ ازل میں اُسکی رضامندی ہو چکی ہے بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالی ہدایت فرماتا ہے نہایت سلامتی کی راہ پر اپنے ارادے کی راہوں میں سے اس شخص کو جسکو پیدا کرنے سے پہلے اپنے رضوان سے مخصوص کر دیا تھا تاکہ یہ رضوان اُسکو محل رضا و تسلیم میں لاتا ہے پھر اللہ تعالے نے یہود و نصاری کے اندھے پن اور ہوسات اور شیطانی خیالات و اُسکے دعوے اور اُنکا بیہودہ پن بیان کرکے رد کر دیا بقولہ تعالے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا

بیشک کافر ہوئے جنھوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا تو کہہ پھر کسکا کچھ چلتا ہے اللہ سے

إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ

اگر وہ چاہے کہ کھپا دے مسیح مریم کے بیٹے کو اور اُسکی ماں کو اور جتنے لوگ ہیں زمین میں سارے اور اللہ کو ہے سلطنت

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُودُ

آسمان اور زمین کی اور جو دونوں کے بیچ ہے بناتا ہے جو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور کہتے ہیں یہود

وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ۖ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ

اور نصارے ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور اُسکے پیارے تو کہہ پھر کیوں عذاب کرتا ہے تمکو تمھارے گناہوں پر کوئی نہیں تم بھی ایک انسان ہو

مِمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

اُسکی پیدائش میں بخشے جسکو چاہے اور عذاب کرے جسکو چاہے اور اللہ کو ہے سلطنت آسمان اور زمین کی

وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ○

اور جو دونون کے بیچ ہی اور اُسیکی طرف رجوع ہی۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۔ اور قطعًا کفر کیا ان لوگون نے جنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہی ف حیث جعلوہ الٰہا وہم الیعقوبیۃ فرقۃ من النصاری ۔ واضح ہو کہ نصاری بہت فرقے ہوگئے تھے اور اب بھی موجود ہین اور بہت سے مٹ گئے جیسے معتزلہ وغیرہ مسلمانون مین سے گویا مٹ گئے ہین پس ان فرقہاے نصاری مین اول تین فرقے تھے چنانچہ اوپر بیان گذرا کہ حضرت عیسیٰ کے اُٹھائے جانے پر اُنکے ساتھیون کے تین فرقے ہوے ایک تو ایمان پر ثابت رہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اُٹھا لیا اور یہ لوگ موحد و دین سے متبع تھے اور دوسرے فرقے نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا تھا اُسکو اپنے پاس بلالیا اور تیسرے فرقے نے کہا کہ نہین ہم مین خدا تھا ہمکو معلوم نہ تھا سو جب ہمنے نافرمانی کی تو چلا گیا اور ان دونون کافر فرقون نے ملکر فرقۂ اول کو جو مسلمان رہے تھے قتل کر ڈالا کذا ذکرہ ابن کثیر اور ابن عباس رضی سے روایت ہی کہ نصاری نجران بھی اسی اعتقاد پر تھے لیکن اس روایت کے ثبوت مین کلام ہی اور اکثر مفسرین نے کہا کہ یہ اُنکے قول سے لازم آتا ہی کیونکہ اُنھون نے مسیح علیہ السلام کو الٰہ معبود ٹھہرایا اور قطعًا معلوم ہی کہ الٰہ معبود فقط ایک پاک پروردگار ہی پس گویا اُنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہی چنانچہ یہی تاویل کلام مفسر رح سے ظاہر ہی ولیکن یہ جو مفسر رح نے فرمایا کہ یہ ایک یعقوبیہ فرقہ ہی نصاری مین سے تو اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ صریح اُنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہی جیسا کہ ابتدائی تین فرقون مین سے فرقۂ سوم کا قول مذکور ہوا اور یہی ظاہر آیت ہی اور سب نصاری کا یہ قول نہین بلکہ اُنہین سے کچھ لوگ ایسے ہین فافہم اور لقد کفر سے بتاکید اُنکا حکم کافر ہونیکا پہلے بتلادیا پھر اُنکا قول ذکر کیا تاکہ معلوم رہے کہ یہ نہایت سخت بات کہنے والا قطعی کافر ہی اور واضح ہو کہ مسیح ع کو ابن مریم سے بیان کیا تاکہ کسی سلیم عقل والے کو ان کافرون کا اندھاپن سمجھ لے کہ جو مریم کا بیٹا ہو وہ خالق و معبود بلکہ اپنی مان کا کیونکر خالق ہوسکتا ہی اور اگر قادر معبود ہوتا تو اپنی مان کو جنھون نے غم و رنج کے ساتھ انتقال کیا اور دنیا کو مصیبت و تکلیف سے بسر کیا کیون غم و رنج مین چھوڑتا اور کیون مرنے دیتا اور البتہ اسکو اللہ عز وجل نے رد فرمایا بقولہ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۔ یعنے محمد صلعم تو کہدے کہ پھر کون حفاظت کرسکتا ہی حکم الٰہی سے ۔ إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ ۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ ہلاک کردے مسیح ابن مریم کو اور اسکی مان کو بلکہ ۔ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۔ اور جو کوئی زمین مین ہی سب کو ف یہ استفہام بطور ملامت و مذمت ہے یعنے ایسا کوئی بھی نہین ہی جسکو یہ طاقت ہو اور اگر مسیح علیہ السلام الٰہ ہوتا تو اُسکو ایسی قدرت ہوتی ۔ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہی ملک آسمانون اور زمین اور ان دونون کے بیچ کا وہ جو چاہتا ہی پیدا کرتا ہی ۔ ف یعنے سب عالم اُسی کی ملک و خلق ہی وہ جو چاہتا ہی کرتا ہی جسطرح چاہے پیدا کرے پھر اگر مسیح علیہ السلام کو بدون باپ کے پیدا کیا اور اُسکے ہاتھون مردے جلائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی ۔ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہی جو چاہے کرے اور جس بندے کو جسطرح چاہے برگزیدہ کرے پس سب اُسکی مخلوق و بندے ہین اور ہر مسلمان و منود و نصرانی و یہودی پر فرض عین ہی کہ اُسکی عبادت کرین شرک نہ کرین اور اُسنے جو حکم دیے ہین اُنکو بجا لاوین اور عذاب سے ڈرین جیسا کرینگے پاوینگے زبانی باتین نہ بناوین جیسے یہود و نصاری اتراتے ہین ۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ ۔ یعنے انمین سے ہر ایک فریق نے الگ الگ کہا کہ ۔ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۔ ہم لوگ اللہ کے بیٹے اور پیارے ہین ف سراج وغیرہ مین ہی

کہ مفسرین نے خیال کیا کہ یہود و نصاریٰ اس کلمہ سے کیا مطلب لیتے تھے چنانچہ چار وجہ سے اسکے معانی بیان کیے اول آنکہ اسمین حذف
مضاف ہے اور معنے آنکہ نحن ابناء رسل اللہ ۔ یعنے ہم لوگ اللہ تعالے کے رسولوں کی اولاد ہین پس ان یہود و نصاریٰ سے مراد بنی اسرائیل
کے یہود و نصاریٰ ہونگے کیونکہ بنی اسرائیل ہی مین انبیاء علیہم السلام بہت گذرے ہین اور ان بدکارونکی غرض یہ تھی کہ ہمارے باپ دادونکا
فخر ہمکو حاصل ہے مترجم کہتا ہے کہ اُنکی وہی مثل تھی کہ نسل چڑیلوں کی اور مزاج پریونکا حالانکہ آدم کی اولاد مین سب ہی آدمی ہین دوم
آنکہ لفظ ابن جیسے نطفہ کے فرزند پر بولا جاتا ہے ایسے ہی جسپر مزید شفقت و محبت سے تخصیص ہو اُسکو بھی کہتے ہین قال المترجم
اور مفسرؒ نے بھی اسی تاویل کو لیا کہ مراد یہ تھی کہ اللہ تعالے کے یہان ہم لوگ قرب و منزلت مین بمانند فرزندون کے ہین اور وہ ہمپر شفقت
ورحمت فرمانے مین ہمارے باپ کے مانند ہے سوم آنکہ یہود نے زعم کیا کہ عزیز علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام کو
یہی زعم کیا اور چونکہ یہ دونوں اُنھین مین سے تھے تو کہا کہ ہم لوگ ایسے ہین کہ ابناء اللہ ہین یعنے ہمارے جنس مین خدا کے بیٹے گذرے ہین
حالانکہ یہ قول اُنپر لعنت تھا چہارم آنکہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے ایک جماعت یہود کو دین اسلام کی طرف بلایا اور عذاب
الٰہی سے خوف دلایا تو بولے کہ ہمکو کیا عذاب سے ڈراتے ہو ہم تو ابناء اللہ و احباء اللہ ہین قال ابن کثیر قولہ نحن ابناء اللہ واحباؤہ
ای ہم لوگ اُسکے انبیاء سے نسبت رکھتے ہین جو اُسکے بیٹے ہین جنپر اُسکی عنایت مبذول ہے اور وہ ہمکو محبوب رکھتا ہے اور اپنی کتاب سے
نقل لائے کہ اللہ تعالے نے اپنے بندے اسرائیل یعنے یعقوبؑ سے کہا کہ انت ابنی بکری ۔ پس اسکو اُسکی تاویل صحیح سے پھیر کر غلط معنے
پر محمول کیا اور تاویل مین تحریف کر دی چنانچہ بہت سے اُنکے عقلا جو اسلام پر ہوے اُنھوں نے انکو رد کر دیا اور کہا کہ اسکا اطلاق انکے
عرف مین تشریف و اکرام پر ہوتا تھا جیسے نصاریٰ نے اپنی کتاب سے نقل کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اُنسے کہا کہ انی ذاھب الی ابی
وابیکم ۔ یعنے ربی و ربکم یعنی عیسےؑ نے کہا کہ مین اپنے باپ و تمھارے باپ کیطرف چلا جانیوالا ہون یعنے اپنے پروردگار و تمھارے
پروردگار کیطرف جانیوالا ہون اور یہ بات معلوم ہے کہ ان لوگون نے اپنی ذات کے واسطے وہ دعوی بیٹا ہونیکا نہین کیا جو عیسےؑ کے
واسطے دعوی کیا ہے پس اُنکی مراد یہی کہ ہم لوگ اللہ تعالے کے نزدیک معزز و مکرم ہین قال فی المدارک ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ یہود نے
توریت مین پایا کہ یا ابناء احباری یعنی اے احبار کی اولاد پس اسکو بدلکر یا ابناء ابکاری کر ڈالا یعنے کنوارپنے کی اولاد پھر کہنے لگے کہ نحن ابناء اللہ
واحباؤہ ۔ بہر حال کوئی معنے لیے جاوین حاصل کلام یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے واسطے بہ نسبت اور مخلوق کے اللہ تعالے کے نزدیک
فضل و کرامت ثابت کرتے تھے یہانتک کہ یہ دعوی کیا کہ ہم اُسکے بیٹے و محبوب ہین پس اللہ تعالے جل جلالہ نے اسکو رد کر دیا کہ قُلْ
لہم یا محمد ۔ کہدے ان جھوٹے لوگون سے اے میرے رسول محمد صلعم ۔ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ۔ پھر کیون تم کو تمھارے
گناہون پر عذاب کرتا ہے اگر تم اسمین سچے ہو حالانکہ باپ اپنے بیٹے کو عذاب نہین کرتا اور نہ حبیب اپنے محبوب کو عقاب
کرتا ہے حالانکہ اُسنے تمکو عذاب کیا کہ مسخ کرکے بندر و سور کر دیا تھا جو تڑپ تڑپ کر مر گئے پس ظاہر ہوا کہ تم بڑے جھوٹے ہو اور
امام رازی وغیرہ نے نکالا کہ اسمین رد یون بھی ہے کہ بیٹا بھی باپ کی جنس سے ہوتا ہے اس سے وہ امر صادر نہین ہوتا جو باپ سے صادر ہونا
محال ہے حالانکہ تم لوگ گناہ کرتے ہو یعنے گناہ تمپر ثابت ہے اور حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین کرتا حالانکہ تم معذب ہوتے ہو چنانچہ
دنیا مین تو بندر و سور کیے گئے اور آخرت مین اقرار کرتے ہو کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودات ۔ یعنے گنتی کے چند دن ہم کو دوزخ کی
آگ لگیگی پس تم جھوٹے ہو یہ تمھارا دعوی خلاف ہے اور یہ برہان اہل فن کے نزدیک برہان الخلف کہلاتی ہے قال ابن کثیر رحمہ

مشائخ صوفیہ مین سے ایک نے ایک فقیہ عالم سے پوچھا کہ قرآن مین کہان یہ پایا گیا کہ حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین کرتا تو فقیہ عالم نے کچھ
جواب نہ دیا تب شیخ صوفی نے یہی آیت پڑھدی **شیخ ابن کثیر** رحمہ نے کہا کہ شیخ صوفی کا یہ استدلال اچھا ہے اور اسکا شاہد مسند امام احمد
مین موجود ہے چنانچہ کہا کہ حدثنا ابن ابی عدی عن حمید عن انس رض کہا کہ آنحضرت صلعم چند صحابہ کے ساتھ جاتے تھے کہ ناگاہ راہ مین ایک لڑکا
کھیلتا تھا سو جب اُسکی ماں نے دیکھا کہ لوگ آتے ہین تو ڈری کہ کچل نجاوے تو تیز چال آئی اور کہتی جاتی کہ میرا لڑکا میرا لڑکا اور دوڑ کر اُسکو
لے لیا پس صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس عورت سے نہین ہوسکتا کہ اپنے فرزند کو آگ مین ڈالدے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی بھی
واللہ کبھی اپنے حبیب کو آگ مین نہ ڈالیگا (تفرد بہ احمد) اور کتاب الزہد مین امام احمد نے حسن بصری رح سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ واللہ
ہرگز نہین عذاب کریگا اللہ تعالے اپنے محبوب بندے کو ولیکن کبھی اُسکو دنیا مین مبتلائے مصیبت کرتا ہے (یہ حدیث مرسل) اور مدارک مین کہا
کہ قولہ فلم یعذبکم ۔ ای فلم عذب من قبلکم منکم بذنوبہم فمسخہم قردۃ وخنازیر ۔ یعنے کیون تمہارے اگلون کو اس سبب سے عذاب کیا تھا کہ اُن سے گناہ صادر
ہوے پس اُنکو مسخ کرکے بندر و سور کر دیا یعنے تم لوگ تو سراسر ناپاک ہو تمہارے بعضے باپ دادے جنپر فخر کرتے ہو اُنکو بندر و سور کر دیا تھا
پس تم اس دعوی مین صریح جھوٹے ہو ۔ **بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ** ۔ بلکہ تم بھی بشر ہو منجملہ اُن بشر کے جنکو پیدا کیا ہے ف
سو بھلائی کی بات جیسے اُنکے لیے ویسی ہی تمہارے لیے اور بُرائی و عذاب جسطرح اُنپر ہوتا ہے ویسی ہی تمپر ہوتا ہے تم سب کا یکسان حال
ہے ۔ **يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ** ۔ اللہ تعالے جسکو چاہتا ہے بخشتا ہے ۔ **وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ** ۔ اور عذاب کرتا ہے جسکو عذاب دینا
چاہتا ہے ف اللہ تعالے مالک مختار ہے اُسپر کچھ اعتراض نہین ہے جو چاہے کرے اور جو کریگا اپنے مملوک مخلوق چیز مین ہے کسی کا
اجارہ نہین ۔ **وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا** ۔ اور اللہ تعالے ہی کا ہے ملک آسمانون و زمین کا
و اُنکے بیچ کا ف یعنے تمام عالم اُسکا مملوک مخلوق ہے اُسکا کرم ہے کہ حکم دیدیا جو بندہ جیسا کرے ویسا پاوے ۔ **وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ** ۔
اور اُسیکی طرف لوٹ کر ٹھکانا ہو گا ف عرائس البیان مین ہے کہ قولہ وقالت الیہود والنصاری نحن ابناؤ اللہ واحباؤہ ۔ کافران یہود و
نصاری نے یہ سن لیا کہ اہل حقیقت ساحت کبریائی مین کشف مشاہدہ لقا سے پہونچے اور وجد قدم سے مست ہوکر مجلس اُنس مین حالت
انبساط مین بسبب بیہوشی کے مدعی قرب ہوے اور اُنس کی بیہوشی و حلاوت انبساط سے انوار اسرار کی فرزندی کا حرف زبان سے
نکالا پس یہود و نصاری نے اپنے اگلے لوگونکے کلام کو اپنی جہالت سے نہ سمجھا پس اللہ تعالے نے اُنکی ناک گردن توڑ دی چنانچہ اپنے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی سے حجت سکھلا کر اُنکو مردود کیا بقولہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم ۔ اسمین حق سبحانہ تعالے نے آگاہ فرمادیا کہ جو
بندہ معرفت و محبت سے راہ ازلی طے کر گیا وہ جسمانی امتحان سے نکل گیا قولہ تعالے بل انتم بشر ممن خلق ۔ یعنے او جھوٹے دعوی کرنیوالو
ایسا نہین جیسا کہ تم دعوی کرتے ہو تم اس مرتبہ کو نہین پہونچے ہو بلکہ اپنے نفس مین گرفتار مقام بشریت مین باقی پڑے ہو اور مقام
محبت اس شخص کے واسطے مسلم ہے جو ماسواے حق عز و جل سے پاک ہو گیا ہے قولہ تعالے یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء اشارہ ہے کہ اس
مقام مقدس مین امت محمد صلعم مین سے جس ولی کو چاہتا ہے پہونچاتا ہے اور اُسکی تقصیر پر کچھ پروا نہین فرماتا ہے اور اس مقام مقدس
کی خوشبو بھی دشمنون مین سے کسی کو نہین پہونچتی بعض نے کہا کہ بخشدینا محض فضل ہے اور عذاب کرنا عدل ہے

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ

اے کتاب والو آیا ہے تم پاس رسول ہمارا بیان کرتا ہے واسطے تمہارے اوپر موقوف ہو جانے پیغمبرون کے

یہ حدیث صرف تفردات امام احمد سے ہے لیکن صحیح ہے ۔ ۱۲

تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى

کبھی تم کہو کہ ہم پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا سو آچکا تمھارے پاس خوشی اور ڈر سنانے والا اور اللہ اوپر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ہر چیز کے قادر ہے

ع [illegible]

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ - یعنے اے یہود و نصاری - قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا - تمھارے پاس بے شک ہمارا رسول خاتم النبیین آگیا یعنے محمد صلعم اور یہ قطعی دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کچھ عرب سے مخصوص نہ تھی بلکہ عام تھی چنانچہ یہود و نصاری کیواسطے ثابت فرمایا یہ خلاف نبوت موسیٰ کے کہ مخصوص بنی اسرائیل تھی اور یہی حال نبوت عیسیٰ کا تھا پس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سب جہان کے واسطے عام بھیجا - يُبَيِّنُ لَكُمْ - جو تمھارے دین کے شرائع کو ظاہر کھلا ہوا بیان فرماتا ہے - عَلٰى فَتْرَةٍ - انقطاع - مِّنَ الرُّسُلِ - یعنے محمد صلعم کا آنا اس موقع پر ہوا کہ رسولوں کی آمد کا انقطاع درمیان میں ہوگیا تھا - اذ لم یکن بینہ وبین عیسیٰ رسول و مدۃ ذلک خمسمائۃ وتسع وستون سنۃ کیونکہ آنحضرت صلعم و عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان میں کوئی رسول نہیں ہوا اور اس فترت کی مدت پانچ سو انھتر سال تھی اور فترۃ دراصل بمعنے سکون ہے یعنی کسجانا اور ٹھہر جانا اور ابو علی فارسی رحمہ اللہ وغیرہ نے بمعنے انقطاع بیان کیا اور یہی مفسرین نے لیا ہے اور حاصل آنکہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے ایک مدت تک رسولوں کا انقطاع ہوگیا تھا اور یہاں سے وہ قول رد ہوا جو سراج وغیرہ میں بعض سے منقول ہے کہ عیسیٰ و محمد صلعم کے درمیان چار انبیا ہوئے تین بنی اسرائیل سے اور ایک بنام خالد بن سنان العبسی جزیرہ عرب سے اور یہ قول اسواسطے مردود ہے کہ ظاہر آیت سے صریح خلاف ہے اور نیز حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا - انا اولی الناس بابن مریم انہ لیس بینی وبینہ نبی یعنے عیسیٰ بن مریم سے میری ولایت سب سے اقرب ہے کیونکہ میرے اور اُسکے بیچ میں کوئی پیغمبر نہیں ہوا (رواہ البخاری) پس یہ صریح ہے کہ آنحضرت صلعم اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا بلکہ فترت و انقطاع کا زمانہ رہا اور اس مدت کے بیان میں اقوال مختلف ہیں چنانچہ سلمان فارسی رضہ سے روایت ہے کہ چھ سو برس کا فرق تھا (رواہ البخاری) اور قتادہ رح سے ہے کہ پانچسو ساٹھ برس کا زمانہ تھا اور مفسر سیوطی رح نے ابن عباس رضہ کی روایت لی کہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار نو سو برس کا فرق تھا مگر ان دونوں کے درمیان فترت و انقطاع نہ تھا کیونکہ درمیان میں ہزار نبی تو فقط بنی اسرائیل میں سے بھیجے گئے ماسوائے اُنکے جو اور نسل میں سے بھیجے گئے اور ولادت عیسیٰ و محمد صلعم کے درمیان پانچسو انھتر برس کا زمانہ تھا قال المترجم ولادت عیسیٰ کا سال شمسی اسوقت ۱۸۸۷ء ہے اور ہجرت آنحضرت صلعم کا سال قمری ۱۳۰۵ھ ہے پس جسنے پانچ سو بیاسی برس کا فرق نکالا اُسنے خطا کی اسوجہ سے کہ شمسی و قمری سال میں تفاوت ہوتا ہے اور چونکہ بعض نے سال شمسی سے شمار کیا اور بعض نے قمری سے اور بعض نے درمیان ولادت عیسیٰ و محمد علیہما السلام کے اور بعض نے دونوں کے مبعوث ہونے کے وقت سے فرق نکالا اسوجہ سے روایات مختلف ہوگئیں اور میرے نزدیک سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت بخاری ارجح ہے اور اسمیں کوئی بڑا فائدہ متعلق نہیں لہذا تطویل کلام بیفائدہ ہے مقصود یہ کہ اوتعالے عز وجل نے محمد صلعم کو فترۃ الرسل و طموس سبل و تغیر ادیان و کثرۃ عبادۃ اوثان و نیران و صلبان کے وقت مبعوث فرمایا کہ نعمت اسوقت اتم اور حاجت اعظم تھی کہ فساد و طغیان تمام بلاد میں اور جہل و فساد تمام عباد میں پھیل گیا تھا سوائے چند بندوں کے جو اگلی شریعت پر ٹھیک قائم اور راستی کا معدوم کے حکم میں تھے چنانچہ حدیث عیاض مجاشعی رضہ میں ہے کہ نبی صلعم

نے ایک روز ہمکو خطبہ سنایا اور خطبہ مین فرمایا کہ اور میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا کہ تمکو سکھلاؤن جس سے تم جاہل ہوگئے ہو منجملہ اُسکے جو آج مجھے تعلیم فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ ہر مال جو مین نے بندونکو عطا کیا وہ حلال ہی اور مین نے سب اپنے بندونکو حنفا ریعنے مسلمان مائل بحق پیدا کیا پھر شیاطین اُنکے پاس آئے اور اُنکو اُنکے دین سے بھٹکایا اور جو مین نے اُنپر حلال کیا تھا وہ اُنپر حرام بتلایا اور اُنکو حکم کیا کہ میرے ساتھ شرک کرین اس چیز سے جسکے لیے مین نے کوئی حجت ظاہر نہین اُتاری پھر اللہ عزوجل نے اہل زمین کی طرف نظر فرمائی تو عرب و عجم سب کو ممقوت رکھا سواے چند بندون کے کہ بنی اسرائیل مین سے جو حق پر باقی تھے اور مجھکو فرمایا کہ مین نے تجکو اسواسطے بھیجا کہ تجھے مبتلا کرون اور تیرے سبب مبتلا کرون اور تجپر مین نے ایسی کتاب نازل فرمائی کہ پانی اُسکو نہین دھو سکیگا تو اُسکو سوتے اور جاگتے پڑھے پھر اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا کہ قریش کو اللہ تعالےٰ کا پیغام پہونچاؤن تو مین نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار وہ تو میرا سر کچلکر روٹی کر ڈالینگے فرمایا کہ تو اُنکو نکال باہر کر جیسے انھون نے تجھے نکالا اور اُنپر جہاد کر اور اُنپر مال خرچ کر کہ عنقریب تجکو مال دیا جائیگا اور تو ایک لشکر روانہ کر اور ہم اُسکے پانچ گونہ برابر بھیجینگے اور جنھون نے تیری فرمانبرداری کی اُنکو لیکر ایسے لوگون سے جنھون نے تیری نافرمانی کی ہی جہاد کر اور جنتی بندے تین قسم کے ہین ایک حاکم عادل موفق متصدق اور دوم مرد رحیم دل رقیق القلب ہر مسلمان قرابت دار کے واسطے سوم مرد عفیف فقیر عیالدار اور دوزخی بندے پانچ قسم ہین ایک وہ ضعیف جسکا کچھ دین نہین دوم وہ جو تم مین تابع ہین نہ اہل چاہتے ہین اور نہ مال سوم خائن کہ نہین ظاہر ہوتی اُسکے لیے کوئی طمع اگرچہ خفیف ہو مگر آنکہ اُسکی خیانت کرتا ہی یعنے شہوات حقیر کے پیچھے شریعت سے منحرف ہوتا ہی چہارم وہ مرد کہ نہین صبح کرتا اور نہ شام مگر آنکہ تیرے اہل و مال سے تجکو فریب دیتا ہی اور حضرت صلعم نے بخیل و جھوٹے فاحش کا بیان کیا (رواہ احمد و مسلم والنسائی) الحاصل اہل کتاب کو نصیحت کی کہ ہم نے تمہارے پاس بعد زمانہ فترت کے جب دین سب مٹ گئے تھے اپنا رسول برحق بھیجدیا - اَنْ - لَا - تَقُوْلُوْا - تاکہ جب تم عذاب کیے جانے لگو تو یون نہ کہو کہ - مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ - ہمارے پاس تو نہین آیا کوئی خوشی سنانے والا اور نہ ڈر سنانے والا - ف اور واضح ہو کہ فترت کے بعد بندون کو ظاہر مین ایک عذر تھا کہ اے پروردگار تیری عبادت واجبی ہی ولیکن ہم طریقہ عبادت کا نہین جانتے تھے بسبب فترۃ الرسل کے کہ خلط و خبط ہوگیا تھا اور بدون رسول کے زمانہ دراز گذر گیا تھا پس حضرت صلعم کو بھیجا - ہذا حاصل ما قالہ الرازی فی الکبیر - اور قاضیؒ نے کہا کہ قولہ یبین لکم - مین صیغہ مضارع سے تعبیر فرمانے مین شاید اشارہ ہی کہ آنحضرت صلعم کا دین و بیان اگرچہ زمانہ دراز گذر جاوے کبھی منقطع نہوگا اسوجہ سے کہ اللہ تعالےٰ نے کلام مجید کو معجزہ باقی کردیا اور بقولہ و انا لہ لحافظون سے حفاظت فرمائی ہی پس برابر اس امت مین اللہ تعالےٰ اپنے کرم سے کسی ایسے عالم کو پیدا کریگا جو اسی کتاب عزیز معجز قائم کے ساتھ لوگونکو اس بیان معجز نظام کیطرف بلاویگا اور برابر یہی ہوتا رہیگا پس کسی نبی کی حاجت نہوگی جو دین کو تازہ کرے سواے فتنہ دجال و یاجوج ماجوج کے کہ عالمونکو اُسکے دفعیہ کی طاقت نہوگی - (انتہت ترجمۃ کلامہ) اور حدیث مین بھی یہ مضمون ہی کہ ہر صدی مین اس دین کا ایک مجدد عالم ہوگا اور مترجم کہتا ہی کہ یہین سے بعض اکابر نے استنباط کیا کہ علماء ہذہ الامۃ کانبیاء بنی اسرائیل - اس امت کے عالم لوگ مانند بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کے ہین یعنے جیسے بنی اسرائیل مین نبی آتے اور دین کو تازہ کرتے تھے اسیطرح اس امت مرحومہ مین یہ امر اس امت کے عالمون سے پورا ہوگا اور یہ معنی اور یہ استنباط صحیح ہی لیکن عوام مین یہ کلام ایک حدیث مشہور ہوگیا اور اسکے اور ہی معنے لینے لگے اور بات یہی ہی جو مترجم نے بیان کی واللہ تعالےٰ اعلم بالجملہ اللہ تعالےٰ نے بندون کے اوپر ظاہری حجت بھی پوری کردی پھر فرمایا - فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ - اب تمہارے پاس

[illegible]

بشیر و نذیر آچکا ہرفن یعنے اب تو تمھارے لیے کوئی عذر نہیں رہا یعنے لگتا ہوا عذر و اگرچہ لنگڑا ہی سہی کچھ نہ رہا ۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ اور اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے ہرفن ومنہ تعذیبکم ان لم تتبعوہ ۔ اور منجملہ ہر شئے کے یہ ہے کہ تمکو عذاب دیگا اگر تم اس رسول پاک صلعم کی پیروی نہ کروگے اور منجملہ ہر شئے کے یہ ہے کہ چاہے رسولونکو تتراً یعنے ایک بعد دوسرے کے آگے پیچھے بھیجے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا اور چاہے علیٰ فترۃ بھیجے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا اور شیخ ابن کثیرؒ نے قولہ واللہ علی کل شئی قدیر ۔ مین قول شیخ ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقل کیا کہ اسکے معنے یہ کہ او تعالے بندہ نافرمان کے عذاب دینے پر اور بندہ فرمانبردار کے ثواب دینے پر قادر ہے واللہ اعلم

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ ع ۴

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب پیدا کیے تم مین نبی

وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ

اور کر دیا تمکو بادشاہ اور دیا تم کو جو نہیں دیا کسیکو جہان مین اے قوم داخل ہو زمین

الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝

پاک مین جو لکھدی ہے اللہ نے تم کو اور الٹے نہ جاؤ اپنی پیٹھ پر پھر جا پڑوگے نقصان مین

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ

بولے اے موسے وہان ایک لوگ ہین زبردست اور ہم ہرگز وہان نجاویگے جبتک وہ نکل نجاوین وہان سے پھر جو

يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا

اگر وہ نکلین وہان سے تو ہم داخل ہونگے کہا دو مرد نے ڈر والون مین سے خدا کی نوازش تھی اُن دو پر پیٹھ جاؤ

عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ

اُن پر حملہ کر کر دروازے مین پھر جب تم اُسمین پیٹھو تو تم غالب ہو اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ

یقین رکھتے ہو بولے اے موسے ہم ہرگز نجاوین ساری عمر جبتک وہ رہینگے اُسمین سو تو جا اور تیرا

وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ

رب دونون لڑو ہم یہان ہی بیٹھے ہین بولا اے رب میرے اختیار مین نہین مگر میری جان اور میرا بھائی

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ

سو تو فرق کر ہم مین اور بے حکم قوم مین کہا تو وہ اُنپے بند ہوے چالیس

سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

برس سر مارتے پھرینگے ملک مین سو تو افسوس نہ کر بے حکم لوگون پر

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ تعلق ظرف کا بفعل محذوف ہے یعنے واذکر اذ قال ۔ اور ذکر کر جبکہ کہا موسے نے اپنی قوم سے پس یہ خطاب آنحضرت صلعم کی طرف ہے ۔ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ

اے قوم یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جبکہ تم میں انبیا بنا دیے ف یہ یاد دہانی توطیہ تمہید ہے اور فیکم بمعنے منکم ہے یعنے
تمہیں میں سے یہ انبیا بنائے کیونکہ یہ تمام نعمت ہے ورنہ کسی قوم میں اور قوم کا نبی ہونا بھی اُن پر احسان ہے پھر اگر انھیں میں سے ہو
تو نعمت زیادہ ہوگئی جیسے عرب کو عجم پر باوجود حضرت صلعم فضیلت ہے اور معنے قولہ اذ جعل فیکم انبیاء - آنکہ حضرت ابراہیم ع کے
وقت سے حضرت موسیٰ تک اُسوقت ظاہر تھے اور مابعد میں بشارت تھی چنانچہ حضرت عیسیٰ تک برابر یہ دستور رہا کہ جب کوئی نبی وفات
ہوا تو دوسرا نبی قائم ہوا بلکہ بسا اوقات مختلف قبائل میں سے ہر ایک کے واسطے ایک ایک نبی یا زیادہ ہوتے یہانتک کہ مجموعی تعداد
صدہا ہوجاتی تھی یہانتک کہ حضرت عیسیٰ پر انبیاء بنی اسرائیل کا خاتمہ ہوا پھر بعد فترت کے ایک زمانہ الگ کر کے آنحضرت صلعم کو تمام
انبیاء و رسولوں کا خاتم علی الاطلاق مبعوث فرمایا اور آپ اپنے اگلوں سب سے ہر ایک سے اشرف تھے کما ذکرہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ
وَجَعَلَكُم مُّلُوكًا - اور تمکو ملوک بنایا ف اور مفسر رح نے ملوک کی تفسیر خدم و حشم والے بیان کی اور قتادہ رح سے مروی ہے کہ پہلے
پہل انہیں لوگوں کو خادم ملے ورنہ انکے پہلے خادم والے نہیں ہوتے تھے اور ابن ابی حاتم نے ابو سعید خدری رض سے مرفوعاً روایت کی کہ
بنی اسرائیل میں جب کسی پاس کوئی باندی غلام اور جورو اور گھوڑا ہوتا تو وہ ملک لکھا جاتا تھا اور ابن عباس رض سے بھی مانند اسکے مروی ہے
اور یہاں سے جورو کے مکان مذکور رہے پس حاصل معنے یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ احسان کیا کہ تمکو خدم اور حشم والا کر دیا اور بعض نے کہا یعنے
تمکو تمہاری ذات کا مالک مختار کر دیا بعد ازانکہ تم فرعون کی غلامی میں ذلیل پڑے تھے اور بعض نے کہا کہ بقرینہ اذ جعل فیکم انبیاء کے یہاں
بھی تقدیر کلام یوں ہے کہ وجعلکم فیکم ملوکا اور تم میں ملوک بادشاہ بنائے پس فیکم ظرف بسبب ظہور قرینہ مذکور کے اور بعض اس اشعار کے
انہیں بادشاہ ہونا اقوام غیر پر قومی فخر ہے کہ ہم وہ خاندان ہیں کہ ہماری بادشاہت ہے اور بادشاہ حقیقی معروف معنی مراد ہیں اور یہی ظاہر ہے
بہ تابعیت نبوت کے فافہم اور بعض نے یہاں سوال وارد کیا کہ اگر کہا جاوے کہ غیر لوگ بھی ملوک کیے گئے جیسے بنی اسرائیل کیے گئے پھر جواب دیا
کہ انہیں ملوک بہت ہوئے یہ وجہ احسان رکھنے کی ہے مترجم کہتا ہے کہ سوال ہی مہمل ہے اسواسطے کہ بادشاہت ایک فضل ہے جس قوم میں
اللہ تعالیٰ نے دیدیا سب پر احسان ہے لہذا غیروں پر بھی یہ احسان موجود ہے ہاں کمال نعمت یہ کہ بادشاہ دیندار عادل ہو اور یہ بھی بنی
اسرائیل میں واقع ہوا فتامل - وَآتَاكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ - اور دیا تمکو وہ کچھ کہ نہیں دیا کسی کو عالمین میں سے
ف مفسر رح نے اس مبہم کی تفسیر میں کہا کہ یہ من و سلوی تھا اور سمندر کا پارہ پارہ ہونا اور اسی کے مانند دیگر نعمتیں پس عالمین سے مراد اگلے
پچھلے سب عالم ہیں اور مفسر رح نے بنظر ظاہر کلام اسی کو مرجح سمجھا اگرچہ شیخ ابن کثیر وغیرہ نے اسکو بصیغہ تمریض ایک قول قرار دیا اور
اسمیں شک نہیں کہ اسمیں ایک علت ظاہر یہ موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو بزبان موسیٰ علیہ السلام نقل کیا اور وہ بظاہر اسی وقت
و زمانہ تک کیواسطے مخصوص معلوم بیان فرمادیں علاوہ ہوں بالاجماع مابعد خصوص اس امت مرحومہ کو اگرچہ یہی چیزیں نہیں دی
گئیں سب سے یہ تو صادق ہوا کہ عالمین میں سے کسیکو نہیں دی گئیں ولیکن اس سے افضل دی گئیں تو سوق کلام جب امتنان کیواسطے
ہے وہ جاتا رہتا ہے اسواسطے کہ بادشاہ کے پہلو میں وزیر سے یہ کہنا زیبا نہیں کہ تجکو وہ کچھ ملا کہ عالمین میں سے کسی کو نہیں ملا پس
مرجح وہ ہے جو مجاہد رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ من العالمین ای الذین بین ظہرانیہم یومئذ - یعنے عالمین سے وہ سب لوگ مراد ہیں
جو بنی اسرائیل کے وقت تک گذشتہ و سلسلہ موجود تھے رواہ الحاکم و صححہ پھر اس احسان و امتنان الٰہی کو یاد دلا کر صرف مقصود بیان فرمایا
يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ - اے قوم تم اس زمین مقدسہ میں داخل ہوجاؤ

ملک بمعنی بادشاہ ۱۲ منہ

اللہ تعالےٰ نے تمھارے لیے لکھدی ہی یعنے اُس پاک زمین مین داخل ہونے کا حکم دیا ہی جسمین داخل ہونے کا حکم دیا ہی اور وہ زمین شام تھی پس قولہ کتب اللہ لکم کے یہ معنی بیان کیے کہ تمکو اللہ تعالےٰ نے اُسمین داخل ہونے کا حکم دیا اور یہ سدیؒ سے مروی ہی اور قتادہؓ نے فرمایا یعنے تم پر فرض کر دیا مانند نماز وغیرہ کے اور ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یعنے تمھارے باپ حضرت یعقوبؑ کی زبان پر یہ زمین تمھاری میراث ہونیکا وعدہ دیدیا اور لوح ازل مین مقدر کیا کہ تمھاری ہو گی جو تم مین سے ایمان لاوین اور یہ قول اچھا و زیادہ چسپان ہی پھر زمین مقدس کی تفسیر مین مختلف اقوال ہین اور جامع قول قتادہؓ ہی کہ وہ تمام ملک شام ہی اور احادیث صحیحہ مین ملک شام کے فضائل زیادہ مروی ہین اور توریت مین یہ بھی ہے کہ بادشاہت اُمت محمدی وہین ہو گی اور صحیح ہوا ہی کہ وہ برابر اہل اسلام کے قبضہ مین رہیگا واللہ اعلم تب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو اس زمین موروثی مین داخل ہونے کا حکم دیا اور فرمایا۔ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلٰٓی اَدْبَارِكُمْ ۔ اور مت لوٹ پڑنا اپنی پھونڈی ف والحاصل لاتنہزموا خوف العدو ۔ حاصل آنکہ دشمن کے خوف سے پیٹھ نہ پھیرنا ۔ بات یہ تھی کہ اس زمانہ مین ملک شام مین عمالقہ بقیہ قوم عاد بڑے زبردست زور آور لوگ قابض و ساکن تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اُنکے مقابلہ مین پائداری کی تاکید کی اور فتح و ظفر کا وعدہ دیا اور تنبیہ کی کہ اپنے وہم پر خوفناک ہو کر مت بھاگنا ۔ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۔ یعنے اگر بھاگو گے تو انجام یہ ہوگا کہ اپنی کوشش مین خوار ہو جاؤ گے ف پھر جب بحکم الٰہی عزوجل موسیٰ علیہ السلام اس نصائح و وعظ سے بنی اسرائیل کو جہاد پر آمادہ کر کے ایک بڑا لشکر لیکر روانہ ہوے اور حدود شام مین قریب شہر اریحا کے اُترے تو اس لشکر مین سے بارہ آدمی وہی جنکو اللہ تعالےٰ نے نقیب فرمایا ہی روانہ کیے تا کہ قوم عمالقہ کی خبر لاوین وہ چلے اور پہنچے تو اُنکو ایک مرد عمالقہ مین سے جوان تنومند قوی ہیکل بڑا لنبا چوڑا ہولناک ملا اور اُسنے ان سب کو اپنی چادر مین باندھکر اپنے اوپر لادا اور شہر مین لاکر اپنی قوم والون کو جمع کیا اُنمین نے پوچھا کہ تم کون ہو ان نقبا نے جواب دیا کہ ہم موسیٰؑ کے جاسوس ہین تو عمالقہ جبارین نے اُنکو ایک انگور دیا جو ایک مرد کیواسطے کافی تھا پھر اُنکو چھوڑ دیا اور کہا کہ جا کر اپنی قوم کو خبر کر و کہ اُنکے انگور کی یہ مقدار ہی دیکھا روایہ ابن ابی حاتم من طریق علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس) پھر ان نقبا نے عہد کیا کہ اس حال سے فقط موسیٰؑ کو آگاہ کرین ورنہ قوم بد دل ہو گی لیکن آخر مین سوا دو کے دس نے عہد توڑا اور قوم کو آگاہ کیا تو قوم نے موسیٰؑ کو انکار ہی جواب دیا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا ۔ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۔ قوم نے کہا اے موسیٰ اس زمین مین قوم جبارین ہین ف یعنے جبار عمالقہ جو بچے ہوے قوم عاد کے دراز قد بڑی قوت ور تھے اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہی کہ مین نے انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ عصا لیکر نہین جانتا کہ کس قدر ناپا مگر زمین مین پچاس یا پچپن عصا کا اندازہ کیا اور فرمایا کہ عمالقہ کے قد و نکی لنبائی ایسی تھی (رواہ ابن ابی حاتم) انھین جبارین کا حال سنکر بنی اسرائیل ڈر گئے اور کہا ۔ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۔ اور ہم ہرگز نہین داخل ہو دینگے اس زمین مین یہانتک کہ یہ لوگ اُسمین سے نکل جاوین ف شاید غرض یہ تھی کہ حضرت موسیٰؑ کی دعا وغیرہ سے یہ لوگ نکل جاوین ۔ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۔ فیہا پھر اگر وہ لوگ اُسمین سے نکل جاوین تو ہم داخل ہونگے ف یعنے اس زمین مین داخل ہونیکا حکم دیا جاتا ہے تو ان لوگون کو نکال دیا جاوے تو ہم داخل ہونگے ورنہ ہم سے اس حکم کی تعمیل نہین ہو سکتی ہی جب بنی اسرائیل نے یہ جواب دیا تو قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ ۔ اُن لوگون نے کہا دو مرد نے منجملہ ان لوگون کے جو خوف کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے برخلاف کرنے مین ف اور یہ دونون مرد حضرت یوشع و کالب تھے منجملہ بارہ نقبا کے جنکو حضرت موسیٰؑ نے جبارین کا حال دریافت کرنے کو

ڈرنے والون سے کہا ۱۲

بھیجا تھا اور ان دونون کا حال یہ تھا کہ ۔ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمَا ۔ ان دونون پر اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا تھا ف باین طور کہ اُن کو گناہ
سے معصوم کر دیا تھا چنانچہ بعد حضرت موسیٰ کے یہی نبی ہوے پس انھین دونون نے تو جو کچھ جبارین کے حال سے آگاہی پائی تھی اُس کو
چھپایا یا فقط موسیٰ سے بیان کیا برخلاف باقی نقبا کے کہ اُنھون نے عمالقہ کے زبردست و نہایت قوی ہونے کو مع اُس کے جو گذرا
تھا فاش کر دیا کہ بنی اسرائیل پر نامردی چھا گئی بالجملہ اُن دونون بندون نے جو خوف خدا رکھتے اور اللہ تعالےٰ کیطرف سے انعام کیے ہوے
تھے بنی اسرائیل سے کہا کہ ۔ اُدْخُلُوْا عَلَیْہِمُ الْبَابَ ۔ اے بنی اسرائیل تم عمالقہ پر دروازے سے داخل ہو جاؤ یعنے اس شہر کے
دروازے سے اُنپر گھس چلو اور اُنکی ظاہری صورت سے مت ڈرو کیونکہ وہ بیدل کے جسم ہین فَاِذَا دَخَلْتُمُوْہُ فَاِنَّکُمْ
غٰلِبُوْنَ ۔ سو جب تم اُنپر گھس پڑے تو تم ہی غالب ہوگے ف یہ بات کہ تمھین غالب ہوگے ان دونون نے بوجہ اسکے کہی کہ اُنکو
اللہ تعالےٰ کی مدد و نصرت اور وعدہ پورا کر دینے پر یقین تھا پس اُنھون نے اٹکل سے یا عوام کیطرح بات نہین کہی تھی بلکہ عین ایمان و اعتقاد
کی بات تھی ۔ وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۔ اور ان دونون نے بنی اسرائیل کو کہا کہ اللہ تعالےٰ ہی پر
تم لوگ بھروسا کرو اگر تم ایمان والے ہوت یعنے جب اللہ تعالےٰ نے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا تو ایماندار کو یقین کامل چاہیے پس جب
تم ایماندار ہو تو اللہ تعالےٰ ہی پر بھروسا کر کے چلو گھسو اور لڑو ۔ یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عین مرضی تھی اسیواسطے بنی اسرائیل نے
حضرت موسیٰ کو جواب دیا ۔ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَہَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْہَا ۔ یعنے بنو اسرائیل کہنے لگے
کہ اے موسیٰ ہم ہرگز نہین داخل ہونگے کبھی جب تک جبابرہ لوگ اسمین موجود ہین ۔ فَاذْہَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَاۤ
سو تو جا اور تیرا رب ورجا کر دونون لڑو ان عمالقہ سے ۔ اِنَّا ہٰہُنَا قٰعِدُوْنَ ۔ ہم یہین بیٹھے ہین ف بنی اسرائیل نے سخت
بے تمیزی و بے ادبی کا جواب دیا اور جو اُنکی اصلی جبلت تھی کہ ظاہری صورت و عواس کو اُنمین بہت وقعت ہوتی تھی اسی سے ظہور کیا
پس عمالقہ کے ظاہری ہیبت ڈیل ڈول سے نہایت ہراسان ہوے اور ایسا بیہودہ جواب دیا اور جہاد سے پھرے اور اپنے رسول علیہ السلام
سے صریح مخالفت کی اور بیان کیا جاتا ہے کہ اُنکی طرف سے یہ بڑی سخت بات دیکھکر خوفناک ہو کر حضرت موسیٰ و ہارون نے جناب باری تعالیٰ
مین سجدہ کیا اور نقل کیا گیا کہ یوشع بن نون و کالب بن یوقنا نے اپنی قوم کو بہت ملامت کی مگر کچھ اثر نہوا بلکہ کہا گیا کہ بنو اسرائیل نے دونونکے
بہت پتھر وغیرہ مارے واللہ اعلم ۔ اور کمال و بے انتہا حمد و ثنا ہے اُس پاک پروردگار کو کہ اُسنے حضرت محمد صلعم کی قوم کو پاک جبلت سے پیدا
کیا اور ایسی ناپاک جبلت سے بیزار فرمایا چنانچہ دیکھو بدر کے روز جب مشرکین و سرداران قریش قریب ہزار کے تمام خود و سامان و زرہ و تلوار
و نیزہ و سپر و جوشن سے درست نزدیک آئے اور حضرت محمد صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو تین سو تیرہ آدمی شکستہ حال بے سامان تھے
مشورہ لیا تو اول ابو بکر رضؓ نے اچھا جواب دیا پھر آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ اے لوگو مشورہ دو اور آپ انصار رضی اللہ عنہم کی طرف کنایہ کرتے
کیونکہ وہی لوگ اسوقت زیادہ تھے تو سعد بن معاذ نے جو انصاری نقیبون مین سے تھے عرض کیا کہ شاید آپ ہم لوگونکی طرف اشارہ رکھتے ہین
تو قسم ہے اُس ذات پاک کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر آپ ہمکو اس سمندر پر پیش کرین اور آپ اسمین گھسین تو ہم سب گھس
پڑینگے ہم مین سے کوئی ایک بھی نہین پیچھے رہیگا اور یہ بات ہمکو بری نہین لگتی کہ آپ ہمکو لیکر ہمارے دشمن سے بھڑین ہمکو آپ لڑائی مین صابر
و صادق پاوینگے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ آپکو ہم سے ایسی بات دکھلاوے کہ جس سے آپکی آنکھین ٹھنڈی ہون پس آپ ہمکو اللہ تعالےٰ کی برکت
کے ساتھ لے چلین آنحضرت صلعم سعدؓ کے اس کلام سے بہت خوش ہوے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے

بدر کے جانے مین مشورہ لیا تو عمرؓ نے مشورہ دیا پھر آپ نے مشورہ مانگا تو انصار کے سرداروں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے گروہ انصار تم سے
کون رسول اللہ صلعم کو چاہتا ہے تو وہ بولے کہ ہم سب مطمئن ہو کہ ہم اسوقت آنحضرت صلعم سے ایسے نہین کہینگے جو نبو اسرائیل نے موسیٰ
سے کہا تھا کہ۔ اذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون ۔ بلکہ یون کہینگے کہ اذہب انت وربک فقاتلا انا معکما مقاتلون ۔ بلکہ ہم بھی
تمہارے ساتھ ہو کر دشمنوں سے لڑینگے (رواہ ابن مردویہ) اور طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ مقداد بن عمرو الکندی نے مشورہ کے وقت
آنحضرت صلعم کو یہی جواب دیا تھا کما رواہ احمد وقد رواہ عن عبداللہ بن مسعود ایضا وقد رواہ البخاری فی المغازی والتفسیر پس اللہ تعالیٰ
کے واسطے حمد وثنا مرضیہ ہے کہ اس امت مرحومہ کا یہ سجیہ پیدا کیا برخلاف بنو اسرائیل کے کہ اپنے نبی علیہ السلام کی تصدیق سے پھسل گئے اور اپنے
حواس کے پابند ہوئے جبکہ عمالقہ کے ڈیل وڈول کو مہیب دیکھا اور واضح ہے کہ یہان بنی اسرائیل وغیرہ کی دروغ بنائی ہوئی جھوٹی باتین بعض
تفسیر والون نے بدون تنقید وتحقیق کے اپنی اپنی تفاسیر مین لکھدین چنانچہ لکھا کہ ان عمالقہ مین عوج تھا اور وہ عنق کا بیٹا تھا جو آدم علیہ السلام کی
بیٹی تھی اور تین ہزار دو چار ہزار گز کے درمیان لنبا اسکا قد تھا اور عوج کی درازی تو بے تعداد تھی اور موسیٰ نے اسکو عصا سے قتل کیا شیخ
ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ ایسی باتین ہین کہ جنکے نقل کرنے سے شرم آتی ہے اور سراسر خلاف اُس حدیث کے ہے جو صحیحین مین ثابت ہے چنانچہ آمین
ہے کہ قد آدم ساٹھ گز کا تھا اور روز بروز مخلوق کے قد وجسم مین کمی آتی گئی ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہین کہ وہ کافر ولد الزنا تھا اور
کشتی نوح مین جانے سے انکار کیا اور طوفان اُسکے گھٹنوں تک نہ پہونچا یہ سب جھوٹ وافترا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی بددعا
نقل فرمائی کہ رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا ۔ اور فرمایا ۔ وانجیناہ ومن معہ فی الفلک المشحون ثم اغرقنا بعد الباقین ۔ یعنے ادنے
نے نوح کو مع کشتی والون کے نجات دی اور بعد کو باقیون کو غرق کردیا اور فرمایا ۔ لاعاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم ۔ یعنے جسپر اللہ تعالیٰ
کا رحم ہے اسکے سوائے آج کوئی بچنے والا نہین ہے پھر جب نوح کا بیٹا جو کافر تھا غرق ہوا تو عوج بن عنق کافر وولد الزنا کیسے بچ سکتا ہے یہ بیہودہ
بیہودہ باتین ہین کہ شرع وعقل کوئی اُسکو جائز نہین رکھتی ہے فافہم بالجملہ بہت سے ایسی ہی جھوٹی باتین لوگون نے داخل دفتر کر لی ہین
کہان تک اُنکے دفعیہ مین کوئی کوشش کرے اور کلام کو بڑھاوے ہان اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو لایعنی باتون سے بچاوے اور اُنکو کلام
خدا ورسول کے معانی کا شوق دلاوے جو اُنکے کام آوے اب تفسیر کیطرف رجوع ہے جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو یہ جواب دیا اور
ملک مصر کی طرف پھر جانے کا قصد کیا تو موسیٰ ملول ہوے اور جناب باری مین عرض کیا ۔ قَالَ موسیٰ حینئذ ۔ یعنے موسیٰ نے اسدم کہا
کہ ۔ رَبِّ اِنِّیۡ لَاۤ اَمۡلِکُ اِلَّا نَفۡسِیۡ وَ ۔ الا ۔ اَخِیۡ ۔ ولا املک غیرہما فاجبرہم علی الطاعۃ ۔ اے پروردگار میرے مین نہین مالک
ہون الا اپنی جان کا اور الا اپنے بھائی کا اور ان دونوں کے سوائے دوسرون کا مالک نہین ہون کہ انکو فرمانبرداری پر مجبور کر لون ۔
فَافۡرُقۡ ۔ ای فافصل ۔ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ ۔ پس تو فیصلہ کر دے ہمارے اور قوم فاسق کے درمیان مین ۔
ف پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی ۔ قَالَ فَاِنَّہَا مُحَرَّمَۃٌ عَلَیۡہِمۡ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَۃً ۔ یعنے فرمایا کہ زمین مقدس مین
داخل ہونا انپر چالیس برس تک حرام کیا گیا درحالیکہ ۔ یَتِیۡہُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۔ متحیر پھرینگے اس زمین مین جہان ٹھیرے ہین دشت
اور وہ نو فرسخ تھی جیسا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے حاصل آنکہ یہ لوگ مصر کو واپس نہین جا سکتے ہین اور متحیر پھرنا اور بھٹکے رہنا انپر عذاب
تھا ۔ فَلَا تَاۡسَ ۔ ای فلا تحزن ۔ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ ۔ پس تو فاسقون پر غمناک مت ہو جیسا کہ روی انہم کانوا
یسیرون اللیل جادین فاذا اصبحوا اذا ہم فی الموضع الذی ابتدؤا منہ ویسیرون النہار کذلک حتی انقرضوا کلہم الا من لم یبلغ العشرین

تپل وکانوا ستاذہ الف۔ روایت ہی کہ یہ لوگ رات مین کوشش سے قصد کرکے چلتے پھر جب صبح ہوئی تو اپنے آپ کو وہین دیکھتے جہان سے چلنا شروع
کیا تھا اور دن مین اسی طرح چلتے اور یہی انجام شام کو ہوتا انکو کہین قرار نہ تھا متحیر پھرتے تھے (کما رواہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس)
پس ان سب کا یہی حال تھا اور درمیان مین من وسلوی اُترنا وابر کا سایہ ہونا اور کپڑے پرانے ومیلے نہونا اور پتھر سے بارہ چشمے
بضرب عصاے موسیٰ جاری ہونا وغیرہ عجیب عجیب خوارق عادات ظاہر ہوے جو انکے حواس ونظر کی بنیاد کو کاٹنے والے تھے جیسے ہمارے
زمانہ کے فرقۂ نیچر اسی بلا مین گرفتار ہین اور راہ نہین پاتے ہین اور نہین سمجھتے کہ اوتعالے قادر مختار ہی ہر چیز ہر دم اسکے حکم و تاثیر سے
اپنا کام دیتی ہی جیسے نمرود کی آگ حضرت ابراہیم کے حق مین گلزار تھی پس اوتعالے کی قدرت تمام مخلوقات ذلیل پر بلطف وقہر ہر طرح
جاری ہی اور یہ بات کھلی ظاہر ہی بہر حال یہ لوگ اس جنگل مین اسی طرح حیران پھرے آخر سب کے سب فنا ہو گئے سوا اسقدر لوگونکے
جو بیس برس کی عمر کو نہ پہونچے تھے اور بیان کیا گیا ہی کہ یہ لشکر بنی اسرائیل کا چھ لاکھ آدمی تھے اور بعض نے کہا کہ فقط یوشع و کالب بچے
تھے اور باقی سب جنھون نے کہا تھا کہ انا لن ندخلہا ابدا۔ انمین سے کوئی نہین بچا اسی سے بعض مفسرین نے کہا کہ قولہ تعالی فانہا محرمۃ علیہم
پر وقف تام ہی یعنے زمین مقدس مین داخل ہونا ان سب پر دائمی حرام کیا گیا۔ پھر اگر کہا جاے کہ اوپر ذکر آیا کہ ادخلوا الارض المقدسۃ التی
کتب اللہ لکم۔ حالانکہ یہان محرمۃ علیہم سے انپر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی کہ مر گئے اور داخل نہوے۔ تو جواب یہ ہی کہ اللہ تعالے نے اہل طاعت
بنی اسرائیل کے واسطے لکھی تھی اسمین خصوصیت انھین لوگونکی نہ تھی جنکو وعظ فرمایا تھا یہانتک کہ انکی ذریات اس چالیس برس کی
مدت کے بعد آخر وہان داخل ہوئی۔ اور اکثر مفسرین کے نزدیک قولہ فانہا محرمۃ علیہم اربعین سنۃ۔ پر وقف ہی اور قولہ یتیہون فی الارض
حال ہی پھر مفسرین نے لکھا۔ ومات ہارون وموسی علیہما السلام فی التیہ وکان رحمۃ لہما وعذابا لاولئک وسال موسی ربہ عند موتہ ان یدنیہ
من الارض المقدسۃ رمیۃ بحجر فادناہ کما فی الحدیث۔ یعنے ہارون وموسیٰ نے اسی جنگل مین وفات پائی اور گرفتاری اُن دونون کے حق مین
رحمت تھی اور بنی اسرائیل کی قوم کے حق مین عذاب تھی۔ اور موسیٰ نے اپنی موت کے وقت پروردگار سے سوال کیا کہ مجھے زمین مقدس سے
اسقدر نزدیک فرما دے کہ پتھر پھینکا جاوے تو وہان گرے پس اللہ تعالے نے اسیقدر نزدیک کر دیا جیسا کہ حدیث صحیح مین ہی قال
المترجم اسمین اختلاف ہی کہ آیا موسیٰ وہارون علیہما السلام بنی اسرائیل کے ساتھ اس جنگل مین تھے یا نہین تھے تو صحیح یہ ہی کہ تھے پھر آیا وہ بھی
نہین نکل سکتے تھے یا نکل سکتے تھے پس اسکو اللہ تعالے جانتا ہی اور صحیح یہ کہ نکل سکتے تھے ولیکن ان دونون کو وہان ہونا اُنکے واسطے رحمت
تھا اور قوم بنی اسرائیل پر جنھون نے نافرمانی کی تھی اُنپر عذاب تھا پھر ہارون علیہ السلام نے پہلے وفات پائی پھر موسی علیہ السلام نے جس ترتیب سے
مفسرین نے ذکر کرنے مین اشارہ کیا ہی صحیح بخاری کی حدیث مین قصہ وفات موسیٰ طول کے ساتھ مذکور ہی اور اسمین نشان قبر حضرت موسیٰ سے
قریب بیت المقدس کے تودۂ ریگ احمر پاس مروی ہی اور حدیث معراج مین رسول اللہ صلعم نے موسیٰ کو اپنی قبر مین نماز پڑھتے دیکھا تھا
پھر مفسرین نے لکھا کہ ونبی یوشع بعد الاربعین وامر بقتال الجبارین فسار بمن بقی معہ وقاتلہم وکان یوم الجمعۃ ووقفت لہ الشمس ساعۃ حتی فرغ
من قتالہم وروی احمد فی مسندہ حدیثا ان الشمس لم تحبس علی بشر الا لیوشع لیالی سار الی بیت المقدس۔ یعنے پھر چالیس برس گذرنے کے
بعد یوشع علیہ السلام نبی کیے گئے اور اُنکو جبارین سے لڑنیکا حکم ہوا پس جو لوگ بچے تھے انکو لیکر چلے اور جبارین سے لڑے اور یہ جمعہ کا
روز تھا اور سورج اُنکے واسطے ایک ساعت ٹھہر گیا یہانتک کہ لڑائی سے فارغ ہوے اور امام احمد نے مسند مین ایک حدیث روایت کی کہ
آفتاب کسی بشر کے واسطے نہین روکا گیا سواے یوشع بن نون کے جن ایام مین کہ وہ بیت المقدس کو گئے تھے قال المترجم اسمین اختلاف ہی

کہ سورج کیونکر حبس ہوا تو بعض نے کہا کہ پیچھے پھر گیا بعض نے کہا کہ ٹھہرایا گیا اور بعض نے کہا کہ اسکی رفتار سست کردی گئی اور صحیحین میں رد
شمس کا قصہ بدون نام کے ایک نبی کے واسطے مذکور ہی بروایت ابوہریرہؓ مرفوعًا اور اولیٰ یہ ہی کہ سورج مانند ابر و ہوا وغیرہ کے ایک محکوم و مجبور
چیز ہی جیسے ہوا کو جب حکم ہوتا ہی چلتی ہی اور ابر کو جب اور جہاں کو حکم ہوا بندبیر مقدرہ جاریہ الٰہی چلتا ہی اسیطرح سورج چلتا ہی اور جب حکم
ہوا تو نہیں چلا اور غرض صرف یہ ہی کہ غروب نہیں ہوا پس یہ متعدد وجوہ سے ممکن ہی جسطرح ہوا ہو جائز ہی اسمین گفتگو کرنا فضول ہے بعد
یقین اس امر کے کہ سورج محکوم و مقہور حکم الٰہی ہی پھر شیخ ابن جریر و قرطبی نے یہ اختیار کیا کہ قریہ اریحا کو حضرت موسٰی نے فتح کیا تھا
اور یوشع اُن کے مقدمۃ لشکر پر تھے اور ابن جریر نے اسپر یون استدلال کیا کہ یہود کے مورخین نے اجماع کیا کہ عوج بن عنق کو موسیٰ علیہ السلام
نے قتل کیا وہ بعد گرفتاری تیہ مذکور کے ہوگی ورنہ بنی اسرائیل کیون ڈرتے اور نیز بلعام باعورا نے جبارین کی خوشامد سے بعد تیہ کے
موسٰی کے لشکر پر بددعا کی تھی قال ابن کثیر یہ شیخ ابن جریر کا استدلال ہی یعنے محض بیچ و بے ثبوت ہی کیونکہ عوج و عنق کا حال تو پہلے معلوم ہوا
اور شیخ ابن جریر نے جو ابن عباس سے عوج کا قصہ جسطرح موسٰی کا اُسکو قتل کرنا عوام میں مشہور ہی روایت کیا تو اُسکی اسناد مین راوی ابن عطیہ
مع اپنے شیخ کے ضعیف ہی اور نیز نوف البکالی سے جو روایت کیا وہ اضعف ہی پس عجیب کہ بلا ثبوت بات پر اعتماد کرکے حدیث صحیح جسمین
موسٰی کا تیہ مین وفات پانا مذکور ہی سہو ہوگئی۔ مگر وجہ اسکی یہ پیش آئی ہی کہ واقعات ابتدا سے انتہا تک حضرت موسٰیؑ کے ترتیب وار معلوم
نہ ہونے سے یہ پیچیدگی پڑتی ہی اور نیز قولہ تعالےٰ قال اتستبدلون الذی ہو ادنیٰ بالذی ہو خیر الآیہ ۔ وغیرہ کو تیہ مین گرفتار رہنے پر محمول
کرنے کی وجہ سے توفیق مین تردد ہوتا ہی اور نیز جیسے اس مقام پر سرحد جبارین پر ایک جنگل مین چالیس برس پھنسے رہنے مین صریح عذر
واقع ہوتا ہی کہ جبارین نے کیون تعرض نکیا وغیر ذلک بالجملہ حضرت موسٰے نے اپنے لشکر سے راستہ کے بہت سے مقامات فتح کیے اور وہ
اُنکی عملداری مین تھے اور آخر جبارین کے معاملہ مین جو پانچ قلعون پر قابض تھے یہ واقعہ پیش آیا اور منجملہ اُنکے بیت المقدس بھی تھا جس سے محروم
رہے اور مترجم نے سورۂ البقرہ الٓمٓ کی تفسیر مین تحقیق لکھدی ہی جس سے سب تردد جاتا رہے فافہم واللہ اعلم ف عرائس مین ہی کہ قولہ تعالےٰ
وجعلکم ملوکا حقیقت کرامت، بادشاہی بولایت و معرفت صفات ہی اور نیز ملوک بایں معنے کہ تمکو اپنے نفوس کا مالک کردیا کہ غیر کی طاعت سے اسکو
باز رکھتے ہو قشیریؒ نے کہا کہ بادشاہت تمہاری یہی کہ اپنے نفوس پر علم شریعت سے سیاست رکھتے ہو اور سہلؒ نے فرمایا کہ اپنے نفوس کے
مالک ہو اور تمہارے نفوس تمہارے مالک نہین ہین اور حسینؒ نے کہا کہ عالم کی بندگی سے آزاد ہو کسی چیز سے تعلق خاطر نہین رکھتے ہو قولہ
تعالےٰ واٰتاکم مالم یؤت احدًا الخ اسمین بھی کامل نعمت مشاہدۂ حضرت عزت اور آیات و معجزات ہین اور بعض نے کہا کہ نبوت و سلطنت و علوم
کے آداب سے آراستہ کردیا اور جب اللہ تعالےٰ کسی قوم کو دنیا مین و دین مین سرفراز کرتا ہی تو آداب الہام کردیتا ہی قولہ وعلی اللہ فتوکلوا الخ مایوس ہونے
کے وقت اللہ تعالےٰ سے امیدوار رہو اور اگر عارف ہو اور کلام الٰہی کی تصدیق رکھتے ہو تو قہر الٰہی کے وقت اُسکے لطف پر توکل کرو کہ وہ
لطیف و خبیر ہی شقیقؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے وعدہ پر قلب کا مطمئن ہونا یہی توکل ہی سہل رحؒ نے کہا کہ دل کو ربوبیت سے
لگانا اور بدن کو عبادت مین پھنسانا یہی توکل ہی واسطیؒ نے کہا کہ جسنے کسی سبب کی وجہ سے اللہ تعالےٰ پر توکل کیا تو وہ اللہ تعالیٰ پر
متوکل نہین کیونکہ اُسنے اپنے مقصود کی طرف اُسکو سبب کردیا اور اسمین معرفت الٰہی کی قلت ہی قال المترجم شاید مراد شیخ یہ ہی کہ اگر
مثلاً رزق کی طرف سے بدین سبب توکل کیا کہ اللہ تعالےٰ نے نوکری دیدی ہی تو یہ عامی ہی اور جسنے مثلاً رزق سے اللہ تعالےٰ پر
توکل کیا اسلیے کہ واللہ تعالےٰ نے رزق پہونچانے کا وعدہ فرمایا ہی تو اُسنے درحقیقت اس وعدہ پر بھروسا کیا لیکن یہ اقرب ہی لہذا اللہ

تعالے پر متوکل ہی فافہم واللہ تعالے اعلم ۔ قولہ رب انی لا املک الخ اشارہ ہی کہ ذرہ برابر بھی کوئی اپنے نفع وضرر کو نہین پہچانتا پس آگاہ کردیا کہ سلطان قہر الٰہی ہر چیز پر غالب ہی اور کبریائی کی ربوبیت مین حدوشاکی ہستی کیا ہی قال المترجم توجیہ اشارہ یہ ہی کہ حضرت موسے علیہ السلام نے سوائے نصیحت کے بنواسرائیل سے خطاب قدرت کچھ نہین کیا اور رسیدھے جناب الٰہی مین دست بدعا ہو کر اسی طرح عرض کیا جو درحقیقت مشعر تعلیت کبریا وجلال ہی فافہم واضح ہو کہ شیخ ابن کثیرؒ نے قولہ تعالے فلا تاس علی القوم الفاسقین ۔ مین کہا کہ اسنے موسیٰ ہتنے جو کچھ انکے حق مین حکم دیدیا تو اس سے غمگین مت ہو کیونکہ یہ لوگ اسی کے مستحق ہین اس قصہ مین ان یہود کے لیے جو بالفعل موجود تھے اور اپنے کبر سے اپنے آپکو محبوب مقدس تبلاتے تھے تو انکی واجبی سرکوبی و انکے فضائح وعیوب کا تحقیقی اظہار ہے کہ اللہ تعالے ورسول سے مخالفت انکا شیوہ قدیم ہی کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے مخالفت کی جسکی ذات قدسی صفات سے فرعون کی غلامی وعذاب سے رہا ہو کر بجائے فرعون کے مرتبہ بادشاہت پر پہونچے اور انکی آنکھوں دیکھتے فرعون دریائے الم مین غرق عذاب الیم ہوا اور ہنوز دیر نہوئی تھی کہ بت پرستی اور شرک مین پڑے وہ بھی حضرت وحدہ لاشریک نے بطفیل آنحضرت کلیم اللہ معاف فرمایا اسپر بھی عمالقہ سے جو دسوان حصہ نہونگے باوجود وعدہ فتح وظفر کے ڈر گئے اس جبلت والے کالانعام ہین انکے قبائح مانند نیچر یون کے ظاہر خاص وعام ہین لیکن بہتان وافترا سے یہی کہے جاتے ہین کہ ہم ابناء اللہ واحباہ ہین دنیا کی چند روزہ عیش وعشرت کے پیچھے دین کھویا اور مرتے ہی اپنے آپ کو قعر جہنم مین ڈبو یا اللہم احفظنا ایانا وجمیع المسلمین وانصرنا علی الکافرین

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ
اور سنا انکو احوال تحقیق آدم کے دو بیٹونکا جب نیاز کی دونون نے کچھ نیاز پھر قبول ہوئی ایک سے اور نہ قبول ہوئی

الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ
دوسرے سے کہا مین تجکو مار ڈالونگا وہ بولا اللہ قبول کرتا ہی سو ادب والون سے اگر تو ہاتھ چلا دے گا

لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
مجھپر مارنیکو مین ہاتھ نہ چلاؤنگا تجھپر مارنے کو مین ڈرتا ہون اللہ سے جو صاحب ہے سب جہان کا

اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا
مین چاہتا ہون کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور اپنا گناہ پھر ہو دوزخ والون مین اور یہی ہر سزا

الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝
بےانصافونکی پھر اسکو رہنی کیا اسکے نفس نے خون پر اپنے بھائی کے پھر اسکو مار ڈالا تو ہوگیا زیان والون مین

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ
پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کریدتا زمین کو کہ اسکو دکھلادے کسطرح چھپاتا ہی عیب اپنے بھائی کا

قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝
بولا اے خرابی مجھسے اتنا نہ ہوسکا کہ ہون برابر اس کوے کے کہ مین چھپاؤن عیب اپنے بھائیکا پھر لگا پچھتانے

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ ۔ ای اتل یا محمد ﷺ تو مکہ ای محمد اپنی قوم کو پڑھ سنا یعنی امت کو تنبیہ کر کہ ظلم اور بد خصلت سے

وقف لازم نصف

احتراز کریں جیسے یہود میں ظلم و عہد شکنی کی خصلت ویسی ہی جیسی ایک فرزند آدم سے ظاہر ہوئی تھی۔ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ
خبر دو فرزند آدم کی بحق ف یعنی حقیقت کے ساتھ سنا دے اُنکو خبر دو بیٹوں آدم کی ف جنکا نام ہابیل و قابیل تھا ابن کثیر رح
کی تفسیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ بغاوت و حسد و ظلم و بدعہدی کا انجام بُرا ہوتا ہے تو یہود و انکے مانند لوگونکو جو بغاوت و حسد و
عہد شکنی میں سرگرم ہیں آدم کے دو بیٹونکا قصہ سنائے کہ دو نوں میں سے ظالم و حاسد کا کیسا بد انجام ہوا اور جمہور کے نزدیک دونوں
حضرت آدم کے نطفہ سے بیٹے تھے اور حسن و ضحاک سے مروی ہوا کہ ابن آدم کا اطلاق باین معنی کہ دو آدمی تھے بنی اسرائیل میں سے
جنکی شل واسطے اظہار حسد و ظلم یہود کے بیان ہوئی ہے اور انھیں کی وجہ سے بنی اسرائیل پر حکم قتل لکھا گیا چنانچہ آئندہ آیات میں آتا ہے
اور یہ کلام بھی محتمل ہے اور اکثر صحابہ و تابعین سے مروی ہوا کہ ان دونونکا نام قابیل و ہابیل تھا سدی رح نے ابن عباس و ابن مسعود و جنید صحابہ رضی
روایت کی کہ جب آدم علیہ السلام کے کوئی اولاد ہوتی تو لڑکا اور اُسکے ساتھ لڑکی بھی ہوتی تھی پس اس بطن کی لڑکی و دوسرے بطن کا لڑکا
بیاہ دیتے تھے یہانتک کہ انکے دو لڑکے ہابیل و قابیل ہوئے پھر قابیل کھیتی کرتا اور ہابیل کے پاس مویشی تھیں اور قابیل بڑا تھا اور قابیل کے
ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی تھی (اُسکا نام اقلیما تھا) اور وہ ہابیل کی جوڑیا لڑکی سے (جسکا نام لبوذا تھا) خوبصورت تھی پس ہابیل نے قابیل
کی بہن سے نکاح کی درخواست کی اُسنے انکار کیا۔ اور کہا کہ وہ تیری بہن سے اچھی اور میری جوڑیا ہوئی ہے بس میں ہی اُسکا مستحق ہوں مگر باپ نے
حکم دیا کہ ہابیل سے بیاہ دے اُسنے نمانا اور دونوں نے اللہ تعالیٰ کی نذر میں قربان رکھا کہ دونوں میں سے کون اس لڑکی کا مستحق ہے۔
(بعض روایت میں قربان رکھنا اس سبب سے نہ تھا بلکہ اس وقت میں کوئی فقیر نہ ملتا تھا ان دونوں نے بغرض ثواب و رضائے الٰہی کے ایسا
کیا تھا اور یہی اصح و ظاہر قرآن مجید ہے) اور آدم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ زمین پر تو میرا گھر جانتا ہے عرض کیا کہ نہیں تو ارشاد ہوا کہ مکہ میں ہے
وہاں جا کر حج ادا کر تو آدم علیہ السلام نے آسمان سے کہا کہ میری اولاد کی حفاظت کر امانت کے ساتھ اُسنے انکار کیا اور زمین سے کہا اُسنے
بھی اور پہاڑوں سے کہا انھوں نے بھی انکار کیا پھر قابیل سے کہا اُسنے کہا اچھا میں امانت کے ساتھ حفاظت کا عہد کرتا ہوں تم جاؤ اور لوٹکر
اپنی اولاد کو خوشی سے دیکھو گے پس آدم علیہ السلام اس زمانہ میں بھی حج کو گئے تھے کہ دونوں نے قربان نذر رکھا اور قابیل فخر کیا جاتا کہ میں
ہابیل سے بڑا اور باپ کا وصی ہوں اور اپنی جوڑیا کا زیادہ مستحق ہوں پس ہابیل نے اپنے مواشی میں سے سب سے عمدہ موٹا تازہ خوبصورت جوان
مینڈھا نذر رکھا اور قابیل ایک گٹھا بالیاں لایا جسمیں ایک خوشہ بہت عمدہ تھا اُسکو توڑکر کھا لیا (یعنی بدنیتی سے رکھا بدون اسکے کہ قربان کا
عمل کرے بلکہ چاہے کچھ ہو اقلیما کو باوجود کیہ اسپر منع تھی اپنے ہی تصرف میں لا دیگا) پس جب دونوں نے میدان میں قربان رکھا تو (بعض
روایت میں ہے کہ آدم موجود تھے انھوں نے دعا مانگی) آسمان سے بدون دھوئیں کے لطیف آگ اُتری اور ہابیل کا نذرانہ کھا گئی اور قابیل
کا نذرانہ چھوڑ دیا پس قابیل دل میں جل گیا (بعض روایت میں آدم سے کہا کہ آپنے ہابیل کے نذرانہ پر دعا کی تو وہ مقبول ہوا) اور ہابیل سے کہا
کہ میں تجھے مار ڈالونگا کہ تو میری بہن سے نکاح نکر سکیگا تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے رواہ ابن جریر۔ سعید
بن جبیر عن ابن عباس رضی کہا کہ آدم علیہ السلام سے کہا گیا تھا کہ اپنی اولاد میں ایک ہی پیٹ کے جوڑیا لڑکا و لڑکی کو باہم نکاح نکر دیں بلکہ
دوسری بار کی پیدائش کی دختر کو اول بطن کے پسر سے بیاہیں اور ہر بطن سے اُنکے ایک لڑکا و ایک لڑکی جوڑیا ہوتی تھی پس یہی ہوتا تھا پھر انکے
ایک بار ایک لڑکا و اُسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی ہوئی اور دوسرے بطن سے ایک لڑکا اور ایک بدشکل لڑکی ہوئی پس بدشکل لڑکی کیساتھ
والے نے خوبصورت لڑکی والے سے کہا کہ تو مجھے اپنی بہن بیاہ دے اور میں تجھے اپنی بہن بیاہ دوں اُسنے انکار کیا اور کہا کہ میں اپنی بہن کا خود

ف سوائے شیث علیہ السلام کے کہ وہ بعد اس واقعہ کے ایک مدت گذرنے کے فقط تنہا بدون کسی دختر کے پیدا ہوئے تھے جیسا کہ بعض روایات میں مصرح ہے ۱۲ منہ

زیادہ مستحق ہوں پھر دونوں نے قربان پیش کیا تو مینڈھے والے یعنے ہابیل کا نذرانہ قبول ہوا اور کھیتی والے یعنے قابیل کا قبول نہوا پس قابیل نے
اسکو قتل کرڈالا رواہ ابن ابی حاتم قال ابن کثیر اسنادہ جید یعنی اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ واتل علیہم نبا ابنی آدم۔ اِذْ قَرَّبَا
قُرْبَانًا۔ الی اللہ و ہو کبش لہابیل و زرع لقابیل۔ جبکہ دونوں نے نذر پیش کیا قربان کو اللہ تعالےٰ کی جناب میں ف اور وہ ہابیل کا
تو ایک مینڈھا تھا اور قابیل کا زرع یعنے بالیوں کا گٹھا تھا۔ اور قربان وہ چیز جس سے اللہ تعالےٰ کی جناب میں تقرب چاہا جاوے اور انکی
امتوں میں یہ دستور بطور مذکورہ بالا جاری تھا اور ظاہر کلام پاک دلالت کرتا ہے کہ یہ امر بغرض تقرب تھا کوئی سبب مانند عورت وغیرہ کے نکاح کے
نہ تھا جیسا کہ ابن جریر نے ابن عباس رضی سے روایت کیا کہ حال یہ تھا کہ اس زمانہ میں کوئی فقیر و مسکین نہ ملتا تھا کہ جسکو صدقہ دیویں پھر ایک وقت
ہابیل و قابیل دونوں بیٹھے تھے آپس میں کہنے لگے کہ آؤ ہم تم قربان پیش کریں پس ہابیل نے اپنی بکریوں میں سے عمدہ مینڈھا دیا اور قابیل نے
اپنی زرع میں سے اپنے نزدیک خراب کو دیا۔ فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا۔ پس ایک سے قربان قبول ہوئی ف وہ ہابیل تھا یعنے دونوں
میں سے ایک جس سے قبول کیا گیا اسکا نام ہابیل تھا اور قبول یوں ہوا کہ آسمان سے بے دھوئیں کی آگ اتری اور اسنے قربان
ہابیل کو کھالیا اور یہی قبولیت کی شناخت تھی قال ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا ابو سلمۃ حدثنا حماد بن سلمۃ عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید
بن جبیر عن ابن عباس رضی فی قولہ تعالےٰ اذ قربا قربانا فتقبل من احدہما۔ کہا ابن عباس نے کہ بکریوں والا ایک مینڈھا بڑی بڑی آنکھوں اور بڑے
سینگوں الاسپید لایا اور کھیتی والا اناج کی ایک ڈھیری لایا پس اللہ تعالےٰ نے مینڈھا قبول فرمایا اور اسکو جنت میں چالیس خریف تک محفوظ
رکھا اور یہی وہ مینڈھا تھا جو ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کے ذبح میں فدیہ دیا گیا اسناد صحیح (فدیہ اسمعیل علیہ السلام ہونا ابن جریر نے اسمعیل
بن رافع المدنی سے بھی روایت کیا) اور ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ ابن عباس وغیرہ کا قول ہے قولہ تعالےٰ۔ وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ
اور دوسرے بیٹے سے قربان نہ قبول کیا گیا ف وہ قابیل تھا یعنے جس دوسرے سے مقبول نہوا کہ آگ نے نہیں کھایا اسکا نام قابیل
تھا پس وہ غضبناک ہوا اور دل میں حسد پوشیدہ رکھا یہانتک کہ آدم علیہ السلام حج خانہ کعبہ کو گئے قال المترجم ابن عباس و ابن
عمر وغیرہما سلف سے تصریح آئی ہے کہ قابیل نے خراب ناکارہ کو قربان میں رکھا تھا یعنے آنکہ اسکی نیت خراب تھی اور امام محمد باقر کی روایت
ابن ابی حاتم میں ہے کہ آدم نے دونوں سے کہا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ میری ذریت میں ایسے بندے ہونے والے
ہیں جو تقرب بقربان حاصل کرینگے سو تم دونوں قربان لاؤ تاکہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں الخ اور ابن جریر کی روایت عوفی عن ابن
عباس رضی میں بھی یہی دلالت ہے کہ قابیل کو حسد و غصہ صرف اسی بات پر آیا کہ قربان ہابیل قبول ہوا اور اسکا قربان قبول نہوا چنانچہ اسنے
بھائی سے کہا کہ تو لوگوں میں نامور پھریگا کہ تیرا قربان قبول ہوا اور میں بدنام ہونگا کہ میرا قربان رد ہوا اور روایت امام محمد باقر میں حضرت
آدم کا اسوقت موجود ہونا مذکور ہے اور مفسر سیوطی رح کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہے کہ قابیل نے حسد چھپا رکھا یہانتک کہ آدم جب
حج بیت اللہ کو گئے تو یہ واقعہ ہوا جو آگے فرمایا قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ۔ ای قال قابیل لاخیہ لاقتلنک قال لم قال تقبل قربانک
دونی۔ یعنے قابیل نے اپنے بھائی سے کہا کہ میں تجھے قتل کردونگا اسنے کہا کہ کیوں تو بولا کہ تیرا قربان قبول ہوا تو نامور ہوا اور میرا مردود
ہوا۔ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔ تو ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالےٰ تو متقیوں ہی سے قبول فرماتا ہے ف پھر اگر
تجھسے قبول نہوا تو میرا اسمیں کیا قصور ہے سراج میں لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ قولہ لاقتلنک کا جواب۔ انما یتقبل اللہ من المتقین کیونکر ہوا
تو جواب دیا گیا کہ ہابیل کے قربان قبول ہونے سے جو حسد اسکو اپنے بھائی سے ہوا تھا یہی اسکو آمادہ کرتا تھا کہ اپنے بھائی کو قتل سے

وعیدسکے تو جواب دیا کہ تجکو جو کچھ پہونچا وہ تیرے نفس کی طرف سے ہی کیونکہ وہ لباس تقوی سے برہنہ ہوگیا اور تجھے میری طرف سے کچھ ضرر نہین پہونچا پس تو مجھے کیون قتل کرتا ہی اور کیون اپنے نفس کو عذاب نہین کرتا اور اسکو اللہ تعالے کے تقوے پر آمادہ نہین کرتا جس سے قبولیت ہوجاتی ہی پس یہ جواب نہایت حلم کے ساتھ مختصر اور جامع معانی ہی اور اسمین اشارہ ہی کہ حاسد کو چاہیے کہ اپنی محرومی کو اپنے قصور کی وجہ سے دیکھے اور وہ بات کرے جس سے اسکی وجہ محرومی کی زائل ہوجاوے اور اسمین دلالت ہی کہ طاعت اُسی بندے سے قبول ہوگی جو مومن متقی ہو انتہی کلامہ اور معاذ بن جبل رض سے روایت ہی کہ لوگ حشر مین ایک میدان مین جمع ہونگے اور پکارنے والا آواز دیگا کہ متقین کہان ہین پس سب متقین کنف الرحمٰن مین ہوجاوینگے اُنسے حضرت باری تعالے کے درمیان کچھ حجاب نہوگا پھر معاذ رض سے پوچھا گیا کہ متقین کون لوگ ہین کہ فرمایا لوگ جو شرک سے اور بت پرستی سے بچتے ہین اور خالص بندگی اللہ تعالے ہی کیواسطے ادا کرتے ہین پس وہ جنت مین چلے جاوینگے رواہ ابن ابی حاتم۔ لَئِنْ بَسَطْتَ اِلَیَّ يَدَكَ ۔ واللہ اگر تو نے بڑھایا میری طرف اپنا ہاتھ لِتَقْتُلَنِیْ تاکہ تو مجھے قتل کرے مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ تو مین اپنا ہاتھ دراز کرنے والا نہین تاکہ تجکو قتل کرون مین اللہ رب العلمین سے خوف کرتا ہون ف واضح ہو کہ آدم علیہ السلام کے صالح بیٹے ہابیل کے کلام مین اشارہ ہی کہ مین بھی یہ فعل کرسکتا ہون ولیکن خالص بخوف خدا سے تعالے اسکو ترک کرتا ہون اور عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ قسم ہی اللہ تعالے کی کہ آدم کے دونون بیٹون مین جو مقتول ہوا وہ قاتل سے زبردست تھا ولیکن اُسکو تقوی اس بات سے مانع ہوا کہ بھائی کو قتل کرنے کیلیے ہاتھ بڑھاوے رواہ ابن جریر) اور صحیحین مین روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان اپنی تلوارون سے مقابل ہوے تو قاتل و مقتول دونون دوزخی ہین تو صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک تو قاتل ہوا پھر مقتول کیون دوزخ مین گیا تو فرمایا کہ وہ بھی تو اپنے قاتل کے مار ڈالنے پر حریص تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہی کہ اُنھون نے حضرت عثمان بن عفان رض کی شہادت کے فتنہ کے وقت کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ عنقریب ایک فتنہ واقع ہوگا جسمین بیٹھا ہوا آدمی کھڑے ہوے سے بہتر ہوگا۔ اور کھڑا ہوا آدمی چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا آدمی دوڑنے والے سے بہتر ہوگا تو مین نے عرض کیا کہ اگر کوئی میرے گھر مین گھسکر مجھے مار ڈالنے کو دست درازی کرے تو مین کیا کرون آپنے فرمایا کہ تو آدم علیہ السلام کے بیٹے کے مانند ہوجائیو اور آپنے یہ آیت پڑھی لئن بسطت الیّ یدک لتقتلنی ما انا بباسط الآیہ۔ رواہ احمد والترمذی والبوداؤد اور ترمذی نے کہا کہ اس باب مین ابوہریرہ و خباب بن الارت و ابوبکر و ابن مسعود و ابو واقد و ابوموسی و خرشنہ بن الحر رضی اللہ عنہم سے روایت ہی اور بعض نے اسکو لیث بن سعد راوی سے روایت کیا اور اسناد مین ایک مرد کو بڑھایا ہی **قال الحافظ ابن العساکر** وہ مرد مذکور حسین الاشجعی ہین اور یہ معنے حضرت ابوذر رض کی حدیث مرفوع مین بروایت احمد و مسلم و اہل سنن ثابت ہین چنانچہ اس حدیث مین ہی کہ حضرت صلعم نے ابوذر رض سے کہا کہ ای ابوذر اگر تو دیکھے کہ بعضے لوگ بعض کو قتل کرتے ہین تب تو کیا کرے مین نے عرض کیا کہ اللہ تعالے و اُسکے رسول کو اُسکا علم خوب ہی فرمایا کہ تو اپنے گھر بیٹھ رہ اور اپنا دروازہ بند کرلے مین نے کہا کہ اگر مین نہ چھوڑا جاؤن تو فرمایا کہ انہین جاجنمین تو ہی اور انہین رہ مین نے عرض کیا کہ اپنے ہتھیار اُٹھاؤن فرمایا کہ ہتھیار اُٹھاویگا تو جس حال مین وہ ہین اسمین تو بھی اُنکا شریک ہوجاویگا ولیکن اگر تجھے ڈر ہو کہ تلوار کی چمک سے تجھے رعب ہوگا تو اپنی چادر کا کونا اپنے چہرے پر ڈال لے تاکہ قاتل اپنے اور تیرے گناہ سمیت واپس جاوے **قال المترجم** اور ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے جو طبقہ تابعین سے ہین فرمایا کہ قولہ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک الآیہ ۔ پس اس امت مین سے جنھنے پہلے پہل عمل کیا وہ حضرت

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہین۔ اور صحیح وسنن مین وہ حدیث ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابو بکر و عمر کو جنت کی بشارت دی اور پھر عثمان آئے تو اُنکو بھی جنت کی بشارت دی ایک فتنہ کیوجہ سے جو عثمان کو پہونچیگا اور نیز ثابت ہی کہ حضرت عثمان کو اشارہ سے فرمایا کہ اگر اللہ تعالے تجھکو کوئی خلعت پہنا دے تو لوگون کے کہنے سے مت اُتارنا اسی وجہ سے اُنھون نے فتنہ وشر کے وقت خلافت سے دست بردار ہونا قبول نفرمایا لیکن چونکہ حضرت صلعم نے اُنکو صبر کی وصیت کی تھی جیسا کہ صحاح مین ثابت ہی لہذا باغیون سے قتال بھی نہین کیا اور صبر کے ساتھ کلام اللہ تعالے پڑھتے ہوے جان دی پھر واضح ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونون بیٹے دو باتون کے نمونہ ہین چنانچہ ہابیل تو بھلائی مین نمونہ ہوے کہ اُنکی اس بارہ مین اقتدا کیجاتی ہی اور قابیل بُرائی وظلم وقتل کا نمونہ ہوا چنانچہ اُسکا بد انجام آگے مذکور ہوگا اور ہابیل کی اقتدا کے بارہ مین اوپر حدیث مذکور ہوئی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایسے فتنہ کے وقت تو حضرت آدم کے دونون بیٹون مین سے پہلے بیٹے یعنے ہابیل کے مانند ہو جا اور حضرت صلعم نے یہ آیت پڑھ دی اور کیون نہو کہ ہابیل نے سچے خوف الٰہی کے مقابلہ مین باوجود زبردست ہونے کے گردن جھکا کر جان دی پھر مجاہد رح سے مروی ہی کہ اس زمانہ مین انپر یہ فرض تھا کہ کوئی دوسرے پر مار ڈالنے کا حربہ نکرے اور قاتل کو مانع نہو اور ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی کے مانند مروی ہی قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے علما نے کہا کہ اسطرح بندگی فرض ہونا ممکن ہی اور شاید کہ اس زمانہ مین یہی حکم ہو لیکن ہماری شرع مین جو شخص خواہ مخواہ قتل کی نیت سے حملہ آور ہو اسکو دفع کرنا اور روکنا بالاجماع جائز ہی پس جائز ہونے مین تو کسی کو خلاف نہین ہان اسمین اختلاف ہی کہ آیا دفع کرنا و روکنا واجب ہی یا نہین تو اصح یہ ہی کہ روکنا واجب ہی کیونکہ ایسا حملہ آور ایسی بات کرنا چاہتا ہی جو شرع مین سخت حرام ہی اور حرام ومنکر سے منع کرنا و روکنا واجب ہی اور فرقہ حشویہ مین سے ایک قوم ہی جنکے نزدیک حملہ آور کو روکنا بدلیل حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا نہین جائز ہی لیکن ہمارے علما نے اس حدیث کو اس معنے پر محمول کیا کہ جب مسلمانون مین فتنہ واقع ہو تو لڑائی کو ترک کرے اور جسمین لڑائی مین شبہ ہو وہان ہاتھ روکے جیسا کہ مین نے تذکرہ مین صاف بیان کیا ہی انتہی کلامہ علی ما فی الفتح پھر واضح ہو کہ قول مجاہد و ابن جریج رحمہما اللہ تعالے کہ اُس زمانہ والون پر فرض تھا کہ جو شخص قتل کا ارادہ کرے تم اسکو نہ روکو اس قول کے ذکر کرنیکی جبھی ضرورت ہی کہ قابیل نے ہابیل کو اُنکی بیداری و ہوشیاری مین قتل کیا ہو اور ہابیل نے بخوف الٰہی نہین روکا اور صبر سے جان دی اور اگر یہ ہوا ہو کہ قابیل نے ہابیل سے کہا کہ مین تجھکو مار ڈالونگا اور ہابیل نے نصیحت کر دی کہ اگر میرے خون مین ہاتھ آلودہ کرنا چاہتا ہی تو مین تیرے خون مین ہاتھ آلودہ کرنا نہین چاہتا ہون پھر قابیل نے سوتے مین یا غفلت مین ہابیل کو قتل کیا تو تاویل مذکورہ کی ضرورت نہین ہی لیکن عامہ آثار دلالت کرتے ہین کہ بیداری مین مارا اور بعض آثار مین ہی کہ سوتے مین مارا جیسا کہ انشاء اللہ تعالے آتا ہی۔ اِنِّیٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِکَ فَتَکُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ۔ یعنے مین چاہتا ہون کہ تو پھرے میرے قتل کے گناہ کے ساتھ اور اپنے دیگر گناہون کے ساتھ جنکا تو پہلے سے مرتکب ہوا ہے پھر تو دوزخیون مین سے ہو جائیگا یعنے مین یہ نہین چاہتا ہون کہ مین پھر جاؤن تیرے گناہ قتل کے ساتھ کہ تجھکو قتل کرون اور دوزخیون مین سے ہو جاؤن اس سے وہم ہوتا ہی کہ ہابیل نے قابیل کے دوزخی ہونیکو چاہا وارادہ کیا تو زمخشری رح نے جواب دیا کہ یہ ارادہ بمعنے حقیقی نہین ہی بلکہ بات یہ ہی کہ جب ہابیل نے جانا کہ وہ خواہ مخواہ مجھے قتل کریگا قتل ہونا یا قتل کرنا دونون مین سے اپنے نفس کو بخوف الٰہی وخواہش ثواب کے قتل ہونے وگردن جھکانے پر مضبوط کر لیا تو مجازاً اُنکو یا اس بات کے ارادہ کرنے والے ہوے اگرچہ درحقیقت یہ ارادہ نہین تھا اور نیز اسمین لطیف نصیحت ہی کہ یہان دو ہی باتین ہین یا تو مقتول کے قتل کا گناہ سر پر لاد کر جہنمی ہو اور یا قاتل کو جہنمی ہونے سے خود اُسکے بچے پس

نفس مطمئنہ انہین سے یہی اختیار کریگا کہ جہنمی ہونے سے بچے پس قولہ انی ارید کے معنے یہ کہ انی اختیر ۔ یعنے مین ان دونون باتومین سے یہ اختیار کرتا ہون کہ توہی ای قاتل جہنمی ہو اور مین نہون اور یہان ایجاز لطیف بحسن بلاغت ہے کہ جو بندکو ہی وہ محذوف پر دلالت کرتا ہے پھر قولہ تعالے ان تبوء باثمی واثمک سکے معنے مین مفسرین نے اختلاف کیا بوجہ اسکے کہ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ قاتل پر مقتول کے گناہ لد جاتے ہین حالانکہ قولہ تعالی الّا تزر وازرۃ وزر اخری یعنے نہین اُٹھاتی کوئی جان دوسری جان کے گناہ کو صریح دلالت کرتا ہے کہ قاتل پر مقتول کے گناہ نہین بار ہوتے بلکہ پر اُسکے گناہ اور قتل کرنیکا گناہ عظیم ہوتا ہے تو بعض مفسرین نے کہا کہ ہابیل کی مراد یہ تھی کہ مین یہ اختیار کرتا ہون کہ تو میرے اس گناہ کیساتھ جو مجھپر ہو جاتا اگر مین تیرے قتل پر حریص ہوتا اور اس گناہ کے ساتھ جو تو میرے قتل سے اُٹھاویگا اور بعض نے کہا کہ قولہ باثمی سے مراد وہ گناہ جو میرے افعال سابقہ سے میرے اوپر ثابت ہو چکے ہین وہ بھی تیرے مجھپر ظلم کرنے سے تجھپر ڈالے جاوین اور اس سے یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ قاتل پر مقتول کے گناہ لد جاتے ہین بلکہ باین معنی کہ جیسے حدیث صحیح مسلم مین حضرت صلعم سے ثابت ہے کہ قیامت مین ظالم و مظلوم لائے جاوینگے پس ظالم کی نیکیان لیکر مظلوم کی نیکیو مین بڑھائی جاوینگی یہانتک کہ انصاف ہو جاوے اور اگر ظالم کی نیکیان نہو مین یا کافی نہو مین تو مظلوم کی بُرائیان لیکر ظالم کے اوپر بڑھائی جاوینگی پس یہ حکم تو جملہ مظالم مین ہے پھر قتل تو سب سے سخت اور بڑا مظلمہ ہے اور تحقیق اسکی تفسیر قولہ تعالے ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم الآیۃ ۔ مین انشاء اللہ تعالے آویگی اور اکثر علما نے فرمایا کہ قولہ انی ارید ان تبوء باثمی ۔ ای باثم قتلی میرے قتل کرنے کے گناہ کے ساتھ واثمک ای وباثمک الذی ارتکبتہ من قبل ۔ اور اُس گناہ کے ساتھ جسکا تو میرے قتل کرنے سے پہلے مرتکب ہو چکا ثعلبی نے کہا کہ یہی عامہ مفسرین نے معنے بیان کیے ہین او مترجم کہتا ہے کہ یہی شیخ سیوطی رح نے اختیار کیے ہین پھر آگے جو فرمایا ۔ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ تو ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تتمہ قول ہابیل ہے ولیکن شیخ مفسر رح نے اُسکو اللہ تعالے کا کلام قرار دیا یعنے او تعالے فرماتا ہے کہ جہنمی ہونا یہی ان ظالمو کی سزا ہے جو اسطرح قتل کے مرتکب ہون اور جو شیخ مفسر نے قرار دیا یہی صحیح ہے اور کلام مجید مین بہت جگہ ایسا آیا ہے اور اسکو اہل علم ماہر جانتے ہین اسیواسطے رسم الخط مین جائز و مطلق و وقف وغیرہ لکھے جاتے ہین تاکہ عوام دھوکا نہ کھاوین پھر فرمایا ۔ فَطَوَّعَتْ لَهٗ ۔ طوعت و طاعت یعنے واحد ہین قال ابن کثیر ای لحسنت وسولت لہ نفسہ و شجعتہ ۔ اچھا کام جتایا اور ملمع بنایا اور اُسکو شجاعت دلائی و قال المفسر رح کما قال قتادہ رح ای فزینت لہ ۔ اسکی نظر مین مزین دکھایا ۔ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ ۔ یعنے اُسکے جی نے اسکو اپنا بھائی ما ڈالنا اچھا کام دکھلایا پس اُسنے بھائی کو قتل کر ڈالا مترجم کہتا ہے کہ اسمین تنبیہ ہے کہ آدمی کو اللہ تعالے و اُسکے رسول کے احکام کو تحقیق جاننا چاہیے ورنہ اگر اپنی راے پر چلا تو قابیل کی طرح اکثر یہی ہوگا کہ بد باتون کو اچھا سمجھیگا دیکھو قابیل نے اپنی راے و نفس پر اعتماد کیا تو کیا خوار و خراب ہوا اور واضح رہے کہ حواس سے کام لینا منع نہین لیکن جو امور کہ عقل و راے کے ہین جنمین حواس ظاہرہ و باطنیہ کو دخل نہین ہے اُنمین کبھی راے پر اعتماد نہ کرے جیسے نیچریہ فرقے والے گمراہ ہین اس اعتماد پر کہ دوربین سے آسمان نظر نہین آتا حالانکہ ذرا سی بات یہ ہے کہ اگر وہ محض تاریکی و منتہاے نظر ہوتا تو پانی مین عکس کس چیز کا نظر آتا ہے باوجودیکہ یقین اس امر کہ سواے اجسام کے تاریکی وغیرہ کا عکس نہین پڑتا اسی طرح حواس کے پیے اللہ تعالے سے توفیق چاہیے ورنہ غلطی اُٹھاویگا بہت سے نظر بندی و بھان متی سے عاجز ہو جاتے ہین اور بدحواس ہو کر ہاتھ کی صفائی وغیرہ کہنے لگتے ہین یہ سب قابیل کے ساتھی ہین ۔ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ ہوگیا بسبب قتل کرنے اپنے بھائی کے ایسے لوگون مین سے جنکو دونون جہان مین خسارہ و خواری ہے ف یعنے بھائی کو قتل کرکے دونون جہان مین خوار ہوا شیخ ابن کثیر وغیرہ نے نقل کیا کہ امام محمد باقر رضہ کی روایت مین قابیل نے بھائی کو دھار دار ہتھیار سے قتل کیا اور

قول سدی از ابن عباس و ابن مسعود و جماعۃ صحابہ جو ابتدائے قصہ مین بروایت ابن جریر تھوڑا اندکور ہوا اسکا تتمہ یہ ہی کہ پھر قابیل کے نفس نے اسکو آراستہ کر دکھایا اور اسکی رائے مین یہی خوب نظر آیا کہ بھائی کو قتل کرے سو تلاش مین رہا اور ہابیل جسکی عمر بیس برس کے قریب تھی اپنی بکریان لیکر پہاڑ ونکو بھاگ گیا ناگاہ اسنے ایک روز تلاش کر پایا اور وہ سوتا تھا ابلیس پتھر اٹھا کر اسکا سر کچل دیا اور لاش سیدان مین پڑا چھوڑ دیا اور مروی ہی کہ قتل کا ڈھنگ نجانتا تھا تو ابلیس نے اسکے روبرو ایک جانور کو پتھر سے سر کچل کر مارا اسنے سیکھ لیا رواہ ابن ابی حاتم اور زید بن اسلم سے ہی کہ خود اسکو شیطان نے سکھلایا اور جب قتل کر چکا تو شیطان نے حوا علیہا السلام سے آکر ماجرا بیان کردیا انھون نے چیخ ماری اور آدم علیہ السلام نے دوبارہ سبب پوچھا تو جواب نہ پایا پس آدم علیہ السلام نے کہا کہ تجھپر اور تیری بیٹیون پر یہی چیخ رہے اور مین اور میرے پسر اس سے بری ہین کما رواہ ابن ابی حاتم اور مروی ہی کہ بعد قتل مذکور کے سات روز زمین کو زلزلہ رہا اور ہر حیز کا مزہ و رنگ متغیر ہوا اور قابیل کا گورا جسم سیاہ پڑ گیا اور زمین نے ہابیل کا خون چوس لیا تھا جب قابیل نے کہا کہ مین مارتا تو خون ظاہر ہوتا جبھی سے خون زمین مین جذب ہونا ممنوع ہوا وعن الواقدی رح حبشی لوگ سب قابیل کی اولاد ہین وعن محمد بن اسحق حام نے اپنے باپ نوح علیہ السلام کو سوتے مین برہنہ دیکھکر نہین چھپایا تو حام کا جسم سیاہ ہو گیا اور حبشی اسی کی اولاد ہین نقل ہی کہ بعد قتل کے آدم علیہ السلام سو برس تک نہین ہنسے اور ابن عباس سے ہی کہ جسنے کہا کہ آدم نے ہابیل کے مرثیہ مین اشعار کہے وہ جھوٹا ہی تمام انبیا علیہم السلام شعر کہنے سے بری ہین مروی ہی کہ ہابیل کے قتل سے پچاس برس بعد اللہ تعالیٰ نے آدم سے شیث کو پیدا کیا اور یہ ہابیل کا نعم البدل تھا اور شیث کو اللہ تعالیٰ نے ساعات شب و روز و اوقات عبادت مخلوق سکھلائے و پچاس صحیفہ نازل فرمائے اور آدم کا ولی عہد یعنے پیغمبر کیا اور قابیل کو مردود و مطرود کیا وہ اقلیما کو لیکر عدن کو بھاگ گیا اور شیطان کی راہ سے اولاد آدم مین سب سے پہلے اسی نے آگ پوجنا شروع کی وعن مجاہد اولاد قابیل نے بربط و طنبورہ و مزامیر و ڈھول باجے وغیرہ آلات لہو نکالے اور شراب خواری و آتش پرستی و زناکاری و فواحش مین منہمک ہوئے یہانتک کہ نوح علیہ السلام کے طوفان مین اللہ تعالیٰ نے سب کو غرق کر دیا اور شیث علیہ السلام کی اولاد باقی رہی ایسی ہی اور روایات کثرت سے ہین اور بقاعی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ اللہ تعالیٰ دانا تر ہی کہ یہ روایات جو اس قصہ مین مروی ہوئے یہ سب کیسے ہین اور ہم ایسی روایات پر اعتماد نہین کر لیتے ہین اور انپر اعتماد کرنا نہین چاہیے اور شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے صاف کہدیا کہ اللہ تعالیٰ نے دو فرزند آدم اور انکی قربان رکھنے اور ایک دوسرے کو ظلم سے قتل کرنیکی خبر فرمائی ہی وہ قطعی ہی اور جو فائدہ چاہیے وہ اسی قدر سے حاصل ہی اور اس سے زیادہ جو کچھ روایات مین مذکور رہے خصوص جیسے یہ بات کہ کس کیفیت سے قتل کیا اور کیونکر واقعہ ہوا اور کس چیز سے قتل کیا اور کہان قتل کیا اور کیا سبب عداوت کا تھا اور آدم موجود تھے کہ نہ تھے ان سب روایتون پر قطعی یقین نہین ہو سکتا اور دین مین اسکی حاجت نہین کہ ہم اسکی تصحیح کرنے کے درپے ہون کہ واقعی بات کیونکر ہوئی ہی اور ظاہر آنکہ یہ روایات پہلی تاریخون اور بنی اسرائیل سے لی ہوئی ہین واللہ اعلم۔ یہ معلوم ہوا کہ ظلم سے قتل کا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی و مطاوعت نفس کا نتیجہ نہایت خراب ہی چنانچہ فرمایا فاصبح من الخاسرین یعنے دنیا و آخرت مین خوار و خراب ہوا چنانچہ دنیا مین قیامت تک بدنام ہوا حالانکہ ایسی بدنامی مٹانے اور حسد سے یہ سخت گناہ کیا تھا اور والدین کی نظر سے مردود ہوا اور آخرت مین عذاب جہنم مین سختی سے مبتلا ہوگا اور سب سے بڑھکر خسارہ و خواری وہ ہی جو امام احمد نے عبداللہ بن مسعود رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی نفس نہین قتل کیا جاتا ہی ظلم سے مگر آنکہ اول پسر آدم پر اسکے خون کا ایک کفل ہوتا ہی کیونکہ اسی نے پہلے پہل ظلم سے قتل کا طریقہ نکالا ہی و قد رواہ البخاری و مسلم والبقیۃ الجماعۃ غیر ابی داؤد پس یہ نہایت صحیح حدیث ہی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم یہ بات پاتے ہین کہ آدم کا جو بیٹا

ف معنوی معنے اسکے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ... [illegible] ۱۲ م

اپنے بھائی کا قاتل ہوا وہ دوزخیوں سے ٹھیک بٹوارہ کرتا ہے کہ دوزخیون کے عذاب کا آدھا اسپر ہوتا ہے اور ابن جریر نے ابن عمرؓ سے اور ابراہیم نخعی سے معنے حدیث مرفوع کو بھی موقوفاً روایت کیا ہے پھر جب قابیل قاتل قتل کر چکا تو اسکا یہ حال ہوا جو مفسر سیوطیؒ نے لکھا کہ ثم لم یدر ما یصنع بہ لانہ اول میت علی وجہ الارض من بنی آدم فحملہ علی ظہرہ ۔ پھر قاتل مذکور کو کچھ نہین سوجھتا تھا کہ مین اسکو کیا کرون کیونکہ بنی آدم مین سے روے زمین پر یہ پہلی میت تھی پس اسکو اپنی پیٹھ پر لادے پھرا ۔ اور سابق مین سدیؒ کی روایت سے گذرا کہ اُسنے مقتول کو میدان مین پڑا چھوڑ دیا تھا لیکن اس حیرت مین تھا کہ کیا کرے ۔ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ ۔ پس بھیجا اللہ تعالے نے ایک کوا جو کریدتا تھا زمین مین فـ اللہ تعالے نے ایک کوا بھیجا جو اپنے ساتھ مرا ہوا کوا لایا اور چونچ و پنجون سے زمین کرید کر اسکی مٹی دوسرے کوے پر جو مرا ہوا اُسکے ساتھ تھا ڈالنی شروع کی یہانتک کہ اُسکو چھپا دیا اور سدی کی روایت مذکورہ مین ہے کہ دو کوے لڑے یہانتک کہ ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور جو باقی رہا اُسنے ایسا کیا ۔ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۔ تاکہ اُسکو دکھلاوے کہ اپنے بھائی کی سوأۃ کو کیونکر چھپاوے اور سوأۃ بمعنے جیفہ ہے یعنے مردہ بدن ۔ اور نیز سوأۃ وہ چیز جسکا کھولنا نہین جائز ہے کما قال تعـ بدت لہما سوآتہما الآیہ ۔ چونکہ قابیل نے کپڑے بھی اُتار لیے تھے لہذا سوأۃ کا چھپانا لازم آیا پھر جب قابیل نے غراب کو دیکھا تو ۔ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ ۔ کہا کہ مجھے موت آوے مین اس سے بھی عاجز نکلا کہ اس کوے کے مثل ہوتا ۔ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۔ تاکہ اپنے بھائی کے مردے کو پوشیدہ کر دیتا ۔ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۔ پس شرمندہ ہو گیا اس امر پر کہ مردے کو لادے پھرا یہ کہکر اُسکے لیے گڑھا کھودا اور اسمین توپ دیا و اصبح ہو کر ندامت اُسکو اس بات پر نہین ہوئی تھی کہ مین اس گناہ عظیم کا مرتکب کیون ہوا بلکہ جیسا مفسرؒ نے کہا کہ مردا لادے رہنے پر نادم ہوا یا والدین کی ناخوشی پر اور عوام مین بدنامی پر نادم ہوا کہ کچھ حاصل نہ نکلا ف قال فی العرائس قولہ تعالے اذ قربا قربانا فتقبل الخ ۔ ازل مین جسکے واسطے عنایت الٰہی شامل نہین ہوئی تو اسکی انتہائی نکوئی و طاعت سب بُرائی و معصیت ہو جاتی ہے ہابیل نے اپنی جان اللہ تعالے کے واسطے قربان کی اور قابیل نے بغاوت و حسد سے اپنے حظ نفس کے واسطے کیا ناچار اُسکا انجام ظلم اکبر کی طرف عود کر گیا ۔ قولہ انما یتقبل اللہ من المتقین ہابیل نے اشارہ سے بتلایا کہ سابقہ عنایت اور سابقہ خواری مقدر ہو چکی ہے پس جو ازل سے متقی ہوا وہ مقبول و طاعت قبول ہے کہ بعد طاعت کے اسکی عظمت سے ڈرتے ہین کہ دیکھو قبول فرماوے یا نہ فرماوے سہلؒ نے فرمایا کہ بدن کی عبادات قبول ہونے کے لیے تقوی و اخلاص دو شرط ہین ابن عطاؒ نے فرمایا کہ متقی وہ کہ اپنے کام مین اور کلام مین اخلاص رکھتے ہون سلمیؒ نے کہا کہ قربان کئی طرح کے ہوتے ہین اور سب سے زیادہ تقرب اس قربان سے جسکے قبول کا اللہ تعالے نے وعدہ فرمایا اور وہ سجدہ مین یاد الٰہی ہے چنانچہ فرمایا واسجد واقترب ۔ یعنے سجدہ کر اور نزدیکی حاصل کر قال المترجم حدیث مین ہے کہ سب سے زیادہ نزدیک اللہ تعالے کی طرف بندہ اسوقت ہوتا ہے کہ سجدہ مین ہوتا ہے اور اہل خوف کی علامت یہ ہے کہ وہ کسی سے قتال نہین کرتے کیونکہ تقدیر سابق پر نظر کر کے وسیلہ ساقط رکھتے ہین قال المترجم قابیل نے چونکہ مطیع نفس و بندہ واسطہ تھا بخواہش نفس اُسنے ہابیل کو قتل کر ڈالا اور جو اللہ تعالے نے حرام کیا اسکا ہتک کیا لہذا فرمایا

معانقہ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ∴ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ

اسی سبب سے — لکھا ہمنے — بنی اسرائیل پر — کہ جو کوئی — مار ڈالے ایک جان سو اسے بدلے جان کے — یا فساد کرنے پر

فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ

ملک مین تو گویا مار ڈالا سب لوگون کو اور جسنے جلایا ایک جان کو تو گویا جلایا سب لوگون کو

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ

اور لا چکے اُن پاس رسول ہمارے صاف حکم پھر بہت لوگ اُنمین اسپر بے ملک مین دست درازی کرتے ہین

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ - الذی فعلہ قابیل - یعنے اسی فعل کی جہت سے جو قابیل سے واقع ہوا - كَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ہمنے لکھدیا بنی اسرائیل پر یہ حکم جو آگے مذکور ہے پس فرض کردینے کا یہ سبب واقع ہوا اور بعض نے یہان اشکال پیش کیا کہ بنی اسرائیل پر قصاص واجب کرنا آگے مذکور ہے تو اسمین اور واقعہ قابیل وہابیل مین کچھ مناسبت نہین ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ اشکال فقط غور نہ کرنے سے پیش آیا کیونکہ اسکا سیاق یہ ہے کہ بنی اسرائیل پر وجوب قصاص کی یہ علت ظاہر کردی گئی کہ قاتل اس لائق نہین کہ زندہ چھوڑا جاوے کیونکہ جب اسنے ایک جان کو حرام طور پر قتل کرکے ہتک حرمت کی تو گویا اُس نے تمام جہان کو قتل کرڈالا کیونکہ حرمت سب جانون کی یکسان ہے پس اس بیباک وبے ادب کا زندہ رکھنا نہین چاہیے پس قصاص واجب ہے چنانچہ پہلے گذرچکا کہ لکم فی القصاص حیوۃ یا اولے الالباب - بالجملہ من ابتدائیہ ہونے پر جمہور مفسرین واہل تاویل نے اتفاق کیا اور بعض نے کہا کہ وہ ماسبق سے متعلق ہے کہ فاصبح من النادمین من اجل ذلک - یعنے ندامت اسکو اسی جہت سے ہوئی کہ لاوے پھرنے سے خفیف ہوا اور ماہر کلام جانتا ہے کہ یہ کچھ نہین ہے اور صحیح قول جمہور ہے اور واضح رہے کہ مترجم نے جو تقریر کردی اُس سے یہ وہم بھی دفع ہوا کہ من اجل ذلک کتبنا - سے وہم ہوتا ہے کہ احکام الٰہی حادث ہین حالانکہ ایسا نہین بلکہ تعلق اُن کا حادث ہوتا ہے پس اس ایجاب وکتابت سے اظہار مقصود ہے نہ ایجاد اصل حکم فافہم قال ابن کثیر چونکہ قابیل نے اپنے بھائی کو ظلم وعدوان سے قتل کیا اس جہت سے ہم نے لکھا بنی اسرائیل پر یعنے بنی اسرائیل کے لیے فرض مشروع کیا اور اُن کو آگاہ کردیا کہ - اِنَّهٗ ای الشان - بات یہ ہے کہ - مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ - جس نے قتل کیا کسی دوسری جان کو بغیر عوض کسی جان کے یعنے جس نے دوسرے کو بغیر قصاص کے مار ڈالا - اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ - یا بغیر فساد کے مارا جسکا دوسرا نفس مرتکب ہوا ہو - اور مراد فساد سے جیسے کفر کرنا یا زنا کرنا یا راہ مارنا اور مانند اس کے تو فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا - گویا اُسنے سب جانون کو مار ڈالا کیونکہ نفس کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا اور اسکے مار ڈالنے کا حکم نہین دیا اور اس کی حرمت رکھی کہ اسکو نہ مٹا دے پس جسنے اُسکو مار ڈالا اُسنے ہتک حرمت کی پس گویا سب کو مار ڈالا عمداً قاتل وراہزن وزانی کا احترام نہین ہے یعنے جس نفس پر قصاص آتا ہو اسطرح کہ اسنے خود کسی کو عمداً ناحق قتل کیا ہو جس سے قصاص عائد ہوا تو ایسے قاتل نفس کی حرمت اُٹھا دی گئی ہے اور نیز خاص کردیا کہ بغیر فساد فی الارض ہو کیونکہ فساد ہرگز مرضی حق نہین ہے لہذا جب اُسنے کفر کیا تو اللہ تعالےٰ خالق رازق کی بندگی چھوڑی اور اپنے نفس کو اُسنے مار ڈالا کیونکہ کافر ومردہ برابر ہے پس اسی سے جہاد مشروع ہوا باوجودیکہ اگر کافر لوگ فساد کفر نہ کرین تو پھر جہاد مین بھی اُنکا قتل نہوگا چنانچہ جزیہ دیکر رہین اور زنا کرنا جبکہ مرد جورو والا ہو اور عورت خاوند والی ہو بلا عذر قتل نفس ہے پس اسکی حرمت برطرف ہوئی اور راہ مارنا جانین ہلاک کرنا ہوا ایسے نفوس کی حرمت بھی اُٹھا دی گئی حاصل آنکہ جن نفوس کی حرمت خود اُٹھا دی گئی ہے اُنکے سوائے باقی سب نفوس محفوظ ومحترم ہین اُنمین اگر ایک کی ہتک حرمت کی تو گویا سبکو

مار ڈالا اور اسیطرح اسکے مقابلہ مین فرمایا۔ وَمَنْ اَحْيَاهَا ۔ یان اتبع من قتلہا ۔ اور جسنے ایک نفس کو زندہ کیا ف یعنے زندہ باقی رکھا بایں طور کہ اُسکے قتل سے باز رہا چاہے کوئی نفس ہو اگرچہ اپنا خود نفس ہو مثلاً اپنے نفس کو اسکے خالق کی بندگی و توحید پر رکھا اور کفر چھوڑ دیا اور مثلاً جو بدرو الا ہو کر شیطانی فساد نہ پھیلایا اور زنا نہ کیا اور اسیطرح راہ زنی نہ کی غرضکہ جو فساد ایسے ہین کہ انکا کرنیوالا شرع مین واجب القتل ہی اور لوگ کہتے ہین کہ یہ مفسد مرجاتا تو اچھا تھا ایسے افعال نہ کرے اور اگر کسیکو فساد مین دیکھے تو بچاوے جیسے ڈوبتے اور جلتے کو بچاوے جب ایسا کرے ۔ فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۔ گویا اُس نے سب جانون کو زندہ کیا کیونکہ حرمت نفس واحد کو مصئون و محفوظ رکھنا اُسکے سب ہمشکل کا حفظ ہی ۔ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ ۔ اور آچکے بنی اسرائیل کے پاس ۔ رُسُلُنَا ۔ ہمارے بہت رسول ۔ بِالْبَيِّنٰتِ ۔ بالمعجزات معجزات کے ساتھ یا معجزات کو لائے لیکن ان ازلی بدبختون کو کچھ فائدہ نہوا ۔ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۔ پھر اس کے بعد بھی اُنمین کے بہتیرے ملک مین فساد کرتے ہین ف یعنے کفر و قتل وغیرہ فسادات کے مرتکب ہو کر حد سے تجاوز کرنیوالے ہو رہے ہین ف قال فی العرائس قولہ من احیاہا الخ ۔ اسمین ایک لطیف اشارہ ہی کہ نفس کی طرف سے جب بدی پر نیت دوڑی اور اُس نے بدکام پورا کیا تو گویا اس نفس کے رکھنے والے نے اللہ تعالے کے سب گناہ صادر کیے کیونکہ حرمت تو نظر سے کھوئی پھر اگر سب شہوات و گناہون پر قدرت پاتا تو اُنکو کر ڈالتا پس عذاب و ثواب کا تعلق نیت پر ہی اسیطرح اگر نیکی پر نیت ہوئی اور ایک نیکی کی تو گویا سب خیر اسکی نیت سے سرانجام ہوے کیونکہ بشرط قدرت سب کر لیتا اسی وجہ سے حدیث مین یہ مضمون ہی کہ مومن کی بھلائی کی نیت اُسکے کرنے سے بہتر ہی اسمین ایک اور اشارہ ہی کہ اوتعالے نے نفوس کو ایک ہی مادہ سے پیدا کیا اور اختلاف انمین ازراہ استعداد پیدا کیا پس جسنے ایک نفس کو قتل کیا اُسکا اثر تمام نفوس مین پہونچیگا خواہ اورون کو بسبب اُسکے تاثیر ظاہر ہو یا نہو اور جسنے نفس مومن کو یاد الٰہی و توحید سے زندہ کیا کہ اُسنے اپنے خالق کی محبت حاصل کی اور معرفت سے زندہ ہوا اور مشاہدہ سے روح تازہ پائی تو اسکی زندگانی کا اثر دریائے تمام نفوس مین پہونچتا ہی پس گویا اُسنے تمام نفوس کو زندہ کیا اور اس آیت مین گمراہی کے پیشواؤن کو سخت تہدید ہی اور ہدایت کے پیشواؤن کو تشریف و تحسین ہی

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا

یہی سزا ہی اُنکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنے کو کہ اُنکو قتل کریے

اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ

یا سولی چڑھائے یا کاٹے اُنکے ہاتھ اور پاؤن مقابل کا یا دور کرنے اُس ملک سے یہ

لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ

اُنکی رسوائی ہی دنیا مین اور اُنکو آخرت مین بڑی مار ہے مگر جنھون نے توبہ کی

ع ۵ ۸ ۹ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

تمہارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہی

و نزل فی العرنیین لما قدموا المدینۃ وہم مرضیٰ فاذن لہم النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یخرجوا الے الابل ویشربوا من ابوالہا والبانہا فلما صحوا قتلوا الراعی واستاقوا الابل ۔ اور نزول اس کلام کا عرینہ کے چند آدمیون کے بارہ مین ہوا جو مدینہ مین آئے اور وہ بیمار تھے پس نبی صلعم نے

اجازت دی کہ جنگل اونٹون کی طرف جاوین اور اُنکے موت اور دودھ پیا کرین پھر جب تندرست ہوگئے تو چرواہے کو قتل کرکے اونٹ ہانک
لے گئے قال المترجم مفسر رحمہ اللہ نے بہت تنگ عبارت مین سبب نزول بیان فرمایا کہ وہ خود محتاج تفسیر وتشریح ہی اور مترجم چاہتا ہے
کہ حسن ترتیب سے توضیح و اختلاف مسئلہ بیان کرے لہذا جاننا چاہیے کہ یہان تین مقام ہین اول تفسیر متعلق بزبان عرب دوم ذکر سبب
نزول سوم ذکر مذاہب ائمہ فقہا پس مقام اول مین مختصر کلام یہ کہ قولہ تعالے۔ إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ۔ محاربت لڑائی وجنگ جدال وہ جناب باری تعالے سے ممکن نہین مگر رسول اللہ صلعم سے ممکن ہی لیکن حقیقت مین
آپکی حیات مین آپکے ساتھ واقع ہوا اور اب تو ممکن نہین حالانکہ حکم عام ہی تو مراد انکہ یحاربون بمحاربۃ المسلمین۔ یعنے اللہ تعالے
ورسول کے ساتھ محاربہ یون ہی کہ مسلمانون سے محاربہ کرین پس مسلمانون کی تکریم وتشریف کے واسطے اور اس گناہ کے سخت وعظیم ہونے
کو ظاہر فرمانے کے واسطے اللہ ورسول کی طرف محاربہ منسوب کیا یا یہ معنے کہ حکم خدا ورسول سے تعدی وجدال کے ساتھ خلاف
کرین پس محاربت یعنے ضد کرنا اور خلاف کرنا اور یہ معنے صادق ہین کفر کرنے و راہ مارنے اور دھمکانے سب پر اور ایسے ہی زمین مین فساد
کرنے پر سعی کرنا کسی طرح کے شر وفساد پر صادق ہی یہان تک کہ سعید بن المسیب جیسے سلف نے کہا کہ درم ودینار کا قرض بھی ملک مین فساد
کرنے مین شامل ہی تقتیل پارہ پارہ کرکے مار ڈالنا اور یہان ایک بعد دوسرے کے مار ڈالنا اور تصلیب سولی دینا اور خلاف سے
ہاتھ پاؤن کاٹنے کے یہ معنے کہ جس طرف کا ہاتھ کاٹا اُسکے خلاف دوسری طرف کا پاؤن کاٹا اور یحاربون پر عطف ہی قولہ۔ وَيَسْعَوْنَ
فِي الْأَرْضِ فَسَادًا۔ اور فسادًا کو نصب بنابر آنکہ حال ہی ای مفسدین یا مفعول لہ ہی یعنے لغرض فساد کرنے اور مفسر رحمہ نے
فساد مین سعی کرنے کی تفسیر قطع طریق سے بیان کی یعنے سعی ورفساد اس طرح کہ راہ مارین خواہ شہر مین ہو یا باہر ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
کے نزدیک شہر مین نہین بلکہ باہر کے ساتھ مخصوص ہی چنانچہ آویگا انشاء اللہ تعالے پھر جزاء الخ مبتدا ہی اور خبر اسکی قولہ۔ أَنْ يُقَتَّلُوا
أَوْ يُصَلَّبُوا۔ کہ قتل کیے جاوین یا سولی دیے جاوین۔ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ
یا کاٹے جاوین اُنکے ہاتھ اور پاؤن جانب خلاف سے ایدیہم الیمنی وارجلہم الیسری۔ یعنے داہنے ہاتھ اور بائین پاؤن کاٹے
جاوین۔ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ۔ یا زمین سے نکالدیے جاوین یعنے ایک شہر سے دوسرے شہر کو نکال دیے جاوین
یا مراد یہ کہ قید کیے جاوین اور مفسر رحمہ نے کہا کہ نکالے جانے کے مانند قید وغیرہ کی سزا لاحق کی گئی یعنے اگر شہر بدر کرنے مین مضرت
وقع ہو تو قید کرے یا اُسکے مانند کوئی سزا دیدے اب اسکے سبب نزول مین کلام ہی جو مقام دوم ہی پس اسمین دو وجہ ہین ایک یہ کہ
نزول کا واقعہ کیا تھا دوم آنکہ حکم عام ہی یا کسی گروہ سے مخصوص ہی یا منسوخ ہی پس تلخیص تفسیر شیخ ابن کثیر یہ ہی کہ عکرمہ و
حسن نے کہا کہ یہ آیت مشرکون کے حق مین ہی کہ گرفتار ہونے سے پہلے اگر اُسنے توبہ کرلی تو سزائے مذکور نہ پاویگا کیونکہ اسلام لانے کے
سبب گناہ مٹ جاتے ہین اور مرد مسلمان نے اگر ایسا کیا اور کفار سے جا ملا تو اُسپر حد جاری ہونے سے کوئی مانع نہین رواہ ابن جریر
اور ایسا ہی سن طریق عکرمہ از ابن عباسؓ نسائی وابوداود نے روایت کیا قال المترجم شاید معنے یہ ہین کہ قبل قدرت کے توبہ کرلینے
سے سزا یاب نہونا جو آخر آیت ہی وہ دلالت کرتا ہی کہ نزول اسکا مشرکین کے حق مین ہی کیونکہ اس بات پر اجماع ہی کہ مشرک جب
اسلام لایا بایں طور کہ شرک سے توبہ کی تو اُسکا خون حرام ہوجاتا ہی وقد قال تعالے قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف
الآیہ۔ کافرون سے کہدے کہ کفر چھوڑ دو جو تم کر چکے وہ تمکو معاف کیا جائیگا۔ ھ۔ اور فی الحدیث الاسلام یہدم ما کان قبلہ رواہ مسلم وغیرہ

لیکن یہ توجیہ ٹھیک نہین بلکہ یہ تو عین اسکی دلیل ہر کہ آیت کا نزول ان گنہگار مسلمانون کے حق مین ہر جو نکلکر راہ مارین اسلیے کہ آخر آیت مین یون فرمایا کہ فان تابوا من قبل ان تقدروا علیہم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم - یعنے تمھارے ہاتھ گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرین تو اللہ تعالے بخشنے والا ہر حالانکہ مشرک خواہ گرفتار ہونے سے پہلے یا پیچھے کسی وقت توبہ کرے یعنے کفر چھوڑکر اسلام لاوے تو معاف ہوجاتا ہر بدلیل آیت وحدیث واجماع مذکورہ بالا پس آخر آیت سے معلوم ہوا کہ یہ اُن گنہگار مسلمانونکے حق مین ہر جو نکلکر راہزنی کرین اور یہی قول ابوحنیفہ و مالک و شافعی وغیرہم کا ہر اور ابن المنذر نے اسکو صحیح کہا ہر پھر تفسیر ابن کثیرؒ مین بروایت علی بن ابی طلحہ از ابن عباس رضؓ ہر کہ فرمایا کہ اہل کتاب مین سے ایک قوم کے اور نبی صلعم کے درمیان عہد وپیمان تھا اُنھون نے عہد توڑا اور فساد کیا تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو اختیار دیا کہ عفو یا سزائے مذکورہ سے جو سزا چاہین دین (رواہ ابن جریر) اور مصعب بن سعد عن ابیہ سعد بن ابی وقاص آئکہ نزول اسکا حروریہ کے حق مین ہوا (رواہ ابن مردویہ) **قال المترجم** یعنے حروریہ خوارج اسی حکم مین داخل ہین **قال ابن کثیر** صحیح یہ ہر کہ آیت عام ہر خواہ مشرک ہون یا مسلمان جو ایسا کرے اُسکی یہی سزا ہر اور **قرطبیؒ** نے بھی کہا کہ آیت اگرچہ یہود یا مرتدون کے واقعہ مین نازل ہوئی ہو لیکن حکم اسکا اُن مسلمانونکو بھی شامل ہر جو اسطرح محاربہ وفساد کرین اور اسمین اہل علم کے درمیان کچھ اختلاف نہین ہر پھر واقعہ نزول جسکا حاصل **شیخ سیوطیؒ** نے ذکر کیا ہر تفسیر ابن کثیر مین اسطرح مذکور ہر کہ انس بن مالک نے فرمایا کہ چند نفر قبیلہ عرینہ کے رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ مین آئے اور اسکی آب و ہوا سے انکو استسقا ہوا یعنے پیٹ بڑھ گئے اور ہاتھ پاؤن دُبلے پڑ گئے پس رسول اللہ صلعم نے انکو صدقہ کے اونٹون کے وہان بھیجدیا اور حکم کیا کہ اُنکا موت اور دودھ پیین اُنھون نے یہی کیا جب تندرست ہوے اسلام سے مرتد ہوگئے اور چرواہے کو قتل کرکے اونٹ ہانک لے گئے پھر آنحضرت صلعم نے اُنکے نشان قدم پر لوگ روانہ کیے پس وہ پکڑے آئے تو حضرت صلعم نے اُنکے ہاتھ پاؤن جانب خلاف سے کٹوا ڈالے اور آنکھون مین کیلین گرم کرکے پھیرین اور حرہ مین اُنکو ڈلوا دیا حضرت انس رضؓ نے کہا کہ مین نے اُنکو دیکھا کہ پیاس سے کوئی کوئی اُنمین زمین چاٹتا ہی یہانتک کہ سب مرگئے اور نازل ہوا قولہ انما جزاء الذین یحاربون اللہ الآیہ - رواہ البخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد وغیرہم بالفاظ مختلفہ اور بعض روایت مین ہر کہ یہ لوگ قبیلہ عکل وعرینہ کے تھے اور بعض مین مصرح ہر کہ اسی بارہ مین نازل ہوا قولہ انما جزاء الذین الآیہ اور بعض روایات مین ہر کہ جریر بن عبد اللہ البجلی کو سردار کرکے بیس سوار انصاری اُنکے پیچھے روانہ کیے تھے اور اُنکے ساتھ ایک قیافہ دان کردیا تھا جو ان لوگون کے نشان قدم پہچانتا تھا اور صحیح مسلم کی ایک روایت مین ثابت ہوا کہ ان خبیثون نے چرواہے کی آنکھون مین ببول کے کانٹے چبھوئے تھے اسکے عوض مین حضرت صلعم نے قصاص کے طور پر انکی آنکھون مین کیلین پھیری تھین اور عبد الرزاق نے ابوہریرہ سے قصہ روایت کیا پھر ابوہریرہ رضؓ نے کہا کہ اُنھین لوگون کے حق مین قولہ انما جزاء الذین نازل ہوا اور کہا کہ اسکے بعد آنحضرت صلعم نے آنکھون کی تسمیر چھوڑدی اور ابن مردویہ نے حضرت سلمہ بن الاکوع سے ان خبیثون کا قصہ روایت کیا اور اسمین ہر کہ پھر جب اونٹون کا موت اور دودھ پی کر توانا و تندرست ہوے تو اُنھون نے یسار پر جو حضرت صلعم کا آزاد کیا ہوا غلام اور اُن اونٹونکا چرواہا تھا ظلم کیا کہ پچھاڑ کر اسکو ذبح کیا اور اسکی دونون آنکھون مین ببول کے کانٹے چبھوئے تھے پھر اونٹ ہانک لیگئے تا آخر حدیث اور یہ قصہ ایک جماعت صحابہؓ سے مروی ہر اور سعید بن جبیرؓ نے بھی قصہ روایت کیا اور آخر مین کہا کہ رسول اللہ صلعم نے اس سے پہلے یا اسکے بعد کبھی کسیکو مثلہ نہین کیا اور فرماتے تھے کہ شناعت کرو (رواہ ابن جریر) **قال المترجم** مثلہ کرنے سے ممانعت کی حدیث مرفوعاً صحاح مین

ثابت ہی اور علماے حنفیہ نے قصہ عرنیین مین جسکی بعض روایت مین آنکھونکی تسمیر اور بعض مین تسمیل مذکور ہی اسکے یہی معنے بیان کیے کہ اُنھون نے چرواہے کے ساتھ یہی کیا تھا پس اُسکا قصاص لیا چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ کی بعض روایت مین صریح مذکور ہی اور بعض نے کہا کہ پھر نزول آیت سے عذاب منصوص ہو گیا اور چونکہ آنکھون کی تسمیل آیت مین نہین ہی لہذا وہ دور ہوئی اور بعض نے کہا کہ جب حضرت صلعم نے مثلہ سے منع فرمایا تو آنکھون کی تسمیل منسوخ ہوئی پھر واضح ہو کہ سعید بن جبیرؓ سے کسی نے اونٹ کے پیشاب کا مسئلہ پوچھا تو اُنھون نے یہی قصہ روایت کر دیا اور اس سے دو حکم متعلق ہین اول آنکہ اونٹ کا پیشاب کپڑے وغیرہ کو لگ جاوے تو پاک رہے پس صحیح یہ ہی کہ نجاست خفیفہ ہی اور ایسی ہی ہر حیوان کے پیشاب کا جو کھایا جاتا ہی یہی حکم ہی دوم آنکہ اُسکے پینے کا حکم تو بعض نے کہا کہ بدلیل اس قصہ کے جائز ہی اور بعض نے کہا کہ دوا کی ضرورت سے جائز ہی اور صحیح یہ ہی کہ نہین جائز ہی اور چونکہ نجس کو کھانا منع ہی اور جو منع ہی اُسمین شفا نہین جیسا کہ حدیث دیگر سے ثابت ہوتا ہی اور یہ حدیث قولی عام ہی اور یہ ایک خاص قوم کے واسطے تھی لہذا منع کی حدیث لینا ضرور ہی اور بعض نے یہان خوب نکتہ کہا کہ یہ چند نفر مدینہ کے مرتد و پلید تھے جنکو مدینہ طیبہ کی آب و ہوا موافق نہوئی چنانچہ اُسکی تعریف مین صحیح حدیث مین ہی کہ وہ پلیدی کو اسطرح دور کرتا ہی جیسے لوہے سے میل کو بھٹی دور کرتی ہی پس ان پلیدونکو یہ پاک نا موافق ہوا اور انکو اونٹ کا پیشاب علاج ہوا جس سے چنگے ہو گئے لہذا اسپر پاکیزگی کا مسئلہ قیاس نہین ہو سکتا فافہم پھر واضح ہو کہ آیت مین محاربت عام ہی خواہ شہر مین ہو یا باہر راستونمین ہو اور اسی عموم سے جمہور علماے استدلال کر کے دونون جگہ محاربت کو یکسان قرار دیا اور نیز قولہ ویسعون فی الارض فسادا سے عموم ظاہر ہی اور یہی مذہب امام مالک واوزاعی ولیث بن سعد و شافعی و احمد رح کا ہی یہانتک کہ مالکؒ نے کہا کہ اگر کوئی کسیکو فریب سے گھر مین داخل کر کے مال لیلیوے تو یہ محاربت ہی پس مسلمانونکا سردار اُسکے خون پر سزا دیگا اور مقتول کے وارث کے معاف کرنے سے معاف نہو گا اور امام ابو حنیفہ و اُنکے اصحاب نے کہا کہ محاربت فقط راستونمین ہو سکتی ہی اور شہرون یعنی آبادیونکے اندر نہین ہو سکتی کیونکہ اگر فریاد کرے تو مددگار پہونچ سکتا ہی بخلاف راستہ کے کہ وہان مددگار نہین ملتا اور ایک روایت مین مالکؒ نے بھی آبادی مین محاربت نہونا فرمایا ہی جیسا کہ ابن المنذر نے نقل کیا پھر قولہ تعالیٰ ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع الخ مین بعض نے کہا کہ او یہان تخییر کے واسطے ہی اور بعض نے کہا کہ مختلف صورتونمین مختلف حکم متعلق ہونے کیواسطے ہی پس علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ جسنے اسلام مین ہتھیار نکالے اور راہ گیرونکی تخویف و فساد کیا پھر وہ گرفتار ہوا تو مسلمانون کے امام کو اُسکے حق مین اختیار ہی چاہے قتل کرے اور چاہے سولی دے اور چاہے اُسکے ہاتھ پانوٗن کو کاٹ دے یہی قول سعید بن المسیبؒ مجاہد و عطا و حسن بصری و ابراہیم نخعی و ضحاک کا ہی یہ سب ابن جریر نے روایت کیا اور یہی انس بن مالکؓ کا قول نقل کیا اور آیت سے اسکا استناد ظاہر ہی اور بعض دیگر احکام قرآن مین بھی لفظ او سے تخییر مذکور ہوئی ہی جیسے قولہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک دربارہ ترفہ در احرام - اور جمہور علما نے کہا کہ آیت مین او مختلف صورتونمین مختلف حکم کے واسطے ہی جیسا کہ امام شافعیؒ نے روایت کیا کہ انبانا ابراہیم بن ابی یحیی عن صالح مولی التوامۃ عن ابن عباس - رہزنونکے حق مین بیان کیا کہ رہزنون نے اگر قتل کر کے مال لیا ہی تو قتل کیے جاوین اور سولی دیے جاوین اور اگر قتل کیا اور مال نہین لیا تو فقط قتل کیے جاوین اور سولی نہ دیے جاوین اور اگر فقط مال لیا اور قتل نہین کیا تو انکے ہاتھ پانوٗن خلاف جہت سے کاٹے جاوین اور اگر مال بھی نہین لیا فقط راہ والونکو خوف دلایا ہی تو اُس سرزمین سے خارج کیے جاوین وقد رواہ ابن ابی شیبۃ ایضا نحوہ اور ابو مجلز و سعید بن جبیر و ابراہیم نخعی و حسن و قتادۃ و سدی و عطا خراسانی سے اسکے مانند مروی ہی اور یہی بہتیرے سلف صالحین و ائمہ فقہ کا قول ہی لیکن صورتیکہ اُسنے راہگیر کا مال لیا اور قتل بھی کیا تو امام ابو حنیفہ نے کہا کہ امام کو اختیار ہی کہ قتل کرنے اور سولی دینے سے پہلے چاہے اُسکے ہاتھ پانوٗنکو

خلاف جہت سے کاٹ دے یا نہ کاٹے اور ابو یوسف و اوزاعی کے قول مین ہر صورت مین قتل ضرور ہی اور روایۃ کہ پہلے زندہ
سولی دیا جاوے یا پیٹ مین نیزہ مار کر اور اُتار اجاوے یا تین دن چھوڑ دیا جاوے یہ سب فقہ مین مذکور ہی اور حنفیہ کے نزدیک سولی دیکر اسکے
جنازہ پر نماز نہ پڑھی جاوے کیونکہ آیت اُنکے نزدیک مسلمان راہزنونکے واسطے ہی پھر قولہ تعالے اوینفوا من الارض بعض نے کہا کہ اسکی یہ صورت ہے
کہ نکلکر تلاش کیا جاوے تاکہ گرفتار ہو پس اسپر حد جاری کیجاوے یا وہ دار الاسلام سے نکلکر کافرونکے ملک مین چلا جاوے رواہ ابن جریر عن
ابن عباس وانس بن مالک وسعید بن جبیر والضحاک والربیع بن انس والزہری ومالک اور دوسرون نے کہا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر
یا صوبہ کو نکالا جاوے اور اورون نے کہا کہ نفی سے مراد یہان قید خانہ مین بند کرنا اور یہی امام ابو حنیفہ و اُنکے اصحاب کا قول ہی اور زمین سے
نفی یا این معنے ہوئی کہ روے زمین کشادہ ہی اور اسپر کھلا پھرتا تھا اب بند ہوکر تنگی مین گیا پس روے زمین سے نفی کیا گیا اور بعض نے کہا
کہ ایک شہر سے نکالکر دوسرے شہر مین قید خانہ مین بند کیا جاوے اور اسکو شیخ ابن جریر و قرطبی نے اختیار کیا اور مکحول نے روایت کی کہ
اس اُمت مین حضرت عمرؓ نے پہلے قید خانہ مین قید کرنا نکالا اور کہا کہ مین بند رکھونگا اور دوسرے شہر مین نہ نکالونگا کہ وہان والونکو آزار پہنچاوے یہ سب
سزا اُن بدکارونکی ہی جو محاربت کرین اور پھر فرمایا۔ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا۔ یعنے یہ سزاے مذکورہ اُن کے لیے دنیا مین
خواری ہی اور اسی خواری کے لفظ سے نکلا کہ اس جرم مین جو مسلمان مصلوب ہو اسپر نماز نہ پڑھنا چاہیے۔ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ
عَظِيمٌ۔ اور آخرت مین اُنکے لیے عذاب دوزخ ہی۔ اسی سے بعض علما نے کہا کہ یہ آیت مشرکون کے حق مین یا مرتدون کے حق مین ہے
اور پہلے مذکور ہوا کہ صحیح یہ ہی کہ آیت عام ہی ولیکن یہ عذاب عظیم البتہ مشرکون کے حق مین مخصوص ہی کیونکہ واقعہ نزول عرینہ کے مرتد واقع ہوئے
تھے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر مسلمان نے کوئی گناہ ایسا کیا جسکی سزا مین کوئی حد مقرر ہی اور وہ سزا اُسکو دیگئی تو یہ یقینی نہین کہ عاقبت مین
اسکے واسطے اب عذاب نہوگا چنانچہ اسی آیت مین آخرت مین عذاب عظیم کی تہدید ہی پھر اوتعالے قادر مختار ہی چاہے اس مستحق کو وہان عذاب کرے
اور چاہے معاف کرے اور یہ قول سنجیدہ ہی اگرچہ ایک جماعت علما نے اصرار کیا کہ بعد عذاب دنیاوی کے آخرت کا عذاب نہین رہتا بدلیل چند
احادیث کے حالانکہ اُنسے حجت تمام نہین جیسا کہ آتا ہی اور اس آیت مین یہ تاویل کی کہ یہ وعید مخصوص مشرکون کے واسطے ہی اور رہے گنہگار
مسلمان جنسے ایسی حرکت صادر ہوئی ہو تو عبادہ بن الصامتؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جیسے عورتونسے عہد لیا ویسے ہی ہم سے
عہد لیا کہ ہم لوگ اللہ تعالے کے ساتھ کچھ شرک نہ کرین اور چوری نکرین اور زنا نہ کرین اور اپنی اولاد کو قتل نکرین اور نیک کام مین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی نکرین پس جسنے تم مین سے عہد وفا کیا اُسکا ثواب اللہ تعالے کے پاس ہی اور جسکو انمین سے کوئی بات پہنچی
اور وہ سزا دیدیا گیا تو وہ اُسکا کفارہ ہوگیا اور جسکے حق مین اللہ تعالے نے پردہ پوشی کردی تو اللہ تعالے کو اختیار ہی چاہے اُس کو
عذاب دے اور چاہے عفو کردے (رواہ مسلم) اور علی رضی اللہ عنہ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے دنیا مین کوئی گناہ کیا اور
اللہ تعالے نے اُسکا پردہ چھپا دیا و عفو کیا تو اللہ تعالے بڑا کریم ہی اُس سے کہ جس چیز کو عفو کیا اُسپر دوبارہ مواخذہ کرے۔ رواہ احمد
والترمذی وابن ماجہ وقال الدارقطنی رفعہ صحیح وقد روی موقوفا اور پوشیدہ نہین کہ ہر دو حدیث کو ملانے سے مطلب ظاہر ہو جاتا ہی پھر آیت مین
ایک تاویل یہ بھی ہی کہ قولہ ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم۔ اُسوقت ہی کہ توبہ نہوئی ہو ولیکن آگے خود فرمایا۔ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا
یعنے محاربہ کرنے والون و رہزنون مین سے جن لوگون نے توبہ کر لی مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ۔ پہلے اس سے کہ
تم قابو پاؤ یعنے گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کر لی تو۔ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ آگاہ رہو کہ اللہ تعالے غفور

رحیم ہے یعنے توبہ کرنے سے جو اُنھون نے بُرائی کی اُسکو بخش کر رحمت کرنے والا ہے۔ عبر بذلک دون فلا تحدوہم لیفید انہ لا یسقط عنہ بتوبتہ الا حدود اللہ
تعالے دون حقوق الآدمیین کذا ظہر لی ولم ار من تعرض لہ واللہ اعلم فاذا قتل واخذ المال یقتل ویقطع ولا یصلب وہو اصح قولی الشافعی ولا تفید
توبتہ بعد القدرۃ علیہ شیئا وہو اصح قولیہ ایضا۔ یعنے اللہ تعالے نے قبل گرفتاری کے توبہ کرنے والونکے حق مین فرمایا کہ تم آگاہ رہو کہ
اللہ تعالے غفور رحیم ہے اور یون نہین فرمایا کہ تم انکو سزاے مذکور مت دو تو یہ اس فائدہ کے لیے کہ اُسکے توبہ کرنے سے فقط اللہ تعالے
کے حدود ساقط ہونگے یعنے جو خالص سزا گناہ کی اللہ تعالے نے مقرر کی ہے وہ ساقط ہوگی اور آدمیون کے حق ساقط نہونگے چنانچہ جسکا
مال لے لیا ہے یا تو اُسکا مال دیدے یا اُس سے کسی طرح خوشامد سے معاف کرادے پھر مفسرؒ نے کہا کہ یہ نکتہ مجھے ظاہر ہوا اور مین نے نہین دیکھا
کہ کسی مفسرؒ نے اس سے تعرض کیا ہو واللہ اعلم اور مترجم کہتا ہے کہ مراد یہ کہ خصوص اس مقام پر کسی نے تنبیہ نہین کی ورنہ آخر آیۃ السرقۃ مین
اُسکے مثل مقام پر شیخ ابن کثیرؒ نے متنبہ کردیا ہے چنانچہ آتا ہے اور اس ضعیف کو بحمد اللہ قبل افادہ حضرت مفسرؒ کے اسی کلام پاک سے ظاہر
ہوگیا تھا اور بعد افادہ حضرت مفسرؒ کے قابل اعتماد ہوگیا اگرچہ ایک نکتہ یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ اُنہین لوگون کو تنبیہ ہے کہ خلق الٰہی پر کار بند ہو کر
وہ بھی اپنے حقوق معاف کرین اسیواسطے تان اللہ غفور رحیم نہین فرمایا بلکہ فاعلموا ان اللہ غفور رحیم فرمایا فافہم واللہ اعلم اب تلخیص افادہ
شیخ الحافظ ابن کثیرؒ یہ ہے کہ یہ عفو ومغفرت درصورتیکہ آیت دربارۂ اہل شرک ہو جیسا کہ بعض کا قول ہے تو ظاہر ہے اور اگر گنہگار مسلمان
جنھون نے محاربہ کیا ہے اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی تو وجوب قتل وسولی وقطع رجل ساقط ہوگا اور ہاتھ کٹنے مین دو قول ہین در ظاہر آیت یہی ہے
کہ یہ بھی ساقط ہوگا اور اسی پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل تھا چنانچہ شعبیؒ نے کہا کہ جاریہ بن بدر التیمی اہل بصرہ مین سے مرتکب محاربہ وفساد ہوا پھر
اُسنے حسن بن علی وابن عباس وعبد اللہ بن جعفر سے کہا اُنھون نے حضرت علیؓ سے اسکے بارہ مین کہا مگر حضرت علیؓ نے اسکو امان نہ دی
پس وہ سعید بن قیس ہمدانی کے پاس آیا وہ اُسکو گھر مین چھوڑ کر حضرت علیؓ کے پاس گئے اور عرض کی کہ یا امیر المؤمنین اللہ تعالے نے فرمایا کہ انما
جزاء الذین تا قولہ ان اللہ غفور رحیم تو آپ انمین کیا حکم دیتے ہین فرمایا کہ مین اسکے واسطے امان لکھونگا تو سعیدؒ نے کہا کہ یا امیر المؤمنین
ایسا شخص جاریہ بن بدر ہے روایت ابن جریر اور نیز شعبیؒ نے کہا کہ بنی مراد مین سے ایک شخص حضرت ابو موسیٰؓ کے پاس جبکہ وہ زمانہ خلافت
عثمانؓ مین کوفہ پر حاکم تھے آیا اور ابو موسیٰ نماز پڑھکر بیٹھے تھے پس اُسنے کہا کہ یہ مقام آپکی طرف پناہ لانیوالے کا ہے مین فلان بن فلان
المرادی ہون مین نے اللہ ورسول سے محاربت کی تھی پھر قبل اسکے کہ تم مجھپر قدرت پاؤ مین خود توبہ کرکے حاضر ہوگیا تب ابو موسیٰ کھڑے
ہوگئے اور کہا کہ یہ فلان بن فلان ہے اور قبل ہمارے اسپر قابو پانے کے یہ توبہ کرکے آیا اور پہلے محاربہ کرچکا ہے پس اب اس سے کوئی سوا
بھلائی کے تعرض نہ کرے سو اگر یہ سچا ہے تو نجات کی راہ پاویگا اور اگر جھوٹا ہے تو اپنے گناہون مین پکڑا جاویگا پھر وہ شخص رہا جب تک اللہ تعالے
نے چاہا پھر نکل گیا سو اپنے گناہون ماخوذ ہو کر قتل ہوا روایت ابن جریر اور نیز روایت کی کہ علی اسدی نے رہزنی ومحاربہ کیا اور راہ خوفناک
کردی اور ناحق خون مین ہاتھ بھرے اور مال ناحق لیا اور عوام وامام سب نے اُسکو پکڑنا چاہا مگر قابو نہ پایا یہانتک کہ اُسنے خود توبہ کرلی اور بات
یہ ہوئی کہ اُسنے ایک مرد کو یہ آیت پڑھتے سنا قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو
الغفور الرحیم۔ پس ٹھہر گیا اور کہا کہ اے بندہ خدا اسکو دوہرا اُسنے پھر یہی آیت پڑھدی پس اُسنے اپنی تلوار میان مین کرلی پھر تائب
ہو کر مدینہ مین آیا اور سحر کے وقت غسل کرکے مسجد رسول اللہ صلعم مین آکر نماز صبح پڑھی پھر حضرت ابو ہریرہ کے گرد اُنکے اصحاب
کے ساتھ بیٹھ گیا پھر جب اُجالا ہوگیا اور لوگون نے اُسکو پہچانا تو اُسکی طرف کو کھڑے ہوے اُسنے کہا کہ تمھارے لیے کوئی راہ اب میری

طرف نہیں ہے میں تمہارے قابو پانے سے پہلے توبہ کرکے آیا ہوں تو ابوہریرہؓ نے کہا کہ یہ سچا ہے اور اسکا ہاتھ پکڑ کے مروان بن الحکم کے پاس لائے اور وہ امیر معاویہؓ کی طرف سے مدینہ پر حاکم تھا اور کہا کہ یہ شخص توبہ کرکے آیا ہے تمکو اسکی طرف کوئی راہ نہیں اور نہ قتل ہو سکتا ہے پس وہ سب مواخذہ سے چھوڑ گیا پھر علی اسدی کی توبہ اچھی ہوئی اور وہ سمندر میں جہاد کو روانہ ہوئے پس رومیوں سے مقابلہ ہوا پس ان لوگوں نے اپنی کشتی کو انکی کشتی سے قریب کردیا پس علی اسدی حملہ کرکے رومیوں کی کشتی پر گھس گیا اور وہ اسکے سامنے بھاگ کر کشتی کے دوسرے کنارے پر جا پڑے پس کشتی ایک طرف لنگر کھا کر لوٹ گئی اور سب کے سب سمندر میں غرق ہوگئے **قال المترجم** اسمین توبہ کی بڑی فضیلت ظاہر ہوئی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ اور لڑائی کرو اسکی راہ میں

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ

شاید تمہارا بھلا ہو جو کافر ہیں اگر انکے پاس ہو جتنا کچھ زمین میں ہے سارا اور اسکے

مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ساتھ اتنا اور کہ چھڑوائی میں دین اپنے قیامت کے عذاب سے وہ انسے قبول نہ ہو اور انکو دکھ کی

أَلِيمٌ ۝ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ

مار ہے چاہیں گے کہ نکل جاویں آگ سے اور وہ نکلنے والے نہیں اور انکو

عَذَابٌ مُقِيمٌ ۝

عذاب دائم ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ - خافوا عقابہ بان تطیعوہ - یعنے تقوی کرنے سے یہان مراد یہ کہ اتقوا عقاب اللہ - یعنے عقاب الٰہی سے خوف کرو اور بچو بایں طور کہ اللہ تعالے کی طاعت و فرمانبرداری کرو اور مخالفت و محاربت کرو۔ **وَابْتَغُوا** ای اطلبوا اور طلب کرو - **إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** - اللہ تعالے کی طرف وسیلہ - ای مایقربکم الیہ من طاعتہ - یعنے وہ چیز ڈھونڈو جو تمکو اللہ تعالے سے نزدیک کرے جو اسکی بندگی ہے در اصل وسیلہ وہ چیز ہے جس سے مقصود حاصل کرنے کی طرف توسل لیا جاوے اور یہان ابن عباس سے وسیلہ کی تفسیر قربت مروی ہوئی اور مراد اس سے وہ چیز ہے جس سے قربت حاصل ہو یعنے طاعات جو وسیلہ تقرب ہیں انمیں سے بھی دلی آرزو کے ساتھ ایسی چیز تلاش کرو جس سے تقرب ہو اور آگے خود جہاد کا حکم فرمایا جو اعلی وسیلہ ہے اور بعض صوفیہ کی عبارات جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کافروں سے لڑائی تو چھوٹا جہاد ہے اور نفس کشی بڑا جہاد ہے تو مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ محض لڑائی ظاہری تو آسان ہے اور نفس کو حرام و شبہات و ممنوعات میں پڑنے سے روکنا یہ زیادہ سخت ہے کیونکہ یہ دشمن سامنے نہیں اور چوٹ نہیں کھاتا اور حاوی ہو رہا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو بندے خالص نیت سے تقوی کے ساتھ جہاد کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ جہاد اصغر و اکبر دونوں کے جامع ہیں اور سابق میں مختصر عبارت میں اسکے فضائل بیان ہوچکے بالجملہ وسیلہ کی تفسیر قربت سے جو ابن عباسؓ سے مروی ہے وہی مجاہد و ابو وائل و ابن زید و بہتیروں سے مروی ہے اور ابن زید نے اسپر شاہد دوسری آیۃ قولہ اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ الآیۃ پڑھ دی اور قتادہ ؒ نے کہا یعنے اسکی طاعت و مرضیات پر عمل کرو **قال الشیخ ابن کثیرؒ** تقوی کا لفظ جب طاعت کے ساتھ بیان ہوتا ہے

تو مراد اُس سے یہ ہوتی ہی کہ حرام چیزون سے باز رہو اور جو منع ہین اُنکو چھوڑ دو اور جو تفسیر ان ائمہ صالحین سے مروی ہوئی اسی معنے کر ہی اور
مفسرین کے درمیان اس تفسیر مین کچھ اختلاف نہین ہی اور یہ جان لینا چاہیے کہ وسیلہ ایک خاص منزلت جنت کا نام بھی ہی اور وہ
منزلت فقط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص ہی یہان مراد نہین ہوسکتی ہی اور یہ عرش سے سب چیز سے زیادہ قریب ہی عمرو
بن العاص رض نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب تم لوگ اذان دینے والے سے سنو تو تم بھی اُسکے مثل کہتے جاؤ پھر مجھپر
درود پڑھو کیونکہ البتہ جسنے مجھپر ایک مرتبہ درود پڑھا تو اللہ تعالے اُسپر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہی پھر اُسکے بعد تم میرے واسطے درخواست
کرو کہ اللہ تعالے وسیلہ مجھے عطا کرے اور وہ جنت مین ایک درجہ ہی کہ اللہ تعالے کے بندون مین سے ایک ہی کے واسطے ہوسکتا ہی اور
مجھے امید ہی کہ وہ بندہ مین ہی ہونگا سو جسنے میرے واسطے وسیلہ کی درخواست کی اُسکو میری شفاعت روزی ہوگی رواہ مسلم اور یہ
معنے امام احمد و ترمذی و ابن مردویہ نے صحیح اسانید کے ساتھ ابوہریرہؓ سے روایت کیے اور نیز اسکو طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباسؓ اور
ابن مردویہ نے ابوسعید خدری سے روایت کیا ہی معنے یہ ہونگے کہ یہ منزلت فقط آنحضرت صلعم کے واسطے ہوگی پھر آپ کے ساتھ آپ کے
صالحین اہل بیت رضوان اللہ علیہم ساکن ہونگے پس اب روایات صحاح کے معنے مین موافقت ہوگئی۔ وَجَاهِدُوا
فِي سَبِيلِهِ - لاعلاء دینہ یعنے اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنے کے یہ معنے ہین کہ اُسکا دین بلند کرنے کے واسطے جہاد کرو تب ہی
اللہ تعالے کی راہ مین ہوگا چنانچہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ لوگون نے کافرون سے لڑنے والونکے اقسام باعتبار نیت کے بیان
کرکے پوچھا کہ انہین سے اللہ تعالے کی راہ مین لڑنے والا کون ہوا تو آپ نے فرمایا من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ہی العلیا فہو فی سبیل اللہ
یعنے جسنے اس نیت سے قتال کیا کہ اللہ تعالے کا کلمہ بلند ہو تو وہ اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنیوالا ہی الحاصل ای ایمان والو اللہ تعالے
سے تقویٰ رکھو اور نیک اعمال سے اسکی جناب مین تقرب ڈھونڈو اور اسی کا کلمہ بلند ہونے کے لیے جہاد کرو۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ تفوزون
تاکہ فوز حاصل کرو اللہ تعالے نے بندگان اولیا کو پہلے تو حرام و ممنوع سے پرہیزگاری رکھنے کا حکم دیا پھر پاکیزہ کرکے طاعات کی رغبت
دلائی اور جہاد پر آمادہ کیا کہ وہ فوز عظیم ہی پھر بندگان اولیا کے حال کے بعد اُن مخلوق کا حال خراب بیان فرمایا جو نافرمانی کرتے اور نیک و
بد نہین سمجھتے اور عاقبت کا وبال و عقاب اپنے سر سمیٹتے ہین یہ مخلوق مملوک مقہور ہین اور یہ لوگ بالکل مبائن از اول فریق ہین اسیواسطے
ان خبیثون کو بالکل الگ کرکے بدون واو عطف وغیرہ کے ذکر فرمایا۔ اِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا - جو لوگ کفر و شرک پر مرگئے۔ لَوْ أَنَّ
ای لو ثبت ان۔ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا - اگر یہ صورت فرض کیجاوے کہ تمام زمین مین جو کچھ مال و خزانہ وغیرہ ہی سب انکے
لیے ہی۔ وَمِثْلَهُ مَعَهُ - اور اسکے برابر اور بھی ہی۔ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ - تاکہ قیامت کے
عذاب سے چھٹکارے کے لیے اس سب کو وہ فدیہ دین تو بھی۔ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ - اُنسے یہ قبول نہ کیا جائیگا۔ بلکہ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ - اُنکے لیے درد دینے والا عذاب ہوگا اور سراج مین کہا کہ ولہم ای لا لعصاۃ المسلمین۔ یعنے انھین کافرون کیواسطے عذاب
الیم ہوگا اورون کے واسطے نہوگا چنانچہ متقی مومنون کے واسطے بالکل نہوگا اور گنہگار مسلمانون کے واسطے ایسا عذاب نہوگا اور نیز
گنہگار مسلمان بعد چندے اپنی معصیت کی سزا اُٹھا کر نکالے جاوینگے برخلاف کافرون کے کہ کبھی نہ نکلینگے چنانچہ فرمایا۔ يُرِيدُونَ
ای یتمنون۔ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ - تمنا کرینگے کہ نکلین آگ سے لیکن حکم قطعی ہوچکا کہ۔ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ
مِنْهَا - کبھی وہ آگ سے نہین نکلنے والے ہین۔ اسیواسطے جملہ اسمیہ وغیرہ مفید تاکید و استمرار سے بیان کیا تاکہ سمجھ لیا جاوے اور جو نکہ

کفر بڑی جہالت واندھاپن ہی جس سے دنیا کی سمجھ جو حواس سے متعلق ہی چاہے کتنی تیز ہو لیکن آخرت و راہ حق کی سمجھ جو عقل سے متعلق ہی
اُسمین بالکل نادان ہوتے ہین چنانچہ اس زمانہ مین فرقۂ نصاری کو دیکھکر عبرت حاصل کرو کہ دنیا کے کامو نمین کتنے ہوشیار اور ہوش و حواس والے ہین اور
دین کے معاملہ مین وہی تین خدا کہے جاتے ہین اور جب دلائل سے بحث مین پکڑے جاتے ہین تو بغلین جھانکتے ہین لہذا اللہ تعالے نے قولہ
وما ہم بخارجین منہا۔ سے جو مفہوم تھا اسکو تصریح سے بھی فرمادیا کہ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ۔ اور اُنکے لیے عذاب دائمی ہے
ف مقیم بمعنے ٹھہرا ہوا کہ جنبش نہ کرے اور کبھی نہ ٹلے یعنے دائمی عذاب ہی اور اُسمین بھی خبر مقدم کرکے انحصار کردیا کہ یہ مخصوص کافرون کے
لیے ہی اور گنہگار مسلمانون کے حق مین ایسا نہوگا اور احادیث سے گنہگار مسلمانونکا دوزخ سے نکلنا مصرح ثابت ہوا پس فرقۂ معتزلہ وغیرہ
جو کہتے ہین کہ مسلمان اگر کبیرہ گناہ کرکے بلا توبہ مرگیا تو وہ بھی دائمی دوزخی ہی تو اُنکا قول مردود ہی جیسا کہ آیت کریمہ سے مفہوم اور
احادیث سے مصرح ثابت ہوا اور تعجب ہی زمخشری معتزلی نے کشاف مین جابجا بہت سی روایتون کو جو بنائی ہوئی موضوع وضعیف وغریب ومنکر
ہین استدلال مین پیش کیا اور جب اس مقام پر پہونچا تو صحیح حدیثون کو کہنے لگا کہ یہ تو محدثین اہل سنت وجماعت نے گڑھ لی ہین صاحب
فتح البیان نے سچ کہا کہ ایسے ناواقف بیخبر آدمی سے کیونکر اس غرض سے گفتگو کی جاوے کہ جو حق بات ہی وہ ظاہر ہو جسکو روایت کے
فن سے وقوف نہین اور صحیح وضعیف وموضوع مین اُسکو تمیز نہین ہی یہ کتنی بڑی جہالت ہی کہ موضوع ومنکر سے تو دلیل لاوے اور گنہگار
مسلمانونکے دوزخ سے نکالے جانے کی صحیح مشہور بلکہ متواترات حدیثونکو موضوع تبلادے لیکن مترجم اہل ایمان و انصاف کی آگاہی کیواسطے
اختصار سے بیان کرتا ہی واضح ہو کہ نہایت صحیح احادیث واخبار سے جو بتعداد کثیر ہین یہ بات ثابت ہوگئی ہی کہ کچھ گنہگار اہل توحید و اسلام
اگلی امتونکے اور اس امت کے بھی دوزخ مین جاوینگے پھر نکالے جاوینگے اور رہے کفار سو وہ کبھی نہین نکلینگے چنانچہ حضرت انس رض سے روایت
ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ دوزخی آدمی لایا جائیگا اُس سے کہا جائیگا کہ ای آدمی تو نے اپنا ٹھکانا کیسا دیکھا یہ عرض کریگا کہ بہت ہی بُرا
ٹھکانا ہی حکم ہوگا کہ زمین بھر سونا تو اپنے فدیہ مین دیسکتا ہی کہیگا کہ ہان ای پروردگار مین دیدونگا اللہ تعالے فرماویگا کہ تو جھوٹا ہی اس سے بہت
آسان تجھسے کہا گیا اگر تو نے نہین کیا پھر حکم ہوگا کہ دوزخ کو اسے لیجاؤ رواہ مسلم والنسائی والبخاری اور ابن صہیب نے جابر بن عبد اللہ رضی
عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دوزخ مین سے ایک قوم نکالی جاوینگے اور جنت مین داخل کیے جاوینگے
تو ابن صہیب نے کہا کہ اللہ تعالے تو فرماتا ہی کہ یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین منہا حضرت جابر رض نے جواب دیا کہ آیت کو
اول سے پڑھو یعنے ان الذین کفروا لو ان لہم ما فی الارض الی آخر الآیۃ۔ آگاہ ہو کہ یہ انھین لوگون کے حق مین ہی جو کافر ہین رواہ
ابن مردویہ واحمد ومسلم فی صحیحہ وابن ابی حاتم وابن المنذر اور بعض روایت مین ابن صہیب نے بیان کیا کہ پہلے تو مین غصہ ہوا پھر حضرت جابر رض
کی تحقیق کرنے اور قرآن مجید مجھے سمجھانے کے بعد مین تحقیق پر ہوگیا اور ایسا ہی طلق بن حبیب سے ثابت ہوا اور ایسا ہی عکرمہ نے ابن الازرق
کے جواب مین ابن عباس سے روایت کیا ہی بالجملہ صحاح احادیث سے اسطرح متواتر المعنے ثابت ہوا کہ ضروریات مین سے ہوگیا ہی اسواسطے کتب
عقائد مین بیان کیا جاتا ہی ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اشارہ ہی کہ حسن تقوی اچھا
وسیلہ ہی اور تقوی یہ کہ سوائے اللہ تعالے کے سب سے نظر اٹھالیوے اور غیر کی طرف نظر نہ رکھے اور اسی تقوی سے اُسکی طرف وسیلہ ڈھونڈھے
کہ سوائے حق تعالے کے بندون کا اُسکی طرف کچھ وسیلہ نہین ہی کیونکہ وہی پاک خود بندون کے لیے وسیلہ ہی یہ عمدہ معنے مفہوم ہین
چنانچہ تو دیکھ کہ شاعر کہتا ہی ؎ ایا جود معن ناج معنا بحاجتی + فلیس الی معن سواہ شفیع + یعنے معن جو مرد کریم وسخی ہی اُسکی صفت کرم کو

خطاب کرکے کہتا ہی کہ ای معن کے کرم تو ہی معن سے میری حاجت کو چھپے سے بیان کردے کیونکہ معن ایسا کریم ہی کہ اُسکے پاس کسی غیر کی سفارش کی ضرورت نہین وہی خود بذریعۂ اپنے کرم کے اپنے پاس سفارشی ہی پھر وسیلہ بیان محبت و معرفت الٰہی ہی اور اسی سے اسکی طرف استعانت ہی کہ بندہ مراد کو پہونچ جاتا ہی **قال المترجم** سلسلۂ کلام یون ہی کہ ظلم و فدر یہود و اہل کتاب پھر قصۂ ہر دو پسر آدم علیہ السلام و نیک کا نیک و بد کا بد انجام پھر بیان آنکہ بعد فہمایش رسولون کے بھی اہل بیوفائی کو اثر نہوتا اور وہی فساد و ظلم کیے جاتا جسکا نتیجہ پہونچنا عین عدل ہو پھر سزا اہل محاربہ تاکہ اہل طاعت کو امن ملے مگر غلبۂ رحمت سے توبہ کرنے والون کو عفو کرنا پھر ارشاد یہ کہ نفس و دنیا سے منھ موڑ کر اوتعالےٰ کی طرف تقوے سے وسیلہ پکڑین لیکن کافر اپنے ہاتھون دوزخ لیتے ہین اور اپنے ہاتھون فساد کرتے ہین اُنکے ہاتھ قلم کردو

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ

اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو اُنکے ہاتھ سزا اُنکی کمائی کی تنبیہ اللہ کی طرف سے اور اللہ

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ

زور آور حکمت والا ہی پھر جسنے توبہ کی اپنی تقصیر کے پیچھے اور سنوار پکڑی تو اللہ اُسکو معاف کرتا ہی بیشک اللہ

غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ

بخشنے والا مہربان ہی تونے معلوم نہین کیا کہ اللہ کو ہی سلطنت آسمان اور زمین کی عذاب کرے

يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

جسکو چاہے اور بخشے جسکو چاہے اور اللہ سب چیز پر قادر ہی

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا - جو کوئی مرد یا جو کوئی عورت چوری کرے تو اُنکے ہاتھ کاٹ دو سرقہ بکسر الرا اُس چیز کا نام ہی جو چُرائی جاوے اور سرق مصدر ہی اور وہ آنکھون سے پوشیدہ کوئی چیز لے لینے کو کہتے ہین جیسے محاربہ و قطع طریق یہ ہی کہ ظاہر کھلے ہوے لے لینا اور اس بیان سے ماسبق سے مناسبت بھی ظاہر ہوگئی پھر سرقہ مین سارق مرد کو سارقہ عورت سے مقدم کیا بوجہ اسکے کہ اکثر یہ فعل مردون سے زیادہ واقع ہوتا ہی جیسے سورۂ نور مین قولہ الزانیۃ و الزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ - مین زانیہ عورت کو زانی مرد سے مقدم کیا کیونکہ زیادہ میلان اس فعل زنا کا عورتون مین ہی پھر قولہ فاقطعوا ایدیھما مین قطع بمعنے ابانت یعنے جدا کر دینا اور معنے یہ کہ دونون مین سے ہر ایک کا ہاتھ کاٹ دو پس یدا ہما نہین فرمایا کیونکہ اجتماع دو تثنیہ کا عرب کی زبان مین کراہت ہی جیسے قولہ فان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما - مین قلبا کما - نہین آیا ہی اور مراد ید سے یہان داہنا ہاتھ ہی اور کمالین مین کہا کہ یہ بدلیل قراۃ ابن مسعود رضہ کے کہ فاقطعوا ایمانہما ای دونونکے داہنے ہاتھ کاٹ دو اور اسی پر اجماع منعقد ہوا ہی **قال ابن کثیر** یہ قرارت شاذ ہی صرف مؤید اس تفسیر کی ہی کہ ہاتھ سے داہنا مراد ہی ورنہ احادیث صحاح و اجماع سے یہ بات متعین ہوگئی کہ داہنا ہاتھ مراد ہی پھر لفظ ید کا اطلاق پہونچا تک اور کہنی تک اور مونڈھے تک ہوتا ہی اور جمہور سلف و فقہ کے چارون اماموں کے قول مین مراد پہونچا تک ہی کہ کوع سے جو کہ پنجہ اور کلائی کا جوڑ ہی کاٹا جاوے اور تل دیا جاوے تاکہ خون بند ہو جاوے اور یہی صحیح حدیثون مین مروی ہی **قال المفسر** و بینت السنۃ ان الذی یقطع فیہ ربع دینار فصاعدا - وانہ ان عاد قطعت رجلہ الیسرے من مفصل القدم ثم الید الیسری ثم الرجل الیمنی و بعد ذلک یعزر - اور سنت نبی صلعم نے ظاہر فرمادیا کہ سرقہ اگرچہ قلیل مال چرایا ہو یا کثیر مال لغت مین سب پر

صادق ہو لیکن شرع مین جس سرقہ مین ہاتھ کاٹا جائیگا وہ سرقہ ہو کہ چوتھائی دینار یا اُس سے زیادہ ہو خواہ نقد یا اتنے کا مال ہو یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہو اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک دس درہم یا اتنے کا مال ہو اور یہ بھی سنت نے ظاہر کیا کہ دایان ہاتھ کاٹے جانے کے بعد اگر اس نے دوبارہ چوری کی تو دوسری طرف کا پاؤن یعنے بایان پاؤن اُس جوڑ پر سے جہان قدم و ساق ملے ہین کاٹا جاوے پھر اگر تیسری بار چوری کی تو بایان ہاتھ کاٹا جاوے پھر اگر چوتھی بار چرایا تو دایان پاؤن کاٹا جاوے پھر اُسکے بعد اگر چرایا تو تعزیر دی جاوے اور یہ سب امام شافعیؒ کا مذہب ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک پہلی بار دایان ہاتھ اور دوسری بار بایان پاؤن کاٹا جاوے پھر تیسری بار اُسکو تعزیر دیجاوے گی۔ قال المترجم تحقیق کلام از ابن کثیر وغیرہ یون ہو کہ چور کے واسطے سزاے قطع زمانۂ جاہلیت مین بھی قریش کی ایجاد سے موجود ہو گئی تھی کہ اُنھون نے خانۂ کعبہ کے خزانہ چرانے والے کا ہاتھ قلم کیا کہ پھر چوری سے بندگان خدا امن مین ہو گئے اور مانند قسامت و دیت وغیرہ کے شرع مین یہ سزا بھی متوافق وار د ہوئی اور ان سب پر شروط زیادہ ہوئے ہین اور بعض فقہا اہل ظاہر اس طرف گئے ہین کہ جو کوئی چیز چرالے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو تو اُسکا ہاتھ کاٹا جاوے بدلیل آنکہ آیت عام ہو اسمین سرقہ کی مقدار مین کوئی تخصیص نہین ہو پس ان لوگون نے مال مسروقہ مین کوئی مقدار محدود نہین رکھی اور یہ بھی قید نہین اعتبار کی کہ وہ مال محرزہ چراوے اور تمسک انکا اُس حدیث سے ہو جو صحیحین مین حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ تعالے چور پر کہ ایک بیضہ چراتا ہو پس اُسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہو اور رسّی چراتا ہو پس اُسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہو پھر سواے ان اہل ظاہر کے باقی جمہور علما نے سرقہ مین حرز و نصاب کا اعتبار کیا اگرچہ اسکی مقدار مین اختلاف ہو حتی کہ چارون ائمہ فقہ مین سے ہر ایک کا قول اسکی مقدار مین علحدہ ہو پس امام مالک کے نزدیک تین درہم سکہ دار کھرے یا اس قدر دامون کا مال یا اُس سے زیادہ کو اگر حرز سے چرا دے تو ہاتھ کاٹا جاوے اور اس سے کم مین سزاے دیگر کا اختیار ہو ہاتھ نہین کاٹا جائیگا اور حجت اُنکی حدیث ابن عمرؓ ہو کہ حضرت صلعم نے ایک ڈھال چرانے والے کا ہاتھ کاٹا جسکی قیمت تین درہم تھی رواہ البخاری ومسلم ایضًا اور مالکؒ نے کہا کہ عثمانؓ نے ایک اترجہ چرانے والے کا جسکے دام تین درہم اندازہ کیے گئے تھے ہاتھ کاٹ دیا مالکؒ نے کہا کہ اس باب مین یہ اثر مجھے زیادہ محبوب معلوم ہوا اور اسکو مالکؒ نے موطا مین باسناد صحیح از عمرہ بنت عبدالرحمٰن روایت کیا کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین ایک چور نے اترجہ چرایا تو عثمانؓ نے اُسکی قیمت اندازہ کرائی پس تین درہم کو اندازہ کی گئی پس عثمانؓ نے ہاتھ کاٹ دیا فقہاے مالکیہ نے کہا کہ یہ کام جو کیا گیا خواہ مخواہ مشہور ہوا ہوگا اور اس پر صحابہ رضؓ مین سے کسی سے انکار ثابت نہین ہوا تو ایسے صنیع پر اجماع سکوتی نقل کیا جا سکتا ہو اور اسمین دلالت ہو کہ پھلون کی چوری مین ہاتھ کاٹا جاوے لیکن حنفیہ فقہا نے اسمین خلاف کیا اور شاید انکے نزدیک یہ تاویل ہوگی کہ وہ توڑ کر حرز مین کر لیا گیا ہوگا اور بغیر اثر بحیثیت مذکورہ حنفیہ وشافعیہ دونون پر حجت ہو کہ اول نے دس درہم اور دوم نے چہارم دینار کا کیون اعتبار کیا کیونکہ اسمین تین درہم کی مقدار مذکور ہو و قال المترجم اس حدیث و اثر مین اگرچہ یہ تنصیص نہین کہ تین درہم سے کم مین نہ کاٹا جاوے لیکن آگے تنصیص آتی ہو ہان یہ حدیث فعلی ہو قولی نہین اور اثر عثمانؓ انکا خود فیصلہ ہو وہ حدیث مرفوع نہین ہو اسکو یاد رکھو اور آگے چلو پھر شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ امام شافعیؒ نے چور کا ہاتھ کاٹے جانے کیواسطے چوتھائی دینار یا اسکے مساوی مالیت کا اعتبار کیا اور دلیل انکی حدیث عائشہؓ ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کاٹا جاوے چور کا ہاتھ چہارم دینار یا زیادہ مین رواہ البخاری ومسلم قال المترجم اس روایت مین اگرچہ یہ تصریح نہین کہ اس سے کم مین نہ کاٹا جاوے لیکن دوسری روایت صحیح مسلم مین ایسا ہو کہ نہ کاٹا جاوے چور کا ہاتھ مگر چہارم دینار مین یا زیادہ ہو قال ابن کثیر یہ حدیث قولی فاصل ہو اس مسئلہ مین اور چہارم دینار منجر ہوسکتا ہو ساتھ نص کے

شیخ ابن کثیرؒ نے حدیث مالک کا جواب اصحاب شافعیہ سے یون نقل کیا کہ دینار اس زمانہ مین بارہ درم کا تھا تو تین درم ڈھال کی قیمت چہارم دینار ہو گیا پس دونون حدیثین معنے مین متفق ہین وقال المترجم اعتبار نصاب کا سرقہ مین بنظر مالیت ہوگا اور یہ مستبعد ہے کہ چہارم ہونے کو علت ہو حتی کہ دینار بارہ درم کا تھا تو تین درم مین اور جب چالیس درم کا ہوا تو دس درم مین جیسا کہ حنفیہ نے کہا اور اگر ایک دینار چھوٹا کہ آٹھ ہی درم کا بنایا جاوے تو دو ہی درم مین حتی کہ بہت چھوٹا چار درم کا ہو تو ایک ہی درم مین ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا جاوے پس اس حدیث کو مسئلہ مین فاصل قرار دینا بعید ہے کیونکہ سرقہ مختص بدینار نہین پھر دینار مختلف ہین ہان اس زمانہ مین جبکہ آپ نے چہارم دینار کا حکم کیا تھا تو دلالت حال سے حکم معلوم تھا پس اگر بارہ درم کا دینار تھا تو تین درم یا چہارم دینار یا اسکے مساوی کا اعتبار متعین ہوگا اور اگر یہ معلوم ہونا متعذر ہو جاوے تو کیونکر نص ہونا مان لیا جائیگا مگر اسی طرح کہ چہارم دینار جسکے تین درم ہون پس قول مالکؒ سے کچھ خلاف نہوگا پھر فرمایا کہ چہارم دینار معتبر ہونیکا مذہب حضرت عمرؓ و عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے و عمر بن عبد العزیز و لیث بن سعد و اوزاعی و شافعی و اسحاق و ابو ثور و داؤد ظاہری کا قول ہے قال المترجم امام مالک نے جو اثر حضرت عثمانؓ سے روایت کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینار بارہ درم کا تھا جبکا چوتھائی معتبر ہوا ہے اور اسی سے اسحاقؒ سے ایک روایت مین انکا مذہب یہ مروی ہوا کہ تین درم یا چہارم دینار دونون مین سے کوئی چراوے ہاتھ کاٹا جاویگا اور یہی قول امام احمدؒ کا ہے اور امام احمدؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چوتھائی دینار مین چور کا ہاتھ کاٹو اور اس سے کم مین مت کاٹو اور اسوقت مین چوتھائی دینار تین درم کا تھا اور دینار بارہ درم کا تھا کذا رواہ احمد اور نسائی کی ایک روایت مین ہے کہ نہ کاٹا جائیگا چور کا ہاتھ ڈھال کی قیمت سے کم مین تو عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ ڈھال کی قیمت کیا ہے انھون نے فرمایا کہ چوتھائی دینار قال المترجم اسمین صریح دلالت ہے کہ چہارم دینار کہنے سے مالیت معلومہ مراد ہے اور خصوصیت چہارم کے لفظ کی نہین ہے کیونکہ بالاتفاق ڈھال کی قیمت کا اعتبار نہین تاکہ اگر عمدہ ڈھال بیس درم کی ہو تو بیس درم سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے حالانکہ روایت نسائی مین یہ لفظ ہے کہ ڈھال کی قیمت سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے پس ظاہر ہوا کہ ڈھال کی قیمت یا چہارم دینار سے غرض مالیت ہے اور اثر مالکؒ سے معلوم ہو گیا کہ کھرے تین درم مراد ہین پس اب غور کرنے کے قابل مذہب امام مالکؒ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ تین درم کھرے یا بارہ درم والے دینار کا چہارم یا اسقدر مالیت کی چیز چرا لے تو ہاتھ کاٹا جاوے اگرچہ فی الجملہ مبہم رہا کہ درم کی کیا مقدار تھی ہان صحابہ رضی اللہ عنہم کو بسبب دلالت حال کے یہ بات معلوم تھی پس ممکن ہے کہ ایک وزن کے حساب سے تین درم ہون اور دوسرے وزن سے زیادہ ہون پھر شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا و اما الامام ابو حنیفہ و اصحابہ ابو یوسف و محمد و زفر و کذا سفیان الثوری رحمہم اللہ فانہم ذہبوا الی ان النصاب عشرۃ دراہم مضروبۃ غیر مغشوشۃ۔ یعنے امام ابو حنیفہ و انکے شاگرد ابو یوسف و محمد و زفر اور اسی طرح شیخ سفیان ثوری رحمہم اللہ ان سب کا مذہب یہ ہے کہ نصاب سرقہ کھرے دس درم سکہ دار ہین جنمین میل نہو و احتجوا بان ثمن المجن الذی قطع فیہ السارق علی عہد رسول اللہ صلعم کان ثمنہ عشرۃ دراہم و قد روی ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا ابن نمیر و عبد الاعلی عن محمد بن اسحاق عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقطع ید السارق فی دون ثمن المجن و کان ثمن المجن عشرۃ دراہم قالوا فہذا ابن عباس و عبد اللہ بن عمرو قد خالفا ابن عمر فی ثمن المجن فالاحتیاط الاخذ بالاکثر لان الحدود تدرأ بالشبہات انتہی بلفظہ۔ اور حجت ان لوگون کی یون ہے کہ حضرت صلعم کے وقت مین آپ کے حکم سے جس ڈھال چرانے والے کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس ڈھال کی قیمت دس درم تھی اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے باسناد مذکور عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ڈھال سے کم دامونکی چوری مین چور کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے اور ڈھال کی قیمت دس درم تھی ان فقہا کی دلیل یہ ہوئی کہ دیکھو یہان ابن عباس و عبد اللہ بن عمرو دونون نے ڈھال کی قیمت بیان کرنے مین عبد اللہ بن عمرؓ سے خلاف کیا یعنے عبد اللہ بن عمرؓ نے تو تین درم بیان کیے تھے اور یہ دونون کہتے ہین کہ دس درم قیمت تھی تو شبہہ پڑا تو جنھون نے زیادہ قیمت بیان کی ہے

وہی احتیاط کرکے لینا چاہیے کیونکہ اسمین تین درم کم مقدار بھی آگئی تو دس درم کی مقدار نصاب ہونا قطعی ہوا اور تین درم کی مقدار نصاب لینے
مین شبہہ رہا اور بالاتفاق یہ کلیہ اصل مسلم ہی کہ حدود یعنے سزائین مقرری جن شروط کے ساتھ ہین اگر کسی مین کچھ شبہہ ہو تو حد ساقط ہوجاتی
ہی لہذا جب تین درم ہونے مین شبہہ ہا تو اس مقدار سے حد یعنے چور کا ہاتھ کاٹنا ساقط ہوگا قال المترجم پوشیدہ نہین کہ حدیث ابن ابی شیبہ
کی اسناد درجہ حسن سے کسی طرح کم نہین اور اسمین شیخ ابن نمیر و عبد الاعلی تو شیوخ بخاری و مسلم ہین اور محمد بن اسحق کی ترمذی نے بخاری سے توثیق
نقل کی اور اسناد عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ۔ سے جہابذۃ المحدثین وغیرہم نے استدلال کیا اور طحاوی نے اسی کو ابن عباس و عبد اللہ بن
عمرو اور ام ایمن سے باسانید جیدہ روایت کیا ہی پس اسناد مین جو ظاہر متصل ہی جسکو کلام ہو وہ نا انصاف متعصب ہی اسکو اللہ تعالی سے خوف
چاہیے پھر توجیہ استدلال مین بھی کوئی شبہہ نہین ہی اور ترجیح روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ بسبب روایت صحیحین یا اعتضاد بقضیہ حکم عثمان رضی
اللہ عنہ کچھ مفید نہین کیونکہ شبہہ باقی رہیگا اگرچہ ضعیف ہو اور خصوصاً اس صورت مین کہ شیخ ابن کثیر نے اسکے بعد لکھا کہ بعضے سلف رضی اللہ
عنہم کا یہ مذہب ہی کہ دس درم یا ایک دینار یا انمین سے کسی ایک کے برابر قیمت کے مال چرانے مین چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اور یہی قول
حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم و ابراہیم نخعی و ابو جعفر باقر رحمہما اللہ کا نقل کیا جاتا ہی بہرحال جمہور سلف و خلف وائمہ فقہ کے قول مین
سرقہ کی سزا ہاتھ کاٹنے کی دو شرط سے ہی ایک یہ کہ حرز سے مال چرایا و نکالا ہو اور دوسرے وہ مال بقدر نصاب ہو اور نصاب مین اختلاف بیان
ہوا اور بعضے اہل ظاہر جنھون نے حدیث ابوہریرہ مرفوع سے بیضہ یا حبل کی چوری پر ہاتھ کاٹے جانے سے استدلال کرکے حد سرقہ کا
کوئی نصاب نہین قرار دیا تو جمہور نے ان لوگون کو یہ جواب دیا کہ تمنے جس حدیث ابوہریرہ رضہ سے استدلال کیا اسکے معنے جو تم سمجھے ہو وہ نہین
ہین کیونکہ ہمنے جو صحیح احادیث اوپر بیان کردین انسے اتنا ضرور ثابت ہوا کہ تین درم سے یا چہارم دینار سے یا ڈھال کے دام سے کم مقدار
چرانے مین ہاتھ نہین کاٹا جائیگا پس یہ تو متعین ہوگیا کہ سرقہ کی حد جاری کرنے مین کچھ نصاب معتبر ہی اور مطلقاً سرقہ پر یہ حد جاری نہین ہی اور
یہی وہ حدیث ابوہریرہ رضہ تو اسمین بیضہ و حبل کا لفظ ہی پس بیضہ کا لفظ کئی معنے پر بولا جاتا ہی ایک تو انڈا جو معروف ہی اور دوسرے لڑائی مین جو
آہنی کلاہ سر پر رکھتے ہین جسکو خود بھی کہتے ہین وغیر ذلک پس بیضہ سے مراد یہان لوہیکا خود ہی جسکی قیمت نصاب سرقہ سے کم نہو
اور ایسی ہی حبل بمعنے رسی تو جہاز و کشتی وغیرہ کا رسا مراد ہی جسکی قیمت نصاب سے کم نہو اور جو مراد ہمنے بیان کی یہی بخاری وغیرہ نے
حضرت اعمش رح سے حکایت کی ہی اور اگر بیضہ و حبل سے انڈا اور رسی کے معنی مراد ہون تو بھی حدیث کا سیاق تو چوری کی مذمت مین ہی
پس احتمال ہی کہ آپنے زمانہ جاہلیت والونکی رسم پر بطور اخبار کے مذمت فرمائی کیونکہ وہ لوگ تھوڑی و بہت چوری پر ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے تو مذمت
کی کہ چور بیوقوف بدکار ہی کہ اسکی اس عادت کا یہ انجام ہی کہ اپنا قدر و قیمت والا ہاتھ ایک حقیر مال کے پیچھے تباہ کردیتا تھا اور اسی طرح اور ابحاث
ہین مترجم نے اسیقدر کافی سمجھکر اقتصار کیا بہرحال جمہور کے موافق حاصل تفسیر یہ ہوا کہ جو مرد یا عورت ایسے شخص کا جسکے خفیہ مال لینے کو
چوری اعتبار کیا جاوے اسقدر مال جو بقدر نصاب سرقہ ہو اور وہ حنفیہ کے نزدیک دس درم کم سے کم ہی خفیہ چراوے اور وہ مال محرزہ ہو اسکو
حرز سے باہر نکال لاوے اور توبہ یا عفو کرنے سے پہلے گرفتار ہوجاوے تو تم اسکا داہنا ہاتھ کاٹو اور تل دو پھر اگر دوبارہ چراوے تو بایان پاؤن
کاٹو اور تل دو پھر تیسری بار مین حنفیہ کے نزدیک قطع نہین ہی اور شافعیہ کے نزدیک چار بار تک چارون ہاتھ پاؤن کی قطع ہی پھر پانچوین بار
تعزیر دیا جاوے پس یہ حاصل تفسیر قولہ تعالے ہی والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما جزاء بما کسبا۔ یعنے جزا و سزا دو انکو بدلے
اس فعل کے جو دونون نے کمایا کہ غیر کا مال اپنے ہاتھون سے چرایا پس جزا کو نصب بنابر انکے مفعول مطلق واقع ہونے سے ۔ نکالا ۔

[illegible]

عقوبۃ ۔ مِّنَ اللّٰهِ ۔ یعنے اللہ تعالے کی طرف سے اُنکے حق مین یہ عقوبت واقع ہوئی ۔ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔ اے اللہ تعالے اپنے حکم مین غالب اور اپنی صنع مین حکمت والا ہے ۔ فَمَن تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ ۔ پھر جسنے رجوع کیا اور نادم ہوکر چوری سے توبہ کرلی ۔ وَأَصْلَحَ ۔ اور اپنے اعمال کو حکم اللہ ورسول کے موافق یعنے شرع کے مطابق ٹھیک کیا ۔ فَإِنَّ اللّٰهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ تو اللہ تعالے اُسکی توبہ قبول فرماتا ہے ۔ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔ اسمین انہ غفور رحیم ۔ کی جگہ نام پاک جلیل کو ظاہر فرمایا بغرض تصور عظمت وقال المفسرؒ فی التیسیر بھذا اما تقدم فلا یسقط بتوبتہ حق الآدمی من القطع ورد المال ۔ یعنے فان اللہ یتوب علیہ فرمایا اور یون نہ فرمایا کہ وہ عفو ہے پس اسمین وہی نکتہ ہے جو آیت محاربہ مین اوپر بیان ہوا یعنے اشارہ ہے کہ اسکے توبہ کرنے سے اللہ تعالے کی نافرمانی کا جو جرم ہے وہی عفو ہوگا پس اشارۃ النص سے ثابت ہوا کہ اسکی توبہ سے جس آدمی کا مال چرایا ہے اُسکا حق قطع ورد المال ساقط نہوگا پس مفسرؒ کے نزدیک ہاتھ کا ٹا جانا بھی حق آدمی ہے ثم قال نعم ثبت السنۃ ان عفی عنہ قبل الرفع الی الامام سقط القطع وعلیہ الشافعی ۔ ہان سنت سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اگر امام المسلمین کے حضور مین لائے جانے سے پہلے چور کو عفو کیا گیا تو ہاتھ کا ٹا جانا اُسکے ذمہ سے ساقط ہوجائیگا اور یہی شافعی کا قول ہے اور کمالین مین کہا کہ یہی ابو حنیفہ وجمہور فقہا کا قول ہے پھر واضح ہو کہ قولہ فان اللہ یتوب علیہ کی تفسیر مین ابن کثیرؒ نے لکھا یعنے جس شخص نے چوری کرنے کے بعد اللہ تعالے کی طرف رجوع کیا اور توبہ کی تو اللہ تعالے اُسکی توبہ قبول کرتا یعنے فیما بینہ وبین اللہ توبہ قبول کرتا ہے یعنے خالص جرم الٰہی معاف ہوجاتا ہے اور رہے لوگون کے مال تو جمہور علما کے نزدیک چور پر واجب ہے کہ اگر وہ مال بعینہٖ موجود ہو تو واپس کرے ورنہ اُسکا بدل واپس کرے اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ جب اُسکا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور وہ کمایا ہوا تلف کرچکا ہے تو وہ جزا پاچکا اب وہی ضمان اُسپر واجب نہوگی کیونکہ ہاتھ تو کٹوا چکا اور واضح ہو کہ صحیحین مین حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ قریش کو اس عورت کے حال سے غم لاحق ہوا جسنے حضرت صلعم کے زمانہ مین غزوہ فتح مکہ مین چوری کی تھی تو آپسمین بولے کہ اس عورت کے بارہ مین کون شخص ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرے پس بعض کہنے لگے کہ یہ جرأت کسکو ہے سوائے اُسامہ بن زید کے جو حضرت صلعم کا پیارا ہے پھر وہ عورت لائی گئی حضرت صلعم کے پاس پس اُسامہ بن زیدؓ نے اُسکے بارہ مین سفارش کی پس حضرت صلعم کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا کہ اللہ تعالے کی حدود مین سے ایک حد کے بارہ مین تو سفارش کرتا ہے پس اُسامہؓ نے عرض کیا کہ مین استغفار کرتا ہون آپ میرے حق مین استغفار فرما دین پھر جب تیسرے پہر کا وقت ہوا تو رسول اللہ صلعم نے خطبہ پڑھا اسمین اللہ تعالے کی حمد وثنا ایسی بیان کی جو جناب باری تعالے کی شان کے لائق ہے پھر فرمایا اما بعد واضح ہو کہ تمسے اگلے لوگ اسی سے ہلاک ہوے کہ انمین جب کوئی شریف چوری کرتا تو اُسکو چھوڑ دیتے اور جب کوئی ضعیف چوری کرتا تو اُسپر حد جاری کرتے تھے اور قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو مین اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالتا پھر آپنے اس عورت کے واسطے جسنے چوری کی تھی حکم دیا کہ اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ پھر اس عورت نے اچھی توبہ کی اور ایک مرد سے نکاح کرلیا اور اُسکے بعد وہ آیا کرتی تو جو کوئی حاجت اپنی بیان کرتی اُسکو مین حضرت صلعم سے عرض کردیتی تھی ۔ لفظ مسلم ۔ أَلَمْ تَعْلَمْ ۔ اسمین استفہام برائے تقریر ہے یعنے تو بالیقین جانتا ہے کہ أَنَّ اللّٰهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۔ اللہ کے لیے ہے ملک آسمانون وزمین کا ف یعنے وہی اُسکا مالک اور وہی حاکم ہے اُسکے حکم کے پیچھے کسی کا حکم نہین جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔ يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۔ جسکی تعذیب کو یعنے عذاب دینے کو چاہتا ہے اُسکو عذاب دیتا ہے ۔ وَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ ۔ اور جسکے لیے مغفرت کو چاہتا ہے اُسکی مغفرت کردیتا ہے ۔ وَاللّٰهُ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ہر شے میں سے تعذیب یا مغفرت بھی

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ

اے رسول نہ غمگین کریں تجکو وہ لوگ کہ جلدی کرتے ہیں بیچ کفر کے اُن لوگوں میں سے کہ کہتے ہیں ایمان لائے ہم ساتھ مونہوں اپنے کے

وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لا

اور نہ ایمان لائے دل اُن کے اور اُن لوگوں میں سے کہ یہودی ہوئے سننے والے ہیں واسطے جھوٹ کے سننے والے ہیں واسطے قوم دوسری کے

لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ

کہ نہیں آئے تیرے پاس بدل ڈالتے ہیں باتوں کو اُسکا ٹھکانا چھوڑ کر کہتے ہیں اگر دیے جاؤ تم یہ پس لے لو اُسکو

وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ

اور اگر نہ دیے جاؤ تم وہ پس بچو اور جو شخص کہ ارادہ کرے اللہ تعالیٰ گمراہ کرنا اُسکا پس ہرگز نہ مالک ہوگا تو واسطے اُسکے اللہ کیطرف سے کچھ

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ

یہ لوگ وہ ہیں نہ ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ پاک کرے دلوں اُنکے کو واسطے اُنکے بیچ دنیا کے رسوائی اور واسطے اُنکے

فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ

بیچ آخرت کے عذاب ہے بڑا بہت سننے والے ہیں جھوٹ کے بہت کھانیوالے ہیں حرام کو پس اگر آویں تیرے پاس

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـــًٔا ۭ

پس حکم کر درمیان اُنکے یا منہ پھیر لے اُن سے اور اگر تو منہ پھیرے گا اُن سے پس ہرگز نہ زیان پہونچا وینگے تجکو کچھ

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○ وَكَيْفَ

اور اگر حکم کرے تو پس حکم کر درمیان اُنکے ساتھ انصاف کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو اور کیونکر

يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ

منصف کریں تجکو اور پاس اُنکے توریت ہے بیچ اُسکے حکم ہے اللہ کا پھر پھر جاتے ہیں پیچھے اُسکے اور نہیں

اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ○ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ

یہ لوگ ایمان لانے والے تحقیق اُتاری ہم نے توریت بیچ اُسکے ہدایت ہے اور روشنی ہے حکم کرتے تھے ساتھ اُسکے پیغمبر

الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ

وہ جو مطیع تھے خدا کے واسطے اُن لوگوں کے کہ یہودی ہوئے اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم ساتھ اُس چیز کے کہ نگہبانی کروائی گئے تھے کتاب

اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاۗءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ

اللہ کی سے اور تھے اوپر اُسکے گواہ پس مت ڈرو اُن لوگوں سے اور ڈرو مجھسے اور مت مول لو بدلے نشانیوں میری کے

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○

مول تھوڑا اور جو کوئی نہ حکم کرے ساتھ اُس چیز کے کہ اُتارا اللہ نے پس یہ لوگ وہ ہیں کافر

یہودی زمانہ موسیٰ علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم تک شریعت کے احکام پر عمل کرنے سے اُکتا گئے اور اُنکے دل سخت ہوکر ظاہر کے خلاف باطن مین منافق ہوگئے تو آخرت سے شک مین ہوکر دنیاوی مال ومتاع کو نقد سمجھتے اور وعدہ آخرت کو موہوم و اُدھار جانتے ہیں دنیاوی راحت ولذات نفس کے پیچھے اُنکو شرع سے مخالفت بلکہ کفر کرنے مین ڈر نہ تھا اور موافق اخبار غیب کے یہ امت اسلامیہ مین بھی آخر مین بعضے فرقہ ضرور ایسے ہی ہونگے اللہ تعالے نے فرمایا۔ يَآ أَيُّهَا الرَّسُولُ ۔ اے محمد صلعم ۔ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۔ نہ غمگین کرے تجکو باز رہنا اور انکار کرنا ایسے لوگونکا جو جلدی کرتے ہین کفر مین ف یعنے گرے پڑتے ہین کفر مین جلدی کے ساتھ یعنے جبھی موقع پاتے ہین تو کفر مین گر جاتے ہین اسمین اشارہ ہے کہ ایمان مین داخل نہین ہوے اور کفر کے اندر گھس پڑتے ہین اور وہین ٹھہرے ہوے ہین اب سنکر تعجب ہوگا کہ ایسے لوگونکی کیا حالت ہے اللہ تعالے نے بیان فرمایا مِنَ الَّذِينَ ۔ ایسے لوگ ہین جنھون نے قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ ۔ اپنے منھون سے آمنا کہا کہ ہم ایمان لائے یعنے اپنی زبانون سے آمنا کہا ۔ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ ۔ حالانکہ اُنکے دل یقین نہین لائے ف یعنے ایک فرقہ منافق ہے کہ ظاہر مین زبان سے کہتے کہ ہم ایمان لائے حالانکہ دلمین یقین نہین ہوتا تھا دوسرا فرقہ یہود ہے ۔ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۔ مفسر نے اول کو منافقین کے حق مین قرار دیکر قولہ ومن الذین ہادوا ۔ کو الگ جملہ قرار دیا اسطرح کہ من الذین ہادوا خبر ہے اور قوم ۔ مبتدا مقدر اور مابعد اُسکی صفت ہے یعنے یہود مین سے ایک قوم ایسی ہے کہ ۔ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ ۔ خوب سننے والی ہے دروغ کو ف یعنے یہود مین ایک جاہل قوم ہے جو دل سے جھوٹی باتین مانتی ہے جو اُنکے عالمون نے گڑھی ہین ۔ اور نیز یہ قوم ایسی ہے کہ ۔ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ ۔ سننے والے ہین تجسے یہود مین سے ایک دوسری قوم کے واسطے جو کہ تیرے پاس حاضر نہین ہوئے ف یہ دوسری قوم والے مقام خیبر کے یہودی تھے اور قوم اول جو اُنکے واسطے سننے کو آئے تھے وہ بنی قریظہ تھے جو کہ مدینہ کے رہتے تھے اور بات یہ ہوئی کہ خیبر کے یہود مین سے ایک شریف مرد و ایک شریف عورت نے زنا کیا اور اُس زانی کی جورو موجود تھی اور اس زانیہ کا خاوند موجود تھا اور یہ زنا پکڑا گیا لیکن اُن لوگون نے مکروہ جانا کہ یہ دونون شریف ہین سنگسار کیونکر ہون تو اُنھون نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ تم لوگ اس نبی کے پاس جاؤ اور اس کی شریعت مین آسانی رکھی گئی ہے پس اگر دیکھو کہ وہ تمکو یہ حکم دیگا کہ اُنکے منھ کالے کرکے دُرّے مار و تو یہانتک لے لینا اور اُس سے بچنا کہ سنگسار کرنے کا حکم دیوے تو یہی پوچھنے اور سننے کو بنو قریظہ آئے تھے اور یہ قصہ صحیحین مین مروی ہے اور حاصل آنکہ اس فرقہ یہود کی دو بد خصلتین ہین ایک تو اپنے عالمونکی مفتریات کو گوش دلسے سنتے اور عوام کو حق سے بہکاتے ہین اور دوم حق بات کو پیغمبر سے سنتے اور تحریف کرتے ہین جیسے اُنکی عادت بیان فرمائی کہ ۔ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ ۔ الذی فی التوراۃ کآیۃ الرجم تحریف کرتے ہین اُن کلمات کو جو توریت مین ہین مانند آیۃ الرجم وغیرہ کے مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ بعد انکے مواضع کے جنپر اللہ تعالے نے کلم کو رکھا ہے اور حاصل آنکہ توریت کے کلمات کو اپنی جگہ سے تبدیل کرتے ہین حالانکہ پہلے سے یہ کلمات اپنے موقع پر ٹھیک تھے قسطلانی شرح بخاری مین ہے کہ بہت سے علما نے بیان فرمایا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے توریت و انجیل کے اکثر الفاظ بدل ڈالے اور اپنی طرف سے بجاے اُنکے دوسرے الفاظ داخل کر دیے ہین اور نیز بہت سے معانی کو بیجا تاویل کر کے بگاڑ دیا اور بعض نے کہا کہ اُنھون نے الفاظ و معانی دونونکو بدل ڈالا لیکن اس قول مین تامل ہے اسواسطے کہ بہت سے آثار و اخبار مین دلالت موجود ہے کہ اِن دونون کتابون مین زمانہ آنحضرت صلعم تک بہت چیزین بدون تبدیل کے باقی تھین اور بعض نے کہا کہ تبدیل فقط معانی مین ہے الفاظ مین نہین ہے لیکن یہ قول ٹھیک نہین ہو سکتا اسواسطے کہ دونون کتابون مین ایسے الفاظ موجود ہین کہ اللہ تعالے کی طرف سے

ان کا ہونا ہرگز جائز نہیں ہو سکتا **قال المترجم** اور نیز انہیں بعض مضامین مستحیل ایسے مندرج ملتے ہیں کہ انکے ذکر کی جرأت نہیں ہوتی
چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام و انکی بیٹیون کا قصہ لکھا کہ جب حضرت لوط ضعیف ہوئے تو انکی دو بیٹیون نے مشورہ کیا کہ باپ کی نسل جاتی
رہنے سے نبوت اس خاندان مین نہین رہیگی لہذا باپ کو شراب پلا کر مدہوش کرکے انسے جماع کیا اور نطفہ لے لیا کہ جو لڑکا پیدا ہو وہ نبی ہو
مترجم کہتا ہے کہ اسکی شناعت مین بیان کی حاجت نہیں ہے فافہم پھر قسطلانی نے لکھا کہ بعض نے اجماع نقل کیا ہے کہ توریت و انجیل کو لکھنا و
پڑھنا و دیکھنا جائز نہیں ہے پھر امام احمد و بزار وغیرہ کی روایت سے جو حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی توریت پڑھنے پر حضرت صلعم کے غضبناک
ہونے کی آئی ہے نقل کی اور فتح الباری سے تلخیص کا حوالہ دیکر لکھا کہ میرے نزدیک مسئلہ مین تفصیل ہے اسطرح کہ عالم کو توریت و انجیل پر نظر
کرنا تاکہ مخالفین کو الزام دیکر قائل کرے جائز ہے اور عوام کو جسکو رسوخ نہوا ہو نہیں جائز ہے **قال المترجم** ظاہر کلام مفسر رحمہ اللہ یہ ہے
کہ ان کتابون مین فی الجملہ تبدیل واقع ہوئی ہے پس حاصل تفسیر یہ کہ یبدلون الکلم من بعد ان کان ذا مواضع - یعنے کلم کو بدل ڈالتے ہین
اور بے جگہ کر ڈالتے ہین بعد ازانکہ وہ اپنی ٹھیک جگہ پر تھے - **یَقُوْلُوْنَ** - لمن ارسلوہم - کہتے ہین ان لوگون سے جنکو بھیجا کہ -
اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا - الحکم المحرف ای الجلد ای افتاکم محمد بہ - اگر دیے جاؤ تم یہ حکم تحریف کیا ہوا یعنے کوڑے مارنا یعنے اگر تمکو محمد فتوی
دین کہ کوڑے مار دو - **فَخُذُوْهُ** - اقبلوہ - تو لے لو یعنے اسکو قبول کرلینا - **وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ** - بل افتاکم بخلافہ - اور اگر تم یہ
حکم نہ دیے جاؤ بلکہ محمد تمکو اسکے خلاف حکم دین - **فَاحْذَرُوْا** - ان تقبلوا - تو اسکے قبول کرنے سے پرہیز کرو - **شیخ ابن کثیر**
نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ یہود نے ایک شخص مقتول کے بارہ مین بھیجکر فتوی لیا تھا کہ دیت کا حکم دین تو لینا اور اگر قصاص کا حکم دین تو نہ لینا
کہا اور صحیح یہ ہے کہ نزول اس آیت کا ان دو یہودیون کے حق مین ہے جنھون نے زنا کیا تھا اور اسمین چند احادیث وارد ہوئی ہین چنانچہ
مسلم مین عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس ایک یہودی و ایک یہودیہ دونون لائے گئے جنھون نے باہم زنا کیا
تھا پس رسول اللہ صلعم چلکر یہود کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم توریت مین کیا حکم پاتے ہو ایسے شخص کے حق مین جو زنا کرے بولے کہ دونو کا
منھ سیاہ کرکے ہم انکو شہر مین پھراتے ہین پھر وہ کوڑے مارے جاتے ہین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر سچے ہو تو توریت لاکر پڑھو پس یہود اسکو لائے
اور پڑھا یہانتک کہ جب پڑھنے والا رجم کی آیت پر پہونچا تو اسنے اسپر ہاتھ رکھ لیا اور اس سے پہلے اور پیچھے پڑھ گیا تو عبد اللہ بن سلام
نے جو حضرت صلعم کے ساتھ تھے عرض کیا کہ آپ اسکو حکم دین کہ ہاتھ اٹھا دے پس اسنے اٹھایا تو اسکے نیچے رجم کی آیت نکل آئی پس آنحضرت
صلعم نے حکم دیا کہ دونون سنگسار کیے گئے پس عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ مین بھی رجم کرنے والون مین تھا پس مین نے مرد زانی کو دیکھا کہ عورت کو
اپنی تئین آڑ دیکر پتھر کی چوٹ سے بچاتا ہے وقد رواہ البخاری وغیرہما ایضا اور روایت احمد و ابو داؤد مین ہے کہ یہود نے بعض نے بعض سے کہا
کہ ان دونون کو اس نبی کے پاس لیجاؤ کیونکہ وہ مبعوث ہوا تخفیف کے ساتھ یعنے اسکی شریعت کے احکام آسان کردیے گئے ہین پس اگر اسنے
ہمکو رجم سے کم سزا کا فتوی دیا تو ہم قبول کرلینگے اور ہمکو اللہ تعالے کے پاس حجت ہوجائیگی کہ ایک نبی نے ایسا فتوی دیا پس وہ آنحضرت
صلعم کے پاس آئے الحدیث اور اسمین ہے کہ حضرت صلعم نے یہود سے پوچھا کہ تمنے کیسے حکم الہی مین خلاف کیا تو انھون نے بیان کیا کہ ہمارے
ایک بادشاہ کے قرابت دار نے زنا کیا تھا تو اسنے رجم نہ کیا پھر اسکے بعد ہی عام لوگون سے ایک نے زنا کیا تو بادشاہ نے سنگسار کرنا چاہا
پس اسکی قوم والے حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے کہ ہمارا آدمی تو سنگسار نہین ہوسکتا جبتک تو اپنا قرابتی نہ لاوے کہ وہ بھی سنگسار کیا جاوے
پس سب نے ملکر باہم یہ صلاح کرلی کہ زنا کی سزا رجم چھوڑ کر یون ہے کہ منھ کالا کرکے شہر مین فضیحت کیا جاوے پھر کوڑے مار دیا جاوے اور ایک روایت مین ہے

مسلم مین ہے کہ حضرت صلعم نے یہود کے ایک عالم کو قسم دلائی کہ تجہے اُسی پاک پروردگار کی قسم جسنے موسی علیہ السلام پر توریت اُتاری ہے
کیا تم لوگ اپنی کتاب مین زانی کی یہی حد پاتے ہو وہ بولا کہ واللہ نہین۔ اور اگر آپ مجکو قسم نہ دلاتے تو مین آپکو آگاہ نہ کرتا ہم اپنی کتاب مین
یون پاتے ہین کہ ایسے زانی کو سنگسار کیا جاوے ولیکن زنا ہم لوگون کے شریفون مین کثرت سے واقع ہوا پس جب ہم کسی شریف کو پکڑتے تو
اُسکو رہا کر دیتے اور جب ضعیف کو پکڑتے تو اُسپر حد جاری کرتے تو ہم نے آپسمین یہ صلاح ٹھہرائی کہ آؤ ایک ایسی حد مقرر کرین کہ شریف و ضعیف
سب پر جاری کرین تو ہم نے کوڑے مارنے اور منھ سیاہ کرنے پر اتفاق کیا پس نبی صلعم نے فرمایا کہ اے میرے پاک پروردگار مین اول وہ شخص
ہون کہ تیرے حکم شریعت کو جبکہ ان لوگون نے مٹایا اور مین اُسکو زندہ کرتا ہون پس آپنے حکم دیا کہ یہودی مرد و عورت زناکار سنگسار کیے گئے پس
اللہ عزوجل نے نازل فرمایا یا ایہا الرسول لا یحزنک تا قولہ ان اوتیتم ہذا فخذوہ یعنے کہتے ہین کہ محمد پاس جاؤ سو اگر تمکو منھ کالا کرنے اور کوڑے
مارنے کا فتوی دین تو لیلو اور اگر سنگسار کرنے کا فتوی دین تو پرہیز کرو۔ تا قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ فرمایا کہ یہ
یہود کے حق مین ہے اور قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون۔ فرمایا کہ یہ یہود کے حق مین ہے اور قولہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک
ہم الفاسقون۔ کہا کہ یہ سب کفار کے حق مین ہے تفرد بہ مسلم عن البخاری وقد رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ اور بعض روایات مین ہے
کہ آنحضرت صلعم نے چار گواہ بلائے جنھون نے گواہی دی کہ ہمنے اس یہودی مرد کے آلۂ تناسل کو اس یہودیہ کی فرج مین دیکھا جیسے
سرمہ دانی مین سلائی ہوتی ہے اور ابن صوریا نے توریت مین ایسی ہی گواہی پر سنگسار کرنے کی حد کا اظہار کیا تھا رواہ ابوداؤد
وابن ماجہ اور اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قاضی اسلام کے حضور مین اگر کافرون پر کافر گواہ ہون تو قبول ہونگے پھر اوتعالے نے
بیان فرمایا کہ یہود مغضوب علیہم ہین۔ وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔ اور جس کے
حق مین اللہ تعالے نے گمراہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو تجھے کوئی چیز نہ ملیگی جو اُسکے دفع کرنے کے واسطے مفید ہو۔ یعنے جسکے حق مین اللہ تعالی
نے پاک کرنا نہین چاہا تو ارادۂ الٰہی کو کوئی روک نہین سکتا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ۔ یہ یہودی
ایسے ہی لوگ ہین کہ اللہ تعالے نے نہین چاہا پاک کرنا اُنکے دلون کو کفر سے ف اور اگر اوتعالے چاہتا تو ہو جاتا اس سے
صریح فرقۂ قدریہ کا رد ہے اور اہل سنت کے واسطے صریح حجت ہے کہ گمراہ کرنا اور ہدایت دینا اللہ تعالے کے ارادہ سے ہے بندہ خود مختار
نہین ہے۔ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ۔ اُنکے واسطے دنیا مین خواری ہے ف یعنے دنیا مین تو فضیحت و رسوا ہوکر جزیہ ادا کرنے
سے انکو ذلت و خواری ہے۔ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ اور آخرت مین اُنکے لیے عذاب عظیم ہے ف یعنے
دوزخ مین رہنا اور دوزخ کے نیچے طبقہ مین سخت عذاب کی کیفیت۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ۔ سحت
بضمتین ابو عمرو اور ابن کثیر و کسائی کی قراءۃ اور بضم و سکون باقیون کی قراءت ہے اور صواب یہ ہے کہ وہ جملہ انواع حرام کو شامل ہے
(المعنی) یہ قوم (یہود) دروغ کو خوب کان لگاکر سننے والے اور سُحت یعنے حرام کے کھانے مین سخت بیباک ہین شاید مراد یہان حکم مین رشوت
ہو یعنے یہود رشوت لیکر خلاف خدا و رسول کے حکم دیتے تھے اور حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ سُحت یعنے رشوت خواری تو عرض کیا گیا
کہ کیا حکم دینے مین رشوت لینا فرمایا کہ یہ تو کفر ہے اور حضرت صلعم سے روایت ہے کہ لعنت کی اللہ تعالے نے حکم مین رشوت دینے
والے اور لینے والے کو (رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ وابوداؤد عن بن عمرو بن العاص) اور بعض فقہا نے دینا جائز کہا جبکہ
مظلوم دیکھے کہ میرا سچا حق بدون رشوت دینے کے حاکم ظالم بگاڑ دیگا تو دینا مباح ہے (ترجمہ عالمگیریہ) فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

سو اگر یہ لوگ جنکی بد خصلتیں اوپر بیان ہوئیں تیرے پاس آویں اس غرض سے کہ تو اُنکے درمیان حکم کر دے تو۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ
أَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ تیری چاہے اُنمیں حکم کر یا اعراض فرما۔ یعنے تجھے اختیار ہے قال المفسرؒ یہ اختیار منسوخ ہے بقولہ تعالے وان احکم
بینہم الآیۃ۔ چنانچہ ابن عباسؓ سے شروع سورہ پر بیان ہو چکا پس انکے درمیان حکم کرنا واجب ہے جبکہ وہ مسلمان حاکم کے یہاں مرافعہ
کریں اور شافعیؒ کے دو قول میں سے یہی اصح قول ہے اور یہی ابو جعفر النحاس نے امام ابو حنیفہ و اُنکے اصحاب سے نقل کیا ہے اور اگر کسی
مسلمان کے ساتھ میں مرافعہ کریں تو بالاجماع واجب ہوگا۔ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ۔ اور اگر تو نے اعراض کرنا اختیار کیا تو فَلَنْ
يَضُرُّوكَ شَيْئًا۔ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکینگے۔ وَإِنْ حَكَمْتَ۔ اور اگر تو نے اُنکے درمیان حکم کرنا اختیار کیا۔ فَاحْكُمْ
بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ۔ العدل۔ تو اُنمیں حکم کر قسط یعنے عدل سے۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔ اللہ تعالے دوست
رکھتا ہے مقسطین کو یعنے اُن بندوں کو جو حکم میں عدل کریں اور مراد آنکہ اُنکو ثواب دیتا ہے اور یہیں سے نخعی و شعبی و زہری
و سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ قولہ فاحکم بینہم او اعرض عنہم۔ منسوخ نہیں ہے اور یہی امام احمد کا مختار ہے کیونکہ قولہ ان احکم بینہم بما انزل اللہ الآیۃ
میں عدل کے ساتھ حکم کرنے کا امر ہے اور ابن الجوزی نے کہا کہ یہی صحیح ہے اور تخییر کا حکم بنظر اسکے کہ یہ لوگ کچھ اس سے اتباع حق نہیں چاہتے
تھے بلکہ غرض یہ تھی کہ ایسے حکم کو شاید پاویں جو اُنکی خواہشوں کے موافق ہے ورنہ حق تو کتاب توریت میں معلوم تھا اسیواسطے آگے
التعجب لایا بقولہ۔ وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ۔ اور کیسے وہ تجھے حکم تلاش کرنے کو تیرے پاس آنے پر مجبور ہونگے۔ وَعِنْدَهُمُ
التَّوْرَاةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ۔ حالانکہ اُنکے پاس توریت ہے جسمیں حکم اللہ تعالے موجود ہے یعنے محصن زناکاروں کو رجم
کرنے کا حکم موجود ہے یہ استفہام تعجب لانیکو ہے حاصل آنکہ تیرے پاس حکم کے لینے آنے میں انکا مقصود یہ نہ تھا کہ جو سچا حکم ہے وہ جان لیویں کیونکہ
یہ جان لینا تو اُنپر آسان تھا بلکہ درحقیقت جانتے تھے جیسا کہ اوپر کی روایات قصہ سے واضح ہو چکا پس توریت میں تو یہ حکم جانتے اور منہہ
سے توریت ہی پر ایمان بیان کرتے تھے۔ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ۔ پھر منہہ پھیرتے اسکے بعد یعنے منہہ موڑتے ہیں تیرے
حکم سے بھی جو اُنکی کتاب کے موافق ہے پس اس تحکیم کے یہ زیادہ عجیب ہے۔ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ۔ یعنے تیرے اوپر ایمان
نہیں رکھتے یا آنکہ اپنی کتاب پر بھی ایمان نہیں رکھتے صرف زبانی دعوی کرتے ہیں کیونکہ اُسمیں جو حکم موجود تھا پہلے اس سے انحراف کیا
اور دوبارہ جب اُسکے موافق حکم دیا گیا تو پھر اس سے اعراض کرنے لگے۔ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ۔ ہم نے
توریت اُتاری تھی اس شان سے کہ اُسمیں ہدایت و نور ہے یعنے ہدایت یہ تھی کہ سچے عقائد بیان تھے جنکی پیروی سے گمراہی نہوتی اور نور
یہ کہ حکموں کا بیان صاف تھا۔ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ۔ من بنی اسرائیل۔ الَّذِينَ أَسْلَمُوا۔ انقادوا للہ۔ لِلَّذِينَ
هَادُوا۔ حکم کرتے اس کتاب کے ساتھ انبیاء بنی اسرائیل جو اللہ تعالے کے مطیع و منقاد تھے ان لوگوں کے حق میں حکم کرتے
جنھوں نے اپنے کو یہود کہا واضح ہو کہ بعد موسی علیہ السلام کے بہت سے انبیاء بنی اسرائیل گذرے جنکو توریت کے موافق حکم کرنے کا
فرمان تھا اور یہی حکم حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی تھا اور کتاب زبور میں وعظ و نصائح و اسرار ہی ادراحکام دنیا وہ توریت ہی پر
تھا اور اسی طرح حضرت عیسیٰؑ پر انجیل سے بعض احکام منسوخ کیے باقی سب توریت پر عمل رہا۔ واضح ہو کہ جمہور علما و فقہا نے کہا کہ اگلی شرائع
ہمپر واجب العمل ہیں جہاں تک منسوخ نہوں اور صحیح یہ ہے کہ اگلی شرائع میں سے جو کچھ ہمپر لیکر تعلیم عمل نقل کیا گیا اُسپر ہم عمل کرتے ہیں اور یہ
درحقیقت اپنی کتاب مجید کے موافق عمل ہے اگرچہ اسکو شرع سابقین سے توافق ہو کیونکہ شرع محمد صلعم بذات خود کامل و مکمل و مدلل

انفہام شرع سابق کے جامع ہیں اور یہان سے جنھون نے استدلال کیا وہ کچھ دلیل نہین یہان تو صرف یہ بیان فرمایا کہ جو لوگ اپنے آپکو یہودی کہتے ہین اُنکے درمیان اللہ تعالےٰ کے انبیاے سابقین جو موحدین تھے حکم کیا کرتے تھے۔ وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ۔ اور انبیا کی نیابت مین حکم کرتے ربانیون یعنے اُنہین سے جو حقانی عالم تھے۔ وَالْاَحْبَارُ۔ الفقہا اور فقیہ لوگ۔ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا۔ ای بسبب الذی استودعوہ ای استحفظہم اللہ ایاہ۔ مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔ ان یبدلوہ۔ بسبب اُس چیز کے محفوظ کر دیے گئے تھے یعنے اللہ تعالےٰ نے اُنکے حفظ مین رکھا اُس چیز کو کتاب الٰہی سے اور حفاظت اس امر کی کہ اُسکو بدل ڈالین۔ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ۔ اور وہ لوگ اس محفوظ پر شاہد تھے کہ وہ حق ہے قال فی السراج قولہ استحفظوا وکانوا کی ضمیر نبیون و ربانیون و احبار سب کی طرف راجع ہے اور اللہ تعالےٰ نے کتاب الٰہی کے حفظ کا علما سے ان دو وجہون سے عہد لیا ایک تو ضائع ہو جانے اور تحریف سے بچا دین چنانچہ حفظ کی جاوے تاکہ سہو نہو اور زبان سے پڑھا دین اور دوم آنکہ اُسکے احکام و شرائع کو مہمل نچھوڑین بالجملہ اللہ تعالےٰ نے توریت کی تعریف فرمائی کہ اسمین ہدایت و نور تھا اور انبیاے بنی اسرائیل اُسکے موافق حکم دیتے اور ربانیون و احبار جنھون کو کتاب الٰہی مستحفظ کی گئی تھی یعنے تحریف و تبدیل و مہمل چھوڑنے سے اللہ تعالےٰ نے اُنکو محفوظ رکھا تھا اور وہ شاہد تھے کہ اُسکے احکام وغیرہ سب حق ہین وہ بھی ہدایت و نور کے ساتھ متصف ہوکر حکم کرتے تھے بطریق نیابت انبیا علیہم السلام کے بعد پہلی بلا یہود مین یہ پھیلی کہ اُنھون نے کتاب اللہ تعالےٰ کی نگہداشت چھوڑ دی شروع کی کہ نہ محفوظ رکھی اور نہ اُسی پر مدار عمل رکھا آخر انجام یہ ہوا کہ اپنی ہوا و ہوس کے پابند ہوگئے اور منجملہ اُسکے احکام کے یہ رجم تھا وہ بھی ترک کیا اور منجملہ اُسکے آنحضرت صلعم کی پیروی و ایمان تھا اس سے بھی انکار کیا اور نوبت یہ کر دی کہ کتاب مین تبدیل و تحریف خود کر ڈالی بچانا و حفاظت کیسی پس اللہ تعالےٰ نے اُنکو اول حال کو یاد دلایا کہ اپنے کیسے پر پچھتا دین اور راہ پر آدین کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری و توحید و ایمان کی غرض سے ماننا تھا لہذا بعد اس تنبیہ کے اُنکو ارشاد کیا کہ۔ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ۔ اب بھی مت ڈرو لوگون سے اے یہودیو اس بات کے اظہار مین جسکا علم تمھارے پاس ہے مانند آنکہ محصن مرد و عورت زنا کرے تو سنگسار کیا جاوے اور یہ آخر زمانہ مین محمد صلعم عرب سے مبعوث ہونگے جنکی ایسی ایسی صفتین ہونگی اور اُنکی اتباع کل سب جہان جن و انسان پر فرض ہوگی پس ان باتونکو جو تمھاری کتاب مین ہین جب اُسکو حق جانتے ہو تو لوگون کے ڈر سے مت چھپاؤ کہ رجم ظاہر کرنے مین مارے جاؤگے یا صفت محمد صلعم کے ظاہر کرتے ہین سب لوگ مسلمان ہو جائینگے تو تمھاری آمدنی جاتی رہیگی ان باتون سے مت ڈرو ظاہر کرو کیونکہ رزاق اللہ تعالےٰ ہے وَاخْشَوْنِ۔ اُسکے چھپانے مین البتہ مجھسے ڈرو یعنے اللہ تعالےٰ دنیا و آخرت مین خوار کریگا۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔ اور مت خریدو میری آیات کے عوض تھوڑا مول یعنے مبادلہ مت کرو کہ میری آیات کے عوض جو توریت مین ہین تھوڑے دام لے لو۔ حاصل آنکہ دنیا خود حقیر اور اُسمین سے اُن آیات کے چھپانے پر جو تمکو ملیگا وہ نہایت ہی حقیر ہوگا تو اس کو میری آیات کے بدلے مت لو۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ اور جسنے اللہ تعالےٰ کے اُتارے حکم کے موافق حکم نہ کیا تو ایسے لوگ کافر ہین۔ یعنے جو کچھ اللہ تعالےٰ نے اُتارا ہے جو کوئی اُسکے موافق حکم نہ کرے وہ اس سے کفر کرنے والا ہوا اور توضیح سے اسکا بیان عنقریب آتا ہے انشاء اللہ تعالےٰ اور یہان شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان آیات کیواسطے دوسرا سبب نزول ذکر کیا اور مناسب و نافع سمجھکر مترجم اُسکو لاتا ہے حضرت ابن عباس رضی نے فرمایا کہ ان آیات کو اللہ عز و جل نے یہود کے دو فریق کے حق مین نازل کیا جنمین زمانہ جاہلیت کی لڑائی سے ایک زبردست عزت والا ہو گیا تھا اور وہ بنو نضیر تھے جیسا کہ دوسری

روایت میں ہی اور دوسرا ضعیف ومقہور ہوگیا تھا وہ بنو قریظہ تھے پھر ان دونوں نے آپس میں صلح کر لی تھی کہ نضیر میں سے جو قتل ہو اُس کی دیت
ستر وسق اور جو ضعیف قریظہ میں سے مقتول ہو اسکی دیت پچاس وسق ہی پس اسی پر تھے یہانتک کہ سخت لڑائی کے چند برس بعد
رسول اللہ صلعم مدینہ میں تشریف لائے پس قریظہ میں سے کسی نے نضیر میں کے ایک شخص کو قتل کیا تو بھیجکر سو وسق مانگے پس قریظہ نے کہا
کہ دو گروہ جنکا ایک ہی دین ایک ہی نسب اور ایک ہی شہر ہو کبھی نہیں ہو سکتا ہی کہ ایک کا خون بہا دوسرے سے آدھا ہو اور جب ہمنے تکو دیا تھا
تو تمھارے ڈر سے تھا اب تو محمد یہاں آگئے ہیں اب ہم تکو اس حساب سے نہیں دینگے (انصار سب مسلمان ہوگئے تھے انسے مدد تو ملتی نہیں
اسیواسطے ایک فریق کو جرات ہوگئی) یہانتک کہ دونوں فریق میں لڑائی ہونے کو قریب پہونچی پھر اس امر پر راضی ہوئے کہ محمد صلعم کو
حکم بناویں پھر نضیر نے آپس میں کہا کہ واللہ محمد تکو دونا دلوانے والے نہیں ہیں تو جاسوس متعین کرو کہ پتا چلا دے کہ آپ میں محمد کی کیا رائے ہی
پس اگر تمھارے موافق ہو تو حکم کر لو ورنہ پرہیز کرو پس چند منافقوں کو اس خبر رسانی کے واسطے مقرر کیا پس اللہ عز وجل نے اپنے رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کمبختوں کی اس ارادہ سے آگاہ کر دیا پس نازل فرمایا یاایہا الرسول لایحزنک الذین الآیات (رواہ احمد
وابوداؤد والنسائی وابن جریر) اور اوپر وہ احادیث بیان ہوچکیں جنمیں دو زناکاروں کے واقعہ میں یہود کا تحکیم لانا مذکور ہی تحکیم کا
قصہ اوپر مذکور ہوا اور شیخ ابن کثیر رحمہ نے اُسکو صحیح کہا اور یہاں تامل کیا کہ واللہ اعلم کون بات واقع ہوئی میرے نزدیک ظاہر ایہ دونوں
واقعہ متقارب ہوئے اور دونوں اسمیں شامل ہیں ف عرائس میں ہی کہ قولہ ومن یرد اللہ الخ اسمیں صریح ہی کہ مخلوق میں سے کسیکو
قدرت ایجاد نہیں اور وہ منحصر بذات قدیم ذوالجلال ہی اسی سے فتنہ کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور فتنہ یہ کہ بندہ کو اُسکے نفس
کے حوالے کرکے ایسی شہوات میں مبتلا کرے جو راہ حق سے کاٹ دیتے ہیں تاکہ قلب میں اندھیرا ہوجاوے پھر اسمیں نور بیان
ومعرفت نہ سماوے خواص رحمہ اللہ نے اشارہ کیا کہ او تعالے جسکی خاطر پریشان فرماتا ہی اُسکے جمع کرنے میں کوئی قدرت نہیں رکھتا
اسی کے مانند ابن عطاء نے کہا ہی کہ ابو عثمان رحمہ نے فرمایا کہ مراقبہ و مراعات سے محروم فرماتا ہی ابوبکر وراق رحمہ نے کہا کہ قلب کی
پاکیزگی دو چیزوں میں ہی ایک تو دل سے حسد نکالڈالے دوم آنکہ جماعت مسلمین سے نیک گمان رکھے قولہ تعالے سماعون للکذب
اکالون للسحت۔ اس کلام کے معنے میں ہمارے زمانہ کے مکار صوفی داخل ہیں جو گوشے میں بیٹھتے اور زہد و ترک دنیا ظاہر کرتے ہیں
اور صورت یہ کہ کندھوں پر عمدہ طیلسان ڈالتے اور دنیاداروں کی مدح اپنے حق میں سنتے ہیں کہ یا حضرت آپ کے مثل اب تو دنیا میں
نہیں ہیں اور آپ ایسے اور ویسے اور یہ زاہد بے عقل اُنکی فریبی و تکبر و غرور دلانے والی باتیں خوب سنتا ہی حالانکہ زاہد مذکور ایسا
ہی بھی نہیں اور دنیادار اس غرض سے بتاتے ہیں کہ بادشاہ سفرا وغیرہ سے ہماری سفارش کرے اور زاہد مذکور کو اپنا وسیلہ بناتے ہیں
اور اپنی مراد حاصل ہونے کے لیے اُسکو رشوتیں دیتے ہیں پس یہ زاہد بے تمیز سماعون للکذب یعنی جھوٹ باتیں سننے والا ہی اور اکالون
للسحت۔ یعنی رشوتیں کھانے والا ہی اللہ تعالے ایسے کمبختوں سے روے زمین کو پاک کرے اور ہمکو اُنکی صحبت و بد افعال سے
بچاوے کیونکہ یہ لوگ دین سے تو نکل بھاگے ہیں اور دین بیچکر دنیا لے لی ہی بعض مشائخ نے فرمایا کہ سماعون الکذب یعنی جھوٹے دعوے سننے
اکالون للسحت۔ یعنی دین بیچ کھانے والے ہیں قولہ والربانیون والاحبار جاننا چاہیے کہ ربانی وہ بندہ ہی جو معرفت و محبت و توحید کے
ساتھ اللہ تعالے کی طرف منسوب ہو پھر جب وہ ان مراتب سے واصل ہوا تو شہود جلال و جمال میں مستقیم و ادب کے ساتھ رہنے سے
صفات حق تعالے سے موصوف ہوجاتا ہی پھر جب وہ اپنے نفس سے فنا ہوا اور رب تعالے کے ساتھ باقی رہا تو ربانی ہوگیا اور مثال

اسکی جیسے آگ مین لوہا جبکہ آگ مین نہین تو آگ قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہی اور جب آگ مین پہونچا اور سرخ ہوگیا تو ناری ہوگیا یہی
حال عارف کا ہی کہ جب منور بانوار باری تعالے ہوا تو ربانی کہلایا اور موصوف بہ ربانی روحانی نورانی ملکوتی جبروتی ہوگیا اور احبار وہ
ہین جو اللہ تعالے سے کلام الٰہی کو بلا واسطہ بدون بیان کیفیت کے سنتے اور نور الٰہی سے حق و باطل مین تمیز و فرق کرتے ہین بعض
مشائخ نے کہا کہ ربانی وہ ہین جو سب حال مین اللہ تعالے کی طرف رجوع رکھتے ہین اور احبار وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکی آیات سے
عارف ہین بعض مشائخ نے کہا کہ ربانی وہ جو اللہ تعالے سے عارف ہین اور احبار وہ جو احکام الٰہی سے واقف ہین ابن طاہر نے مجمل
اشارہ کیا کہ ربانی تو صحابہ رضی اللہ عنہم ہین جنھون نے کلام الٰہی کو حضرت سرور عالم صلعم سے سنا اور احبار وہ علما ہین جنھون نے کتاب و سنت سے
علم حاصل کرکے اسپر عمل کیا قولہ تعالے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون - واضح ہو کہ یہان ظاہر آیت سے معلوم
ہوتا ہی کہ جو اللہ تعالے نے نازل فرمایا اُسکے موافق حکم نہ کرنے سے کافر ہوجاتا ہی حالانکہ یہ ایک فعل ہی اور کفر کا مرجع ایسے اعتقاد کی طرف
ہوتا ہی جو تصدیق ایمانی سے ضد و منافی ہو - پس یہان دو مقام ہین اول آنکہ یہ کفر کس معنے مین ہی اور دوم آنکہ یہ مخصوص بنی اسرائیل کیساتھ
تھا یا عام ہی کہ اس امت کو بھی شامل ہی پس توضیح و تحقیق مقام اول یہ ہی کہ قولہ تعالے یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین سے آخر تک مین سبب
نزول دو بیان ہوئے ایک تو یہود خیبر مین سے ایک مرد و عورت شریف کا زنا کرنا اور خیبر والونکا بذریعہ یہود قریظہ و بذریعہ بعض منافقون کے
دربارہ حضرت کی راے دریافت کرنا دوسرا سبب یہ کہ قریظہ سے نضیر کا دو چند دیت مانگنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انھین حکم قرار دینا پھر
مآل مین یہ کوئی سبب ہی یا دونون سبب ہون اتنا ضرور ثابت ہی کہ بنی اسرائیل نے توریت کے حکم مین تحریف کرلی ہی چنانچہ قولہ یحرفون الکلم من بعد
مواضعہ الخ سے صاف ظاہر ہی پس مجموعی حالت موجودہ پر بنی اسرائیل کے حق مین کہا کہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون اسواسطے
کہ انھون نے ما انزل اللہ کو تحریف کرکے دوسرا حکم نکالا اور حکم توریت پر راضی نہوے بلکہ نکالے ہوئے حکم پر اصطلاح ٹھہرائی اور یہی کفر ہی اور
ایسے اعراض و تحریف سے کافر ہونے مین کوئی خصوصیت بنی اسرائیل کی نہین بلکہ نصرانیون و مسلمانون سب کو شامل ہی اور یہی مقام دوم ہی
شیخ ابن کثیر رحمہ نے ذکر کیا کہ براء بن عازب و حذیفہ بن الیمان و ابن عباس رضی اللہ عنہم و ابو مجلز و ابو رجاء عطاردی و عکرمہ و عبید اللہ بن عبد اللہ
و حسن بصری وغیرہ تابعین نے کہا کہ قولہ ومن لم یحکم الخ اہل کتاب کے حق مین نازل ہوا اور حسن بصری نے اسقدر زیادہ کیا کہ اور ہمپر بھی واجب
ہی و سفیان ثوری و ابراہیم نخعی نے کہا کہ بنی اسرائیل کے حق مین ان آیات کا نزول ہی اور اس امت کے واسطے بھی اگر ایسا کرین تو بھی یہی حکم ہی
(رواہ ابن جریر) علقمہ و مسروق نے حضرت ابن مسعود رضی سے رشوت کو پوچھا تو فرمایا کہ یہ سحت مین سے ہی تو دونون نے عرض کیا کہ اور حکم مین
رشوت لینا - تو فرمایا کہ یہ کفر ہی پھر پڑھا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون (رواہ ابن جریر) مترجم کہتا ہی کہ شاید پہلا سوال
یہ تھا کہ اگر رشوت لیکر کسی حقدار کو حق پہونچا دے یا حق پہونچانے مین ڈھیل کرے کہ وہ مجبور ہی رشوت دے یا ناحق سعی کرے تو یہ رشوت حرام ہی
پھر دوبارہ سوال یہ کہ اگر حاکم جانتا ہو کہ یہ حکم ہی پھر رشوت لیکر حکم بدل دے تو جواب دیا کہ یہ کفر ہی فافہم اور سدی نے کہا کہ معنے یہ کہ جو حکم اللہ تعالے
نے اتارا اگر اسکو عمداً چھوڑ دیا یا جان بوجھکر ظلم کیا تو وہ کافرون مین سے ہی علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس کہا کہ جسنے ما انزل اللہ سے انکار کیا تو
کافر ہوا اور جسنے اقرار کیا مگر اسکے موافق حکم نہ کیا تو ظالم فاسق ہی (رواہ ابن جریر) اور ابن جریر نے اختیار کیا کہ مراد اس سے اہل کتاب ہین جو
کوئی اس حکم سے انکار کرے جو اللہ تعالے نے کتاب مین اتارا ہی قال المترجم اگر کوئی شخص یقین کرے کہ یہ حکم رسول ہی پھر انکار کرے وہ کافر
ہوا وہ حکم مستحب ہو یا واجب یا فرض ہو یا کسی امر سے نہی تنزیہی یا تحریمی ہو سب یکسان ہین کہ منکر کافر ہوجائیگا اور چونکہ قولہ ومن لم یحکم - مین

من بصیغہ عموم ہے لہذا ہر شخص کو خواہ اہل کتاب میں سے ہو یا اہل اسلام میں سے ہو شامل ہے شعبی سے پوچھا گیا قولہ ومن لم یحکم تو کہا کہ مسلمانوں کے حق میں بھی ہے یعنے مسلمانوں کو بھی شامل ہے (رواہ عبد الرزاق وابن جریر) اور بعض نے کہا کہ یہ کفر بمقابلہ ایمان نہیں ہے بلکہ اس حکم کیساتھ کفر ہے جو اتارا گیا تھا یعنے وہ اس حکم سے منکر ہے (رواہ عبد الرزاق والحاکم عن ابن عباس) اور ابن طاؤس نے کہا کہ یہ کفر مانند کفر باللہ وملائکہ وکتب ورسل نہیں ہے اور شیخ مفسر رح نے کہا کہ ہم الکافرون ہے یعنی اس حکم سے کافر ہیں مترجم کہتا ہے اس ایک حکم سے عمداً کفر کرنا عین کفر ہے فافہم ہاں یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اسنے درحقیقت اس حکم کے حق ہونے سے انکار نہیں کیا بلکہ اپنے نفس کی رشوت خواری سے دوسرا حکم ناحق دیا تو گویا اول حکم سے منکر ٹھہرا پس جب تک حقیقۃً منکر نہو تب تک حقیقی کفر نہو واللہ تعالیٰ اعلم

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ وَالْأُذُنَ

اور لکھدیا ہمنے اُنپر اُس کتاب میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے

بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ ۚ وَ

بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلا برابر پھر جسنے بخش دیا تو وہ اُس سے پاک ہوا اور

مَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ ظالم ہیں بے انصاف

ان آیات میں یہود کو ملامت ہے کہ توریت میں انپر اسطرح قصاص کا حکم لکھا گیا اور وہ اسمیں عمداً اعناد سے مخالفت کرتے تھے چنانچہ مدینہ کے گرد واسے یہود میں سے اگر قریظہ والا نضیری کو قتل کرتا تو قصاص لیتے اور نضیری اگر قرظی کو قتل کرتا تو دیت ہی دیتے اور قتل خطائی در میں نضیری کی دیت قرظی سے دوچند لیتے تھے پس جیسے اسمیں خلاف توریت کیا ویسے ہی محصن زناکار کی سزا میں نص توریت سے خلاف کی اور رجم چھوڑ کر منھ سیاہ کرنے وکوڑے مارنیکی اصطلاح ٹھہرائی اسواسطے وہاں انکو فاولئک ہم الکافرون کہا کیونکہ عمداً اخلاف کیا اور یہاں فاولئک ہم الظالمون کہا کیونکہ انھوں نے ظالم ومظلوم کا کچھ انصاف نہیں کیا - وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا - اور ہمنے توریت میں ان لوگوں پر فرض کیا تھا کہ - إِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ - جان بعوض جان کے ہے یعنے جو شخص کسی دوسرے نفس کو عمداً قتل کرے تو وہ قصاص میں قتل کیا جاوے - وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ - اور آنکھ پھوڑ دی جاوے بعوض آنکھ کے - وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ - اور ناک کاٹی جاوے بعوض ناک کے - وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ - اور کان کاٹا جاوے بعوض کان کے - وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ - اور دانت اُکھاڑا جاوے بعوض دانت کے ف کسائی نے نفس و عین وانف واذن کو رفع سے پڑھا - وَالْجُرُوحُ - برفع قراۃ ابن کثیر وابو عمرو وابن عامر وکسائی ہے اور باقیوں نے دونوں جگہ نصب پڑھا - قِصَاصٌ - اور جروح قصاص ہیں ف جروح جمع جرح بمعنے زخم یعنے جراح میں قصاص لیا جاوے جہاں ممکن ہو جیسے ہاتھ و پاؤں وآلہ تناسل وماننداسکے اور جہاں جرح میں قصاص نہیں ممکن ہے وہاں دو عادل آدمی حکم قرار دیے جاویں جسقدر رجیا نہ وہ تجویز کریں وہ دلایا جاوے - اگر کہا جاوے کہ ہماری شرع میں کیا یہ حکم بسی لیا جاتا ہے مفسر رح نے جواب دیا کہ یہ حکم اگرچہ بنی اسرائیل پر فرض کیا گیا تھا لیکن وہ ہماری شرع میں بھی مقرر ہے ابن کثیر رح نے فرمایا کہ اصولی وفقہا میں سے بہتیرے اسطرف گئے ہیں کہ ہمسے اگلی امتوں پر جو شرع تھی وہ ہمپر بھی شرع ہے لیکن اس شرط سے کہ وہ ہمارے واسطے اسطرح مقرر منقول ہوئی ہو منسوخ نہوئی ہو اور یہی قول جمہور کا مشہور ہے اور ابن ابی حاتم نے حسن البصری رح سے روایت کی کہ یہ حکم

بنی اسرائیل پر اور ہمپر عام ہی اور امام نووی نے اگلون کی شریعت کے بارہ مین تین قول حکایت کیے اور تیسرا قول یہ کہ ہمپر شرع ابراہیم حجت ہی
نہ غیرہ ولیکن صحیح یہ کہ نہین بلکہ ہمپر شرع مستقل ہی اور اس آیت سے بھی ہمپر شرع ہی امام ابو منصور بن الصباغ نے شامل مین نقل کیا کہ علما نے
بالاتفاق اسی آیت سے قصاص کا حکم لیا ہی پھر سورہ بقرہ مین ہی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی یعنے قصاص فرض ہی آزاد بمقابلہ آزاد کے
اور غلام بمقابلہ غلام کے اور عورت بمقابلہ عورت کے .. ۵ - اور یہان النفس بالنفس ہی یعنے جان بمقابلہ جان کے اور یہ عام ہی خواہ
عورت بمقابلہ مرد ہو یا برعکس ہو لہذا سب ائمہ نے اسی آیت سے حجت پکڑی کہ مرد نے اگر عورت کو قتل کیا تو قصاص مین قتل کیا جاوے
بسبب عموم اس آیت کے اور روایت نسائی وغیرہ مین بھی حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم نے عمرو بن حزم کے خط مین لکھا کہ مرد بعوض عورت کے قتل
کیا جاوے وہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور نیز مسلمانون کے خون مساوی ہونے کی حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہی اور یہی جمہور علما کا قول ہی لیکن
عموم حجت ہی اور ایسے ہی امام ابو حنیفہ نے اس آیت کے عموم سے حجت پکڑی کہ ذمی کافر کے عوض مسلمان قتل کیا جاوے اور اسیطرح غیر کے غلام کو
قتل کرنے کے عوض قتل کیا جاوے لیکن جمہور علماے امام ابو حنیفہ رح سے اسمین خلاف کیا چنانچہ حضرت علی رض سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جاوے رواہ البخاری و مسلم ابو حنیفہ رح نے کہا یعنے حربی کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جاوے قال
ابن کثیر اور غلام کے بارہ مین سلف سے آثار متعدد آئے ہین کہ وہ لوگ غلام کے عوض مین آزاد مرد سے قصاص نہین لیتے تھے اور اس مسئلہ
مین کچھ حدیثین نقل کیجاتی ہین ولیکن صحیح نہین ہین اور شافعی نے اسمین قول حنفیہ کے برخلاف اجماع نقل کیا ہی ولیکن اس سے حنفیہ کے
قول کا باطل ہونا لازم نہین آتا جب تک کہ اس آیت کریمہ کی تخصیص کرنیوالی کوئی دلیل صحیح نہو صحیح نہین ہین ربیع کے دانت توڑنیکی حدیث
ثلاثیات بخاری سے ہی حدثنا محمد بن عبد اللہ الانصاری ثنی حمید ان انسا رضی اللہ عنہ حدثہم یعنے انس بن مالک رح نے اپنے شاگردون سے حدیث
بیان کی کہ ربیع نے جو نضر رض کی دختر تھی ایک لڑکی کے اگلے دونون دانت توڑ دیے تو ربیع والون نے اس لڑکی والون سے درخواست کی کہ جرمانہ
لیلو اور عفو کردو انھون نے نہ مانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پس آپنے قصاص کا حکم دیا پس انس بن النضر یعنے ربیع کے بھائی نے کہا کہ کیا ربیع کے
دانت توڑے جاوینگے نہین یا رسول اللہ قسم ہی اس ذات پاک کی جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ ربیع کے دانت نہ توڑے جاوینگے تو آپ نے
فرمایا کہ اے انس کتاب اللہ مین قصاص ہی پھر پس وہ لوگ جو مدعی قصاص تھے رضی ہو گئے اور انھون نے عفو کردیا پس نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ
کے بندون مین سے ایسے لوگ ہین کہ اگر اللہ تعالے پر قسم کھالین تو اللہ تعالے انکی قسم سچی کر دیتا ہی پھر واضح ہو کہ جراحت کبھی جوڑ پر ہوتی ہی جیسے
ہاتھ اس جوڑ سے جو باہ (?) سے ملا ہی اور قدم اس جوڑ سے جو پنڈلی سے ملا ہی یا اسکے مانند کاٹ ڈالا تو بالاجماع اسمین قصاص واجب ہی اور کبھی ایسی
نہین ہوتی اور کبھی اسکے مقدار طول و عرض و عمق کی معلوم نہین ہوتی اور کبھی درصورت قصاص کے مرجانیکا خوف ہوتا ہی پس اگر ہڈی پر زخم ہو
تو سواے اسکے جو ٹوٹے تو امام مالک نے کہا کہ سواے ران کے اور سب مین قصاص ہی اور ران وغیرہ (?) کے مانند مین بسبب خوف موت کے قصاص
نہین اور امام ابو حنیفہ و صاحبین نے کہا کہ سواے دانتون کے اور کسی ہڈی کے زخم مین قصاص نہین ہی اور شافعی رح نے جملہ زخمہا سے
استخوان سے انکار کیا اور یہی عمر بن الخطاب و ابن عباس رض سے مروی ہی اور یہی حسن و عطا و شعبی و زہری و نخعی و عمر بن عبد العزیز کا قول ہی اور یہی
سفیان ثوری و لیث کا مذہب اور مشہور مذہب احمد رح کا ہی ولیکن امام ابو حنیفہ رح نے حدیث ربیع مذکورہ بالا سے حجت لی ہی مگر اس مین یہ کلام ہی
کہ شاید دانت بدون ٹوٹنے کے جڑ سے گرے ہونگے قال المترجم روایات مین ضرور کسر کا لفظ موجود ہی اور قلع کا لفظ کسی روایت مین
نہین ہی پس ظاہر لفظ قابل استدلال ہی اگرچہ احتمال باقی ہی واللہ اعلم اگر مجنی علیہ نے یعنے زخمی نے مجرم سے قصاص لیا اور قصاص کی

وجہ سے جانی مرگیا تو مالک و شافعی و احمد کے نزدیک مجنی علیہ قصاص لینے والے پر کچھ واجب نہیں قال ابن کثیر اور یہی جمہور صحابہ و تابعین کا قول ہے اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ قصاص لینے والے کے مال سے اسکی دیت واجب ہوگی عامر شعبی و عطاء و طاؤس و عمرو بن دینار و حماد بن ابی سلیمان و زہری و ثوری نے کہا کہ دیت قصاص لینے والے کے مددگار برادری پر واجب ہوگی اور حضرت ابن مسعود و نخعی و حکم بن عتیبہ نے کہا کہ قصاص لینے والے سے بقدر اُس زخم کے ساقط ہو کر باقی دیت اپنے مال سے اسپر ادا کرنی واجب ہوگی۔ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ - جسنے قصاص تصدق کیا یعنی قصاص تصدق کرنے کے یہ معنے کہ اپنی جان پر قصاص لینے کا قابو دیدیا۔ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ - تو یہ اُسکے جرم کا کفارہ ہے چنانچہ بعد قصاص کے اُسکے اوپر سے گناہ اُتر جاویگا۔ اور بعض علماء نے کہا کہ ایسے ہی معنے ابن عباس و مجاہد و زید بن اسلم سے مروی ہیں اقول پوشیدہ نہیں کہ اس کلام سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جرم کی سزا پانے سے گناہ کا کفارہ ہوجاتا ہے لیکن معنے میں استبعاد ہے اور اظہر وہ ہے جو زمخشری نے کہا کہ جس شخص نے تصدق کیا قصاص کو یعنے معاف کردیا اور قصاص نہ لیا تو یہ اُسکے واسطے کفارہ ہے یعنے بقدر اُس عفو کے اُسکے گناہ معاف ہونگے یہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے اور ابو الدرداءؓ سے مرفوع روایت ہے کہ جس مسلمان کو کوئی مصیبت اُسکے جسم میں پہونچائی گئی پس اُسنے معاف کردی تو اسکے عوض اللہ تعالیٰ اُسکا درجہ بلند کرتا اور اُسکے عوض اُسکے گناہ کو کفارہ کردیتا ہے وفی الحدیث قصۃ رواہ ابن جریر و احمد و الترمذی و رواہ ابن مردویہ و النسائی عن عبادۃ بن الصامت ورواہ احمد عن المحرز بن ابی ہریرۃ عن رجل من اصحاب النبی صلعم۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ - جسنے اللہ تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے حکم کے موافق حکم نہ کیا خواہ قصاص ہو یا نہو۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ - تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت سے مخالفت کرکے اپنی جان کو عذاب میں ڈالتے ہیں اور یہ یہودیوں کی عادت تھی کہ توریت میں جو احکام اُنکو ناگوار ہوئے اُنکو تحریف و تبدیل کرکے اپنی رائے سے حکم نکالے اور اہل انجیل نے بھی انھیں کے قدم پر قدم رکھا

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ

اور پیچھا ڈالی میں بھیجا ہم نے انھیں کے قدموں پر عیسٰی مریم کا بیٹا　سچ بتاتا　توریت کو　جو آگے سے تھی　اور اُس کو دی

الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً

دی ہم نے انجیل جسمیں ہدایت　اور روشنی اور سچائی کرتی　اپنی اگلی　توریت کو　اور راہ بتاتی　اور نصیحت

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ

ڈر والوں کو　اور چاہیے کہ حکم کریں　انجیل والے اُسپر جو اللہ نے اتارا اُسمیں　اور جو کوئی　حکم نہ کرے

اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اللہ کے اتارے پر　سو وہی لوگ ہیں　بے حکم

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ - اور ہمنے اُن کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو بھیجا یعنے انبیاء بنی اسرائیل جو موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوئے اور برابر متواتر کثیر ہوتے آئے اُنکے پیچھے ہی بلا زمانہ فترت کے ہمنے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ - درحالیکہ وہ تصدیق کرنے والا تھا اُس چیز کی جو اُسکے سامنے تھی توریت سے یعنے اُسکے قبل تھی وہ توریت کہ یعنے اُسکے پہلے سے جو توریت چلی آتی اور اُسکے روبرو موجود تھی

وہ اُسکی تصدیق کرنے والا تھا۔ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى ۔ اور ہمنے عیسی کو انجیل دی جسمین ہدایت ہے ف
ہدایت ہے گمراہی سے یعنے جو اسکو مضبوط پکڑے وہ گمراہ نہو بشرطیکہ پوری انجیل کی پیروی کرے اور یہ نہین کہ بعض کی پیروی کرے
اور بعض کو چھوڑے جیسے اہل کتاب کا دستور رہا۔ وَّنُوْرٌ ۔ اور اُسمین نور ہے ف یعنے احکام کا کھلا ہوا اظہار ہے پس بعض نے جو زعم کیا کہ عیسی
علیہ السلام کو احکام توریت پر عمل کرنیکا حکم تھا اور انجیل مین فقط نصائح و مواعظ تھے اُنکا زعم غلط ہے بلکہ انجیل مین بعضے احکام بھی
تھے۔ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۔ لما فیہا من الاحکام ۔ اور درحالیکہ مصدق ہے کتاب انجیل اپنی
پہلی والی کتاب توریت کی یعنے توریت کے احکام کی ف اسواسطے کہ جملہ احکام توریت برقرار رکھے سوا ے چند احکام کے جن کو
منسوخ کیا تو ناسخ اُس چیز کی تصدیق کرتا ہے جو منسوخ ہوئی کیونکہ نسخ بیان مدت ہے پس وہ بیان کرتا ہے کہ حکم منسوخ اسوقت تک کیواسطے
صحیح و ثابت تھا۔ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ درحالیکہ یہ کتاب انجیل ہادی و واعظ تھی ان لوگون کے واسطے
جو اللہ تعالے سے تقوی کرین ف یعنے ایمان شرعی پر ثابت رہین کیونکہ المتقین کو اس سے نفع ہے۔ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ
الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۔ یعنے ہم نے کہدیا کہ حکم کرین اہل انجیل اُس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالے نے انجیل مین اُتاری
ہے ف پس یہ عطف ہے و قفینا پر اور حمزہ کی قراۃ مین یحکم کا نصب اور لام اول کو کسرہ ہے پس یہ اٰتیناہ کے معمول پر عطف ہے
یعنے ہمنے عیسی کو انجیل دی تاکہ حکم کرین اہل انجیل موافق اُسکے احکام کے ۔۔۔ کہا کہ قراۃ جزم مختار ہے کیونکہ وہی جماعت کی قرات ہے
نحاس رح نے کہا کہ میرے نزدیک دونون قراتین عمدہ ہین کیونکہ اللہ تعالے نے ہر کتاب عمل ہی کے واسطے اُتاری ہے پھر معنے موافق قراۃ
جماعت کے بصیغہ امر یہ ہین کہ ہمنے اُسوقت عمل کرنے کے واسطے یہ حکم دیا تھا کہ اہل توریت و انجیل اپنی کتاب پر ٹھیک عمل کرین پھر اُن دونون
کتابون پر ٹھیک عمل یہی ہے کہ اُنمین لکھا ہوا ہے کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہون تو اُنپر ایمان لاوین اور اُنھین کی پیروی کرین
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ اور جو کوئی حکم نہ کرے اُس حکم کے ساتھ جو اللہ تعالے
نے اُتارا تو ایسے لوگ فاسق ہین ف یہ آیت درحق نصاری ہے اور یہی ظاہر ہے

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا
اور تجھپر اُتاری ہمنے　کتاب　تحقیق　سچا کرتی اگلی کتابون کو　اور سب پر شامل ہے
عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ
سو تو حکم کر　اُنمین　جو اُتارا　اللہ نے　اور اُنکی خوشی پر مت چل　چھوڑ کر　حق راہ
لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ
جو تیرے پاس آئی　ہر ایک کو تم مین دیا ہمنے ایک دستور اور راہ　اور اللہ چاہتا تمکو　ایک دین　پر کرتا　اور
لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا
لیکن تمکو آزمایا چاہتا ہے　اپنے دیے حکم مین　سو تم پڑھکر لو　خوبیان　اللہ کے　پاس　تم سب کو پہونچنا ہے
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ
پھر جتاوے گا　جس بات مین　تمکو اختلاف تھا　اور یہ فرمایا کہ حکم کر　اُن مین　جو اللہ نے اُتارا　اور نہ

لَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۚ فَإِنْ

مت چل اُنکی خوشی پر اور بچتا رہ اُنسے کہ تجھکو بہکا نہ دین کسی حکم سے جو اللہ نے اُتارا تجھپر پھر اگر

تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ

نہ مانین تو جان لے کہ اللہ نے یہی چاہا ہی کہ پہونچاوے اُنکو کچھ سزا اُنکے گناہون کی اور لوگون مین بہت سے

النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ۝ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا

بے حکم اب کیا حکم چاہتے ہین کفر کے وقت کا اور اللہ سے بہتر کون ہی حکم کرنے والا

لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝

یقین رکھتے لوگون کو

جب اللہ تعالے نے توریت اور انجیل کی اتباع کامل کا حکم دیا تو لازم آیا کہ اب قرآن عظیم جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہی اور اب وہ تمام کتب سابقہ کا ناسخ ہی اُسپر عمل کرین وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ۔ اور ہمنے تجپر اے محمد صلعم قرآن نازل کیا۔ بِالْحَقِّ حق کے ساتھ یعنے نازل کیا حق کے ساتھ جسمین کوئی شک وشبہہ نہین ہی اور قرآن کا حال یہ ہی کہ۔ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ۔ ای قبلہ۔ مِنَ الْكِتَابِ۔ وہ سچی بتلاتا ہی ان کتابون کو جو اس سے پہلے کی ہین یعنے توریت وانجیل وزبور وغیرہ جو آسمانی کتابین سابق کے انبیا علیہم السلام پر اُتری تھین سب کو سچی بتلانے والا ہی یعنے قرآن مجید مین صریح اللہ تعالی کا حکم موجود ہی کہ توریت وانجیل کو اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ اور قرآن نے اگر اُنکو منسوخ کردیا تو یہ تصدیق کرنے کے منافی نہین بلکہ اور موکد ہی کیونکہ نسخ کے یہی معنے ہین کہ نسخ کرنے والا یہ ظاہر کرتا ہی کہ جو منسوخ ہوا وہ ناسخ سے پہلے تک کے واسطے تھا اب نہین ہی پس تصدیق کی کہ منسوخ بھی ایک وقت خاص تک کے واسطے صحیح تھا۔ واضح ہو کہ انزال کے معنے اُتارنا خواہ ایکبارگی یا کئی دفعہ کرکے اور تنزیل بمعنے کئی دفعہ کرکے نازل کرنا پس اگلی کتابون پر فقط انزال صادق ہی الا آنکہ مجازاً تنزیل بولا جاوے اور قرآن مجید پر نزول بایں معنے کہ ایکسر تبہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر سب کا سب اُتار گیا تاکہ ملائکہ اُسکے اہتمام شان سے اسکی بزرگی جانین پھر وہان سے تھوڑا تھوڑا کرکے اُترا تاکہ سبق سبق کرکے بہترین امت صحابہ رضی اللہ عنہم تعلیم پاوین اور نہایت آراستہ ہو جاوین اور یہ بزرگی سواے صحابہ رضی اللہ عنہم کے کسی کو اگلون وپچھلون مین سے نصیب نہوئی اور قرآن مجید سے پہلے جو کتابین اُتاری گئی تھین اُنکو یہود ونصاری نے اسطرح تحریف وتبدیل کیا کہ حق بات دنیائی بات کا امتیاز باقی نہ رہا پس قرآن سے اللہ تعا نے اُنکا اختلاف کھول دیا لہذا فرمایا۔ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ۔ اور قرآن شاہد ہی کتابون منسوخہ پر عن ابن عباس ای موتمنًا علیہ۔ یعنے قرآن ہر اگلی کتاب پر امین ہی اور یہی قول عکرمہ وسعید بن جبیر ومجاہد ومحمد بن کعب وعطیہ وحسن وقتادہ وعطاء خراسانی وسدی وابن زید کا ہی اور ابن جریج نے اُسکے معنے یہ بیان کیے کہ قرآن ہر اگلی کتاب کا امین ہی جو کچھ اگلی کتابین سے ایسی بات بیان کیجاوے کہ قرآن سے موافق ہی تو وہ حق ہی اگرچہ منسوخ ہوا اور جو اس سے مخالف بیان کیجاوے وہ باطل ہی عوفی عن ابن عباس یعنے اگلی کتابون پر حاکم ہی اور اُسکا نکتہ وہی ہی جو پہلے بیان ہوا کہ اللہ تعالے نے توریت وانجیل اُتاری تھی تاکہ اپنی راے چھوڑکر اختلاف سے منہ موڑکر ایک راہ ہو جاوین پھر اہل کتاب نے باہم پھوٹ ڈالی اور ایسی تحریف ہر فرقے سے سرزد

ہوئی کہ اصل کتاب کا پتہ نہین چلتا ہی تو قرآن کو حاکم کیا ۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۔ پس اے محمد تو ان لوگون کے درمیان اسی کتاب سے حکم کر جو اللہ تعالے نے نازل فرمائی ف یعنے جب اہل کتاب تیرے حضور مین اپنا مقدمہ لادین تو اُن کے درمیان حکم کر اس چیز کے ساتھ جو اللہ تعالے نے تجھپر نازل فرمایا یعنے قرآن مجید کے حکم سے انکا فیصلہ کر اور واضح رہے کہ سنت رسول اللہ صلعم بھی اسمین شامل ہی چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ مجھے قرآن و اُسکے ساتھ اُسکے برابر اور دیا ہی ۔ حق یہ ہی کہ سنت رسول اللہ صلعم وحی خفی ہی جو قرآن کے خفی معنی کو ظاہر کرتی ہی پھر بینہم کی ضمیر مفسرین نے اہل کتاب کیطرف راجع کی اور شیخ ابن تیمیہ نے عام لوگون کیطرف راجع کی یعنی قرآن سے ہو فق لوگون کے درمیان حکم کر خواہ عرب ہون یا عجم خواہ کتابی ہون یا غیر کتابی پھر اسپر مذکور ہوا کہ اہل ذمہ جو مسلمانونکے ماتحت ہین اگر وہ حاکم اسلام کے پاس مرافعہ کرین تو انمین حکم الٰہی کے موافق حکم دینا واجب ہی چنانچہ حکم دیدیا کہ فاحکم بینہم بما انزل اللہ ۔ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۔ اور مت پیروی کیجیو اُنکے اہواء کی یعنے اُنکی رائے کی جو اُنھون نے گڑھ لی ہین ۔ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۔ عدول کرتے ہوے اس چیز سے جو تیرے پاس آچکی ہی حق سے ف یعنے حق سے عدول کر کے اُنکی گڑھی ہوئی رائے کی پیروی مت کیجیو اور یہ خطاب اگرچہ آنحضرت صلعم کو ہی لیکن مراد اس سے آپکی امت کے لوگ ہین کیونکہ آنحضرت صلعم نے کبھی اُنکی رائے کی پیروی نہین کی اور نہ ممکن تھا ۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ ۔ خطاب اُن سبکی طرف ہی مانند یہودی نصرانی اور مسلمان ۔ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۔ یعنی اے امتو تم مین سے ہر ایک کیواسطے ہمنے ایک شریعت اور ایک واضح راہ بنادی جسپر تم چلتے ہو الشرعۃ جس سے کسی چیز کیطرف راستہ لیا جاوے اور شرعہ جس سے پانی کیطرف شروع کیا جاوے یعنے پانی تک پہنچنے کی راہ جسکو گھاٹ بولتے ہین اور دین کو شرع کہنا بطریق تشبیہ کیونکہ اس سے آب حیات وحی تک پہونچ جاتا ہی اور یہان سے معلوم ہوا کہ دین پر مستقیم ہونے سے مقصود خاص رضاے الٰہی ہی اس سے اکابر نے کہا کہ شریعت طریقہ نوری ہی پھر اس طریقہ کو طی کر کے حقیقت و مراد کو پہونچتا ہی اور خلاصہ یہ کہ اے لوگو تمہارا اصل مقصود دین ایک ہی اور وہ توحید الٰہی و معرفت ہی اور یہ شرائع جو انبیا علیہم السلام لائے جنمین حلال و حرام کا فرق ہی تو یہ دین پر چلنے کے طریقے ہین اور اصل مقصود واحد ہی چنانچہ صحیح بخاری مین ابو ہریرہ رضی سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیا علاتی بھائی ہین ہمارا دین ایک ساہی یعنی ہم سب توحید پر ہین اور اللہ تعالی نے فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون ۔ اور فرمایا ۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت الآیہ ۔ پس حقیقت و مقصود دین تو سب متفق اور شرائع مین جو اختلاف ہی تو حکم و امر و نواہی مین ہی چنانچہ ایک ہی چیز کسی شرع مین حلال کردی اور کسی شرع مین حرام کردی اور کسی مین خفیف اور کسی مین شدید کردی تاکہ مطیع و عاصی ظاہر ہو اور وہ دین جسکے سواے اللہ تعالے کچھ نہین قبول کرتا وہ توحید و اسلام ہی کہ اُسی کے واسطے سب رسول آئے تھے ۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۔ علی شریعۃ واحدۃ ۔ اور اگر اللہ تعالے چاہتا تو سب کو ایک ہی شریعت پر کردیتا ۔ وَّلٰكِنْ ۔ فرقکم فرقا لِّيَبْلُوَكُمْ ۔ لیختبرکم ۔ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۔ ولیکن تفریق کردیا تم کو فرقہ فرقہ تاکہ امتحان کرے تمکو اس چیز مین جو تمکو دی ہی ف یعنے مختلف شرائع حاصل اُنکہ اسواسطے تمہاری شریعتون مین اوامر و نواہی مختلف کردیے تاکہ ظاہر ہوجاوے کہ کون تم مین سے اطاعت کرتا ہی اور کون نافرمانی کرتا ہی چنانچہ امت محمد صلعم پر شراب حرام کردی اگرچہ ابتداے اسلام مین حرام نہ تھی پھر جسوقت حرام ہونے کا حکم آیا اسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم نے جسکے پاس شراب تھی بہادی اور برتن توڑدیے پس یہ لوگ مطیع ہدایت تھے اور اپنے نفس و خواہش کے مطیع نہ تھے پس نفس کو مکلف کرنا دین ہی اگر ہر نفس اپنی خوشی پر چھوڑا جاتا تو بالیقین دنیا کا کوئی انتظام باقی نہ رہتا پھر جنھون نے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی وہ طاعت الٰہی سے خارج و مردود ہوے اور جنھون نے احکام الٰہی کی پابندی کی وہ اللہ تعالے کے نزدیک مقبول اور آخرت مین کرامت کے ساتھ ہونگے پس حاصل معنے یہ ہوے کہ اللہ تعالے

ف ۔ اور ہمنے جتنے رسول پہلے بھیجے تھے اُنکو یہی وحی کی کہ بیشک نہین ہے کوئی معبود سواے میرے پس میری ہی عبادت کرو ۱۲ م ف ۔ اور البتہ ہم نے ہر امت مین رسول بھیجے اس حکم کے ساتھ کہ عبادت کرو تم لوگ اللہ کی اور بتونکی عبادت سے پرہیز کرو ۱۲

بندون کے حقائق و اُنکی ظاہر و پوشیدہ خواہشون سے آگاہ ہی اسنے توحید کو سب مخلوق پر لازم کیا پھر ہر زمانہ مین اسوقت کی امت کے واسطے ایک شرع و قاعدہ مقرر فرمایا کہ اگر اسپر چلینگے تو انکی دنیا و دین دونون درست ہوتے اور یہ بھی ظاہر ہو تاکہ یہ لوگ اپنے نفس کے بندے نہین بلکہ او تعالے کے مطیع بندے ہین پھر تمام فساد کے بعد دوسرے نبی کو بھیجا اور حکمت کاملہ سے اُسکی شرائع کو مقرر فرمایا پس اول شرع سے جو کچھ چاہا منسوخ کر دیا اور جسقدر چاہا زیادہ و کم فرمایا پھر یہی طریقہ برابر چلا آیا یہانتک کہ او تعالے نے اپنے ایک بندۂ خاص رسول کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ پر رسالت ختم کر کے تمام روے زمین انسان وجن سب پر آپکی متابعت فرض کر دی اور پہلی سب شرائع منسوخ فرما کر آپ ہی کی شریعت قائم لازم فرمائی قال فی السراج یہ آیت و اُسکے مثل دیگر آیات اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ ہم لوگون پر اگلی شرائع لازم نہین ہین اور رہا قولہ تعالے شرع لکم من الدین ماوصی بہ نوحا الآیۃ۔ و اُسکے مانند تو مراد اس سے توحید و اسلام ہی اور فروع و امر و نواہی مراد نہین ہین **قال المترجم** جمہور علما کے نزدیک شرائع سابقہ جو منسوخ نہین اور ہمپر بطور تعلیم عمل نقل ہوے ہین وہ ہمپر لازم ہین و مترجم کے نزدیک مرجع اس بحث کا لفظی ہی کیونکہ جو شرائع ہمپر بطور تعلیم عمل لکھی گئی ہین وہ ہمپر اسی راہ سے لازم ہین اگرچہ وہ شرائع سابقہ بھی ہون پھر تفریق شرائع سے یہ امتحان منظور ہی کہ خالص بندے جو اُسکا حکم ہو مان لین لہذا فرمایا۔ **فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ** ۔پس جلدی کرو خیرات کی طرف ف یعنے اس بھلائی کو جلدی قبول کرو مراد آنکہ جس چیز کے کرنے کا حکم دیے گئے اسکو کرو اور جس سے منع کیے گئے ہو اسکو ترک کرو **وقال ابن کثیر** رح وہ طاعت الٰہی و اتباع اسی شرع کی ہی جسکو اللہ تعالے نے متقرر و ثابت فرمایا اور پہلے سب شرائع کا اُسکو ناسخ کر دیا ہی اور یہی معنی یہان مناسب ہین کیونکہ اللہ تعالے نے خبر دی کہ اُسنے ہر امت کے واسطے ایک شرع مقرر کی اور آئندہ وہ منسوخ ہوتی گئی ہی پھر قرآن مجید کو نازل فرمایا جو سب اگلی شرائع کا ناسخ ہی تو اب خیرات کی طرف جلدی کرو تاکہ وقت فرصت بسبب موت کے ہاتھ سے نجاوے یہ اسی قرآن مجید و شرع آخری کے موافق ہی اور آئندہ قیامت ہی۔ **إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا** ۔ اللہ تعالے ہی کی طرف تمہارا سبکا مرجع ہی ف یعنے بسبب اُٹھائے جانے کے قبرون سے یا جہان جسطرح خاک مین ملے ہو یا پانی وغیرہ مین قیامت کے روز اللہ تعالے ہی کیطرف واپس ہو گے **فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ** ۔ تو اللہ تعالے تمکو آگاہ کریگا جسمین تم اختلاف کرتے تھے ف یعنے امر دین جسمین تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کرتے اور جھگڑتے تھے اللہ تعالے کے یہان ظاہر ہوگا کہ تم جھوٹے تھے اور بدون تامل و فکر و دلیل کے اپنی راے و خواہش سے جھگڑتے اور دنیا و اپنے تن کی شہوات کے لیے یہ کام کرتے تھے پس ہر ایک کو اسکے کامونکا بدلا دیگا پس جھگڑنے و نافرمانی کرنے والے دوزخ مین جاوینگے اور نیک کام والے ثواب و جنت پا وینگے۔ **وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ** ۔ یہ عطف ہی الکتاب پر ای انزلنا الیک الکتاب بالحق وان احکم ۔ اور اسی سے استدلال کیا گیا کہ اوپر جو تخییر مذکور ہوئی کہ چاہے اہل کتاب کے درمیان ما انزل اللہ کے ساتھ حکم کرین چاہے نہ کرین تو یہ تخییر اس آیت سے منسوخ ہوئی یہی ابن عباسؓ سے روایت ہی اور ابن الجوزیؒ نے کہا کہ نہین دونون آیتین محکم ہین بالجملہ یہان حکم دیا کہ اہل کتاب مین حکم کر **بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ** ۔ موافق اسکے جو اللہ تعالے نے نازل فرمایا اور اہل کتاب کی گڑھی ہوئی باتون کی جو انھون نے خواہش نفس کے مطابق بنائی ہین اُنکی پیروی مت کر ف اور حضرت صلعم تو اس سے بری تھے کہ اُنکی خواہشون کی پیروی کرین بلکہ مراد یہ کہ امت والے حاکم عدل و انصاف پر چلین اور خلاف حکم الٰہی کی پیروی نہ کرین اگر پوچھا جاوے کہ اوپر بھی یہ حکم آچکا پھر یہان کرر کیا

جواب یہ کہ نہین بلکہ اوپر یہ بیان تھا کہ ہمنے تجھپر قرآن بحق نازل کیا تاکہ سب لوگون کے درمیان تجھکو حکم کرنے کے لیے حکم حق مل جاوے اور
لوگون کی گڑھی باتون کی حاجت نہواب بیان فرمایا کہ تو اسی حکم حق پر مضبوط رہیو کیونکہ شیطان کی پیروی والے دھوکا دیا کرتے ہین
وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۔ اور پرہیز رکھیو اس سے کہ تجھکو وہ لوگ فتنہ مین
نہ ڈالین بعض اس حکم سے بھٹکانے مین جو اللہ تعالے نے تیری طرف نازل فرمایا یعنے جو احکام اللہ تعالے نے تجھپر نازل فرمائے ہین
اُنمین سے کسی حکم سے بھی تجھے یہ فسادی لوگ دھوکا نہ دینے پاوین انسے پرہیز رکھیو اس سے ظاہر ہوا کہ بعض سے خلاف کرنا بھی نہین واہئے کیونکہ
یہ کل سے مخالفت ہوگی اگر عمداً کیا گیا اسیواسطے اگر کوئی شخص کسی شرعی بات کو جان بوجھکر انکار کرے تو وہ کافر ہوجاتا ہے اگرچہ باقی کا انکار نہ کرے
اور معالم وغیرہ مین مذکور ہے کہ بعض یہود جو اُنکے نزدیک عالم تھے وہ حضرت صلعم سے درخواست کرتے تھے کہ ہمارے موافق فیصلہ کر دیجیے
تو ہم ایمان لاوین پس حضرت صلعم کو اللہ تعالے نے متنبہ و ہوشیار کر دیا کہ لوگونکے مسلمان ہوجانے کی لالچ سے آپ کبھی ایسا نہ کرینگے
اگرچہ وہ لوگ اپنی خیانت و مکاری سے دھوکا دین بلکہ حق صریح کے ساتھ حکم دینگے ۔ پھر ایک حکمت تقدیر سے تسکین دی کہ فَاِنْ تَوَلَّوْا
پھر اگر یہ لوگ منھ موڑین ف یعنے جو سچا حکم اللہ تعالے نے اُتارا ہے اگر اس سے یہ لوگ اعراض کرین اور اسکے سوائے باطل حکم چاہین
فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ۔ تو جان لے کہ اللہ تعالے کے ارادہ مین یون ہو چکا
ہے کہ ان لوگون کے بعض گناہ کے عوض اُنکو دنیا مین بھی مصیبت پہونچا وے ف اگرچہ آخرت مین اُنکے سب گناہون پر اُنکو
عذاب دیگا واضح ہو کہ قولہ فاعلم انما الخ سے علم استدلالی ہے یعنے اگر اہل کتاب اس حکم حق سے اعراض کرین تو جان لے کہ تقدیر یون جاری
ہے ۔ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۔ اور لوگون مین سے بہتیرے فاسق ہین ف اُنکی جبلت ایسی خراب
ہے کہ رب عز وجل کے دائرہ توحید و طاعت سے خارج رہنا چاہتے ہین اسیواسطے شرع حق سے مخالف فیصلہ کے خواہشمند ہوے
اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۔ یہ فاسق لوگ حکم جاہلیت کی خواہش کرتے ہین ف جو حق سے خارج اور جہالت پر مبنی
ہے کیونکہ اُنھون نے صاف حکم حق سے اعراض کیا یبغون بیاء تحتانیہ اکثرون کی قراءت ہے اور ابن عامر نے تبغون بتاء فوقانیہ پڑھا
پس غیبت سے خطاب کی طرف التفات ہے یعنے مخاطب کرکے یون جھڑکا کہ اگر تم کو توریت پر یقین ہوتا تو تم اُس سے برخلاف جہالت
کیون مانگتے جو گمراہی ہے اور اللہ تعالے کے حکم سے کیون منھ موڑتے ۔ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ
يُّوْقِنُوْنَ ۔ اور کون ہے اللہ تعالے سے بہتر حکم مین ایسی قوم کے نزدیک جو یقین رکھتے ہین ف یعنے مومنون کے نزدیک
اللہ تعالے سے بہتر کسیکا حکم نہین ہے مومنون کی خصوصیت اسواسطے فرمائی کہ اللہ تعالے کے حکم حق کو یہی بندے سمجھتے ہین
برخلاف کافر و مشرک کے جو اپنی رائے کے اٹکل ملاتے ہین اور بسبب بیعقلی کے اپنی رائے کو مرجح ٹھہرا کر شیطان و نفس کے بندے ہوجاتے ہین ف قال
فی العرائس قولہ تعالے لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا ۔ شرع الٰہی مین دو قسم کے احکام ہین ایک وہ جنسے جسم پاکیزہ ہوجاتا ہے اور دوم وہ کہ جنسے روح
اپنے کمالات معرفت پر پہونچتی ہے پھر وضو و غسل و ذکر زبان و تلاوت قرآن و نظر صنعت الٰہی و قدم براہ جہاد و حج وغیرہ سے شریعت طہارت
جسم ہے اور اسی مین معانی سے کمال روح ہے اسیواسطے ذکر تلاوت وغیرہ مین زبان سے پڑھے اور دل سے غور رکھے تاکہ شریعت کی نہر عم
یعنے گھاٹ سے مقصود آب حیات تک پہونچے اور دائمی زندگی پاوے ورنہ کافر مردہ ہوتا ہے پھر اعمال ظاہری مانند روزہ نماز کے خود ظاہر
ہین اور باطنی معانی کو شیخ رحمہ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالے نے قدم و بقا کے آب حیات پر پہونچنے کے واسطے ارواح قدسیہ اور قلوب

بارقہ اور معقول نورانیہ ہر ایک کے گھاٹ علیحدہ مقرر کیے ہین پس بعض کے لیے علم اور بعض کے لیے قدرت اور بعض کیلیے صمدیت اور بعض کیلیے حکمت اور بعض کیلیے کلام وخطاب اور بعض کیلیے معرفت ومحبت اور بعض کیلیے عظمت وکبریا یعنے جدا جدا گھاٹ ہین پھر اُن کے لیے مناہج یعنے نورانی راستے ہین کہ صفات سے ذات کی طرف اور ذات سے صفات کی طرف اور صفات سے صفات کیطرف اور اسمار سے نعوتہا کی طرف اور نعوت سے اسمار کی طرف اور اسمار سے افعال کی طرف جداگانہ راستے ہین تاکہ ہر ایک اپنے ذوق ومشرب کے موافق معرفت حاصل کرلے پھر انہین باہم جدائی اور نزدیکی دونون متحقق ہوسکتی ہین چنانچہ جسکا گھاٹ دوسرے سے موافق ہے تو انہین باہم موافقت ہے اور جنہین ایسی موافقت نہین وہ ایک دوسرے کو نہین پہچانتے ہین اور انہین آپسمین جھگڑا بھی ہوجاتا ہے اسی جسے علماء ربانی مین باہم اتحاد توحید کے ساتھ اختلاف اجتہادی بھی ہے اور یہ اللہ تعالے کی غیرت قدیم ہے تاکہ بندو نمین سے بعضے دوسرونکی طرف ظہور انوار خاص سے میل نہ کرین اور اُنپر سوائے اُس پاک تعالے کے کوئی مطلع نہو اور یہ درحقیقت رحمت ہے جو اعلی العموم جمہور پر واقع ہوئی ہے اور اُس تفاوت مین فوائد ہین کہ علوم غیبی سے اللہ تعالے کی مراد کو متفاوت وجوہ پر جو درحقیقت ایک ہی سلسلہ ہین ہر صرف نزدیکی مین فرق ہے لوگ حاصل کرلائے اور یہی مشہور نکتہ ہے کہ عالمونکا اختلاف عام امت کیواسطے رحمت ہے **قال المترجم** اور یہانسے ظاہر ہوا کہ ہر عالم راہ صواب پر ہے اگرچہ انہین بعض کو زیادہ قرب ہے اور اجتہاد مین بھی ایک نے مثلاً ایک جانور کو مباح نکالا اور دوسرے نے مکروہ کہا کیونکہ مشارب جداگانہ کے واسطے روا ہے کہ ایک ہی چیز ایک کے حق مین مباح ہو اور دوسرے مشرب کے حاصل کرنے کیواسطے حرام ہو اور اسکی مثال یہ ہے کہ دو بیمارون کو صحت مطلوب ہے تو ممکن ہے کہ خطمی ایک کیواسطے مفید ہو اور دوسرے کو مضر ہو اور یہی نکتہ ہے جو حدیث مشہور مین وارد ہوا کہ میرے صحابہ سب ستارے ہین جسکے وسیلہ سے راہ ڈھونڈھو تم راہ پاؤگے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے پھر ہر شخص جانتا ہے کہ مطلوب ایک ہے باوجود اسکے ہر صحابی کو ستارہ ہدایت قرار دیا تو بھید اسمین یہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے اور یہ مقام نہایت لطیف ہے اور بسیط تحقیق چاہتا ہے لیکن گنجایش نہین اور اہل دلکو ایک اشارہ متنبہ کرتا ہے۔ واللہ یہدی من یشاء۔ قولہ تعالے ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ چونکہ اسرار صفات بے نہایت ہین پس جیسے صفت رحمت وغضب کے مظاہر مختلف کیے کہ مومنین ہمیشہ راہ رحمت مین مؤمن ہین اور راہ غضب مین کفار ہین اسی طرح ہر ایک مین طرح طرح کے اصناف ہین کیا نہین دیکھتے ہو کہ کفر مین کسقدر بیشمار مختلف ملتین ہین اور وہ دنیاوی شہوات مین ظاہر ہین اور جانب رحمت مین درجات آخرت کے لیے مشارب متعدد ہین تاکہ جمیع ظہورات کے مظاہر ہون پس ایکہی امت نہین کیا قولہ ولکن لیبلوکم فیما آتاکم۔ پس امت توحید مین اپنی اپنی کوشش کرتے ہین قولہ فاستبقوا الخیرات۔ طلب مین سرگرم رہو اسلیے کہ درجات بے انتہا ہین۔ حاصل آنکہ جو کچھ معرفت تم کو حاصل ہوئی وہ سمندر سے ایک قطرہ ہے اور اصل حقیقت کی انتہا نہین پس مشاہدات کی بہتری حاصل کرنے مین جلدی کرو پھر ان کو عین جلال کی طرف متفرد کیا بقولہ الی اللہ مرجعکم جمیعا۔ یعنے ہر حال مین تم اپنے مقامات مین حضرت او تعالے کیطرف محتاج ہو تاکہ زیادت قرب ومعرفت حاصل کرو اور وہان تمھارے درجات آپسمین ظاہر ہونگے اور جو لطائف وعلوم تمسے پوشیدہ ہین اُسی روز قیامت مین تم کو مزید عنایت سے معلوم ہونگے چنانچہ فرمایا فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون۔ حاصل آنکہ مختلف مدارج کے اسرار وہان ظاہر ہونگے بعض مشائخ نے قولہ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا مین کہا کہ اللہ تعالے کی طرف ہر نفس کے واسطے ایک طریق کشادہ ہے **قال المترجم** شیخ جنید رح کا قول ہے کہ الطرق الی اللہ تعالے بعدد انفاس الخلائق ولا تفتح الا لمن اقتفی اثر الرسول۔ یعنے راہ مستقیم مین ہر بندے کا راستہ حضرت باری تعالے خاص ہے اور یہ راستہ کھلتا نہین مگر اُسی شخص کے حق مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے پس جسقدر جسکی پیروی مین اخلاص مزید ہے

اسیقدر اسکا قرب مزید ہی اور جس شرب کے لائق ہی اسی شرب سے پہونچتا ہی پھر جو شخص طریق سنت پر مستقیم رہا تو وہ جناب باری تعالے تک پہونچ گیا اور جو بھٹک کر چلا وہ راہ شیطان میں پڑ گیا اور راہ راست سے بھٹک گیا شیخ ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کی طرف راہین بتعداد مخلوقات ہین ولیکن سعید وہی تھی وہ ہی جو اتباع نبوت کی راہون مین سے کسی راہ کو پا گیا شیخ استاد نے قولہ ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ مین کہا کہ اگر اللہ تعالے چاہتا تو تمھارے مراتب برابر کر دیتا ولیکن تم مین تفاوت اس سبب سے کر دیا کہ تم کو امتحان کرے اور اسی امتحان کی وجہ سے تمکو اسمین فضیلت دی اور قولہ فاستبقوا الخیرات مین کہا کہ ہر ایک اپنی استعداد کے لائق خیر مین کوشش کرے پس عابدون کے حق مین سارعت یہ کہ عبادات و وظائف مین کوشش کرین اور عارفون کے مناسب یہ کہ استغراق پیدا کرین اور بعض نے کہا کہ زاہدون کی سبقت یہ کہ دنیا سے کمال بے تعلقی پیدا کرین یعنے تجرید مین کامل ہون اور عابدون سے سبقت یہ ہی کہ خواہش قطع کرین یعنے زاہدون اور عارفون کی سبقت یہ ہی کہ خود بینی سے خارج ہون اور موحدون کی سبقت یہ کہ خلق و دنیا و عقبی سب فراموش کر دین قال المترجم

مراد یہ کہ سب لوگ اپنے حسب حال نیکیان حاصل کرنے کیلیے جناب باری تعالی مین سبقت کرین

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ۘؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ

اے ایمان والو مت پکڑو یہود و نصارے کو رفیق وہی آپسمین رفیق ہین ایک دوسرے کے

وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

اور جو کوئی تم مین اُنسے رفاقت کرے وہ انھین مین ہی اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگون کو

فَتَرَى الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْهِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِیْبَنَا

اب تو دیکھے گا جنکے دل مین آزار ہی دوڑ کر ملے جاتے ہین انھین کہتے ہین کہ ہمکو ڈر ہی کہ نہ آجاوے ہمپر

دَآىِٕرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَیُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا

گردش سو شاید اللہ جلد بھیجے فیصلہ یا کچھ حکم اپنے پاس سے تو فجر کو لگین اپنے جی کی چھپی

فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِیْنَ ؕ وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ

بات پر پچتانے اور کہتے ہین مسلمان کہ یہی لوگ ہین کہ قسمین کھاتے تھے اللہ کی

جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ ۝

تاکید سے کہ ہم تمھارے ساتھ ہین خراب گئے اُنکے عمل پھر رہ گئے نقصان مین

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔ اے ایمان والو ۔ لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ۔ مت بناؤ یہود و نصاری کو اپنے اولیاء جمع ولی بمعنے دوست و راز دار ۔ یعنے یہود و نصاری کو تم اپنا راز دار دوست مت بناؤ پھر مفسرین نے اسمین کلام کیا کہ یہ خطاب الذین آمنوا سے خالص ایمان والون کو ہی جو درحقیقت مومن ہین یا اس سے ایسے لوگونکو خطاب ہی جو فقط ظاہر مین زبان سے ایمان ظاہر کرتے تھے یعنے منافق تھے یا خطاب عام ہی کہ مومن خالص و منافق دونون کو شامل ہی پس بعض نے کہا کہ سچے مومنون کو منع کیا کہ یہود و نصاری کو دلی دوست نہ بناوین اسواسطے کہ جس سے محبت ہو اسکے آثار آدمی مین ظاہر ہوتے ہین لہذا اگر بضرورت خلط ملط رکھنا پڑے تو بدون دلی دوستی کے ہو اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب منافقون کو ہی اور چونکہ زبان سے وہ لوگ

کلمہ ایمان ظاہر کرتے تھے اسواسطے اُنکو صورت ظاہری کے اعتبار سے مومن فرمایا اور حق یہ کہ خطاب تا قیامت سبکو عام ہے اگرچہ حکم کا مقصود یہی منافق
ہین کیونکہ یہی لوگ باطن مین یہود ونصاری سے دلی دوستی رکھتے تھے اسیواسطے آگے فرمایا فتری الذین فی قلوبہم مرض چنانچہ عنقریب آتا ہے حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ عبد اللہ بن اُبی ابن سلول نے اسلام ظاہر کیا پھر ایک روز کہنے لگا کہ میرے اور بنو قریظہ کے درمیان قسم ہے اور مین
گردش زمانہ سے مصیبت کا وقت پڑنے سے ڈرتا ہون پس اسلام سے مرتد کافر ہوگیا شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ سدی رحمہ اللہ نے بیان
فرمایا کہ جنگ احد مین جب مسلمانون کو بسبب نافرمانی کرنے کے شکست ہوئی سوا اسکے کہ حضرت صلعم وچند صحابہ آپ کے ساتھ
قائم رہے تو اس واقعہ کے بعد دو شخصون نے آپسمین گفتگو کی اور اُنکو شیطانی وسوسہ سما گیا پس ایک نے کہا کہ مین اس یہودی سے جاکر
گاڑھی دوستی پیدا کرتا ہون مجھے امید ہے کہ اگر کوئی حادثہ پیش آیا اور مسلمانون کا دین تمام ہوا تو وہ مجھے ہر طرح قوت دیگا اور دوسرا بولا کہ
مین ملک شام کو جاتا ہون وہان فلان نصرانی سے گاڑھی دوستی کرکے نصرانی ہونگا کہ میرے گاڑھے وقت پر آڑے آوے پس اللہ عزوجل نے
یہ آیات نازل فرمائین **قال المترجم** یہ دونون آدمی منافق تھے عکرمہؒ سے روایت ہے کہ ابو لبابہ بن عبد المنذرؓ کے حق مین اُتری کہ یہود بنی قریظہ
سے زمانہ جاہلیت مین اُنسے دوستی تھی اُنکو رسول اللہ صلعم نے بنو قریظہ پاس بھیجا کہ ہمارے حکم پر اپنے قلعہ سے اترین تو اُنھون نے ابو لبابہ
سے پوچھا کہ ہمارا انجام کیا ہوگا اُنھون نے اپنے حلق کیطرف اشارہ کیا کہ ذبح کیے جاؤگے (رواہ ابن جریر) اور یہ ابو لبابہ سچے مسلمان تھے
لیکن اُنسے یہ حرکت بمقتضائے بشریت واقع ہوئی ولیکن اس واقعہ کے سبب نزول ہونے مین تامل ہے اور تحقیق یہ ہے کہ سبب نزول
وہ واقعہ کہلاتا ہے جسکے بعد آیت نازل ہوئی تو جسقدر اقوال مذکور ہوے شاید اُنکے بعد آیت اُتری ہو ولیکن اسمین شک نہین کہ یہ سب
اقوال اس آیت کے حکم مین داخل ہین یعنے یہ سب موالات کی صورتین حرام ہین اور ابن جریر نے عطیہ بن سعد اور زہری سے روایت کی
کہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے یہود کے موالات سے بیزاری کی تو عبد اللہ منافق مذکور نے کہا کہ مین تو اُنکی دوستی سے بیزاری
نہین کرسکتا کیونکہ اُنکی موالات سے چارہ نہین ہے اور اسکا بیان وہ ہے جو کتاب المغازی مین محمد بن اسحاق نے روایت کیا کہ یہود مدینہ نے
حضرت صلعم سے معاہدہ کرلیا تھا کہ ہم نہین لڑینگے پھر چندروز بعد غزوہ خندق مین یہی پہلی قوم تھی جسنے عہد توڑا اور حضرت صلعم سے
لڑائی کی اور آخر یہ لوگ عاجز وخوار ہوکر اپنے قلعون سے اس شرط پر اُترے کہ ہمارے حق مین جو کچھ فلان شخص حکم کردے وہ منظور ہے لیکن
عبد اللہ بن اُبی ابن سلول نے اُنکے بچانے مین بہت ہی جد وجہد کیا اور کہا کہ مین ایسا شخص ہون کہ گردش زمانہ سے ڈرتا ہون مجھے اُنکی
موالات کی ضرورت ہے اور حضرت عبادہ بن الصامتؓ نے حضرت صلعم سے یہودیون واُنکی موالات سے بیزاری بیان کی اور کہا کہ مین فقط اللہ
تعالی واسکے رسول صلعم سے موالات کرتا ہون اور یہودیون واُنکی موالات سے بیزاری کرتا ہون پس حضرت عبادہؓ اور ابن ابی منافق کے
حق مین سورۂ مائدہ کی یہ آیات نازل ہوئین یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء۔ **بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ**
یہود ونصاری آپسمین ایک دوسرے کے ولی ہین ف اسوجہ سے کہ کفر مین دونون متحد ہین معنے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور اسلام سے عداوت کرنے مین یہود ونصاری آپسمین ایک دوسرے کی معاونت ومدد کرتے ہین اور بعض نے کہا کہ مراد آنکہ یہود آپسمین
ایک دوسرے سے موالات رکھتے ہین اور نصاری آپسمین ایک دوسرے سے موالات رکھتے ہین اور ظاہر یہ ہے کہ موالات دنیاوی مراد ہے کہ
معاملات دنیا مین انکا یہ برتاؤ ہے ورنہ دین کے معاملہ مین یہود کہتے ہین کہ نصاری کچھ نہین اور برعکس اور نیز نصاری آپسمین ایک دوسرے سے
عداوت وبغض رکھتے ہین اور یہ ہر زمانہ مین ظاہر ہے اور برابر ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہین بالجملہ حاصل یہ کہ ای ایمان والو تم یہود ونصاری سے

موالات مت کرو انکی موالات جو بمقتضائے کفر ہو انھین کے درمیان جاری ہو اور انھین کی حالت کے لائق ہو وہ تمہارے حال کے لائق نہین پس تم انکا فعل مت اختیار کرو کہ انھین کے مانند ہو جاؤ اسیواسطے فرمایا۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اور جو کوئی تم مین سے ان کافرون سے موالات رکھے وہ بھی انھین مین سے ہو ف یعنے دین کے حکم مین اسکا و انکا حکم یکسان ہو اور یہ بمانند آنکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انھین مین سے ہو یہ حدیث کثرت طرق سے بدرجہ حسن ہو اور تفسیر مدارک و ابو السعود وغیرہ مین ہو کہ اسمین اہل اسلام کو سخت زجر و تشدید ہو کہ مخالفان دین اسلام سے دوستی دلی و موالات قلبی نہ رکھین اور جو لوگ دین اسلام مین معتزلہ و جبریہ و جہمیہ و رافضہ کے مانند بدعتین نکالتے اور دین مین خرابی ڈالتے ہین وہ بھی مخالفان اسلام کے حکم مین شامل ہین اور ابن عباس رضی سے مرفوع روایت مین ہو کہ اللہ تعالے کے نزدیک بہت مبغوض وہ شخص ہو جو اسلام مین زمانہ کفر و جہالت کی رسم و راہ کو چاہے الحدیث رواہ البخاری اور محبت عمدہ چیز ہو اسنے جب ایسے کفار مین اسکو صرف کیا تو بڑا ظلم کیا اسیواسطے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ یعنے اللہ تعالے ایسی قوم کو ہدایت نہین دیتا جو کافرون سے موالات کر کے اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین ف حضرت حذیفہ رضی نے فرمایا کہ ہر ایک تم مین سے اس بات سے بچا رہے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو جاوے اور اسکو معلوم بھی نہو پھر یہی آیت کریمہ پڑھ دی (رواہ ابن ابی حاتم عن عبد اللہ بن عتبہ) اور ابو موسی اشعری رضی سے روایت ہو کہ انھون نے عمر رضی بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے پاس ایک نصرانی کاتب ہو تو حضرت امیر المومنین رضی نے جھڑکا اور فرمایا کہ تجھے اس سے کیا مطلب تھا تو نے کوئی مرد دیندار کیون نہین رکھا دکما رواہ ابن ابی حاتم) اور ابن عباس رضی سے من طریق عکرمہ روایت ہو کہ انسے نصارائے عرب[1] کے ذبیحہ کا مسئلہ پوچھا گیا تو جواب دیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہو وَمَن يتولہم منکم فانہ منہم ۔ یعنے جائز نہین ہو رواہ ابن ابی حاتم باسناد حسن اور ابو الزناد سے اسکے مانند مروی ہو اور سابق مین تفسیر قولہ الیوم احل لکم الطیبات مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ایسی ممانعت مذکور ہو چکی ہو۔ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ ۔ اب تو دیکھے ان لوگون کو جنکے دلون مین روگ ہو کہ یہود و نصاری کی دوستی مین جلدی کرتے ہین ف یہ قیامت تک زندگی منافق لوگو نہین نظر آتا ہو چنانچہ ہر زمانہ مین اس کا نمونہ موجود ہو۔ حاصل آنکہ جو لوگ سچے مسلمان نہین بلکہ منافق ہین وہ یہود و نصاری کی موالات مین جلدی و سبقت کرتے ہین اور لباس و چال و چلن مین انسے مشابہت کرنے پر مرتے ہین اور کلام مین لطیف بلاغت ہو کہ منافقون کی رغبت انکی موالات مین اس درجہ ہو کہ گویا وہ انھین مین داخل ہو جانے پر جلدی کرتے ہین پھر ان منافقون کا ایک عذر انھین کے قول سے بیان فرمایا جو گناہ سے بھی بدتر ہو یعنے يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ۔ یعنے منافق لوگ یہود و نصاری سے موالات کرنے مین یہ عذر بیان کرتے ہین کہ ہمکو خوف ہو کہ ہمکو کوئی گردش پہونچے یعنے زمانہ کی گردش و سختی مانند قحط وغیرہ کے پہونچے اور محمد کا یہ سب کام پورا نہو تو اگر ہم ان لوگون سے موالات نہ رکھینگے تو یہ لوگ جو مالدار ہین ہمکو کھانے کو نہ دینگے چونکہ یہ لوگ بیعقلی سے خلاف ایمان بات کہتے تھے لہذا انکو جواب نہین دیا گیا بلکہ اہل ایمان کو وعدہ لطیف سے سرفراز فرمایا جسمین ان منافقون کو بھی شرمسار کر دیا بقولہ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ ۔ یعنے قریب ہو کہ اللہ تعالے فتح دلوے ف یعنے اپنے نبی صلعم کو اپنے اظہار دین سے مدد و نصرت دیوے امتحان مین امید دلائی حالانکہ وہ اللہ تعالے کی طرف سے قطعی ہو پس معنے یہ ہین کہ ضرور اللہ تعالے اپنے نبی صلعم کو فتح دیگا اور احادیث صحیحہ کثرت سے وارد ہین کہ آنحضرت صلعم نے صحابہ کو قطعی بشارت دی کہ جلدی مت کرو تمام عرب مین دین توحید و اسلام پھیلیگا

[1] یعنی عرب کے نصاری کا ذبیحہ کھا دین یا نہ کھا دین ۱۲ ام

اور ہر شخص یمن سے انتہا عرب تک بے کھٹکے جایگا کہ سوا اللہ عز وجل کے اسکو کسی سے خوف ہوگا لیکن منافقونکو امتحان مین ڈالنے کیلیے فرمایا کہ امید ہو
کہ اللہ تعالےٰ تمکو فتح کردے۔ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ یا اپنی طرف سے ایک امر لاوے ف یعنے منافقونکا پردہ کھولدے کہ وہ سب یقین سوا ہون اور سدی نے کہا کہ فتح سے
تو مکہ کا فتح ہونا مراد ہی پس منافقونکو جو غلبہ مشرکین قریش کا اور امر اسلام پورا ہونیکا شک تھا وہ رد کردیا اور قولہ امر من عندہ سے مراد یہ کہ یہود و
نصاری پر جزیہ باندھے جانے کا وعدہ دیا پس منافقونکو جو انکی شان و شوکت سے امید مددگاری تھی وہ توڑدی کہ یہود وغیرہ آپ ہی
خوار ہونگے منافقونکی مددگاری کون کریگا پس جب ایسا ہوگا تو منافقون نے جو اپنے دلون مین خیالات پوشیدہ کیے تھے کہ دل مین نفاق
اور کافرون کی موالات رکھتے تھے اسکا یہ نتیجہ ہوگا۔ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ
تو یہ منافق لوگ اپنے دلون کی پوشیدہ کی ہوئی باتون پر نادم ہوجاوینگے ف واضح ہو کہ یہی نتیجہ اس تدبیر و فکر کا ہی جو بر خلاف حکم خدا و رسول
کے عقل کے دشمن اپنے آپ کو دانا و ہوشیار سمجھکر نکالتے ہین چنانچہ منافقون کا حال پہلے پوشیدہ تھا اُنھون نے اپنی راے سے وہ
باتین نکالین جنسے بھلائی سمجھتے تھے حالانکہ صریح خلاف خدا و رسول تھین پس وہ درحقیقت عین فساد تھین کہ آخرکار رسوائی ہین
اللہ تعالےٰ نے خالص مومنین کو اُنکا حال ظاہر فرمادیا۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا۔ واضح ہو کہ بصری قرار کی قراءۃ مین ویقول
بواو ہی اور شامی و حجازی قرار کی قراءت مین بدون واو ہی اور یقول بھی بالرفع پڑھا گیا اور بالنصب بھی پڑھا گیا پس بواو ہو یا بلا
واو ہو اگر بالرفع ہی تو استیناف ہی یعنے از سر نو جملہ شروع ہوا اور بالنصب مین عطف ہی یاتی پر اے ان یاتی وان یقول الذین آمنوا یعنے
مومنین تعجب کی راہ سے بعض منافقونکو کہین کہ۔ اَهٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ
کیا یہی لوگ ہین کہ جو قسم کھایا کرتے تھے نہایت کوشش سے کہ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ فی الدین۔ دین مین بیشک بالتحقیق
ہم تمھارے ساتھ ہین ف حالانکہ اب ظاہر ہوگیا کہ محض جھوٹے منافق تھے حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ۔ اُنکے اعمال سب ضائع گئے جمہور
مفسرین نے کہا کہ اللہ تعالےٰ آگاہ فرماتا ہی کہ ان منافقون کے وہ اعمال جنکو اُنھون نے دکھلانے سنانے کو اعمال نیک کی صورت پر کیا
تھا سب باطل و نیست ہوگئے۔ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ۔ یعنے دنیا و آخرت مین برباد ہوے چنانچہ دنیا مین تاقیامت بدنام و فضیحت
ہوے اور آخرت مین کچھ نہ ملا جس سے کچھ راحت ہوتی بلکہ بجاے اسکے دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ مین آگ کے صندوقون مین شکنجہ کرکے ڈالے گئے
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ
اے ایمان والو جو کوئی تم مین پھیریگا اپنے دین سے تو اللہ آگے لاویگا ایک ایسا لوگ کہ اُنکو چاہتا ہی
وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ
اور وہ اُسکو چاہتے ہین نرم دل ہین مسلمانون پر اور زبردست ہین کافرون پر لڑتے ہین
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۗىِٕمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ
اللہ کی راہ مین اور ڈرتے نہین الزام سے یہ فضل ہی اللہ کا دیگا
يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝
جسکو چاہیے اور اللہ کشایش والا ہی خبردار
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ ۔ نافع و ابن عامر نے یرتدد ۔ بدون ادغام پڑھا اور باقیون نے یرتد بادغام

پڑھا اور قواعد لغت سے یہ دونون طریقے صحیح ثابت ہین اور ارتداد کے معنے لوٹ جانا پھر جانا ۔ اور حاصل آنکہ ای ایمان فی الوجوہ پھر گیا
مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ ۔ تم مین سے اپنے دین سے ف کفر کی طرف تو اللہ تعالےٰ اُسکے بجائے قوم محبوب لاویگا جیساکہ آگے
فرمایا اللہ تعالےٰ نے یہ خبر دیدی ایسی بات کی جسکے واقع ہونیکا اللہ تعالےٰ کو علم تھا چنانچہ نبی صلعم کے قریب زمانہ وفات مین اور بعد وفات
کے عرب کے بہتیرے گروہ مرتد ہوگئے چنانچہ صاحب کشاف وغیرہ نے یہان لکھا کہ کافرون سے موالات کرکے بے ایمان ہوجانیکے بعد عام
طور پر بموالات یا بدون موالات کے اسلام سے مرتد ہوجانے کا ذکر شروع فرمایا اور اسطرح خبر دی کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ کے علم غیب کے موافق
واقع ہونے والا تھا اُسکے واقع ہونے سے پہلے آگاہ فرمایا کیونکہ فسوف یاتی اللہ بقوم قطعی وعدہ ہے کہ مرتدون کے بدلے اللہ تعالےٰ
ایک گروہ مضبوط سچے مومنون کا لاویگا اور یہی واقع ہوا کہ عرب کے گیارہ فرقے مرتد ہوئے چنانچہ آخر زمانہ حضرت صلعم مین قوم بنو مدلج
اور بنو حنیفہ یعنے قوم مسیلمہ کذاب اور بنو اسد قوم طلیحہ بن خویلد الاسدی یہ تین فرقے مرتد ہوئے اور زمانہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
مین سات فرقے عیینہ بن حصن کی قوم فزارہ اور قرہ بن سلمہ کی قوم غطفان اور فجاءہ بن عبد یالیل کی قوم بنو سلیم اور مالک بن نویرہ کی قوم
بنو یربوع اور قوم سجاح بنت المنذر اور اشعث بن قیس کی قوم کندہ اور خطمی بن یزید کی قوم بنو بکر بن وائل مرتد ہوئے اور حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے ان سب قومون کو بعد محاربہ عظیمہ کے زیر کیا اور جبلہ بن الایہم کی قوم بنو غسان زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین مرتد ہوکر ملک شام
کو بھاگ گئی اور دنیا کے لالچ سے نصرانی ہوگئی پھر اللہ عزوجل نے وعدہ فرمایا کہ ان مرتدون کے عوض مین ایک قوم صالح لاؤنگا چنانچہ فرمایا
فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ ۔ بدلہم ۔ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۔ پس لاویگا اللہ تعالےٰ بدلے اُن مرتدون کے ایسی قوم کو
کہ جنکو او تعالےٰ دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالےٰ سے محبت رکھتے ہین ۔ واضح ہو کہ یہان صریح ظاہر ہے کہ محبت ایک صفت خاص ہے
جیساکہ اکابر صوفیہ واہل تحقیق کا قول ہے اور یہان تاویل کرنا کہ محبت بمعنے ثواب دینے کے ہے تو ایسی تاویل بعید ہے تحقیق یہی ہے کہ ایک
صفت خاص ہے کہ اُسکی ماہیت سے اللہ تعالےٰ دانا تر ہے اور بندہ جب اس صفت سے متصف ہوتا ہے تو آگاہ ہوجاتا ہے بالجملہ اس قوم
کی ایک یہ تعریف ہے کہ او تعالےٰ اُنکو محبوب رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کو محبوب رکھتے ہین اور دوسری صفت یہ کہ ۔ أَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ ۔ یعنے عطوفت و مہربانی فرمانے والے ہین مومنون پر اور ۔ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ ۔ یعنے سخت و شدید
ہین کافرون پر چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی تعریف مین سورۂ فتح مین فرمایا ۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ۔ یعنے کافرون پر نہایت
سخت و شدید ہین اور آپس مین ایک دوسرے پر نہایت مہربان ہین تیسری صفت یہ کہ ۔ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
اللہ تعالےٰ کی راہ مین جہاد کرتے ہین چوتھی صفت یہ کہ ۔ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۔ اور نہین خوف کرتے ہین کسی
ملامت کرنے والے کی ملامت کا ف برخلاف منافقون کے کہ وہ کافرون کی ملامت سے خوف رکھتے ہین پھر مفسرین مین اختلاف
ہے کہ یہ کون قوم ہین بعض نے کہا کہ وہ تابعین ہین بقرینہ سوف یاتی اللہ ۔ یعنے آیندہ وہ لائے جاوینگے اور مفسرؒ نے لکھا کہ قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم قوم ہذا واشار الی ابی موسی الاشعری (رواہ الحاکم فی صحیحہ) یعنے اس آیت مین حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ لوگ
اُس شخص کی قوم ہین اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا (رواہ الحاکم وابن ابی حاتم وابن جریر وہو فی الصحاح
ایضاً) اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ اہل قادسیہ ہین اور مجاہدؒ نے کہا کہ شہر سبا کی ایک قوم ہے اور
سعید بن جبیرؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ وہ ایک قوم اہل یمن سے پھر کندہ سے پھر سکون سے ہے قال المترجم روایات

متکلف ہین اور اُسنے یہ ظاہر ہی کہ مراد خصوص اُن لوگون کے حق مین نزول نہین بلکہ شمول ہی یعنے جن لوگون کے حق مین نزول ہوا انھین کی صفات سے یہ اقوام بھی قریب قریب متصف ہین کیونکہ اوتعالےٰ نے اس قوم کو واحد فرمایا جو بہرحال ایک رئیس کے زیرحکم ہون اور منجملہ اُنکی صفات کے یہ قرار دیا کہ یجاہدون فی سبیل اللہ۔ یعنے یہ اوصاف اُنمین موجود ہین پس ان اقوال مذکورہ مین بدون تکلف وتاویل کے یہ بات صادق نہین ہی اور خصوص روایت سعید بن جبیر از ابن عباس اس امر پر دلیل واضح ہی کہ مراد شمول ہی اور محمد بن کعب سے مروی ہی کہ وہ قریش کے سردار اسلام ہین یعنے جو مسلمان ہوگئے اور حسن البصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ کی حالت کے بیان مین اسکا نزول ہوا لہذا کہا گیا کہ اس قوم سے مراد ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ و اُنکا لشکر صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم ہی جنھون نے مرتدین پر جہاد کیا اور شمول اسمین ہر اس قوم کا ہی جنھون نے خلوص ایمان سے مابعد کے زمانہ مین مرتدون کو قتل کیا بعضے صحابہ نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد کوئی شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل نہین ہوا کہ مرتدون سے لڑائی کرنے مین وہ انبیاء مین سے ایک نبی کے قائم مقام ہوئے جب حضرت ابوبکرؓ نے مرتدون پر جہاد کا قصد کیا تو صحابہ نے اُسکو مکروہ جانا اور بعض نے کہا کہ وہ اہل قبلہ ہین انپر کیونکر جہاد ہوسکتا ہی بعض نے کہا کہ ہم کہانتک اس بشیار قوم سے لڑینگے حالانکہ رسول اللہ صلعم نے اسقدر مدت تک مشقت اُٹھائی تھی غرض کہ سبنے اختلاف کیا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے تنہا اُنپر جہاد کرنیکا قصد فرمایا اور تلوار حمائل کرکے باہر نکلے پس خواہ مخواہ سب لوگ اُنکے پیچھے نکلے اور آخر اللہ تعالےٰ نے اسلام کو فتح دی پس ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہمنے ابتدا مین اس جہاد کو مکروہ جانا تھا پھر انتہا مین ہمنے حضرت ابوبکرؓ کا شکریہ ادا کیا یعنے اگر وہ نہوتے تو اسلام مٹ جاتا بالجملہ یہ صفات ایسی قوم کے ہین جنکو ایمان کامل حاصل ہو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مجکو میرے خلیل صلے اللہ علیہ وسلم نے سات باتون کی وصیت کی پس مجھے حکم دیا کہ مسکینون سے محبت رکھون اور حکم دیا کہ اپنے سے کم مرتبہ کو دیکھون اور اپنے سے اوپر کی طرف نظر نہ رکھون اور حکم دیا کہ ناتے کو ملائے رکھون اگرچہ مجھسے بدبرتاؤ کیا جاوے اور حکم دیا کہ کسی سے کچھ سوال نہ کرون اور حکم دیا کہ حق بات کہون اگرچہ کڑوی ہو اور حکم دیا کہ اللہ تعالےٰ کے دین مین کسی ملامت کرنیوالے سے نہ ڈرون اور حکم دیا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ بہت پڑھا کرون کیونکہ یہ خزانہ زیرعرش سے ہی (رواہ احمد) اور صحیح مین ثابت ہی کہ مومن کو نہین چاہیے کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اپنے نفس کو کیونکر ذلیل کریگا فرمایا کہ اسقدر بلا برداشت کرے کہ اسکو اُٹھا نہین سکتا ہی کذا فی تفسیر ابن کثیر واضح ہو کہ فرائض و واجبات کے علاوہ ہر کام مین جہانتک رخصت ہی اسکو لحاظ رکھے اور کبھی کبھی رخصت کو اختیار کرے شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے فتح القدیر مین آیات و احادیث سے اس بحث کو مدلل لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے واسطے آسانی کو پسند فرماتے تھے لہذا آسانی کا طریقہ لینا مستحب ہی اور سختی ہر جگہ وہر وقت آدمی کو مغلوب کردیتی ہی۔ بالجملہ مرد مسلمان کو چاہیے کہ ضعیف و کام کاج والے اور متفکر لوگون سے جہانتک ممکن ہو آسانی و سہولت سے دین کی پابندی ادا کرا دے اور ہر ایک کو عزیمت ہی پر آمادہ نہ کرے واللہ اعلم۔ ذٰلِكَ یہ جو اوصاف مذکور ہوئے۔ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اللہ تعالےٰ کا فضل ہی جسکو چاہے دیدے۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ اللہ تعالےٰ کا فضل وسیع ہی اور وہی خوب جانتا ہی کہ کون بندہ وکون قوم اُسکے لائق ہی ف عرائس مین ہی کہ قولہ تعالےٰ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اسمین اسلام سے مرتد ہوجانے والون کو توبیخ ہی کہ اُنکو اللہ تعالےٰ کی محبت سے کچھ نصیب نہین ہوا اسی سبب سے مرتد ہوگئے اور اسمین خبر دیدی کہ اوتعالےٰ ایک ایسی قوم لادیگا کہ ازل ہی مین اُنکو محبوب کرلیا ہی اور وہ لوگ بھی اللہ تعالےٰ کے محبوب کرنے سے اوتعالےٰ عزوجل سے محبت شدید رکھتے ہین اور

یہ لوگ ضرور بیکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ وسنت سے موافق ہین اور شرط محبت سے اسی طریقہ وسنت پر چلتے ہین اسواسطے کہ محبت کی شرط یہ ہیکہ محبوب سے ظاہر و باطن مین موافق ہو یعنے اسکی راہ پر اُسکی تابعداری کرے اور اس کلام مین ظاہر فرمادیا کہ جو مطیع موافق ہو وہ محبت رکھنے والا نہین ہی اور صریح اللہ تعالے نے فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیہ یعنے کہدے ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر تم اللہ تعالے سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالے تمکو محبوب فرمادیگا اس آیت مین صحابہ و تابعین ما بعد والونکی نصرت و بزرگی کا بیان ہی اور اللہ تعالے نے ظاہر کر دیا کہ محبت اسکی صفت ازلی ہی کیونکہ اللہ تعالے نے بذات خاص اپنے احبا کو محبوب فرمایا ہی اور ذات پاک اسکی موصوف بمحبت ازلیہ تھی اسیطرح یہ لوگ بھی اپنی ذاتون و صفات سے اُس سے محبت رکھتے ہین اور ہر طرح اُسکی محبت کا دم بھرتے ہین اسواسطے کہ محبت کا جہان سے جو دہو وہ قدم ازل ہی اور وہان کسی فعل کا وجود ہی نہ تھا اور بندونکی محبت کا مصدر خود انکے قلوب ہین اور وہان بھی کوئی فعل نہین ہی اور اصل محبت کا وقوع از جانب باریتعالے ہی بدون کسی علت کے یعنے نعمتین و احسان و غیرہ کسی وجہ سے اصل محبت کا وجود نہین ہوتا اور کسی فعل و حرکت کیوجہ سے پیدا نہین ہوتی ہی اللہ تعالے نے اپنے علم قدیم سے اپنے اولیا کو محبوب کیا قبل اسکے کہ اُنکو پیدا کرے اور قبل اسکے کہ اُنسے کوئی ایسے افعال صادر ہون جو برگزیدہ ہونے کی علامات ہین پس محبت الٰہی اپنے خاص بندون سے اسوقت متحقق تھی جب وہ لوگ عدم تھے اور بندگان خاص جو اُس سے محبت رکھتے ہین تو اسطور پر ہیکہ اُنکے دلون پر اُسکی اس صفت کی تجلی ہوتی ہی یعنے اُنکے قلوب مین نور محبت سما جاتا ہی پس جب انکی ارواح کی آنکھین سرمہ محبت سے منور ہوئین تو ان آنکھون نے عجیب بینائی پائی اور اسیکے طالب ہوے آخر بفضل اللہ سبحانہ تعالے مشاہدۂ ازل کو بے پردہ پایا پھر اسکو محبت اصلی سے چاہنے لگے جو کبھی اپنی اصل سے دوسری طرف نہین پھرتی ہی سلامی رح نے کہا کہ اُسی کے فضل محبت سے اُنھون نے اُسکی محبت مین اپنے آپکو قربان کیا اور اُسیکی یاد کے فضل سے اُنھون نے اسکی یاد مین اپنے آپکو فراموش کر دیا۔ یوسف بن الحسین رح نے فرمایا کہ محبت ایثار ہی قال المترجم مراد آنکہ اپنے نفس کو چھوڑ کر اُسی کو اختیار کیا اور محبت کا قیاس شہوات پر نہین ہی حتی کہ بہت جاہل اسمین مبتلا ہوتے ہین ؎ عشق آن نبود کہ در مردم بود + این فساد خوردن گندم بود + اور محبت ایمانی فنائے نفس ہی اور اختیار محبوب ہی اسی محبت کی شان ہی کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا حضرت انس رض نے کہا کہ صحابہ رض کو اس حدیث سے بعد اسلام کے سب چیز سے بڑھکر خوشی ہوئی اور کہا کہ مین ابوبکر و عمر رض کو محبوب رکھتا ہون اگرچہ میرے اعمال ویسے نہین ہین الخ) پھر اللہ تعالے نے اہل محبت و ایمان کامل کی تعریف فرمائی کہ اُسکے دوستون سے تواضع رکھتے ہین اور دشمنون پر غلبہ رکھتے ہین چنانچہ فرمایا اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین پھر ذکر فرمایا کہ محبت مین اپنی جانین اسطرح قربان کرتے ہین کہ اسکے حکم سے اسکے دشمنون پر جہاد کرتے ہین اور جو کچھ اُسنے حکم دیا بجا لاتے ہین اور جس سے منع فرمایا اس سے بے تردد باز رہتے ہین اور کسی ملامت کرنے والے سے نہین ڈرتے ہین پھر ان سب اوصاف کے بعد آگاہ فرمایا کہ یہ انکی کسی ذاتی استحقاق سے نہین بلکہ محض فضل و رحمت سے ہی جیسے اپنی محبت کی وجہ سے انکی محبت بیان کی شیخ ابوبکر وراق رح نے کہا کہ جہاد تین طرح کا ہی ایک تو جہاد اپنے نفس کے ساتھ دوم جہاد دشمنان دین کے ساتھ سوم جہاد اپنے قلب کے ساتھ پس راہ خدا مین جہاد یہ ہے کہ قلب سے مجاہدہ اس طرح ہو کہ کسی طرح غفلت اُس مین نہ آنے پاوے اور نفس کا جہاد اسطرح ہی کہ بندگی سے کسی حال مین فتور نہو اور شیطان پر جہاد اسطرح ہی کہ تجھمین وہ کوئی ایسی غفلت نہ پاوے کہ جس سے تیرا حصہ فرصت پاکر تجھسے اُچک لیجاوے پھر اللہ تعالے نے یہودیونکی دوستی سے بیزاری ظاہر کر کے مومنون کی دوستی پر رضامندی ظاہر فرمائی بقولہ

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

تمھارا رفیق وہی اللہ ہو اور اُسکا رسول اور ایمان والے جو قائم ہین نماز پر اور دیتے ہین

الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ

ع ۸ ۹ زکوۃ اور وہ رکوع کرنیوالے ہین اور جو کوئی رفاقت پکڑے اللہ کی اور اُسکے رسول کی اور ایمان والون کی

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ ع

تو اللہ کی جماعت وہی ہونگے غالب

عبد اللہ بن سلام جو علماے یہود مین سے پاکیزہ صفت اور مسلمان ہوگئے تھے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگونکو ہماری قوم نے چھوڑ دیا تب یہ آیتین نازل ہوئین اور حاصل آنکہ اوتعالے نے اُنکو تسلی کردی کہ یہود ایسی قوم ہو کہ اُنپر اللہ تعالے کا غضب ہی سواے چند لوگون کے جو ایمان سے مشرف ہون پس اگر اُنھون نے تمکو چھوڑا تو عین خوشی کا مقام ہو کہ تم ایسے مغضوب علیہم کی دوستی مین نہین ہو اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر فرمایا کہ محمد بن اسحق کی روایت و دیگر احادیث الباب سے جو پہلے مذکور ہوئین معلوم ہوچکا کہ یہ سب آیات حضرت عبادہ بن الصامت انصاری کے حق مین نازل ہوئین کہ جب اُنھون نے یہودیونکی دوستی سے بیزاری کی اور اللہ تعالے و اسکے رسول صلعم و اہل ایمان کی دوستی پر خوشی و رضامندی ظاہر کی پس اللہ تعالے نے اول منع فرمایا کہ یہود و نصاری سے دوستی مت رکھو پھر آگاہ فرمایا۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۔ تمھارا ولی اللہ تعالے ہو اور اُسکا رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۔ اور وہ ایمان والے ہین جنکی یہ صفت ہو کہ نماز قائم کرتے ہین یعنے خوب اچھی طرح ادا کرتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین اور وہ رکوع کرنے والے ہین راکعون سے یا تو یہ مراد ہو کہ نماز مین خشوع کرنے والے ہین اسلیے کہ یقیمون الصلوۃ سے انکا نماز پڑھنا تو معلوم ہوگیا پھر راکعون یعنے نماز پڑھنے والے لینے مین تکرار غیر مفید لازم آتی ہو لہذا راکعون بمعنے خشوع کرنیوالا یا یہ معنے ہین کہ اول سے فرائض و واجبات ادا کرنے والے اور اس سے نوافل و مستحبات ادا کرنے والے مراد ہین یعنی باوجود ادا ے فرائض کے نوافل وغیرہ بھی ادا کرتے ہین قال المترجم جبکہ اقامت نماز اُنکی صفت بیان فرمائی تو بدون خشوع کے جو نماز کا مغز ہو کیونکر اقامت صادق ہوگی اور نماز تطوع یعنے نوافل پر محمول کرنا البتہ وجہ رکھتا ہو اور اولی یہ ہو کہ وہم راکعون اور والذین ہم راکعون یعنے آنکہ ہمیشہ اس پر ثابت و قائم ہین اور اقامت نماز فقط یہی ہو کہ جس نماز کو ادا کیا اُسکو پوری شرائط و ارکان سے اچھی طرح ادا کیا لیکن اس سے یہ بات نہین کہ ہمیشہ بدون قضا کرنے کے ادا کرین لہذا العبد اقامت کے اس کلام سے نماز پر دوام و استمرار بیان کیا تا کہ مفید ہو کہ اقامت کے ساتھ ہمیشہ ادا کرتے ہین واللہ اعلم قال ابن کثیر بعض لوگون کو وہم ہوا کہ قولہ وہم راکعون موضع حال مین ہو قولہ یؤتون الزکوۃ سے تو معنے یہ ہونگے کہ ادا کرتے ہین زکوۃ کو درحالیکہ رکوع مین ہین لیکن اگر ایسا ہوتا تو رکوع مین زکوۃ دینا بہ نسبت اور حالت مین ادا کرنے کے بہتر ہوتا حالانکہ مین نہین جانتا کہ علما مین سے جسکو فتوی کی لیاقت ہو کسی نے ایسا کہا ہو قال المترجم بلکہ علماے حنفیہ کے نزدیک اگر اسنے ایسا کیا کہ رکوع کی حالت مین زکوۃ کسی کو دی تو نماز فاسد ہوجائیگی پھر مترجم کہتا ہو کہ اگر اس جملہ کے معنے یہ لیے جاوین کہ وہ نماز پر مداومت کرنے والے ہین یعنے زکوۃ دیتے ہین اس حال مین کہ وہ اس صفت سے موصوف ہین تو ہوسکتا ہو قال ابن کثیر اور بعض لوگون نے

يؤتون الزكوة سے اسکو حال ٹہرالا اور حالت رکوع مین اداے زکوۃ قرار دی وہ آمین حضرت علی بن ابی طالبؓ سے ایک اثر روایت کرتے
ہین کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین نازل ہوئی کیونکہ وہ رکوع مین تھے اور ایک سائل مانگتا ہوا گذرا تو آپنے اپنی انگوٹھی
اسی حالت رکوع مین اسکو اتار دی پھر اس اثر کی اسانید وطرق کو شیخ نے بالاستیعاب ذکر کیا اور اسکی تلخیص یہ ہے کہ اس اثر کو ابن ابی حاتم
وعبد الرزاق وابن جریر وابن مردویہ وابو الشیخ وابن عساکر نے روایت کیا ہے پس ابن ابی حاتم نے سلمہ بن کہیل و رعتبہ بن ابی حکیم سے
روایت کیا اور اسناد ضعیف ہے اور ابن جریر نے مجاہد وسدی وابو جعفر الباقر۔ و والبی عن ابن عباسؓ روایت کیا اور عبد الرزاق نے عبد الوہاب
بن مجاہد عن مجاہد عن ابن عباسؓ روایت کیا اور عبد الوہاب لائق احتجاج نہین اور ابن مردویہ نے ضحاک ز ابن عباس حالانکہ ضحاک نے
ابن عباس کو نہین پایا اور کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس حالانکہ کلبی متروک ہے اور عن میمون بن مہران عن ابن عباس حالانکہ میمون ضعیف ہے
اور نیز ابن مردویہ وابو الشیخ وابن عساکر نے ابو رافع وابن یاسر وحضرت علی رضی اللہ عنہم سے یہی اثر روایت کیا پھر کہا کہ انمین سے کوئی روایت صحیح
نہین ہوئی کیونکہ انکی اسانید مین ضعف ہے اور اسانید کی راوی مجہول ہین اور کہا کہ احادیث سابقہ سے جو تفسیر قولہ لاتتخذوا الیہود والنصارے
اولیاء الآیہ۔ مین گذرین اُسمین معلوم ہو چکا کہ نزول ان آیات کا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے حق مین ہے **قال المترجم** بلکہ صیغہ جمع دلالت
کرتا ہے کہ خطاب مومنون کو ہے اور عبادہ بن الصامت اسمین داخل ہین لیکن اس سے کوئی منافات لازم نہین آتی اگر والذین آمنوا الذین یقیمون
الصلوۃ سے مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم وحضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مراد ہون بشرطیکہ اثر مذکور صحت کو پہونچ جاوے فافہم۔ وَ
مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ معنے یہ ہین کہ جو کوئی ولی پکڑے اللہ واسکے رسول و ایمانوالون کو تو اللہ تعالیٰ
انکی اعانت فرماتا اور نصرت دیتا ہے۔ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ کیونکہ اللہ تعالے کے گروہ ہی غالب ہین ف
اسوجہ سے کہ اللہ تعالے انکی نصرت فرماتا ہے پھر واضح ہو کہ آیت مین تو فرمایا کہ حزب اللہ ہی غالب ہین حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ جہاد و لڑائی مین
کبھی مومنونکو فتح ہوتی ہے اور کبھی کافر قوی ہو جاتے ہین تو اس حصر کے معنے کیونکر ہین تو جواب یہ ہے کہ آدمی کے حق مین دنیا ایک راہ ہے اور موت پر یہ راہ ختم ہو جاتی ہے پس غلبہ
کا نتیجہ جسکو حاصل ہوا وہی غالب ہے اور وہ فلاح دارین ہے اور ظاہر ہے کہ جو لوگ فقط اللہ تعالے واسکے رسول و مومنین کی ولایت رکھتے ہین اور جہاد کرتے ہین اور اعمال
خیر کرتے ہین ہر کام مین انھین کو ثواب ہے خواہ وہ شہید ہو جاوین یا فتح پاوین اور نیز غلبہ باعتبار انجام حال کے ہے اور اللہ تعالے نے یہ فرض فرمایا ہے کہ انجام مین رسول ہی
غالب ہے خواہ باعتبار ظاہر و باطن دونون کے یا فقط باطن کی راہ سے کہ عاقبت انھین کیواسطے ہے اسلیے کہ انھون نے اگرچہ دنیاوی صدمہ اٹھایا تاہم انھین کو فلاح حاصل ہوئی اور
بعض نے کہا کہ یہ غلبہ باعتبار حجت و برہان کے ہے کہ حق ہمیشہ غالب ہے اور باطل ہمیشہ مغلوب ہے چنانچہ دین اسلام سے کسی فرقہ کافر و مرتد نے کبھی حجت و دلیل سے غلبہ نہین پایا ف
عرائس مین ہے کہ قولہ انما ولیکم اللہ ورسولہ الخ۔ اللہ تعالے کی محبت یہ ہے کہ بدون استحقاق کے ازلی عنایت مبذول فرمائی تھی کہ دنیا مین ایمان نصیب
ہوا اور رسول اللہ صلعم کی محبت یہ ہے کہ انھون نے شریعت کا ادب سکھلایا جسکے بدون ہرگز درگاہ کبریائی کی لیاقت نہین ہوتی ہے اور مومنین
کی محبت یہ ہے کہ اپنا بھائی کر لیا اور نطفہ کے بھائی سے بڑھکر جان و مال سے انکے واسطے موجود ہین سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالے
کی ولایت یون ہے کہ جسنے اُس سے محبت کی اسکو بندہ برگزیدہ کر لیا اور رسول اللہ صلعم کی ولایت یہ کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول کو آگاہ فرمایا کہ فلان
بندہ میرا ولی ہے پس رسول پر واجب ہے کہ جسکو اللہ تعالے نے ولی کیا اسکو ولی کرین **قال المترجم** اسی واسطے حدیث مین ہے کہ حضرت
صلعم نے حضرت علیؓ سے کچھ مشورہ کیا تو بعض منافقون نے کہا کہ دیر ہو رہی ہے اور وہ تو اپنے چچازاد بھائی سے مشورہ مین مشغول ہین تو آپ نے
فرمایا کہ مین نے اسکو مشورہ کے واسطے نہین چھانٹا بلکہ اللہ تعالے نے اُسکو اسواسطے چھانٹا ہے اور اسی طرح حضرت ابو بکرؓ کے حق مین

صحیح کہا کہ یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر - یعنے سوائے ابوبکرؓ کے دوسرے کسی کو پیشوائے خلق بنانے سے اوتعالے انکار فرماتا ہے اور اوتعالے کے مطیع بندے جو مومنین ہین وہ بھی انکار کرتے ہین اور یہان سے بعض بدعتیونکا قول رد ہوگیا جو کہتے ہین کہ خلافت کبری حضرت علیؓ کو تھی اور خلافت صغری باقی حضرات ثلثہ کو ہوئی - اللہ تعالے ہدایت دے اُن بدعتیونکو جو دین مین خواہ مخواہ بدعت نکالتے ہین قولہ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون - یعنے جسکے حق مین اللہ تعالے کی طرف سے محبوب بنالینا واقع ہوا کہ اس کو اپنی محبت ومشاہدہ عطا کرکے ولی بنایا اور جسکے حق مین آنحضرت کی طرف سے ولی بنانا واقع ہوا بایںطور کہ اوتعالے کی بندگی مین اس نے حضرت رسول اللہ صلعم سے موافقت کی یعنے ہرطرح آپ کی سنت پر مستقیم رہا اور جسکے حق مین مومنون کی تولیت ودوستی واقع ہوئی بایںطور کہ اُنکے چہرون سے اُسکو انوار غیب نظر آئے تو ایسا شخص اللہ تعالے واسکے رسول صلعم ومومنون کا محبوب ہوا اور ایسا شخص ہمیشہ بسبب مدد ونصرت الٰہی کے اپنے نفس وشیطان پر غالب ہوگا قاسمؒ نے کہا کہ اللہ تعالے سے موالات جبھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے موالات ہو اور رسول اللہ صلعم سے موالات جبھی ہوتی ہے کہ مومنین صالحین سے موالات ہوپس جسنے اہل ایمان سے موالات نہ رکھی اُسکو موالات الٰہی عزوجل سے کچھ بھی حاصل نہوگا چنانچہ حدیث مین ہے کہ جسنے ہم مین سے یعنے مومنین مین سے بڑے کی تعظیم نہ کی وہ ہم مین سے نہین ہے اور جسنے اپنے سے چھوٹے پر شفقت نہ کی وہ ہم مین سے نہین ہے قال المترجم حدیث مین آیا ہے کہ یہ امت بھی قیامت کے قریب مانند یہود ونصاری کے حرکتین کریگی اور آثار قیامت مین بھی مذکور ہے کہ اس امت کے پچھلے لوگ اپنے اگلون پر طعن کرینگے چنانچہ فرقہ رافضہ نے توسب سے پہلے اسلام مین یہ بات ایجاد کی کہ نفس وشیطان کے گمراہ کرنے سے بزرگون پر طعن کرنے لگے اور اس زمانہ مین عموماً یہ بلا پھیل گئی ہے اللہ تعالے راہ مستقیم کی ہدایت فرماوے قال الشیخ اور بعض نے فرمایا کہ حزب اللہ وہ خاص بندے ہین جو اللہ تعالے کی اطاعت مین ٹھیک قائم رہتے ہین اب اللہ تعالے نے موالات یہود ونصاری سے منع کرکے عموماً کافرون ومشرکون مع بدعتیون ومنافقون وفاسقون کی موالات سے صریحاً یا دلالۃً منع فرمایا بقولہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ

اے ایمان والو نہ پکڑو رفیق ان لوگون کو جو ٹھہراتے ہین تمھارا دین ہنسی اور کھیل اور جو

أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ

کتاب دیے گئے تم سے پہلے اور وہ جو کافر ہین اور ڈرو اللہ سے اگر

مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ

یقین رکھتے ہو اور جسوقت پکارو نماز کو اسکو ٹھہرا دین ہنسی اور کھیل یہ اسواسطے

بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝

کہ وہ لوگ بے عقل ہین

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا - یہ خطاب ہے سچے مومنون کو اور جو لوگ سچا مومن ہونا چاہین اُنکو بھی شامل ہے اگرچہ وقت نزول خطاب کے وہ موجود نہین تھے یعنے اے ایسے بندے جنکی صفت ایمان الٰہی ہے - لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ - دوست بناؤ ان لوگونکو جنھون نے تمھارے دین کو ہزو ولعب بنایا ہے اُس کلمہ

اہل کتاب کو اور کافرون کو اپنا اولی دوست ف الذین مع صلہ کے مفعول اول ہی اور مفعول دوم اولیا ہی یعنے ایسے لوگونکو اولیا دوست بنائیو
جنکو دوست بنانے سے منع کیا انکی صفت کلی یہ بیان فرمائی کہ جنھون نے تمھارے دین کو ہزو اور لعب بنایا یعنے ایسی چیز بنالیا جس سے
ٹھٹھا کھیل کرتے ہین حاصل یہ کہ اہل کتاب یہود ونصاری کو اور دیگر کفار آگ و بت وغیرہ پوجنے والونکو دوست بنائیو اور یہ بیان بر سبیل
تفہیم ہی کیونکہ یہ بات ظاہر ہی کہ سوا ے اہل کتاب و کفار کے دیگر بہت سے فرقۂ آتش پرست وغیرہ ہین کہ وہ بھی اپنی جہالت سے اسلام کی
شرع کو بدون غور کرنے کے ٹھٹھا بناتے ہین پس ظاہر ہوا کہ بدعتی وغیرہ جو ظاہر مین مسلمان بنتے اور نیچر کے لباس مین چھپے پھرتے ہین اور اذان
ونماز وغیرہ شرائع کو پرانا طریقہ کہکر ٹھٹھا کرتے ہین یہ سب انھین لوگونمین شامل ہین اور خلاصہ کلام یہ کہ جس شخص کو دیکھا جاوے کہ دین اسلام
کی باتون مین سے کسی بات پر ٹھٹھا کرتا ہی وہ اسی حکم مین ہی - وَاتَّقُوا اللّٰهَ - اور تقوی رکھو اللہ تعالے سے بایطور کہ ایسے گمراہونسے
موالات چھوڑدو - اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ - اگر تم سچے ایمان والے ہوت تو راہ توحید و اسلام پر چلو کہ جو شخص راہ توحید کی
کسی بات پر ٹھٹھا کرتا ہو وہ دوست نہین بلکہ دشمن ہی - وَاِذَا نَادَيْتُمْ - ای و الذین اذا دعوتم - اِلَى الصَّلٰوةِ - بالاذان
اور وہ لوگ ہین کہ جب تم بلاتے ہو نماز ادا کرنے کی طرف اذان کے ساتھ تو - اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا - نماز کو ہزو اور لعب
بناتے ہین یعنے اس سے ٹھٹھا کرتے اور آپسمین ہنستے ہین یعنے ایسے لوگونکی دوستی چھوڑدو - ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ
لَّا يَعْقِلُوْنَ - انکا یہ کھیل بنالینا اسی وجہ سے ہی کہ یہ قوم بے عقل ہین انکے پاس فقط حواس کام دیتے ہین جیسے جانورون کے
حواس کام دیتے ہین اگرچہ انکے حواس بہت سی چیزین بنانے مین بظاہر بہت خوبصورت نظر آوین جیسے بعضے جانورونکے کام بہت
عجیب و غریب ہوتے ہین آذان پر بھی بعض اہل نفاق وکفر نے تمسخر کیا تھا اور اذان پر ایسی حرکتین انھین لوگونکا کام ہی جو شیطان کے
پیرو ہین چنانچہ اذان سے شیطان کا بھاگنا اور بری حالت سے خوار ہونا احادیث صحاح مین مصرح ہی اور ابن ابی حاتم نے زہری سے روایت
کی کہ انھون نے اسی آیت سے اذان کا کلام مجید مین مذکور ہونا بیان کیا اور بعض نے کہا کہ قولہ اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ مین بھی
اذان مذکور ہی تو وہ مخصوص جمعہ کی لفظ کے ساتھ ہی اور یہان ہر نماز کے واسطے ہی سدی سے روایت ہی کہ مدینہ مین ایک نصرانی رہتا
تھا جب وہ مسلمانون کی اذان مین موذن سے اشہد ان محمدا رسول اللہ کا کلمہ سنتا تو کہتا کہ جل جاوے جھوٹا پھر ایک روز رات کو وہ
اور اسکے گھر والے سوتے تھے کہ اسکا خادم آگ لایا اسمین سے ایک شرارہ اڑا اور گھر مین نہایت جلد و تیز آگ لگ گئی نوکر تو نکل بھاگا اور
وہ مع گھر اور گھر والون کے جل مرا - (رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر) خوب سچ ہوا کہ جو جھوٹا تھا وہی جل گیا اور محمد بن اسحق نے ذکر کیا کہ رسول اللہ
صلعم سال فتح مکہ مین خانۂ کعبہ کے اندر داخل ہوے اور بلال رضی ساتھ تھے حکم دیا کہ اذان کہے اور ابوسفیان بن حرب اور حرث بن ہشام وغیرہ
تین آدمی فناء کعبہ مین بیٹھے تھے ایک نے کہا کہ فلان بزرگ تھا کہ ناگوار کلام سننے سے پہلے مرگیا - اور حرث بن ہشام نے کہا کہ اگر واللہ
مین جانتا کہ وہ حق پر ہی تو مین اسکی پیروی اختیار کرتا اور ابوسفیان نے کہا کہ مین کچھ نہین بولونگا اور اگر بولا تو یہ سنگریزے میری خبر دیدینگے
پس اتنے مین آنحضرت صلعم نکلکر ان لوگون کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا جو تم نے باتین کین پھر وہ باتین بعینہ آپنے بیان کردین
تو عتاب و حرث نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ آپ رسول اللہ ہین ہمارے پاس یہان کوئی نہ تھا کہ ہم یہ گمان کرین کہ اسنے جاکر آپسے
کہدیا ہو ابومحذورہ نے اپنا قصہ اسطرح نقل کیا کہ حنین سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مع لشکر جب واپس آتے تھے تو راہ مین ہم نے
کہین دیکھا ایک مقام پر حضرت صلعم کے موذن نے اذان دی تو ہم لوگون نے اسکی آواز پر ٹھٹھے سے آوازین لگائین اور رسول اللہ

صلعم نے اسکو سنا تو بھیجکر ہم سب کو پکڑ بلایا یہانتک کہ ہم آپ کی حضور میں کھڑے کیے گئے پس آپ نے فرمایا کہ مین نے تم مین سے کس کی آواز بلند سنی تو قوم نے میری طرف اشارہ کیا اور انھون نے سچ کہا پس آپ نے مجھے روک رکھا اور باقی سب کو چھوڑ دیا اور مجھے فرمایا کہ کھڑے ہوکر اذان دے پس مین کھڑا ہوا حالانکہ مجھے کوئی چیز زیادہ مکروہ رسول اللہ صلعم و اس فعل سے نہ تھی جسکا مجھے حکم دیا مگر ناچار مین آپ کے روبرو کھڑا ہوا اور آپ نے خود اپنی زبان سے کلمات اذان مجھے تلقین کیے جب مین اذان کہہ چکا تو مجھے بلاکر ایک تھیلی دی جس مین کچھ چاندی تھی پھر اپنا دست مبارک ابومحذورہ کی پیشانی پر رکھا اور اسکو ابومحذورہ کے چہرے تک مسح کرتے لائے پھر میرے دونون پستان تک لائے پھر جگر پر لائے یہانتک کہ آپ کا دست مبارک مسح کرتا ہوا ابومحذورہ کی تونڈی تک پہونچا پھر فرمایا کہ اللہ تعالے تجھین برکت کرے پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے حکم دیجیے کہ مین مکہ مین اذان کہا کرون تو آپ نے فرمایا کہ ہان مین نے تجھے اجازت دی اور جو کچھ حضرت صلعم کی طرف سے مجھین کراہت تھی وہ سب جاتی رہی اور بجائے اسکے آپکی محبت مجھین بھر گئی الحدیث ایسا معجزہ بارہا واقع ہوا ہے ف قال فی العرائس قولہ تعالے واذا نادیتم الی الصلوۃ اتخذوہا ہزوا ولعبا ۔ ندا رحق انھین خاص بندون کے کان مین آتی ہے جنھون نے ندا ازلی کو سنکر قبول کا جواب محبت کے ساتھ دیا تھا اس سے ظاہر ہوا کہ اذان اس آواز غیب کا نمونہ ظاہر اور حقیقت باطن ہے اور اسکا جواب بنیادی جواب ہے جو ازل مین دیا تھا کہ ہان تو ہمارا معبود ہے اور یہی بھید ہے کہ ہر شخص سننے والے پر اجابت لازم ہے فلیتفکر واللہ اعلم استاذ نے کہا کہ اذان سے لوگ پکارے جاتے ہین کہ مقام مناجات مین حاضر ہون پس جسکو بلند مقام مین منزلت حاصل ہے وہ اذان سنکر خوش و دل شاد ہوجاتا ہے اور جو حقیقت حال سے غافل ہے وہ اسکو لہو و لعب کے کانون سے سنتا ہے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ

تو کہہ اے کتاب والون کیا بیر ہے تمکو ہم سے مگر یہی کہ ہم یقین لائے اللہ پر اور جو ہمکو اترا اور جو اترا

مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً

پہلے اور یہی کہ تم مین اکثر بے حکم ہین تو کہہ مین تمکو بتاؤن ان مین کس کی بری جزا ہے

عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ

اللہ کے ہان وہی جسکو اللہ نے لعنت کی اور اسپر غضب ہوا اور انہین بعضے بندر کیے اور

الْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ

سور اور پوجنے لگے شیطان کو وہی بدتر ہین درجہ مین اور بہت بہکے

السَّبِيْلِ ۝

سیدھی راہ سے

یہود نے آکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ رسولون مین سے کن پر ایمان لاتے ہین تو آپ نے وہ آیت پڑھ دی جسمین اللہ تعالے و ملائکہ و انبیا علیہم السلام پر ایمان لانے کا ذکر ہے اور اسمین عیسی علیہ السلام کے سچے رسول ہونیکا بھی ذکر ہے تو جب آپ نے عیسے علیہ السلام کو بھی ذکر کیا تو کہنے لگے کہ ہم کسی دین کو اس دین سے زیادہ بدتر نہین جانتے ہین پس نازل ہوا قولہ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ ۔ کہہ دے کہ اے یہود ۔ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ ۔ تم نہین انکار کرتے ہو ہم سے ۔ اِلَّآ اَنْ

اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۔ مگر یہ کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالےٰ پر اور جو ہمپر اتارا گیا اور جو ہمسے پہلے اتارا گیا دیگر انبیاء سابقین پر ۔ وَاَنَّ اَکْثَرَکُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ اور تم میں اکثر فاسق ہیں اور معنے یہ ہیں کہ تم نہیں انکار کرتے ہو مگر ہمارا ایمان لانا حاصل آنکہ یہ ایسی بات نہیں جو انکار کی جاوے حاصل آنکہ اے یہودیو تم نہیں انکار کرتے ہمسے مگر یہی بات کہ ہم ایمان میں داخل ہوئے اور تم ایمان سے خارج ہوئے اور فاسق وہی ہے جو طاعت سے خارج ہو اور بیضاوی وغیرہ نے وجوہ دیگر بھی بیان کیے ہیں اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا یعنے اے اہل کتاب تم نہیں انکار کرتے یا نہیں عیب لگاتے ہو ہمپر مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالےٰ پر اور قرآن پر و اگلے انبیا کیطرف اتاری ہوئی کتابوں پر حالانکہ یہ کوئی طعن و عیب کی بات نہیں ہے پس استثنا منقطع ہے اور قولہ وان اکثرکم فاسقون یعنے اے یہودیو تم کچھ منکر نہیں مگر یہی کہ بہتیرے تم میں سے فاسق و خارج از ایمان ہیں اور ہم لوگ ایمان لائے ہیں پھر فرمایا ۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُکُمْ ۔ کہدے بھلا میں تم کو خبر دیدون بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکَ ۔ اس سے بدتری ۔ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۔ از راہ ثواب کے اللہ تعالےٰ کے یہاں یعنے جس چیز سے تم انکار کرتے ہو اور عیب لگاتے ہو اسکو اعتقاد رکھنے والوں سے بھی بدتر نتیجہ والے تمکو بتلا دون حاصل آنکہ بھلا میں تمکو بتلا دون کہ جس دین والوں کو تم بدتر کہتے ہو اس سے بدتر بدلے والے کون ہیں پھر بتلا دیا ۔ ہو ۔ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۔ ہر وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے لعنت کی یعنے غضب کرکے رحمت سے دور کر دیا ۔ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیْرَ ۔ اور ان میں سے بعضے بندر و سور کر دیے یعنے مسخ کرکے صورتیں بگاڑ دیں اور یہ لوگ یہودی ہیں اور یہودی خود بیان کرتے ہیں کہ روز سنیچر جو عبادت ہی کے واسطے خاص کر دیا گیا تھا انہیں نافرمانی کرنے سے بندر ہو گئے اور بعض دیگر ایسے ہی نافرمانی سے سور کیے گئے اور واضح ہو کہ ایک قوم نصاریٰ میں سے بھی سور کر دیے گئے تھے پس حکم آیت کریمہ کا جملہ اہل کتاب کو شامل ہوگا حاصل اپنے زعم میں جنکو بدتر کہتے ہو فقط اتنی بات پر کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر برحق جانتے ہیں تو انسے بدتر تمکو بتلاؤں وہ قوم جسکو اللہ تعالےٰ نے غضب کرکے ملعون کر دیا اور انہیں ظاہر صورت بھی مسخ کرکے بندر و سور بنا لیے اور جس قوم نے بت پوجے چنانچہ فرمایا ۔ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۔ ای ومن عبد الطاغوت وہو الشیطان بطاعتہ ۔ اور وہ بدتر ہے جسنے پوجا طاغوت کو یعنے شیطان کو باینطور کہ شیطان کی پیروی کی اور واضح رہے کہ یہ مراد نہیں ہے کہ یہ لوگ انہیں مسخ کیے ہوئے بندر و سوروں کی اولاد ہیں کیونکہ جو مسخ ہوئے تھے انکی نسل نہیں رہی اور نہ انسے نسل ہوئی اور نہ وہ تین روز سے زیادہ زندہ رہے چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ بندر و سور انہیں یہود کی نسل ہیں جو مسخ ہوئے تھے پس آپنے فرمایا کہ نہیں اور اللہ تعالےٰ نے جب کسی قوم کو ملعون کرکے مسخ کیا تو پھر انکی نسل ہرگز نہیں رکھی ہے اور بندر و سور تو اللہ تعالےٰ کے مخلوق پہلے سے موجود تھے پھر جب اللہ تعالےٰ نے یہود پر غضب کیا تو مسخ کرکے بندروں و سوروں کے مثل کر دیا رواہ مسلم والبوداؤد والطیالسی واحمد پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ حاصل معنے یہ ہیں کہ اے اہل کتاب تم جو ہمارے دین میں طعن کرتے ہو حالانکہ ہمارا دین یہی ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرتے ہیں اسکے سوائے کسی کی پرستش نہیں کرتے ہیں تو تم بھلا ہم میں کیا طعن کر دیگے تمہارا تو یہ حال ہے کہ شیطان تمنے پوجا اور نافرمانیاں تمنے اس درجہ سخت بدترین کہ ملعون ہوکر بندر و سور کیے گئے اسیواسطے فرمایا ۔ اُولٰٓئِکَ شَرٌّ مَّکَانًا ۔ یہی

لوگونکا ٹھکانا بہت بدتر ہی کیونکہ دوزخ ہی اُنکا ٹھکانا ہے ۔ وَاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۔ اور نہایت گمراہ ہیں سواء السبیل سے یعنے راہ حق سے اور اصل سواء یعنے وسط ہی اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تک جو ٹھیک وسط مین راہ ہو وہی مستقیم ہوگی لہذا چاہیے یون کہا جاوے کہ راہ مستقیم سے سخت گمراہ ہین اور بہت ہی دور بھٹکے ہوے ہین

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ

اور جب تم پاس آوین کہین ہم یقین لائے اور منکر ہی آئے تھے اور اسیطرح نکلے اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

خوب جانتا ہے جو چھپا رہے تھے اور تو دیکھے بہتا اُنہین دوڑتے ہین گناہ پر اور زیادتی پر

وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ

اور حرام کھانے پر کیا برے کام ہین جو کر رہے ہین کیون نہین منع کرتے اُنکے درویش

وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

اور علما گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے کیا برے عمل ہین جو کر رہے ہین

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ ۔ اے اہل ایمان جب یہود کے منافق تمھارے پاس آتے ہین ۔ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۔ تو کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ہین یعنے یہ قوم غضب الٰہی مین گرفتار ہی سوا ایسے چند لوگون کے چنانچہ انہین سے بعض کا دل راہ ایمان کیطرف چلا تو وہ بھی منافق ہین کہ تمھارے پاس آکر ایمان ظاہر کرتے ہین ۔ وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ ۔ حال یہ کہ تمھارے پاس آئے تب بھی کفر سے ملتبس تھے وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۔ اور جب تمھارے پاس سے نکلے تب بھی کفر سے ملتبس نکلے ایمان ہرگز نہین لائے اگرچہ ظاہر مین کہدیا ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۔ اور اللہ خوب جانتا ہی جو نفاق وہ اپنے دلو نمین چھپائے ہین ۔ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ ۔ اور دیکھتا ہی تو بنظر تعجب کہ یہود مین سے بہتیرے ہین ۔ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔ کہ جھوٹ بولنے مین اور ظلم مین جلدی گرے پڑتے ہین غرضکہ جھوٹ و بدگوئی مین اور ہرطرح کی بیجا حرکتو نمین گھسنے کیلیے جلدی کرتے ہین ۔ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۔ اور اپنی حرام خوری مین تیز ہین جیسے خوب رشوتین کھاتے ہین ۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ البتہ نہایت بدترہی اُنکا یہ عمل اور یہود کے چھوٹے بڑے سب کے سب گناہ کرنے مین یکسان دلیر ہوگئے چنانچہ فرمایا ۔ لَوْلَا ۔ حرف زجر ہی ای ہلا ۔ يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ ۔ منہم یعنے انہین سے جو احبار و ربانی بنتے ہین وہ کیون نہین یہود کو منع کرتے ہین ۔ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ ۔ اُنکے اثم کہنے سے یعنے جھوٹ بولنے سے ۔ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۔ اور حرام کھانے سے منع کیا کرین مگر اللہ عزوجل کی نافرمانی مین اُنکے علما خود رشوتین کھانے لگے اور جھوٹے فتوے دینے لگے اللہ تعالےٰ اہل ایمان کو ان قبائح اعمال سے پاک فرماوے و پاک رکھے ۔ اہل اسلام کو غور کرنا چاہیے کہ جھوٹ بولنے اور خلاف شرع چلنے و ظلم و تعدی کرنے و حرامخواری و رشوتستانی کی صفتین اُن یہودیون کی تھین جنپر اللہ تعالےٰ نے غضب کرکے انکو ملعون و بندر و سور بنادیا تھا پھر کئی صدی گذرنے کے بعد اہل اسلام مین بھی یہ بلائین پھیلین اور انھون نے یہی عادتین اختیار کین اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی کہ تم بھی یہود و نصاری کے قدم بقدم چلوگے وہ ظاہر ہونا شروع ہوا یہانتک کہ اس زمانہ مین فعال کی خرابی بدرجۂ غایت پہونچ گئی افسوس کہ مسلمانون مین

جو قوم حضرت خالق عز وجل کی جناب مین توحید و ایمان سے سر جھکانے والی تھی وہی اس حال مین اپنے آپکو خوار کیے ہوئے ہر راب اگر ہمارے عیوب سے دفتر بھر جاوین تو بعید نہین حالانکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالے کے فضائل مین دفتر بھرے ہین بالجملہ اسلام و دین محمد صلعم اپنی ہمیں خوبی پر ہر لیکن عموماً جو اہل اسلام نظر آتے ہین انکو اور ہمکو اللہ تعالے دین اسلام نصیب کرے اور یہود و نصاریٰ کی بدخصلتون سے بچاوے چنانچہ آیت مین عموماً یہود کا حال مذکور ہوا کہ عوام و خواص کی حرکات نہایت خراب و معصیت تھی اور اللہ تعالے نے فرمایا۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ۔ اور بہت بُری ہے وہ چیز جو یہود کے سرگروہ کرتے تھے یعنے عوام کو بُری حرکتون سے منع نکرنا اور یہان سے معلوم ہوا کہ جو امور شرع مین منکر ہین اُنسے عوام کو منع کرنا چاہیے۔ واضح ہو کہ جو آیات اسطرح مذمت مین وارد ہین تو جیسے افعال پر مذمت ہے ویسے افعال سے اہل اسلام کو بھی باز رہنے کی تعلیم ہے اور علی ہذا جو اسی طور پر اگلے لوگون کی کسی نیکوکاری کی تعریف ہے وہ بھی اہل اسلام کو تعلیم ہے اور نیز اسلوب بلاغت سے ماہران علوم قرآن دیگر وجوہ مین بھی سمجھتے و نکالتے ہین چنانچہ قولہ تعالے وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس الآیہ مین علما کا اجماع ہے کہ یہی آیت اہل اسلام پر بھی واجب التعمیل ہے اگرچہ شروع آیت مین یون ہے کہ اور فرض کیا ہمنے بنی اسرائیل پر کتاب توریت مین یہ کہ الی آخر الآیۃ۔ لیکن جبکہ آخر آیت مین بصیغۂ عموم فرمایا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ تو سمجھ لیا گیا کہ ہمکو تعلیم دی ہے ایسی خوبی کے ساتھ کہ جو اس سے نافرمانی کرنیوالے گذرے انکا انجام ایسا خراب ہوا پس ماہر فن بلاغت اور دانشمند حکیم ایسے مقامات کو دیکھکر قرآن مجید کے معجزہ و انتہائے درجۂ بلاغت پر ہونے کا اقرار کرتا ہے بالجملہ آیت کریمہ اہل توحید کو تعلیم ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے جو ابن عباس رضہ نے کہا کہ قرآن مجید مین اس آیت سے زیادہ کوئی آیت توبیخ و سرزنش کرنیوالی نہین یعنے قولہ لولا ینہاہم الربانیون تا قولہ یصنعون۔ رواہ ابن جریر اور مانند اسکے ضحاکؒ نے بھی روایت کی ہے اور حضرت علی بن ابی طالب رضہ نے خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ اے لوگو تمسے اگلی امتون والے لوگ اسی وجہ سے برباد ہوے کہ معصیات و گناہون کے پابند ہوگئے اور علما و فقہا نے اُنکو منع نہین کیا پھر جب بڑھ چلے تو عذاب الٰہی نے انکو پکڑ لیا سو تم لوگ شرعی اچھی باتون کے بجا لانے کے لیے لوگونکو فہمایش کرو اور جو باتین شرع مین منع ہین انسے لوگون کو منع کرو پہلے اُسوقت کے آنے سے کہ تمپر بھی بلا نازل ہو جاوے جو انپر نازل ہو گئی[لہ] اور آگاہ رہو کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کسی کی روزی نہین کاٹ سکتا اور نہ کسیکی موت کو وقت سے پہلے لاتا ہے رواہ ابن ابی حاتم و ابو داؤد اور جریر رضہ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے سنا کہ نہین کوئی مرد جو ایک قوم کے درمیان گناہ کرتا ہو اور وہ لوگ اُسکے رُوکنے پر قدرت رکھتے ہون پھر انھون نے نہ روکا مگر ضرور انکو اللہ تعالے عذاب مین مبتلا کر دیگا قبل اسکے کہ وہ لوگ مرین (رواہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ) واضح ہو کہ آپسمین بھائی مسلمانونکو ایک دوسرے کو سمجھاتے و منع کرتے مین خوش خلقی و خوش زبانی و نیک ڈھنگ سے سمجھانا چاہیے اور کسیکی تحقیر و تذلیل نہ کرین اور اللہ تعالے نے جو فرمایا یا ایہا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ اسپر اپنا دار و مدار رکھین والسلام ف قال فی العرائس قولہ تعالیٰ لولا ینہاہم الربانیون الآیہ۔ ربانی وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکے حقوق کے عارف ہون اور احبار وہ علما ہین جو اللہ تعالے و اسکے عذاب و ثواب کے جاننے والے ہون یعنے جنکو عرف مین اولیا و فقہا کہتے ہین پس آیت مین ان دونونکو تحذیر فرمائی کہ عوام اہل اسلام کو ہر طرح خوش زبانی سے جھڑکی سے مال سے مارنے سے جہان جسطرح مناسب ہو سمجھاوین و راہ حق پر لاوین اور انکو انکے نفس پر نچھوڑین و نافرمانیون سے منع کرین اور صاف فرما دیا کہ جو شخص دین مین مداہنت کریگا اگرچہ وہ عالم ربانی و ولی و مجتہد فقیہ کیون نہو ضرور اسکو اللہ تعالے

[لہ] یعنے اگلی امتون پر نازل ہو گئی ۱۲ م

عذاب کریگا اور حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نہین کوئی مرد کہ ایک قوم کے پڑوس مین رہکر انکے روبرو گناہ کرے اور وہ اسکا ہاتھ
نہ روکین مگر انکو یقینی جان لو کہ اللہ تعالے ان سب کو اس عذاب مین مبتلا کریگا۔ واسطی رح نے کہا کہ ربانی وہ علماء عارفین ہین جو
جانب حق سے مخلوق کے اندازہ و مقدار کو جانتے ہین اور احبار وہ لوگ ہین جنکو معروف کا حکم کرنا اور منکرات سے منع کرنا سپرد ہوا ہے

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ

اور یہود کہتے ہین اللہ کا ہاتھ بندھ گیا انہین کے ہاتھ باندھے جاوین اور لعنت ہے انکو اس کہنے سے بلکہ اسکے دونون ہاتھ

مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ

کھلے ہین خرچ کرتا ہے جسطرح چاہے اور اس حکم سے جو تم کو اترا

إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ

تیرے رب کی طرف سے انکو بڑھے گی شرارت اور انکار اور ہمنے ڈال رکھی ہے انمین دشمنی اور بیر

إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ

قیامت کے دن تک جب ایک آگ سلگاتے ہین لڑائی کے واسطے اللہ اسکو بجھاتا ہے اور دوڑتے ہین

فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○

ملک مین فساد کرتے اور اللہ نہین چاہتا فساد والون کو

اللہ تعالے نے یہود سے توریت مین مضبوط عہد لیا تھا کہ جب محمد رسول اللہ صلعم مبعوث ہون تو ضرور اسپر ایمان لاوین نصرت
و مدد کرین پھر انکے علماء نے مبعوث ہونے کے وقت اپنے مریدون کے مسلمان ہوجانے کے ڈر سے انکار کیا کہ انکی آمدنی و پیری
جاتی رہیگی پس حضرت صلعم کی نعت و صفت کو بدل ڈالا اور چھپایا و طرح طرح کی نافرمانیان ظہور مین آئین پس جس چیز سے انہون نے
چھپایا تھا وہی بلا اللہ تعالے نے انپر ڈالی کہ مال سے انکو تنگی پہونچی حالانکہ پہلے سب سے زیادہ مالدار لوگ تھے اور جب انہون نے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور نہ مانا تو اللہ تعالے نے انکو محتاج کرنا شروع کر دیا تب مردود زبان درازی کرنے لگے پس اللہ
تعالے نے ان کافرون کا قول بیان فرمایا۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ مغلول کی صورت یہ ہوتی ہے
کہ دونون ہاتھ اٹھا کر گردن کی طرف باندھ دیے جاوین پس یہود مردود نے جو مغلولہ کہا تو معنے یہ کہ مقبوضہ ہین یعنی اتنے کھنچے
ہوے ہین اس بات سے کہ ہمپر رزق کا ادرار ہو اور برابر جاری رہے اور مراد ان کافرون کی یہ تھی کہ وہ بخیل ہے نعوذ باللہ من ما
الکفر۔ و تعالے ایسی باتون سے پاک ہے اور یہودیون کی یہ نئی بات نہین بلکہ پہلے گذرا کہ خبیث کہتے تھے کہ ان اللہ فقیر و نحن
اغنیاء۔ ویسے ہی یہان کہا کہ ید اللہ مغلولۃ۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ یہودیون کی یہ مراد نہ تھی
کہ اسکے ہاتھ جکڑے ہوے بندھے ہین بلکہ یہ مراد لیتے تھے کہ بخل کی وجہ سے جو اسکے پاس ہے وہ روک رکھا ہے یہی مجاہد وغیرہ
علماء تابعین نے بیان کیا ہے اور صریح وہ ہے جو محمد بن اسحاق نے ابن عباس سے روایت کی کہ شاس بن قیس یہودی نے
کہا کہ تیرا پروردگار بخیل ہے خرچ نہین کرتا تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا و قالت الیہود ید اللہ مغلولۃ اور عکرمہ نے کہا کہ یہ
قول فنحاص یہودی کا تھا جسنے اللہ تعالے کو فقیر بھی کہا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسکو تھپڑ مارا تھا۔ بالجملہ یہ یہودیون کا

قول تھا معلوم نہین کرکتنون نے کہا پھر اللہ عزوجل نے فرمایا ۔ غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ ۔ ای امسکت عن فعل الخیرات ۔ نیکیان کرنے سے یہودیون کے ہاتھ مغلول ہوے یا اللہ تعالے کی طرف سے غضب بھرا ہوا حکم اس اسلوب پہ ہی جیسے بد دعا کیجاتی ہی اور یہ حسن بلاغت بطور محاورہ زبان عرب ہی ورنہ اللہ تعالے کیطرف سے یہ قطعی حکم غضب ہی اور یہان سے ظاہر ہوا کہ کلام مجید مین بندون کے مناسب بول چال پہ فہمائش ہی لیکن معنے مین شان جناب باری تعالے ملحوظ ہی اور فرمایا ۔ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ای ملعون ہوے اپنے اس قول سے قیامت تک اللہ تعالے کے نزدیک بھی اور جن وانس و تمام مخلوقات کے نزدیک بھی پھر رد کردیا اور حقیقی حال بیان فرمایا ۔ بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ یُنْفِقُ كَیْفَ یَشَآءُ ۔ بلکہ اسکے دونون ہاتھ مبسوط ہین جیسے چاہتا ہی نفقہ دیتا ہی قال المفسر جیسے مغلول ہونا ہاتھ کا کنایہ ہوتا ہی بخل سے ویسے ہی بسط الید کنایہ ہوتا ہی جود وسخاوت سے اور بہت خرچ کرنے سے چنانچہ قولہ تعالی ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطها کل البسط الآیہ مین دونون معنے ظاہر ہین پس یہان جو فرمایا کہ بل یداہ مبسوطتان تو یہ نہایت جود سے موصوف ہونے کا کنایہ ہی یعنے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ او تعالے عزوجل کیواسطے دو ہاتھ ہین اور وہ دونون پھیلے ہوے ہین کیونکہ او تعالے جسم وجسمانیات اور ہر چیز سے پاک و الگ ہی کوئی چیز اسکے مانند و مشابہ نہین ہی چنانچہ خود فرمایا لیس کمثلہ شئی الآیہ ۔ بلکہ مراد اس سے کنایہ از کمال بخشش ہی اسیواسطے یہود نے اگرچہ کہا تھا کہ ید اللہ یعنے لفظ ید واحد کہا تھا مگر انکے رد مین او تعالے نے تثنیہ کردیا چنانچہ یداہ کہا تاکہ مفید کثرت ہو کیونکہ سخی جب اپنا مال نہایت درجہ پر دینا شروع کرے تو یہ کریگا کہ دونون ہاتھون سے دیوے پس یہ اشارہ ہی کہ او تعالے نہایت ہی کریم و سخی و جواد ہی لیکن حکمت سے سخاوت ہی اور وہ پاک پروردگار بالکل قادر مختار ہی جسطرح چاہتا ہی خرچ کرتا ہی جسکو چاہتا ہی دیتا ہی اور جسکو چاہتا ہی کم و زیادہ دیتا ہی اور واضح ہو کہ مفسر نے جو معنے بیان کیے یہ اچھی تاویل ہی اور بعض نے قدرت و نعمت وغیرہ سے تاویل کی ہی اور توضیح مقام یہ ہی کہ ید کا لفظ عرب کے محاورہ مین چند معنے پر بولا جاتا ہی ہاتھ جو عضو معروف ہی و بمعنے قدرت و بمعنے نعمت و بمعنے تائید و بمعنے ملک و بمعنے سخاوت پس عضو معروف کے معنے
ان لا عندنا یداً ۱۲ ید اللہ علی الجماعۃ ۱۲ بیدہ عقدۃ النکاح ۱۲
تو جناب باری تعالے کی شان مین محال ہین اور فرقہ مجسمہ و یہود جو او تعالے کی شان مین جسم و جسمانیات کا اعتقاد رکھتے ہین وہ کافر بیوقوف ہین اور دیگر معانی مذکورہ بحسب موقع ہو سکتے ہین لیکن یہان بمعنے قدرت و نعمت و ملک مناسب نہین ہان بمعنے جود و سخاوت مناسب ہین جیسا کہ بیان ہوا اور امام رازی نے شیخ ابو الحسن الاشعری سے نقل کیا کہ ید اور وجہ وغیرہ صفات خاصہ ہین اور ان کی ماہیت نہین معلوم لیکن قطعاً و یقیناً وہ اعضاء و جوارح معروف یا کوئی چیز مخلوق کے مانند نہین جیسا کہ فرقہ گمراہ مجسمہ و یہود اعتقاد کرتے ہین اور جماعت محدثین کا بھی یہی مذہب ہی کہ جو شیخ اشعری سے منقول ہوا اور امام غزالی کے استاد وغیرہ محققین متکلمین نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی اور یہ مذہب سدید و قوی ہی بشرطیکہ کوئی جاہل گمراہ یون نہ سمجھے کہ ہاتھ کے لفظ سے جو اسکے تصور مین آتا ہی وہ مراد ہی جیسے عرش کی لفظ سے جو تصور مین آتا ہی یعنے تخت مربع یا کسی شکل کا مراد نہین ہی بلکہ وہ تخت ہی جسکی ماہیت و صورت وہم و گمان سے خارج ہی کہ جیسے دیگر صفات الٰہی علم و قدرت و سمع و بصر کا حال ہی جیسے ذات الٰہی عزوجل تصور و قیاس و گمان و وہم سب سے پاک برتر ہی ویسے ہی اسکے صفات بھی پاک ہین لیکن چونکہ عوام لوگ سمجھ سے ناقص ہوتے ہین لہذا علما نے تاویل کا طریقہ اختیار کیا اور حدیث ابی ہریرہ رض مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ید اللہ ملأی لا تغیضها نفقۃ سحاء اللیل والنہار ارأیتم ما انفق منذ خلق السموات والارض فانہ لم ینقص ما بیدہ وکان عرشہ علی الماء وبیدہ الاخری الفیض او القبض یرفع ویخفض رواہ البخاری ومسلم اور کثرت سے احادیث و آیات ہین جنمین ید و وجہ

انّ الفضل بید اللہ ۱۲ م

وغیرہ صفات کا اثبات ہے اور ائمۂ تصوف واکابر اولیا سب متفق ہین کہ یہ صفات صحیح ثابت ہین اور انکار کرنے والے معتزلہ وغیرہ بدعتی فرقے ہین جنکو انوار باطن سے کچھ نصیب نہین اور تفصیل اس مقام کی بہت بسط چاہتی ہے انشاء اللہ تعالے کسی دوسرے مقام پر مذکور ہوگی۔ اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۔ یعنے قرآن ۔ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۔ اور تیرے رب کی طرف سے جو قرآن تجھپر اترا ہے وہ انمین سے بہتیرون کو طغیان وکفر بڑھا وے گا کیونکہ قرآن سے کفر کرتے ہین حاصل آنکہ سوا ے بعض یہود کے جو مسلمان ہوے ہین باقی بہت سے یہودیونکو قرآن سے طغیان و کفر زیادہ بڑھتا ہے چنانچہ فرمایا وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا۔ یعنے ہم قرآن سے جو اتارتے ہین وہ مومنون کے حق مین شفا ہے اور ظالمین کو اس سے خسارہ ہی بڑھتا ہے۔ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۔ اور ہمنے قیامت تک انمین باہمی عداوت وبغض ڈال دیا ف پس انمین سے ہر فرقہ دوسرے سے مخالف ہے خواہ فقط دین مین یا دنیا مین بھی لیکن یہ مخالفت باہم فریقون مین ہے اور اہل ایمان مشاہدہ کرین کہ یہی حالت نصاری مین موجود ہے اور حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمہ اللہ نے کہا کہ معنے یہ کہ دین کے بارہ مین انمین خصومات وجدال پڑے رہینگے (رواہ ابن ابی حاتم) اور یہ قطعًا واقع ہے پھر بیمعجزہ صدق کلام حضرت سید المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم بیان واضح ہے کہ آپ نے اس امت کیواسطے بھی فرمایا کہ یہود ونصاری کے قدم بقدم چلیگی چنانچہ بغور مشاہدہ ہے کہ مدت سے تو بدعتی لوگ مانند معتزلہ وجہمیہ وغیرہ کے اہل حق سے خلاف کرکے جدا ہوگئے اب اہل حق آپسمین پھوٹ گئے اور دین کے بارہ مین متفق نہین رہے اور یہ سخت بدعلامت ہے اللہ تعالے آپسمین اتفاق دیوے اور انکو راہ مستقیم حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سچی محبت سے نصیب کرے پھر یہود کو بیان کیا کہ۔ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ ۔ ہر بار جب انھون نے لڑائی کی آگ بھڑکائی ف یعنے نبی صلعم سے لڑائی کرنے کے لیے جب آگ جلائی۔ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۔ تب ہی اسکو اللہ تعالے نے بجھا دیا ف یعنے جب انھون نے لڑائی کا ارادہ کیا تب ہی اللہ تعالے نے انکو مردود کیا یا اس طور کہ حضرت صلعم کو انپر فتح دی یا وے آپسمین جھگڑا کرنے لگے اور مومنون کے ساتھ لڑائی کرنے سے باز رہے اور بیضاوی مین کہا کہ یہ معنے بھی ہوسکتے ہین کہ یہ لوگ جب ہی کسی سے لڑے تب ہی مردود ہوے یعنے مغلوب ہوے چنانچہ جب انھون نے حکم توریت سے مخالفت کی تو اللہ تعالے نے انپر بخت نصر کو مسلط کیا پھر جب دوبارہ فساد کیا تو انپر فسطوس رومی کو مسلط کیا پھر تیسری بار فساد کیا تو انپر مجوس کو مسلط کیا پھر چوتھی بار فساد کیا تو اللہ تعالے نے توریت وانجیل منسوخ کرکے اہل اسلام اہل قرآن کو مبعوث فرمایا اور یہ سب خوار ہوے۔ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۔ اور چلتے ہین زمین مین درحالیکہ فساد ہین یعنی مفسد ہین یعنی اپنے گناہون سے زمین مین فساد کرتے پھرتے ہین۔ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۔ اور مفسدونکو اللہ تعالی پسند نہین کرتا ف یعنے اللہ تعالے انکو عذاب کرتا ہے اور بجاے ضمیر کے مفسدین کا لفظ ظاہر لانے مین شعار ہے کہ آخرت مین تو عذاب ہوگا لیکن فساد کرنیوالے دنیا مین بھی عذاب پاوینگے ف قال فی العرائس قوله بل یداہ مبسوطتان نفی کیفیت بیشمار اللہ تعالی نے بندونکی سمجھ کے لائق مثال نہین بلکہ تمثیل فرمائی کہ دست قدم اور دست بقا دو صفت ہین پس دست قدم یعنے قدرت قائمہ بذات پاک ہے بمقتضاے ارادہ برگزیدہ بندے ایجاد فرماتا ہے اور بقا سے تربیت ہے

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ
اور اگر | کتاب والے | ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم اُتار دیتے | انکی | برائیان | اور انکو داخل کرتے

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ

نعمت کے باغون مین اور اگر وہ قائم رکھین توریت اور انجیل کو اور جو اترا انکو

رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَ

9 انکے رب کیطرف سے تو کھاوین اپنے اوپر سے اور پاؤن کے نیچے سے کچھ لوگ انمین سے سیدھے ہین اور

ع ١٠ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝

بہت انمین سے برے کام کر رہے ہین

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا - اور اگر اہل کتاب (یہود و نصاری) ایمان لاتے ف یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے - وَاتَّقَوْا - اور کفر سے بچتے - لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ - تو انکے اوپر سے انکے گناہون کو ہم کفارہ کر دیتے یعنے انکے گناہون کا انسے مواخذہ نہوتا کیونکہ صحیح مین ثابت ہوا کہ اسلام لانا اگلے گناہونکو مٹا دیتا ہے - وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ - اور ہم انکو جنات نعیم مین داخل کرتے ف حاصل آنکہ اگر وہ کفر چھوڑ کر ایمان لاتے تو دنیا مین انکے پہلے گناہونکا مواخذہ نہوتا اور آخرت مین مغفور ہو کر اہل اسلام کے ساتھ جنت مین داخل ہوتے - وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ - اور اگر اہل کتاب یعنے یہود و نصاری توریت و انجیل کو قائم کرتے ف یعنے ان دونون کتابون مین جو کچھ احکام ہین ان سب کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے اور منجملہ ان احکام کے ایک یہ بھی تھا کہ محمد صلعم کے مبعوث ہونے کے وقت انپر ایمان لا کر پیروی کرین پس اگر یہ لوگ توریت و انجیل کے جملہ احکام پر عمل کرتے تو ضرور تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لاتے - وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ - اور جتنی کتابین انپر انکے پروردگار کیطرف سے اتاری گئی ہین سب پر قائم رہتے لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ - تو کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے پیرونکے نیچے سے ف کنایہ ہے کہ انپر رزق کی وسعت دیدی جاتی اور ہر طرف سے انپر رزق کا فیضان ہوتا اور واضح ہو کہ توریت و انجیل و تمام کتابون پر قائم ہونے کے یہ معنے نہین ہین کہ ایک ہی وقت مین ان سب کے احکام بجا لاتے کیونکہ یہ ہو نہین سکتا اسلیے کہ توریت مین بہت چیزین حرام تھین وہ انجیل مین حلال ہوئین اور ایسے ہی قرآن مجید مین بہتسے احکام سابقہ منسوخ ہوے بلکہ اقامت کے یہ معنے ہین کہ جسطرح پر ان پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا اسی طرح عمل کرتے اس سے تجاوز نہ کرتے پس صحف ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پر اقامت یہ کہ انکو سچ جاننا اور توریت پر اقامت یہ کہ جبتک منسوخ نہ تھی تب تک اسکے سب احکام پر عمل کرنا اور جب انجیل سے بعض احکام منسوخ ہوے تو باقی احکام توریت پر و ناسخ احکام انجیل پر عمل کرنا پھر جب انجیل منسوخ ہوئی تو قرآن مجید پر پورا پورا عمل کرنا ہی اقامت ہے اور یہان سے معلوم ہوا کہ شرائع سابقہ جسقدر منسوخ نہین ہوے وہ واجب العمل ہین جیسا کہ جمہور علما کا مذہب ہے اور حضرت محمد صلعم پر ایمان لانے کا حکم توریت مین سے منسوخ نہین ہوا بلکہ انجیل سے اسکی تاکید صریح ہوگئی اور بعض نے کہا کہ ما انزل الیہم من ربہم - سے مراد قرآن مجید ہے کیونکہ قرآن مجید جو آنحضرت صلعم پر اترا وہ تمام مخلوقات کی طرف اترا ہے کیونکہ سب پر اسکی تعمیل احکام واجب ہے اور ابن عباس نے قولہ لاکلوا من فوقہم مین کہا کہ مراد یہ ہے کہ آسمان انپر ادرار کرتا اور زمین انکے واسطے خوب اگاتی اور آیت مین دلیل ہے کہ اللہ تعالے کی فرمانبرداری کرنا روزی کی کشایش کا سبب ہے تو بندہ مطیع کو بہت کچھ رزق بواسطہ طاعت الٰہی حاصل ہوتا ہے اور یہ آیت

مانند قولہ ولو ان اہل القری آمنوا واتقوا لفتحنا علیہم برکات من السماء والارض یعنے جو گانوں عذاب سے ہلاک کیے گئے اگر وہاں کے لوگ
ایمان لاتے اور شرک سے باز رہتے تو البتہ اللہ تعالے آسمان و زمین سے برکات کشادہ کردیتا اور نیز فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و
یرزقہ من حیث لا یحتسب۔ اور نیز فرمایا فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا الآیات پس جو بندہ مومن کہ سب طرح حسب حال اپنے مطیع ہو اسکو
طاعت سے رزق وسیع حاصل ہوتا ہے اور اقامت احکام الٰہی پر انسان کو چاہیے کہ جناب باری تعالے سے توفیق طلب کرے اور مضبوطی سے
قائم رہے ورنہ حدیث زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ میں ہے کہ حضرت صلعم سے کوئی بات بیان کیگئی یا آپ نے بیان فرمائی پھر فرمایا کہ یہ بات علم
جاتے رہنے کے وقت ہوگی تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم کیونکر جائیگا حالانکہ ہم لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے
ہیں اور وہ اپنے بیٹوں کو پڑھاوینگے یہی قیامت تک ہوتا رہیگا تو آپ نے فرمایا ای لبید میں تجھے مدینے کے لوگوں میں سے دین میں زیادہ
سمجھدار جانتا تھا ارے کیا یہ یہود و نصاری توریت وانجیل کو نہیں پڑھتے حالانکہ جو کچھ ان کتابوں میں ہے اس سے کچھ نفع نہیں پاتے ہیں
(رواہ احمد وابن ماجہ وابن ابی حاتم قال ابن کثیر اسنادہ صحیح) الحاصل اہل کتاب جس کتاب پر ایمان لانیکا دعوی کرتے ہیں اگر اسپر پورے احکام سے
ٹھیک عمل کرتے اور قرآن پر ایمان لاتے تو اس محتاجی و ذلت میں نہ پڑتے بلکہ اللہ تعالے انکو دنیا میں بھی عزت و ثروت و برکت دیتا مِنْهُمْ
أُمَّةٌ مُقْتَصِدَةٌ ۔ اہل کتاب میں سے ایک امت اقتصاد کے ساتھ ہے یعنے وہ ان کتابوں پر عمل کرتی ہے اور جو کچھ اللہ تعالے
کی طرف سے نازل ہوا اسپر ایمان لاتی ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو بمقتضاے عمل و اقامت کتب سابقہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے
مانند عبداللہ بن سلام وانکے ساتھیوں کے علماے یہود میں سے اور مانند نجاشی بادشاہ حبشہ و اسکے ساتھیوں کے نصاری میں سے
پس یہ لوگ تو مطیع رہے۔ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ۔ اور بہتیرے انمیں سے بہت برے کام کرتے ہیں ابن کثیر
نے تفسیر میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے نیک لوگوں کے واسطے بلند و اعلی مقام بھی اقتصاد قرار دیا اور اس امت مرحومہ کیواسطے اقتصاد
درجہ اوسط ہے اور اس سے اوپر مرتبہ سابقین چنانچہ فرمایا۔ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات
باذن اللہ ذلک ہو الفضل الکبیر یعنے پھر ہم نے کتاب الٰہی کا وارث ایسے لوگوں کو بنایا جنکو ہمنے اپنے بندوں میں سے چھانٹ لیا ہے بعضے انمیں
سے اپنی جان پر ظالم ہیں اور بعضے درمیانی چال چلتے ہیں اور بعضے اللہ تعالی کی ارادت سے نیکیوں کی جانب سبقت کرنے والے
ہیں اور یہی بڑا فضل ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ تینوں اقسام جو اس امت سے بیان فرمائے ہیں سب جنت میں داخل ہونگے قال المترجم
احادیث صحیح سے بھی یہی ثابت ہوا اور ظاہر ہے کہ مقتصد اور سابق بالخیرات کے جنتی ہونے میں تو کلام نہیں ہے فقط ظالم لنفسہ میں کلام ہوتا ہے
تو یہ ظلم انکا اپنے نفس پر ہے جو ہمیں طاعت حق تعالے سے ہے جیسے آیہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات میں انسان کو ظلوما جہولا فرمایا حالانکہ یہ
اسی انسان کو فرمایا جو امانت اٹھانیوالا ہے بالجملہ اس آیت کی تفسیر میں انشاء اللہ تعالے کلام لطیف آویگا پھر شیخ نے اسکے بعد یہود و نصاری
و اس امت کے متفرق ہونے کی حدیث ذکر کرکے کہا کہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہوئی ہے اور مؤلف فتح البیان نے لکھا کہ اس حدیث
میں اخیر کا جملہ یعنے سب دوزخی ہیں سواے ایک فرقے کے تو اس جملہ کی نسبت ایک جماعت نے کہا کہ ضعیف روایات میں آیا ہے بلکہ ابن حزم نے
کہا کہ یہ جملہ بنا کر حدیث میں لگا یا گیا ہے قال المترجم ابو داؤد و ترمذی نے اس زیادت کے ساتھ روایت کیا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ
صحابہ رضی اللہ عنہم جس حال پر آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے ویسا فرقہ تو ضرور جنتی ہے پھر جس فرقہ نے اختلاف کیا اور جماعت سے نکلا اسمیں [illegible]
ہے ہاں یہ امر قابل بحث ہے کہ جماعت سے مخالفت و افتراق کرنیوالا فرقہ دائمی دوزخی ہے یا نہیں تو خطابی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ستفترق امتی ۔ کا لفظ کہا اسمین دلالت ہی کہ وہ امت سے خارج ہونگے اور مترجم کہتا ہی کہ یہ استدلال کچھ نہین ہی اسواسطے کہ افتراق طاری ہونیکے وقت وہ امت تھی کیونکہ اگر اسوقت بھی امت مسلمان نہوتی تو وہ افتراق کسی اور امت کافرہ مشرکہ کا ہوتا نہ امت مسلمہ کا پس حدیث سے اسیقدر ثابت ہوا کہ افتراق طاری ہونیکے وقت وہ مسلمان تھے پھر آیا بعد مفترق ہونے کے بھی مسلمان رہے تو یہ حدیث سے ثابت نہین بلکہ حق یہ ہی کہ اہل بدعت مین بعضی اقسام ایسے ہین کہ انکے کافر و مرتد ہو جانے پر دلائل قائم ہین پس وہ مرتد فرقہ ہوگا نہ مسلمان بھلا یہ نہین دیکھتے کہ صحیح مسلم و ابوداؤد و الترمذی مین حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہی ولا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان وانہ سیکون من امتی ثلثون کذابا کلہم یدعی انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی الی آخر الحدیث ۔ یعنے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے ضرور میری امت کے چند قبائل مشرکون سے ملجاوینگے یعنے مشرک ہوجاوینگے اور ضرور میری امت کے چند قبائل بتونکو پوجینگے اور ضرور عنقریب میری امت سے تیس آدمی انتہا کے جھوٹے ہونگے ہر ایک انمین سے نبوت کا دعوی کریگا حالانکہ مین خاتم المرسلین ہون میرے بعد کوئی نبی نہین ہی الحدیث پس اس سے ثابت ہوا کہ امت اسیوقت تک تھی کہ انپر فساد طاری ہوا پھر بعد فاسد ہونے کے ظاہر ہی کہ مشرکین سے لاحق ہونے والے یا بت پوجنے والے یا نبوت کے دعوی کرنیوالے ہرگز مسلمان نہین ہین لہذا تحقیق ہوا کہ جس حال پر صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اسی سے مخالف و مفترق ہونے والا فرقہ باستدلال شرعی دیکھا جاوے کہ اسکا کیا حال ہی چنانچہ اگر بت وغیرہ پوجنے لگا ہی تو قطعاً کافر ہی اور اگر دین مین ایسی کوئی بدعت نکالی ہی جسپر کفر کا حکم نہین دیا جائیگا تو وہ مبتدع ہی کافر و مرتد نہین ہی فافہم ف قال فی العرائس قولہ تعالے ولو انہم اقاموا التوراۃ والانجیل الآیہ ۔ اسمین اشارہ ہی کہ اگر اعمال خیر بجالانے مین وہ مستقیم رہتے اور شہوات نفسانی جلی یا خفی کے پیرو نہوتے تو انپر انوار ملکوت کشف ہوتے کیونکہ انکی ارواح و عقول مین یہ قوت حاصل ہوتی پھر قولہ ومنہم مقتصد ۔ سے ظاہر فرمایا کہ انمین بعض ایسے ہین کہ جن مین اس کمال کی استعداد ہی ۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ

اے رسول پہونچادے جو تجھپر اُتارا گیا تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو تونے اس کا پیغام کچھ نہ پہونچایا

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور اللہ تجکو بچالیگا لوگون سے البتہ اللہ راہ نہین دیتا ہے منکر قوم کو

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۔ اے رسول جو کچھ تجھپر تیرے رب کی طرف سے اُتارا گیا وہ پہونچادے ف کچھ بھی مخفی مت رکھ یعنے اسمین سے کوئی چیز اس خوف سے مت چھپائیو کہ شاید لوگون کیطرف سے تجھے ایسی چیز پہونچے جسکو تو برا جانتا ہی ۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۔ اور اگر تونے تمام وہ چیز نہ پہونچائی جو تجھپر اُتاری گئی ہی تو تونے اللہ تعالے کی رسالت نہین پہونچائی ف کیونکہ بعض باتین چھپانا جیسے کل چھپانا کیونکہ حرمت ساقط ہو گئی پھر رسالت بلفظ مفرد اکثرون کی قراءۃ ہی اور نافع و ابن عامر و ابوبکر نے رسالات بلفظ جمع پڑھا ہی و لیکن چونکہ مقام نفی تبلیغ کا ہی پس نفی اور رسالت واحدہ ابلغ ہی بہ نسبت نفی جمع کے کما صرح فی علم البیان اور واضح ہو کہ ما لفظ مفید عموم ہی پس آنحضرت صلعم پر فرض تھا کہ جو کچھ اُتارا گیا اسکو امت کو پہونچادین اور اسمین سے کچھ نہ چھپاوین اور اسمین صریح دلیل ہی کہ جو کچھ نازل

ہوا وہ آنحضرت صلعم نے تبلیغ کر دیا اپنے خوب واضح کھلے کھلے لوگون کو سنا دیا اور کچھ بھی کسی سے پوشیدہ نہین رکھا اسیواسطے صحیحین مین
حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ جسنے زعم کیا کہ محمد صلعم نے وحی مین سے کچھ چھپایا تو وہ جھوٹا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک الآیہ ۔ اور نیز صحیحین مین حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ اگر محمد صلعم قرآن مین سے کچھ چھپانے والے ہی ہوتے تو یہ آیت چھپاتے وتخفی
فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ ۔ حاصل آنکہ جب ایسی آیت نہین چھپائی تو اور کچھ کیون چھپاتے اور جن عقیدون کی
یہ گمان کیا کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم بعض اسرار سے مخصوص تھے اور قرآن مین مصحف فاطمہ و مصحف علی بھی شامل تھا یہ سب کفر و افترا و بہتان ہے
عن ہارون بن عنترہ عن ابیہ روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت ابن عباس رضؓ کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ ہم لوگون کے پاس بعضے آدمی آتے ہین
اور ہمکو یہ خبر سناتے ہین کہ تم اہلبیت کے پاس کچھ ایسی باتین ہین جنکو رسول اللہ صلعم نے لوگون پر ظاہر نہین فرمایا ہے تو ابن عباس رضؓ نے کہا کہ ایسے
تو یہ نہین جانتا کہ اللہ تعالے نے فرمایا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ قسم اللہ تعالے کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہمکو اس قدر بھی نہین دیا کہ جس قدر سپیدی مین سیاہی ممکن ہو (رواہ ابن ابی حاتم) **وقال ابن کثیر** ہذا اسناد جید اور ابو جحیفہ وہب بن
عبداللہ السوائی سے روایت ہے کہ مین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بھلا آپ اہلبیت کے پاس کچھ وحی ایسی بھی ہے جو قرآن مین
مکتوب نہین ہے تو فرمایا کہ ہرگز نہین ہے قسم ہے اُسی ذات پاک کی جسنے دانہ اُگایا اور آدمی پیدا کیے ہین لیکن ہان قرآن مین سمجھ البتہ
ہے جسکو اللہ تعالے کسی بندہ کو دیدیتا ہے اور یہ جو میرے اس صحیفہ مین ہے تو مین نے عرض کیا کہ آپکے اس صحیفہ مین کیا ہے آپنے فرمایا کہ اسمین
مین نے دیت دینے کے مسائل اور قیدی کا چھٹانا اور یہ کہ کافر کے عوض مسلمان قتل نہین کیا جائیگا لکھ رکھا ہے (رواہ البخاری) **شیخ ابن کثیر رحؒ** نے
کہا کہ آنحضرت صلعم کی امت نے آپکے واسطے گواہی ادا کی کہ آپنے رسالت و امانت الٰہی کو خوب طرح سے تبلیغ فرما دیا جبکہ آپ نے
حجۃ الوداع کے خطبہ مین ان لوگون سے گواہی طلب کی تھی اور اسوقت آپکے اصحاب مین قریب چالیس ہزار آدمی کے موجود تھے چنانچہ
صحیح مسلم کی روایت مین جو جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے منجملہ آپکے خطبہ کے مذکور ہے کہ آپنے اُس روز خطبہ مین فرمایا کہ تمکو
تم سے میرے حال کو دریافت کیا جائیگا سو تم کیا کہوگے تو لوگ بولے کہ ہم گواہی دینگے کہ آپنے رسالت کی تبلیغ کی اور امانت الٰہی ادا کر دی اور خوب
نصیحت کر دی الی آخر الحدیث اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضؓ سے روایت کی کہ قولہ تعالے وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنے اگر تونے
کوئی آیت چھپائی منجملہ اسکے جو تیرے پروردگار کیطرف سے تجہپر نازل ہوئی ہین تو تونے اسکی رسالت نہین پہنچائی ۔ **وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ
مِنَ النَّاسِ** ۔ اور اللہ تعالے حفاظت مین رکھیگا تجھکو بندون سے **ف** یعنے تو رسالت الٰہی پہونچا اور کچھ خطرہ مت کر کہ اللہ
تجھے اپنی حفاظت مین رکھیگا اور کوئی شخص تجھے ہلاک نہین کر سکتا ہے اسوقت عرب مین جھونپڑیان ہوتی تھین اور اکثر خواب مین لوگ اپنے
دشمنون کو مار ڈالتے تھے لہذا اصحابہ جان نثار بھی رات مین مسلح ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا کرتے تھے روایت ہے کہ جب یہ آیت
اُتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تم لوگ پہرہ مت دو کہ اللہ تعالے نے میری حفاظت فرمائی (رواہ الحاکم و احمد والترمذی)
اور ہام ناقص اسطرف دوڑتے ہین کہ جنگ احد مین آنحضرت صلعم کو زخم پہونچے حالانکہ یہان حفاظت مین فرمایا ہے اور بعض نے جواب دیا کہ
یہ آیت بعد واقعۂ احد کے نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم کی روایت مین احد کین نازل ہونا مروی ہوا ہے لیکن یہ جواب متکلف ہے اور ظاہر یہ ہے کہ آنحضرت
صلعم ہر وقت محفوظ تھے اور توریت وغیرہ مین مصرح ہے کہ اللہ تعالے اس پیغمبر مصطفیٰ کو وفات نہ دیگا جبتک کہ ملت جو اسوقت بہت کج و
ٹیڑھی ہوگئی ہوگی وہ ٹھیک راست ہوجاوے اور اسی پر دلالت کرتا ہے قولہ تعالے واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون لہذا مفسر رحؒ نے

کہا اے محمد ان یقینلوگ یعنے تجکو اللہ تعالے محفوظ رکھیگا کہ وہ تجکو قتل نہین کرسکینگے پس اور کسی قسم کے صدمہ و چوٹ وغیرہ سے حفظ کا وعدہ
نہین ہے حتی کہ یہودیہ خیبریہ نے آپکو زہر دیا اور ایک نے آپ پر جادو کیا چنانچہ تفسیر سورۂ معوذتین مین انشاء اللہ تعالے بیان ہوگا اور مفسر رحمہ اللہ نے
ذکر کیا کہ پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کیجاتی تھی یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی پس آپنے فرمایا کہ تم لوگ اپنی جگہ پھر جاؤ کہ اللہ تعالے
نے مجھے محفوظ کر دیا رواہ الحاکم یعنے اللہ تعالے کے آگاہ فرمانے سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اب طریقہ عالم اسباب سے حفاظت کرنا مجپر لازم
نہین ہے بلکہ اللہ تعالے نے یہ تکلیف مجھ پر سے مرتفع کر دی اور یہانسے ظاہر ہوا کہ طریقہ عقل کا برتاؤ کرنا انسان پر لازم ہے اگرچہ قطعی یقین رکھے
کہ حیلہ تاثیر فقط اللہ تعالی کی طرف سے ہے لہذا یہ حفاظت رکھے کہ چراغ جلتا نچھوڑے اور آگ کھلی نچھوڑے اور گڈھے بدھنے ڈھکے رکھے اور سانپ
بچھو ان کی زیستا مین جہانتک ممکن ہے حفاظت کرے اور سنکھیا کھانے و مانند اسکے افعال و حرکات سے احتراز رکھے لیکن جو شخص یہ سمجھے
کہ میری حفاظت ہی سے بچاؤ ہوتا ہے وہ کافر ہے پس جو لوگ کہتے ہین کہ اگر ایسا نہ کرتے تو یہ نہوتا حالانکہ ضرور سے یہ کام کیا تھا انھون نے شیدا انکو
اپنے اوپر مسلط کیا اور جس شخص نے بدون احتیاط کے کوئی کام کیا اگر اسکو دوسرا بندہ سمجھائے کہ تو نے بد احتیاطی مین خطا کی تو اچھی
نصیحت ہے لیکن یہ اعتقاد نہ کرے کہ اگر یون احتیاط کرتا تو ایسا نہوتا بلکہ اسکے یہ معنے ہین کہ مقتضائے عقل سے جاننا لازم تھا اسمین تو نے
کیون خلاف کیا پس اگر تو احتیاط کی راہ چلتا پھر بھی ایسا واقع ہوتا تو تو معذور رہتا اسیواسطے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی کو بدون تحریر
و گواہی کے قرضہ دے اور قرضدار اس سے منکر ہو جاوے تو عاقبت مین سزا پاویگا لیکن دنیا مین قرضخواہ کی دعا اس بارہ مین قبول
نہوگی کیونکہ اللہ تعالے نے قرض لین دین مین تحریر و گواہی کا حکم دیا ہے اور یہین سے اکثر مسائل فقہ مین یون دلیل لائی جاتی ہے کہ مدعی نے
خود اپنی جانب احتیاط نہ کی لہذا قاضی اسکی جانب احتیاط نکریگا مثال اسکی یہ کہ زید نے بکر سے ایک کتاب خریدی اس شرط سے کہ
تین دن تک مجھے اختیار ہے یعنے تین روز کی جاکر پڑھ لونگا کہ اتنے دامونکو لیے جاتا ہون پھر تیسرے روز پھیرنے لایا اور بیچنے والا روپوش ہو گیا
یہانتک کہ تین دن گذر گئے اور بیع لازم ہو گئی تو اس مسئلہ مین اگر تیسرے روز مشتری نے جاکر قاضی سے درخواست کی کہ بائع منہ چھپا
گیا ہے لہذا آپ اسکی طرف سے کوئی شخص قائم کر دین جسکو مین پھیر دون تو نوادر مین امام محمد رح سے مروی ہے کہ قاضی اسکو نہین قبول کریگا
اسواسطے کہ اسکو جب بائع کی جانب سے یہ احتمال تھا تو اسنے کوئی کفیل لیکر مضبوطی کیون نہ کرلی پس جب اسنے خود اپنی احتیاط نہ کی تو قاضی
بھی اسکی رعایت نہ رکھیگا فافہم اور یہان سے ظاہر ہوا کہ توکل یہ نہین ہے کہ آدمی کام و کمائی چھوڑدے اور اسباب سلطنت و آلات حرب
ایجاد کرنے یا مہیا کرنے مین تدبیر اور ہنر کو کام مین نہ لاوے حتی کہ بلاد اسلام مقہور ہو جاوین اور جو لوگ گوشۂ فقیری مین کمائی کی تدبیر
نہین کرتے غلط جہالت ہے اور عجب کہ یہ لوگ ہاتھ بڑھا کر کھانے پینے اور سردی سے جان بچانے اور کوٹھے سے سیڑھی لگا کر اترنے
اور بچانے جانے مین سب طرح عالم اسباب کی تدبیر کا برتاؤ کرتے ہین مگر مفت خوری کی چاٹ مین لوگون کو مجہول بناتے ہین اور فوج و سلطنت
کی بربادی کراتے ہین حتی کہ مسلمانون کو نتیجہ تقدیر مین بہکا کر غلط معنے بتلاتے ہین اور اقالیم انھین مکارون کی شیطنت سے خراب ہوئے
اعاذنا اللہ تعالے من شرہم اللہم اہدنا الصراط المستقیم اور صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالے پر ہر کام مین توکل کرے یعنے حواس قدرت کو کام مین
لاوے لیکن یہ نہین کہ اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا بلکہ وہی پیدا ہوگا جو اللہ تعالے پیدا کریگا پس کامل کوشش و مشورت سے کام کرے
اور اس حالت مین یقین رکھے کہ نتیجہ وہ پیدا ہوگا جو اللہ تعالے نے چاہا ہے اور ہر کام کا پیدا کرنیوالا اللہ تعالے ہے روایت ہے کہ ایک سفر مین
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے درخت سے تلوار لٹکائی اور استراحت فرمائی کہ ناگاہ ایک اعرابی نے آپکی تلوار کھینچکر کہا کہ آپکو مجھ سے کون

بچاویگا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالے پس اسنے تلوار رکھدی اور بیٹھ گیا پھر آپنے اُسکو عفو کیا (الصحیحین) دوسری مرتبہ ایک اعرابی نے ایسا کیا تھا تو اُسکے ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑی اور آپنے اُٹھا کر فرمایا کہ اب تجھے کون بچاویگا اُسنے کہا کہ معاف فرمایئے (الصحاح) اور محمد بن کعب القرظی وغیرہ سے مرسل روایت مین ایک اعرابی کا حال مذکور ہے کہ اُسنے بھی اسیطرح سفر مین ناگہان آکر تلوار کھینچکر آپ پر حملہ کیا اور کہا کہ کون بچاویگا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالے پس اعرابی کے ہاتھ کانپنے لگے اور تلوار گر پڑی اور اُسنے اپنے سر کو ایک درخت مین اس زور سے مارا کہ بھیجا ناک کے راستہ آگیا (رواہ ابن جریر) روایت ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے اسکو درخت سے ٹکرا دیا تھا اور آیت مین دلیل ہی کہ جن امور کا اللہ تعالے نے جسطرح حکم دیا ہی اُنکے اسطرح بجالانے مین اپنے وہم و وساوس سے خوف نہ کرے اور اللہ تعالے اُسمین حفاظت فرماویگا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ اللہ تعالے قوم کافر کو راہ نہین دیتا ف اس سے معلوم ہوا کہ قولہ من الناس۔ مین الف لام عہد کا ہی یعنے کافر مراد ہین اور معنے یہ کہ اللہ تعالے تجھکو کافرون سے بچا دیگا کہ وہ تجھکو قتل نہین کر سکینگے متعدد روایات مین ہی کہ جنگ احد مین بہت سے کافر آپ کے قتل کے ارادہ سے نکلے اور آپ کے پاس ٹھہرے اور نکل گئے آخرکار کہنے لگے کہ محمد ہمسے محفوظ کیے گئے ہین ہمنے ہرچند تلاش کیا اور نہ پایا۔ اور یہین سے ظاہر ہوگا کہ بدون تاثیر الٰہی کے خطا کرتی ہی اور فقط نگاہ پر کسی امر کا یقین نہین ہوسکتا لہذا فرقہ نیچر نے جو یہ دعوی کیا کہ دوربین سے آسمان نہین سوجھتا ہی پس آسمان کے وجود سے انکار کیا اور آیات و احادیث پر انکار کر گئے تو یہ لوگ گمراہ ہین ف قال فی العرائس قولہ تعالے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیۃ۔ اللہ تعالے جل جلالہ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات با عظمت و کبریا سے تخویف کی تاکہ آنحضرت صلعم کے دل مین سوائے حق عز و جل کے کوئی باقی نہ رہے اور تمام مخلوق انکی آنکھ سے ساقط ہو جاوے اور مخلوق کی بیماریان و عیب ظاہر کرنے مین اُنسے بالکل نہ ڈرین اور آمادہ فرمایا کہ جو نور و شفا اللہ تعالے نے نازل فرمایا اسکو اچھی طرح پہونچا دین تاکہ پرہیز کرنے والا مریض اچھا ہو جاوے اور بد پرہیز مر جاوے و اسطی ؒ نے کہا کہ وحی رسالت بیان کرنیکا حکم دیا جو اُتارا گیا ہی اور معارف بیان کرنے کا حکم نہین دیا کیونکہ حقائق رسالت کے اگر پہاڑ پر رکھے جاوین تو وہ پگھل جاوے مگر اہل عالم کو بقدر انکی طاقت کے تھوڑا ظاہر کیا جاتا ہی تو نہین دیکھتا کہ یون فرمایا۔ بلغ ما انزل الیک من ربک اور یون نہین فرمایا ما تعرفنا بہ الیک یعنے تمام معرفت بیان کر دے (یہ حکم نہین دیا) اور وہ انوار عرفان جو قلب محمد صلعم پر ظاہر ہوے انکی کوئی بشر طاقت نہین رکھتا ہی اور وہ وحی رسالت نہین اور نہ قابل بیان ہی بلکہ عین معرفت ہی

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ

تو کہہ اے کتاب والو تم کچھ راہ پر نہین ہو جبتک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو تمکو اترا ہی تمہارے رب سے

وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ

اور اُنمین بہتون کو بڑھیگی اس کلام سے جو تجھکو اترا ہی تیرے رب سے شرارت اور انکار سو تو افسوس مت کھا اس قوم

الْکٰفِرِیْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ

منکر پر البتہ جو مسلمان ہین اور جو یہود ہین اور صابئین اور نصاری جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

اور پچھلے دن پر اور عمل کرے نیک تو اُنپر نہ ڈر ہی اور نہ وہ غم کھاوینگے

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ ۔ اے یہود و نصاری ۔ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ ۔ تم دین مین کسی ایسے حال پر نہین ہو جسکا کچھ شمار

ہو حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ - یہانتک کہ قائم کرو تم توریت کو اور انجیل کو ف یعنے توریت پر قائم ہو اگر یہود
بنے ہو پس قرآن پر ایمان لاؤ اور انجیل کو قائم کرو اگر نصرانی ہو پس قرآن و توریت پر ایمان لاؤ اور انجیل کے احکام پر عمل کرو - وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ - اور قائم کرو اس چیز کو جو تمھاری طرف اُتارا گیا ف مجاہدؒ نے کہا کہ مراد قرآن عظیم ہی اور مفسر رحمتے اور یکی
آیت مین ما انزل الیکم - کو دیگر کتب آسمانی سے تفسیر کیا اور یہی ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ قرآن ہی پر ایمان لاوین توریت و انجیل قائم کرنے کی
ضرورت نہین کیونکہ قرآن مین ان دونون کا حق جاننا تو ایمان کی شرط ہی اور عمل کرنے کے واسطے قرآن دونون کا ناسخ ہی پس مراد ما انزل سے
دیگر کتب آسمانی ہین حاصل آنکہ حکم دیا کہ تو کہدے کہ ای اہل کتاب یہود و نصاری وغیرہ تم کسی پایۂ اعتبار پر نہین ہو جبتک کہ تم توریت و انجیل
و دیگر کتب آسمانی جنکے ماننے کا دعوے کرتے ہو انپر قائم نہو اور ان کتابونکی ہر بات کو پورے طور سے مانو اور اُنپر چلو کیونکہ بعض سے انکار کرنا
گویا کل کے انکار کے ہی اور جو کچھ انمین ہی منجملہ اسکے یہ بھی ہی کہ محمد صلعم پر ایمان لاؤ پس محصول کلام یہ نکلا کہ ای اہل کتاب تم کسی آسمانی دین
پر نہین ہو جب تک کہ تم جس کتاب کو مانتے ہو اُسکے موافق نہ چلو اور اسکے موافق چلنے مین ضرور ہی کہ مجھپر ایمان لاؤ اور جبکہ تم مجھپر و قرآن پر
ایمان نہ لائے تو تم اپنی کتاب پر نہ چلے کیونکہ تمھاری کتاب تمکو اسطرح ایمان لانے کا حکم کرتی ہی پس تمنے اپنی کتاب کو نہ مانا لہذا تم کچھ نہین
ہو - وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ - یعنے قرآن - طُغْيَانًا وَّكُفْرًا - اور تیرے
رب کی طرف سے جو کچھ تجھپر اُتارا گیا وہ اُنمین سے بہتون کو سرکشی و کفر بڑھاتا ہی ف کیونکہ وہ اس قرآن سے کفر و انکار کرتے ہین
فَلَا تَاْسَ - پس مت افسوس کر - عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ - ایسی کافر قوم پر ف جبکہ تجھپر ایمان نہ لاوین حاصل آنکہ اُنکے
حال پر جو تجکو افسوس و غم لاحق ہوتا ہی کہ یہ لوگ کافر رہے جاتے ہین اور عاقبت مین دائمی دوزخی ہونگے تو تجکو یہ غم نہین کرنا چاہیے کیونکہ
باوجود کھلے دلائل و خوبی دین کے انکار کرتے ہین ف قال فی العرائس قولہ ولیزیدن کثیرا منہم الخ یخطاب الٰہی عز و جل ہی و صفت ہین
ایک صفت قہر و دوسری صفت لطف پس قرآن سے جسکے دل پر صفت لطف سے تجلی کی اُسکے دل کی بینائی اس کلام کے لطیف
حکمت و اسرار دیکھکر زیادہ ہو جاتی ہی اور اسکے دقیق بیانات و معجزات سے اسکے ایمان و توحید کو ترقی ہوتی ہی اور اس نور و ترقی سے ظاہر
و باطن خطاب سے آگاہ ہو جاتا ہی اور جسکے قلب پر قرآن سے قہر کی تجلی ہوئی اسکے قلب کو تاریکی و نادانی و اندھاپن بڑھ جاتا ہی حتی کہ خطاب
ظاہری اُسکی سمجھ مین نہین آتا ہی اور دم بدم اُسکا اندھاپن بڑھتا جاتا ہی کیونکہ قرآن درحقیقت صفت الٰہی ہی اور اسکی صفت کی انتہا
نہین ہی خواہ تجلی بلطف ہو یا بالقہر ہو چنانچہ اگر تجلی بلطف ہو تو نور بصیرت بھی دم بدم بڑھتا جائیگا - واسطیؒ نے کہا کہ یہ قوم کافر
وہی لوگ ہین جنکا گمراہ کرنا اور جنکو دریافت حکمت سے پھیرنا اللہ تعالے نے ازل مین مقدر کر دیا ہی - اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ
هَادُوْا - جو لوگ ایمان لائے ہین اور جو یہودی بنے ہین - وَالصّٰبِئُوْنَ - اور جو لوگ صابی کہلاتے ہین - وَالنَّصٰرٰى
اور جو لوگ نصرانی بنے ہین ف یعنے عیسی علیہ السلام کی پیروی کا دعوی کرتے ہین ف تو انمین سے کسی دعوی کا اعتبار نہین ہی بلکہ حقیقت
ایمان کا اعتبار ہی چنانچہ فرمایا - مَنْ اٰمَنَ - جو انمین سے ایمان لایا - بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا - اللہ تعالے
اور روز آخرت یعنے قیامت پر اور عمل کیا نیک - فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ - تو ایسے مومن صالح پر کچھ خوف نہوگا - وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ - اور نہ وے غمگین ہونگے ف یعنے آخرت مین اُنپر کچھ خوف و غم نہین ہی کیونکہ دنیا مین اُنھون نے اللہ تعالے کے
خوف سے آخرت کا غم کھایا تھا - واضح ہو کہ صابئہ مین اختلاف ہی پس سعید و مجاہد سے ایک روایت مین ہی کہ وہ نصاری و مجوس مین سے

ایک گروہ ہی جنکا کچھ دین نہین اور ایک روایت مین کہا کہ یہود و مجوس مین سے ہی اور حسن بصری سے ہی کہ وہ مجوس کے مانند ہین اور قتادہ رحمہ نے کہا کہ وہ ملائکہ کے پوجنے والے ہین اور زبور پڑھتے ہین اور وہب بن منبہ نے کہا کہ وہ فقط اللہ تعالے کے قائل ہین اور انکی کوئی شریعت نہین اور انھون نے کوئی عمل کفر پیدا نہین کیا اور ابو الزناد نے کہا کہ وہ ایک قوم قریب عراق کے رہتے ہین وہ سب انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہین اور ہر سال مین تیس روزہ رکھتے ہین اور ہر روز یمن کی طرف متوجہ ہوکر پانچ نمازین پڑھتے ہین اور صابیہ کے بارہ مین دیگر اقوال ہوئے ہین (ابن کثیر) اور مقصود یہ ہی کہ ہر فرقہ جو ٹھیک ایمان لایا اور نیک کام کیے یعنے شریعت محمد مصطفے صلعم کے موافق بعد ازانکہ آپ مبعوث ہوئے ہین تو آخرت مین ثواب عظیم سے مشرف ہوگا قال المترجم صابیہ کی تفسیر مین چونکہ اختلاف ہی اسیواسطے امام ابو حنیفہ و انکے شاگردون مین انکے ذبیحہ مین اختلاف ہی ولیکن فتوی کے واسطے واجب ہی کہ ذبیحہ حرام ہونے پر فتوی دیا جاوے کیونکہ حرمت و حلت کے درمیان دائر ہی اور واضح ہو کہ آیت مین دو احتمال ہین اول آنکہ اللہ تعالے نے یہ بیان کیا کہ ہر زمانہ مین جو قوم اللہ تعالے پر ایمان لائی وہ آخرت مین مغفور ہی پس حضرت موسی علیہ السلام کے وقت مین یا انکی شرع باقی رہنے کے وقت تک جو لوگ ایمان صحیح و عمل صالح پر موافق شرع کے رہکر مرے ہین وہ آخرت مین بیخوف ہونگے اور اس صورت مین صابیون ایک فرقہ اہل کتاب مین سے ہوگا اور معنے دوم یہ کہ جو فرقہ اپنے اپنے نام سے مدعی ہین تو جو شخص انمین سے ٹھیک قرآن پر عامل ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے موافق اللہ تعالے و روز آخرت پر ایمان لایا وہ بے خوف جنتی ہی اور سورہ البقرہ مین اسکے مثل گزرا ہے۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ

ہم نے عہد لیا تھا بنی اسرائیل سے اور بھیجے انکی طرف رسول جب آیا ان پاس

رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا

کوئی رسول ایسی بات لیکر جو نہ خوش آئی انکے جی کو تو کتنون کو جھٹلایا اور کتنے کو قتل کرنے لگے اور خیال کیا کہ کچھ

تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ

خرابی نہوگی سو اندھے ہوگئے اور بہرے تو پھر اللہ تعالے متوجہ ہوا انپر پھر اندھے اور بہرے ہوئے انمین بہت

مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور اللہ دیکھتا ہی جو کرتے ہین

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا ف کہ اللہ تعالے و اسکے رسولون پر ایمان لاوین چنانچہ موجودہ زمانہ کے یہودی اپنے باپ دادون کی تقلید سے حضرت موسی اور انسے پہلے انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہین مگر انکے اس ایمان کا کچھ اعتبار نہین ہی۔ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا۔ اور ہمنے انکی طرف بہت رسول بھیجے ف چنانچہ ایک ہزار سے زائد رسول فقط بنی اسرائیل پاس بھیجے گئے ولیکن ان کمبختون نے یہ کیا جو اللہ تعالے فرماتا ہی کہ۔ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ ہر بار جب انکے پاس رسول آیا ف یعنے انھین کی قوم مین سے جب کوئی رسول آیا۔ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ۔ ایسی چیز کے ساتھ جسپر انکے نفس نہین رغبت کرتے تھے ف یعنے شرع کے ایسے احکام لایا جنکو انکے نفوس رغبت سے نہین لیتے تھے تو اسکو نہ مانا اور انمین زیادہ شناعت ہی کہ حق بات کے قبول کرنے مین یہانتک نفس کے پابند تھے کہ وہی قبول کرتے تھے جسپر انکے نفس کی رغبت ہو حالانکہ امر

حق ہمیشہ نفس سے خلاف ہوتا ہی تو جب کوئی رسول انکے پاس انکی خواہش نفس کے خلاف شریعت لایا۔ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا
يَقْتُلُونَ ۔ تو ان رسولون مین سے ایک فریق کو جھٹلایا اور ایک فریق کو قتل کرتے ہین ف جیسے زکریا و یحیی علیہما السلام کو
قتل کرڈالا اور سابق مین قصہ مذکور ہوا کہ حضرت یحیی علیہ السلام اس بات سے منع کرتے تھے کہ بھائی کی دختر سے نکاح نہین جائز ہی پس
بادشاہ نے خواہش نفس پر قتل کرڈالا اور یقتلون کے معنے حالیہ ہین یعنے قتل کرتے ہین حالانکہ انکا قتل کرنا زمانۂ ماضی ہین واقع ہوا
تھا لیکن قتلوا نہین فرمایا بلکہ زمانۂ ماضی ہین جسوقت مین واقعہ ہوا اسیکو بطور حکایت کے یقتلون فرمایا جسکے معنے یہ ہوے کہ قتل کررہے
ہین کیونکہ اسکے تصور مین زیادہ شناعت ہی اور نیز اسمین اشارہ ہی کہ قتل انبیا علیہم السلام جو نہایت شنیع فعل ہی اس قوم کی عادت ہوگئی
تھی۔ وَحَسِبُوا ۔ اور انھون نے گمان کرلیا ف یعنے ان قاتلون بدکارون نے اپنے زعم مین یہ گمان کیا کہ۔ أَلَّا
تَكُونَ فِتْنَةٌ ۔ کوئی عذاب انپر نہوگا ف یعنے رسولون کے جھٹلانے و انکے قتل کرنے سے عذاب و غضب نہوگا فَعَمُوا
وَصَمُّوا ۔ پس حق کو دیکھنے و سننے سے اندھے و بہرے ہوگئے۔ ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۔ پھر اللہ تعالی نے انپر رجوع فرمایا ف
اور انکو توبہ کی توفیق دی۔ پہلے بیان ہوا کہ حضرت یحیی علیہ السلام کے قتل کرنے پر اللہ تعالی نے غضب کرکے بخت نصر حاکم بابل کو مسلط
کیا اور بنی اسرائیل کثرت سے قتل و قید ہوے آخرکار بنی اسرائیل نے توبہ کی اور وہ قبول ہوئی لیکن جس قوم کا یہ حال ہو نبوت کی شان سے
واقف ہوکر پھر دلیری کرکے قتل کرے اسکی قساوت قلبی سے سلامتی بعید ہی لہذا پھر وہی بیحرمتی اختیار کی۔ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا
كَثِيرٌ مِنْهُمْ ۔ پھر بہتیرے انمین سے اندھے و بہرے ہوگئے۔ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۔ اور اللہ تعالی ان کے
اعمال کا بصیر ہی ف مقصود یہ کہ انکو انکے کامون کی سزا دیگا اور تہدید ہی کہ وہ اگرچہ اندھے و بہرے ہین مگر اللہ تعالی خوب دیکھتا ہی
اس سے کچھ پوشیدہ نہین ہی ف قال فی العرائس قولہ وحسبوا ان لاتکون فتنۃ الآیہ۔ اللہ تعالی نے ایک قوم یہود کا حال بیان
فرمایا کہ وہ حق کے دیکھنے اور خطاب کے سننے سے اندھے و بہرے ہین کیونکہ وہ لائق اسرار نہ تھے تو غیرت حق نے انکی آنکھو نپر پردے
ڈالدیے اور انکے کانون مین گمراہی کے ٹھیٹھے دیدیے پس انھون نے عذاب سے بچنے کو نہ پہچانا کہ یہ استدراج و امتحان ہی بلکہ یہ سمجھے کہ
ہم اللہ تعالی کے نزدیک اچھے ہین اور یہ نظر نہ آیا کہ درجات کرامت سے درکات جہنم مین گرے چلے جاتے ہین پھر اللہ تعالی نے اپنی رحمت
عام سے انکو دکھلایا تو اپنی تقصیرات کو دیکھکر نادم ہوے پھر بے ادبی کی تو وہی قہر کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور توفیق کی راہ بند کردیگئی
تو پھر وہ لوگ دل سے اندھے ہوگئے بعض نے کہا کہ انھون نے یہ گمان کیا کہ اپنے جی کی خواہش پر چلنے سے فتنہ مین
نہین پڑینگے پس حق بات کو دیکھنے اور سننے سے اندھے بہرے ہوے لیکن جسکو اللہ تعالی نے رحمت مین
نکال لیا وہ اس ورطہ سے نکل آیا اور اسکی ہدایت کی آنکھ کھل گئی بعض نے فرمایا کہ انکو یہ گمان تھا کہ ہم کبھی فتنہ مین نہین
پڑینگے اور نفس پر اعتماد کرکے شہوات مباحات کے مرتکب ہوکر اندھے بہرے ہوگئے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ
البتہ کافر ہوے وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ وہی ہی مسیح بیٹا مریم کا اور مسیح نے کہدیا تھا کہ اے بنی اسرائیل
اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ
بندگی کرو اللہ تعالی کی جو رب ہی میرا اور تمھارا مقرر جسنے شرک کیا اللہ تعالی سے تو اللہ تعالی نے اسپر جنت حرام کردی اور

وَمَأْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ

اور دوزخ ہی اُسکا ٹھکانا ہی اور گنہگاروں کا کوئی مدد کرنے والا نہین البتہ کافر ہوے جو لوگ کہتے ہین کہ اللہ

ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ

تین مین کا ایک ہی حالانکہ کسی کی بندگی نہین سواے ایک معبود کے اور اگر نہ چھوڑینگے جو کہتے ہین

لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ

تو پہونچیگی ان لوگون کو جو منکر ہوے ہین دکھ کی مار کیون نہین توبہ کرتے ہین اللہ تعالے سے

وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ

اور اس سے بخشواتے اور اللہ تعالی ہی بخشنے والا مہربان کچھ نہین مسیح مریم کا بیٹا مگر ایک رسول ہی

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ

گذر چکے پہلے اس سے بہت رسول اور اُسکی ماں ولی ہی دونون کھاتے تھے کھانا

اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

دیکھ کیسے بتاتے ہین ہم اُنکو نشانیان پھر دیکھ کدہر سے کہان اُلٹے جاتے ہین

اللہ عزوجل نے ان آیات مین نصارے کے بعض فرقون کا کفر و بہتان بیان کیا جو کہ حضرت عیسی علیہ السلام پر اُلوہیت کا گمان کر کے احمق ہو رہے ہین چنانچہ فرمایا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔ یعنے واللہ کافر ہوگئے وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ وہی مسیح پسر مریم ہی پس تعجب ہی کہ مریم کا بیٹا بھی کہتے ہین پھر اُسکو اللہ ٹھہراتے تھے اور پہلے بیان ہو چکا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کے بعد ہی اس فرقہ کو گمراہی نے گھیرا اور ایسا کلمہ کہنے لگے اور مسیح علیہ السلام نے رسالت توحید الہی جو کچھ انکو پہونچائی تھی سب بھلا دی۔ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ۔ حالانکہ مسیح نے عمدًا کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم عبادت کرو اللہ تعالے کی جو میرا پروردگار اور تمھارا پروردگار ہی یعنی بنی اسرائیل کو تعلیم کی تھی کہ لائق عبادت کے کوئی بت و فرشتہ وغیرہ کچھ نہین ہی سواے ایک اللہ تعالے کے جو میرا و تمھارا پروردگار ہی اُلوہیت اُسکے سواے کسی مین نہین ہی پس جسنے پیدا کیا وہی خالق و رازق و جامع صفات کمال معبود حق ہی اُسی کی عبادت فرض ہی پس گویا یہ کہدیا تھا کہ مین بندہ ہون اور ہرگز مین معبود نہین ہون اور معبود کیسا کہ مین شریک بھی نہین بلکہ حضرت باری جل جلالہ کی جناب مین کسی مخلوق کو شرکت نہین ممکن ہی اور جو شریک سمجھے وہ بڑا بیوقوف اور سخت جھوٹا و ظالم و خبیث ہی بلکہ یہ صریح کہدیا کہ۔ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ۔ جو کوئی کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرے خواہ افعال مین شرک کرے اسطرح کہ جو باتین اللہ تعالے نے اپنی عبادت قرار دی ہین وہ کسی مخلوق کیواسطے بجا لاوے مثلًا کسی کے واسطے روزہ رکھے یا نماز پڑھے یا سجدہ کرے یا رکوع کرے یا جسطرح تعظیم بجا لانے کو جناب باری تعالے کے واسطے کھڑا ہوتا ہی ایسی تعظیم سے کسیکے واسطے کھڑا ہو یا کسیکے واسطے طواف کرے خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو یا قبر ہو یا کسیکے نام پر قربانی کرے یا ایسے ہی وہ افعال جو خاص جناب باری تعالے کیواسطے ہین انکو کسیکے واسطے بجا لاوے یا اعتقاد مین شرک کرے مثلًا کسیکو رازق و خالق وغیرہ اعتقاد کرے یا کسی سے اسطرح ڈرے جیسے اللہ تعالے سے ڈرتا ہی یا اُسکے حکم کو شریعت سمجھے

اور اسی کے مانند تمام وہ صفات جو مخصوص جناب باری تعالیٰ کیواسطے ہین کسی مخلوق مین اعتقاد کرے اور اسی کے مانند موت و زندگی وغیرہ ہے بالجملہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال مین کسی طرح شرک کرے۔ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسے خبیث مشرک پر جنت حرام کردی ہے یعنے جنت مین داخل ہونا اسپر ممنوع و محال کردیا ہے کیونکہ اس خبیث نے اپنے مالک و خالق و رزاق و منعم حقیقی کی شان مین بے ادبی سے اپنی بجرہتی کی جسنے اس مخلوق نابود کو عدم سے وجود مین نکالا اور نعمتون سے تندرست پالا اسنے یہ حرکت کی کہ اسکی عبادت سے منہ موڑا اور اسکی ایک مخلوق کی عبادت کی یا مخلوق کو لائق عبادت سمجھا ایسی وہ قطعا جہنم کے لائق ہوا اسیواسطے فرمایا۔ وَمَأْوٰهُ النَّارُ ۔ اور ایسے مشرک خبیث ظالم کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔ اور ظالمونکا کوئی بھی مددگار نہین ف جو اسکو عذاب الٰہی سے بچالیوے اور ظلم کے معنے یہ ہین کہ جو چیز جہان کے لائق ہے اسکے سوائے دوسری جگہہ اسکو رکھے پس کامل درجہ کا اظلم وہ ہے جو عبادت الٰہی کو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے کسی مخلوق کے واسطے کردے بھلا اگر بادشاہ کا کوئی نوکر جو آدمی ہونے مین بادشاہ کے مثل ہے صرف خدمت مین نوکری و بادشاہی کا فرق ہے اگر یہ نوکر بادشاہ کو چھوڑ کر اسکے سامنے بادشاہ کے غلام کو اپنا بادشاہ بناوے تو اس نوکر کی کیا سزا ہے بالاتفاق یہی کہ بالکل نیست کردیا جاوے پھر اس سے بدتر حال مشرک کا ہے کیونکہ بادشاہ و غلام تو آدمی ہونے مین برابر ہین اور خالق و مخلوق مین کسی آدمی کو کوئی نسبت نہین ہے پھر غور کرو کہ جو باتین جناب باری تعالیٰ سے مخصوص ہین وہ مشرک نے مخلوق کی شان مین اعتقاد کین پھر ذرا غور کرو کہ یہ نوکر اگر بادشاہ سے معافی مانگے تو یقین نہین ہے کہ بادشاہ قتل ہی کرڈالیگا لیکن پاک ہے جناب باری تعالیٰ عز و جل کہ بندہ ایسی حرکتین کرتا ہے پھر توبہ کرکے نیک کام کرے تو معاف فرماتا ہے اور بڑا کرم یہ ہے کہ اسکو مقبول بندہ فرماکر اسپر ہزارون انعام سے جنت مین جگہہ دیتا ہے پس بڑا مردود شقی بدبخت وہ بندہ ہے کہ جیتے دم تک اللہ تعالیٰ کو نہ مانے اور شرک و کفر ہی پر مرجاوے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے رسول و انبیا علیہم السلام برابر سمجھاتے ہین کہ دیکھو شرک نہ کرو مگر وہ نہین مانتا اور اللہ تعالیٰ کے ایلچیون کی بدگوئی کرتا ہے تو سب کے نزدیک یہ مشرک مردود الٰہی سزا کے قابل ہے جو کوئی مخلوق اپنے مانند کسی مخلوق کو نہ دے سکتا ہو پھر جہنم ایسی ہی ہے کہ جسکا عذاب قیاس سے باہر ہے چنانچہ سرکش مشرک اگر دیکھ لے تو جان نکلجاوے پھر اس عذاب سے کوئی بچانے والا نہین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ مین کس مخلوق کو دم مارنے کی مجال ہے پھر یہ فرقہ نصرانی دیکھو اور اسکے دین کی سمجھ دیکھو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صریح کہدیا تھا پر اسکو نہ مانا بھلا اگر وہ خدا ہوتے تو کیا جھوٹ بولتے تھے اور اگر کہو کہ نہین سچ بات سچ بولتے تھے تو پھر کیون نہین مانتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے و رسول تھے۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۔ البتہ کافر ہین وہ لوگ جنھون نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیسرا ہے تین آلہ کا یعنے تین آلہ مین سے ایک اللہ تعالیٰ اور باقی دونون عیسیٰ و اسکی مان ہے اور واضح ہو کہ نصرانی بہت فرقے متفرق و مختلف ہین پس بعضے یہ کہتے ہین کہ مجموعہ ان تین کا الٰہ ہے اور یہ تین اسکے اقنوم ہین جیسے تین عناصر سے مرکب کوئی چیز ہو اور یہ صریح باطل ہے کیونکہ جو چیز مرکب ہے وہ تو اپنے اجزا کی محتاج ہے کہ جب تک یہ اجزا انھون یکجا جمع ہون تب تک وہ مرکب کہان سے ہوگا پس خدا تعالیٰ اپنی وجود مین محتاج ہوا جیسے مخلوق کو اپنے وجود مین خالق کی احتیاج ہے پھر یہ نہین سمجھتے کہ ان اجزا کو ترکیب دینے والا کون ہے پس وہ کوئی دوسرا خدا ماننا چاہیے جسمین یہ محتاجی نہو تو وہی خالق خود مختار ہے جب چاہے جس چیز کو پیدا کرے اور جو کچھ چاہے کرے سو جب اسنے چاہا تو عیسیٰ کو بدون باپ کے پیدا کردیا اور جب چاہا عیسیٰ کی مان کو موت دیدی بالجملہ ہر زمانہ کے حکما و عقلا آج تک متفق ہین کہ دنیا مین کوئی مذہب ایسا بودا نہین جیسا

یہ قول واعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ تین الٰہ کا ایک ہے۔ اور اہل ایمان یون سمجھتے ہین کہ۔ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ کوئی بھی
نہین الٰہ ہے سوائے ایک اللہ تعالیٰ کے ف لا الٰہ الا ہو الرحمن الرحیم۔ اور اللہ تعالیٰ ان کافرون کے خوار کرنے کو اپنے رسول عیسیٰ علیہ السلام
سے قیامت مین خطاب فرمادیگا۔ اذ قال اللہ یا عیسی بن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ قال سبحانک الآیۃ
یعنے عجب فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ ای عیسی بیٹے مریم کے کیا تونے کہا تھا لوگون سے کہ تم مجھکو اور میری مان کو دو الٰہ معبود بنالو اللہ کو چھوڑ کر تو عیسی
کہیگا کہ ای میرے معبود تو پاک ہے الی آخر الآیۃ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کافرون کو بہتان و کفر پر وعید و تہدید فرمائی بقولہ۔ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا
عَمَّا يَقُوْلُوْنَ۔ اور اگر باز نہ رہے یہ لوگ اس چیز سے جو کہتے ہین ف یعنے اگر مسیح کو خدا کہنے سے یا تین الٰہ کہنے سے باز نہ رہے
اور اللہ تعالیٰ کو واحد لاشریک لہ اعتقاد نہ کیا تو۔ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ ضرور پہونچیگا
انہین کافرون کو عذاب الیم ف یعنے دوزخ مین ضرور پڑینگے اور ہمیشہ جلا کرینگے اور دنیا مین بھی خوار ہونگے ہان اگر موت سے پہلے
مسلمان ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک جانا اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بندہ و رسول اعتقاد کیا اور تمام رسولون و کتابون کو
مانا اور محمد صلعم کو بندہ و رسول برحق جانا اور قرآن کو سچ مانا تو وہ بہشتی ہونگے جیسے مومنین موحدین کا حال ہے فافہم مسئلہ
اگر کسی نے عربی مین کہا کہ ان اللہ ثالث ثلثہ۔ تو واحدی نے کہا کہ اگر اس شخص کی یہ مراد ہے کہ دو آدمی جو آپس مین باتین کرتے ہین
وہان تیسرا اللہ تعالیٰ کا علم ہے جیسے بولتے ہین کہ یہان تو مین اور تم ہی ہو اور تیسرا اللہ تعالیٰ ہے یعنے ہمارے تمہارے حال سے کوئی واقف
نہین سوائے اللہ تعالیٰ کے تو ایسے شخص کو کافر نہین کہا جائیگا اور سورہ مجادلہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا و ما یکون من نجوی ثلثۃ الا
ہو رابعہم۔ یعنے نہین کوئی تین جنے خفیہ مشورہ کرنے والے مگر آنکا چوتھا اللہ تعالیٰ ہے اور نہ پانچ مگر آنکا چھٹا اللہ تعالیٰ ہے یعنے
بندونکو ہوشیار رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سب خفیہ و علانیہ باتون سے واقف ہے اور اسکا علم سب کو محیط ہے اور آنحضرت صلعم نے غار مین
حضرت ابوبکر صدیق کو خطاب کیا کہ ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما۔ یعنے تو جو کافرونکے مطلع ہونے سے ڈرتا ہے کہ یہان ہم دو ہی آدمی ہین تو تجھکو
ایسے دو آدمیون کے ساتھ کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ جسکے ساتھ ہے اسکے مقابلہ مین تمام دنیا کی مخلوق کچھ
ہستی نہین رکھتی ہے اور مترجم کہتا ہے کہ اگر کسی نے ان اللہ ثالث ثلثہ کہا اور یہی معنے مراد لیے کہ اللہ تعالیٰ کا علم حاضر ہے تو بھی اس طرح کہنا
حرام ہے اگرچہ وہ شخص کافر نہوگا اس وجہ سے کہ اسکی نیت مین کفر کا مضمون نہ تھا لیکن چونکہ اسنے خلاف ادب گفتگو کی اسلیے ممنوع ہے
ہان اگر وہ کہے کہ ہمارے ساتھ تیسرے اللہ تعالیٰ کا علم ہے تو کچھ مضائقہ نہین ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ پھر حق تعالیٰ نے ان کافرون کو دوبارہ بھی
نصیحت فرمائی اور راہ راست کی رغبت دلائی بقولہ تعالیٰ۔ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ۔ انکو کیا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع
نہین لاتے اور نادم ہوکر توبہ نہین کرتے ہین۔ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ۔ اور استغفار نہین کرتے اپنے قول تثلیث وغیرہ
سے اور یہ جھڑکی و ملامت ہے کہ کیون ایسا نہین کرتے حالانکہ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے
جو بندہ توبہ کرے اور مغفرت مانگے اسکی توبہ قبول کرکے اپنے فضل سے اسپر رحم فرماتا ہے حدیث صحیح مین مضمون ہے کہ جب کوئی بندہ
اللہ تعالیٰ کی جناب مین توبہ کرتا اور نادم ہوکر مغفرت مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آتا ہے گویا یون قیاس کرنا چاہیے کہ رحمت
الٰہی ایسے جوش مین آتی ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے غلام کے کسی کام پر خوش ہو جاوے پھر واضح ہو کہ نصاری فقط اس اعتقاد
سے توبہ نہین کرتے کہ مسیح علیہ السلام الٰہ یا شریک الٰہ ہین اور انکو بندہ مخلوق نہین مانتے ہین لہذا انکا شبہہ زائل کردیا کہ۔ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ ۔ مسیح بن مریم کچھ نہین سوا اسکے کہ رسول ہے ف یعنے مسیح جو مریم کا بیٹا اسکے پیٹ سے پیدا ہوا جیسے آدمی پیدا ہوتے ہین اور مدت تک حمل رہا اور پہلے مسیح کا وجود ہی نہ تھا تو مسیح بن مریم فقط ایک رسول ہے اور بعضے علمانے یہان ایک نکتہ بیان کیا کہ اﷲ تعالے نے کلام مجید مین کسی عورت کا نام نہین ذکر فرمایا سوا حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے تو اسمین نکتہ یہ ہے کہ کافرون کے دل سے وہم دور ہو کہ مجمع عام مین کوئی مہذب شخص اپنی جورو کا نام و اسکا واقعہ پوری داستان سے نہین بیان کرتا پس مریم کی طرف سے وہ گمان شیطانی جو کافر رکھتے ہین محض بیجا و صریح کفر ہے بلکہ مریم تو ایک بندی تھی جسکے پیٹ سے عیسیٰ اللہ تعالی کا بندہ و رسول پیدا ہوا پس وہ رسول ہی تھا۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔ مسیح سے پہلے اور بہت رسول گذر چکے۔ ف پس عیسیٰ بھی انکے مثل گذر جانے والا ہے پس وہ الٰہ ہرگز نہین جیسے کہ کافر لوگ گمان کرتے ہین ورنہ وہ کیون گذر جاتا اور ظاہر ہے کہ موسیٰ و یحییٰ و زکریا و ابراہیم وغیرہم علیہم السلام سب بندے و رسول تھے پھر عیسیٰ کو کیون خدا یا بیٹا کہتے ہو نعوذ باﷲ منہ حالانکہ جو چیز متغیر ہو جاوے اور بدل جاوے کہ کبھی بچہ ہو اور کبھی جوان اور کبھی کسی حال مین اور کبھی کسی حال مین وہ حادث و ممکن ہوگا پس عیسیٰ علیہ السلام بھی حادث و ممکن ہوے کچھ واجب و قدیم نہین انمین الوہیت کا نام بھی نہین ہے اور اگر یہ فقط اسوجہ سے کہتے ہو کہ وہ بدون باپ کے پیدا ہوے تو بھی خود ظاہر ہے کہ جو پیدا ہوا وہ مخلوق ہے اور اگر یہ بھی نہین سمجھے تو بغیر باپ کے کوئی مخلوق پیدا کرنا اللہ تعالی کی قدرت مین بالکل آسان ہے وہ تو جو چاہے کرے کیا یہ نہین دیکھتے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بدون ماں اور باپ کے پیدا کر دیا اور حضرت صالح کی اونٹنی کو پہاڑ سے پیدا کر دیا اور اسیوقت اُسنے بچہ دیا اور وہ جوان ہو گیا پھر تعجب ہے کہ اتنے سے وہم پر کافر ہو گئے یہ محض بے عقلی ہے بلکہ قطعاً الیقین کرو کہ عیسیٰ علیہ السلام تو ایک بندہ و رسول اللہ تھا جیسے اور انبیا علیہم السلام اس سے پہلے گذر رہے ویسے ہی یہ بھی گذرا ہے جیسے وہ سب بندے خاص تھے یہ بھی بندہ خاص ہے۔ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۔ اور عیسیٰ کی ماں ایک صدیقہ بندی تھی ف جسکو اللہ تعالے نے پیدا کیا تھا اور صدیقہ کے معنے یہ کہ سچائی مین بہت پوری تھی چنانچہ اُسنے کوئی بری حرکت نہین کی اور اللہ تعالے پر ایمان لانے اور عبادت گذاری مین سچی ہے یہود مردود جو کہتے ہین کہ اُسنے یوسف نجار سے زنا کیا جس سے عیسیٰ پیدا ہوا تو وہ یوسف نجار کا بیٹا تھا اور یہی بہتیرے نصرانی کہتے ہین یہ محض بہتان و کفر ہے وہ جھوٹے ہین بلکہ اللہ تعالے نے اسکو بدون باپ کے اپنی نیک بندی مریم کے پیٹ سے پیدا کیا اور یہ دونون آدمی تھے انھین کیطرح زندہ رہے۔ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۔ دونون طعام کھایا کرتے تھے ف یعنے عیسیٰ و اُس کی ماں دونون طعام و اناج کھاتے تھے۔ جیسے اور حیوانات کھاتے پیتے ہین اور اسکا گوہ گو بر بنا پھرتے ہین اور جو ایسا ہے وہ الٰہ نہین ہو سکتا ہے اور یہ مراد نہین کہ جو کوئی ان نقائص سے پاک ہے وہ الٰہ ہو جاوے اور یہ اعتراض لازم آوے کہ فرشتون مین کھانے پینے وغیرہ کی احتیاج نہین ہے حالانکہ وہ کچھ بھی الوہیت نہین رکھتے ہین بلکہ مراد یہ ہے کہ جسمین یہ نقائص موجود ہون وہ الٰہ نہین ہو سکتا اور یہ مراد نہین کہ جسمین نہون وہ الٰہ ہو جاوے پس جسمین ایسے نقائص ہون اسمین الوہیت سمجھنا ایسی بڑی حماقت ہے کہ جانورمین نہ ہوگی اور الٰہ تو اللہ وحدہ لاشریک جامع صفات کمال معبود برحق ہے اور سوا اسکے کسی مین الوہیت کا نام بھی نہین بلکہ ممکن نہین ہے پھر واضح ہو کہ قولہ وامہ صدیقۃ ۔ مین صریح دلالت ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بھی مرتبہ صدیقیت حاصل تھا وقد قال تعالے وصدقت بکلمات ربہا ۔ یعنے مریم نے کلمات پروردگار کی تصدیق کی تھی اور حدیث صحیح مین چند عورتون کا اپنی جنس مین کمال کو پہونچنا بیان ہوا ہے منجملہ انکے مریم ہین اور امہ المؤمنین عائشہ کی فضیلت عورتون پر مذکور ہے پس معلوم ہوا کہ مریم نبی نہین ہین جیسا کہ ابن حزم وغیرہ نے

فقط ملائکہ کے خطاب کرنے سے مریمؑ و سارہؑ و مادر موسیٰؑ کے نبی ہونے کا زعم کیا ہے اور جمہور کے نزدیک اللہ تعالےٰ نے نبی کر کوئی عورت نہیں بھیجی اور شیخ ابو الحسن الاشعری نے اسپر اجماع نقل کیا ہے پھر اللہ تعالےٰ نے نصاریٰ کی جہالت پر تعجب دلایا بقولہ۔ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ۔ یعنے تعجب سے دیکھ کہ کیسے ہم بیان کرتے ہیں ان کافرون کے واسطے آئتین ف جو ہماری وحدانیت پر صریح دلالت کرتی ہین اور اُنکے اوہام وکفر کے خیالات کو کھلے کھلے باطل وجھوٹ ظاہر کرتی ہین۔ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔ پھر تو دیکھ کہ یہ کافر لوگ کیسے پھرے جاتے ہین ف حق بات سے باوجودیکہ کھلے کھلے دلائل واضح قائم ہین اور حکم بلفظ انظر فقط تعجیب ہے کہ نصاریٰ بندہ اور رب مین فرق نہین معلوم ہوتا حالانکہ یہ عجیب ہے کہ کہان خالق قادر فاعل مختار اور کہان بندہ مجبور مخلوق کچھ نہین کر سکتا اسیواسطے آگے حکم دیا بقولہ

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ

تو کہہ تم ایسی چیز پوجتے ہو اللہ تعالےٰ کو چھوڑکر جو مالک نہین تمھارے برے کے نہ بھلے کے اور اللہ تعالےٰ وہی ہے

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝

سنتا جانتا

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ۔ یہ خطاب نصاریٰ کو اولاً اور باقی سب کو عموماً ہے یعنے کہدے اے محمد صلعم کیا تم پوجتے ہو۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوائے دوسرے کو۔ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا۔ جو نہین مالک ہے تمھارے واسطے کسی ضرر کا اور نہ نفع کا ف یعنے ایسے کو تم کیون معبود واِلٰہ بناتے ہو جو تمھارے نفع وضرر کا مالک نہین ہے اور یہ استفہام انکاری ہے کہ مت ایسی چیز کو پوجو اگرچہ کچھ بھی عقل رکھتے ہو پھر لطف سے معبود حقیقی کی طرف راہ بتلائی بقولہ۔ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ اور اللہ تعالےٰ تمھاری دعاؤن کا سننے والا اور تمھارے احوال کا جاننے والا ہے ف اور کوئی مخلوق یہ قدرت نہین رکھتا و اضح ہو کہ مالا یملک فرمایا اور من لا یملک۔ نہین فرمایا اگرچہ یہ فہمائش نصاریٰ کو ہے اور مراد اس سے مسیح علیہ السلام بھی ہین یعنے مسیح کو تم کیون معبود واِلٰہ بناتے ہو حالانکہ کوئی شان الوہیت انمین نہین ہے بلکہ لفظ ما اختیار کیا جو ذوی العقول وغیر ذوی العقول سب کو شامل ہے تو اسواسطے کہ ٹھیک معلوم کرین کہ مسیح مین کوئی الوہیت نہین بلکہ وہ بھی انھین مخلوقات مین شامل ہین جنکو کوئی قدرت وطاقت نہین آگاہ رہو کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نبی بزرگ کے حق مین او تعالےٰ جل جلالہ کا یہ فرمان ہے کہ وہ میرا بندہ میرے تحت قدرت ہے وہ کسیکے نفع وضرر کا مالک نہین ہے تو مقتضائے ایمان یہ ہے کہ بندۂ مومن تمام مخلوقات مین سے کسیکو خواہ نبی ہو یا ولی ہو یہ اعتقاد نہ کرے کہ وہ نفع یا ضرر پہونچا سکتا ہے بلکہ نیک بندونکو جناب باری جل جلالہ مین دعا کرنیکا اختیار وہ بھی اسکی توفیق سے ہے اور قادر مختار فقط اللہ تعالےٰ ہے جو چاہے کرے ف قال فی العرائس قولہ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ۔ یعنے یہ اندھے لوگ دیدار حقائق وحدانیت الٰہی عز وجل سے اندھے رہے حالانکہ حقائق وحدانیت کے منزہ از اجتماع واقتران وامتزاج بناسوت ہین انکو کسی حادث مین حلول نہین ہے وہ لطائف آیات وبراہین معجزات سے اہل بیان کامل کی آنکھون پر ظاہر ہوتے ہین اور جو کچھ در باب وحدانیت کے اوہام وخیال وغیرہ مین آوے اس سب سے وہ منزہ ہے چنانچہ فرمایا وما من الٰہ الا الٰہ واحد کوئی اسکی ضد نہین اور کوئی تشبیہ نہین اور کسیکو اس سے کوئی نسبت نہین ہے تو اوہام وتصورات وخیالات کی مجال ہی ندارد ہے پھر جب او تعالےٰ نے ظاہر فرمایا کہ حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام یہ دونون اللہ تعالےٰ کے خالص بندے اور اسکی آیات وصفات کے واسطے مقامات تجلی ہین اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک آبرودار اور مقبول ہین تب ظاہر فرمایا کہ ان کرامتون کے باوجود یہ لوگ بندہ وبشر ہونے سے خارج نہین ہین

اور وہی انسانی عاجزی اور بشریت کا ضعف انمین موجود ہی کما قال تعالے ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقۃ حاصل
آنکہ عیسی علیہ السلام تو ایک بندۂ خاص و رسول مخصوص ہی اسکو بندگان مومنین کی ہدایت و عرفان کے واسطے بھیجا گیا ہی تاکہ وہ لوگ اسکو
سچا رسول مانکر اس کی ہدایت کے موافق اللہ تعالے کی بندگی بجا لاوین اور سب سے پہلے اسکی ماں نے اسکی تصدیق کی کیونکہ آیات و صفات
کے ظہور مین اسکو زیادہ لگاؤ تھا پھر آدمی و بشر کی ضروری حاجتون سے انکا محتاج ہونا ظاہر کیا بقولہ کانا یاکلان الطعام۔ اور اس سے
گمنا یہ ہی کہ دونون حادث تھے اور الوہیت سے بالکل بری تھے آور بھلا کہین قدم مین بھی ایسی باتین ہو سکتی ہین جیسے حدوث لوٹ پوٹ ہوتا رہتا ہے

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ

تو کہہ ای اہل کتاب مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات مین ناحق کا اور مت چلو خیال پر ایسی قوم کے جو

ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

آپ بہک مرے ہین تم سے پہلے اور بہکا یا بہتیرون کو اور بھٹکے ہین سیدھی راہ سے لعنت کھائی منکرون نے

مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا

بنی اسرائیل مین سے زبان سے داؤد کی اور عیسی بیٹے مریم کے یہ اس سبب سے کہ گناہ کرتے اور حد سے

يَعْتَدُونَ ۝ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝

بڑھ چلتے تھے آپسمین منع نہ کرتے تھے بُرے کام سے جو کر رہے تھے کیا بُرا کام ہی جو کرتے تھے

تَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ

تو دیکھے اُنمین سے بہت لوگ رفیق ہوتے ہین کافرون کے بُری تیاری بھیجی ہی اپنے واسطے

سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ۝ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ

کہ اللہ تعالے کا غضب ہوا اُن پر اور عذاب مین وہ ہمیشہ رہینگے اور اگر یہ لوگ یقین رکھتے اللہ تعالے پر اور نبی پر

وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝

اور جو اُسپر اُتارا گیا۔ تو اُنکو رفیق نہین ٹھہراتے لیکن انمین سے بہت لوگ بے حکم ہین

یہان سے تمام اہل کتاب کو جو بالفعل قیامت تک پائے جاوین پاکیزہ نصیحت سے ارشاد کیا اور انپر حجت پوری ہوگئی۔ قُلْ
يَا أَهْلَ الْكِتَابِ۔ کہدے ای محمد صلعم اہل کتاب یہود و نصاری سب سے کہ۔ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ
مت حد سے تجاوز کرو اپنے دین مین ایسا تجاوز کرنا جو خلاف حق ہووے بایں طور کہ جو عیسی علیہ السلام کا مرتبہ ہی اس سے
گھٹاؤ جیسے یہودی خبیث کرتے کہ حضرت عیسی کو رسول نہین مانتے اور بہتان کرتے تھے اور نہ باینطور کہ جو عیسی علیہ السلام کا مرتبہ ہی اس سے
انکو بڑھاؤ اور معبود و خدا یا اُسکا بیٹا کہنے لگو کہ یہ سب کفر و بے انصافی ہی ولیکن ان یہود و نصاری نے توریت کو اور انجیل کو اپنے اگلون
کی بگاڑی ہوئی حالت مین پایا اور جو روایتین انسے پائین انھین کو پیشوا بنایا اور دین الہی مین بلا دلیل و بغیر فہم کے محض تقلید کرلی حالانکہ
اپنے خالق عز وجل کی وحدانیت و اسکی جانب سے رسالت کا اعتقاد کرنے مین تقلید بالکل باطل و حرام ہوتی ہی لہذا جملہ اہل کتاب کو منع کیا
بقولہ تعالے۔ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ۔ یعنے تمھارے اگلے جو غلو اور حد سے تجاوز کر گئے ہین

انکی نفسانی خواہشون کی پیروی ست کرو کیونکہ وہ غلو کرکے خود گمراہ ہو چکے ۔ وَاَضَلُّوا كَثِيرًا ۔ اور بہتیرے لوگون کو گمراہ کیا ۔ وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۔ اور راہ حق سے بھٹک گئے اور سوا در اصل بمعنے وسط ہی پس وسط راہ کو چھوڑا تو بھٹک کر یا افراط مین پڑے جیسے نصرانی یا تفریط مین جیسے یہودی پس اول ضلوا و اضلوا سے یہ بیان ہی کہ خود گمراہ ہوئے اور دوسرونکو گمراہ کیا اور دوم ضلوا سے یہ بیان ہی کہ غلو کرکے افراط و تفریط مین پڑ گئے اور درمیانی راہ عدل و صراط مستقیم کو چھوڑ دیا بالجملہ اس آیت مین دلالت ہی کہ اہل ایمان کو لازم ہی کہ انکے باپ دادا وغیرہ اگلے لوگ جو رسم و راہ خلاف شرع یا جو اعتقاد خلاف حق نکال گئے ہون انمین انکی پیروی نکرین ورنہ خود گمراہ ہونگے اور اپنی گمراہی کا وبال جیسا اپنے اوپر ڈالینگے ویسا ہی انکو بھی ڈالینگے اور آگاہ رہو کہ علماء دین جنکے متبع سنت و طریق حق پر ہونیکا علم ہی اگر انمین سے کسی شخص سے اجتہاد مین کوئی سہو ہوا ہو کیونکہ وہ آخر بندے و امتی ہین تو انکو اپنی کوشش کا ثواب مل چکا پھر اگر اسکا اجتہاد تمھارے علم مین دوسرے مجتہد کے دلائل سے خطا ظاہر ہو تو تم اپنا معاملہ اپنے معبود عز و جل کے مراقبہ سے خلوص نیت پر رکھو اور تعصب سے کسی عالم کے بندے ست ہو مگر ہرگز زبان درازی و طعن ست کرو کیونکہ یہ نفس و شیطان کی پیروی ہی اور حدیث مین قیامت کے آثار مین سے یہ بھی آیا ہی کہ اس امت کے پچھلے لوگ اپنے اگلون پر لعنت کرینگے چنانچہ فرقہ رافضہ تو کھلے خزانے ایسا کرتا ہی اور جو کوئی لعنت نکرے بلکہ طعن کرے وہ بھی انھین کے قریب قریب ہی ۔ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۔ ملعون کردیے گئے بنی اسرائیل مین سے کفر کرنیوالے بزبان داؤد و عیسی ابن مریم ف چنانچہ شہر ایلہ والون نے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی نصیحت اور حکم خدائے تعالے سے نافرمانی کی تو انکی بددعا سے بندر ہو گئے اور یہ قصہ آگے انشاء اللہ تعالے مفصل آویگا اور حضرت عیسی علیہ السلام سے پانچہزار آدمیون نے آسمان سے خوان نعمت پکا پکایا اترنے کی درخواست کی تھی انمین رکھ چھوڑنا منع تھا آخر کار جمع کیا تو حضرت عیسی علیہ السلام کی بددعا سے سور ہو گئے تھے چنانچہ یہ قصہ بھی انشاء اللہ تعالے آویگا ۔ ذَٰلِكَ ۔ اللعن ۔ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ۔ یہ لعنت کرنا بسبب انکی نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنیکے تھا ف اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہی کہ بعضی نافرمانی و تجاوز رقاب سے کافر ہو جاتا ہی چنانچہ ان لوگون کو دیکھو کیونکر ملعون ہو گئے حالانکہ زبان سے ظاہر مین نبوت و رسالت کا انکار نہین کرتے تھے چنانچہ مفصل قصہ سے ہی ظاہر ہوگا اور فرمایا کہ ۔ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۔ ان لوگون کی حالت یہ تھی کہ آپسمین ایسے فعل کرنے سے جو ممنوع ہی نہین روکتے تھے ف یعنے اس حیثیت سے بسر کرتے کہ بعض کو بعض منع نہین کرتا تھا کہ جس فعل منکر خلاف شرع کو تمنے کیا ہی دوبارہ اسکو ست کرنا اور فعلوہ کی ضمیر ان سبکی طرف راجع کردی گئی حالانکہ اس فعل منکر کا کرنیوالا انمین سے بعض ہی تھے سب نہ تھے تو بعض نے لکھا کہ اسوجہ سے کہ اس فعل کا مرتکب چونکہ انھین مین سے تھا تو فعل کو مجازاً سب کیطرف نسبت کردیا اور مترجم کہتا ہی کہ آیت میں اشارہ ہی کہ ایک قوم مین سے جب بعض نے کوئی خلاف شرع فعل کیا اور دوسرے اسکو منع کرسکتے ہین لیکن انھون نے منع نہ کیا تو وہ بھی گویا اس فعل کے مرتکب ہوئے حتی کہ جو عذاب آوے گا وہ ان سب پر نازل ہوگا ۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۔ فعلهم ہذا ۔ انکا یہ فعل بہت برا تھا جسکے مرتکب تھے ف یعنے فعل منکر سے آپسمین ایک دوسرے کو منع نہ کرنا بہت بری بدفعلی تھی ۔ مدارک مین کہا کہ اسمین دلیل ہی کہ فعل منکر سے منع کرنا شرع مین بہت ضروری کام ہی پس ہائے افسوس مسلمانونکے حال پر کہ انھون نے اس سے منھ موڑ لیا اور توجہ چھوڑ دی ہی انتہی کلامہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل کے لوگ گناہون مین مبتلا ہو گئے تو انکے عالمون نے انکو منع کیا مگر وہ لوگ باز نہ آئے

پس علما بھی انکی مجلسون مین بیٹھنے لگے اور راوی نے کہا ہی کہ شاید یہ کہا کہ انکے بازارون مین بیٹھنے لگے اور اُنکے ساتھ کھانے پینے لگے پس اللہ تعالے نے انکے دلون مین
نفاق ڈالدیا اور حضرت داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان پر اُنکو ملعون کیا اور یہ ملعون کرنا بسبب انکی نافرمانیون و حد سے تجاوز کرنیکے تھا راوی نے کہا
کہ رسول اللہ صلعم تکیہ دیے ہوے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قسم ہی اُس ذات پاک کی جسکے قبضہ مین میری جان ہی کہ تمپر بھی انکار ہوگا جبتک کہ لوگون کو حق پر
آمادہ نہ کرو (رواہ احمد) اور دوسری روایت مین ابن مسعودؓ سے مرفوع یون ہی کہ پہلی خرابی جو بنی اسرائیل پر پھیلی وہ یہ تھی کہ ایک آدمی دوسرے سے ملتا اور کہتا کہ ای
شخص تو اللہ تعالے سے تقوی اختیار کر اور چھوڑدے یہ فعل جو تو کرتا ہی کیونکہ یہ حلال نہین ہی پھر دوسرے روز اسکو ملتا تو اسکو اسی حال پر ناجائز فعل کا مرتکب پاتا پس اسکو
اس ہوس پر منع نکرتا کہ یہ پاتا نہین ہی اب مین منع نکرون تاکہ اسکے کھانے پینے مین ہم جلسہ ہون پھر جب بنی اسرائیل نے یہ کیا تو اللہ تعالے نے انکے دلونمین پھوٹ ڈالدی پھر
پڑھی یہ آیت لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل تا قولہ فاسقون پھر فرمایا کہ ہرگز نہین پس قسم ہی اللہ تعالے کی کہ تم لوگ حکم کروگے معروف شرعی کا اور ضرور منع کروگے
بُری باتون سے اور ضرور ظالم کا ہاتھ روکوگے اور انکو حق ہی پر مقصود رکھوگے یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمھارے قلوب مین بھی نفاق ڈالدیگا پھر شاید کہ تمکو بھی ملعون کرے
جیسے بنی اسرائیل کو ملعون کردیا (رواہ ابو داؤد والترمذی وحسنہ وابن ماجہ) حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جس کے
قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ ضرور تم امر معروف کا حکم کروگے اور ممنوع سے منع کروگے یا یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمپر اپنے پاس سے عذاب بھیجے پھر تم اُس سے دعا
کروگے اور تمھاری دعا قبول نہوگی (رواہ احمد والترمذی) صحیحین مین ابوسعید خدریؓ سے مرفوعًا روایت ہی کہ جو کوئی تم مین سے ممنوع بات دیکھے یعنے کسی شخص سے کوئی
بدفعلی دیکھے جو شرع مین ممنوع ہی تو اسکو ہاتھ سے مٹادے اور اگر نہ کرسکے تو زبان سے اور اگر نہ کرسکے تو دل سے بُرا جانے اور یہ سب سے ضعیف ایمان
ہی عدی بن عمیرہ سے مرفوع روایت ہی کہ خاص خاص لوگون کی بداعمالی سے اللہ تعالے سب کے سب کو عذاب نہین کرتا ہی تا وقتیکہ یہ نہو
کہ وہ اپنے روبرو بداعمالیان کرتے دیکھین اور باوجودیکہ اُسکو روک سکتے ہین مگر اسکو انکار نہ کرین اور نہ مٹاوین پھر جب ایسا کیا تو اللہ
تعالے خاص و عام سب کو عذاب مین مبتلا کرتا ہی (رواہ احمد) بُرے فعل پر جو راضی ہوا وہ گویا وہان موجود تھا اور جسنے بُرا جانا یا انکار
کیا تو وہ اگرچہ وہان موجود ہو تب بھی ایسا ہی جیسے وہان نہ تھا یہ روایت ابو داؤد سے ثابت ہی اور حذیفہؓ سے مرفوع روایت ہی
کہ مسلمان کو نہ چاہیے کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے عرض کیا گیا کہ ذلیل کیونکر کرے فرمایا کہ ایسی بلا کے ساتھ تعرض کرے جسکی اسکو طاقت
نہین ہی (رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا گیا کہ یا رسول اللہ امر معروف و نہی از منکر کب
چھوڑی جائیگی تو فرمایا کہ جب تم مین وہ باتین ظاہر ہون جو اگلی امتون مین ظاہر ہوئی تھین ہم لوگون نے عرض کیا کہ اگلون مین کیا ظاہر
ہوئی تھین فرمایا کہ بادشاہت و سرداری تمھاری کمینون مین اور زناکاری و بدکاری بڑے بڑون مین اور علم فاسقون مین ہو تب یہ اُٹھ
جائیگا (رواہ ابن ماجہ) اور روایات اس باب مین بہت ہین اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہی کہ بنی اسرائیل نے
تینتالیس انبیا علیہم السلام دن چڑھتے قتل کیے پھر ایک سو بارہ آدمی انکے عابدون مین سے کھڑے ہوے اور انکو امر معروف کیا اور
منکر باتون سے منع کیا پس آخر اُسی دن مین ان سب کو بھی قتل کر ڈالا پس یہی مراد ہین قولہ لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل الآیات
ہین۔ تَرٰى كَثِيرًا مِّنْهُمْ ۔ تو دیکھتا ہی ای محمد صلعم بہتیرون کو انہین سے ف یعنے یہودیون مین سے مانند
کعب بن الاشرف وغیرہ کے اور مجاہدؒ سے مروی ہی مراد اس سے منافقین یہود ہین کہ انکو تو رسالت کی نظر سے دیکھتا ہی کہ
يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۔ دوست ولی بناتے ہین کافرون کو یعنے مکہ کے مشرکون کو تیرے ساتھ بغض نکالنے کے واسطے
اپنا ولی دوست بناتے ہین۔ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

البتہ بہت بُری ہی وہ چیز جو انھون نے اپنی ذات کے واسطے پہونچا رکھی ہی یعنے بُرے اعمال انھون نے اپنی آخرت کیلیے پہونچا رکھے ہین جو
انکے واسطے یہ واجب کر دینے والے ہین کہ غضب کرے اللہ تعالے ان لوگون پر ف بعض نے کہا کہ قولہ ان سخط اللہ علیہم - بتاویل این
مصدریہ کے مخصوص بالذم ہی اور معنے یہ ہین کہ انھون نے اپنے جو بداعمال اپنے لیے بھیج رکھے ہین انپر اللہ تعالے کا غضب ہی وَفِي الْعَذَابِ
هُمْ خٰلِدُوْنَ - اور عذاب ہی مین یہ لوگ ہمیشہ رہینگے ف حاصل کلام یہ کہ ان لوگون نے اللہ تعالے و اُسکے رسول سے دلمین
دشمنی کی اور اُسکے مقابلہ مین بت پرست کافرون کو دوست رکھا تو ان لوگون کو کتاب آسمانی سے کچھ علاقہ نہین ہی حالانکہ اہل کتاب
ہر حال مین مشرکونسے اپنے ہمجنس یعنی دوسرے اہل کتاب کو پسند کرتے ہین ہمین سے فقہانے کہا ہی کہ جو کتابی ہی یعنے کسی سماوی کتاب کا اعتقاد رکھتا ہی
اگرچہ اسپر ٹھیک نے قائم ہوتا ہم وہ بہ نسبت مجوسی کے بہتر ہی جو آگ پوجنے والا یعنے کسی دین آسمانی کا قائل نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ ہمارے اس زمانہ کے مسلمانونسے تعجب
ہی کہ آپسمین ایک دوسرے کو وہابی و بدعتی قرار دیکر ایک دوسرے کو دشمن رکھتے ہین انکے واسطے دین و دنیا مین یہی بہتر ہی کہ اللہ تعالے کی توحید پر و آنحضرت
خاتم المرسلین صلعم کی رسالت پر سچا ایمان رکھین اور شرک و بے ایمانی کی باتونسے پرہیز کرین اور سنت نبوی صلعم پر قائم رہین اور اگلے علماے صالحین کے
واسطے رحمت کی دعا کرین اور علم حاصل کرین اور دنیا مین مشقت اُٹھانیکی عادت ڈالین اور فاسقونسے پرہیز کرین اور آپسمین ایک دوسرے کو امر معروف
و نہی از منکر سے نصیحت کرین اور تکبر و غرور سے اور دنیا کی محبت سے دل اُٹھا دین اور موت کو غنیمت جانین والسلام - وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ - اور اگر یہ لوگ اپنے دلونمین یقین اُتار لیتے اللہ تعالے کا اور پیغمبر کا اور جو وحی
پیغمبر پر نازل ہوگئی ہی ف تو کافرون و مشرکون سے کیون محبت کرتے ولیکن یہ لوگ منافق ہین یہی مجاہد کی تفسیر ہی بعض نے کہا
کہ نبی سے مراد وہ نبی جسکو اہل کتاب مانتے ہین اور ما انزل الیہ سے جو کتاب اسپر نازل ہوئی ہی کیونکہ اسمین مشرکون و مجوس وغیرہ سے
موالات کی ممانعت اور محمد صلعم پر ایمان لانیکی ہدایت ہی اور بعض نے کہا کہ نبی سے محمد صلعم و ما انزل الیہ سے قرآن مراد ہی اور یہی مفسرین نے
اختیار کیا ہی پس معنے یہ ہوے کہ اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہوتے اللہ تعالے پر اور محمد صلعم پر اور قرآن پر جو اسکی طرف نازل کیا گیا ہی تو
مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ - نہ بناتے کافرون کو اپنا ولی ولیکن
بہتیرے انمین سے فاسق ہین یعنے ایمان سے خارج ہین ف پس بسبب کافر ہونے کے دونون یکسان ہونے مین باہم موالات
کرتے ہین - اور بر تقدیر اول یہ معنے ہین کہ اگر یہودی ایمان رکھتے اللہ تعالے و موسی علیہ السلام و توریت پر تو کفار مکہ سے
موالات نہ کرتے جیسے مسلمان لوگ یہ نہین کرتے ہین ولیکن یہود مین سے بہتیرے دین سے خارج ہین پس انکا کوئی دین نہین ہی -
ف قال فی العرائس قولہ تری کثیرا منہم الی آخر الآیۃ - اسمین اللہ تعالے نے ظاہر کر دیا ہی کہ کفر مین ایک جنس کے کافر
دوسری جنس کے کافرون کی طرف مائل ہین اور ایمان والے آپسمین ایک دل ہین اور یہ حکمت ازل کا مقتضا ہی کہ موالات
کفار مین بغض ظاہر ہو اور محبت و موالات اولیا مین محبت کا ظہور ہو لہذا کفار آپسمین ایک دوسرے سے دنیا و کفر کے معاملات
مین رازداری کرتے ہین مگر بسبب بغض الٰہی کے ہرگز متفق نہین ہین بخلاف مومنون کے کہ باہم ایک دل ہو جاتے ہین پھر ظاہر فرمایا
کہ کافرونکی موالات سے انپر اللہ تعالے کا دائمی غضب اُترتا ہی اور ہمیشہ اُسکے عذاب مین باقی رہتے ہین

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ع
تو پاویگا سب لوگون سے زیادہ عداوت مین مسلمانون کے ساتھ یہود کو اور شرک کرنے والون کو

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ

اور تو پاویگا سب سے نزدیک محبت مین مسلمانون کے ساتھ ان لوگون کو جو کہتے ہین کہ ہم نصاری ہین اسواسطے

بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

کہ ان مین عالم ہین اور درویش ہین اور یہ کہ وہ لوگ تکبر نہین کرتے ہین

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا یعنے اے محمد تو مومنون کے ساتھ سب سے زیادہ عداوت کرنے والا یہودیون اور مشرکون کو پاوے گا اس وجہ سے کہ ان لوگون کا کفر کئی گونہ اور جہالت دوبالا ہے اور یہ لوگ اپنے نفس کی خواہشون مین منہمک و ڈوبے پڑے ہین اور والذین اشرکوا سے بت پرست اور مجوسی وغیرہ ایسے لوگ مراد ہین جو کسی آسمانی کتاب کے قائل نہین ہین ورنہ یہود و نصاری بھی مشرک ہین وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۔ یعنے اے محمد تو مومنون کے ساتھ سب سے زیادہ دوستی کرنے والا ایسے لوگون کو پاوے گا جو اپنے آپ کو نصرانی کہتے ہین ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ یہ بات اسوجہ سے ہے کہ انہین قسیس یعنے علما اور رہبان یعنے زاہد گوشہ نشین لوگ ہین اور وہ غرور نہین کرتے ہین تو واضح ہو کہ نصاری مین انھین کو مومنون سے زیادہ مودت تھی جنھین یہ باتین جاری تھین کہ انہین علما و زاہد ہوئے تھے اور انکو غرور نہ تھا بلکہ اللہ تعالے کے واسطے نرم رہتے تھے اور چونکہ سب خرابی کی جڑ یہی محبت دنیا ہے اسلیے نصاری جو اس سے بیزار تھے وہ مومنون سے زیادہ مودت رکھتے تھے اور آنحضرت صلعم نے لشکر اسلام کے مجاہدون کو منع کر دیا تھا کہ کسی راہب کو قتل نہ کرین اور نہ کسی عورت کو اور نہ کسی بچہ کو جیسا کہ احادیث مین مصرح ہے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم باوجود راہبون کی سخت کلامی کے اُنسے کچھ نہین کہتے تھے اور کبھی کسی بچہ یا عورت کو قتل نہین کیا اور باقی لڑنے والون سے بھی اسیوقت تک لڑے جبتک وہ لڑائی پر آمادہ رہے اور جب ہی انھون نے صلح کا پیغام دیا تب ہی لڑائی موقوف کر دی اور انہین عدل و انصاف کا برتاؤ کیا جیسا کہ روایات التسیر مین مصرح بلکہ متواتر ہے پھر بعض علما نے استنباط کیا ہے کہ یہودیون کا یہ اعتقاد تھا کہ جو کوئی انکے مذہب سے مخالف ہو اسکو ہر طرح کی تکلیف و ایذا پہونچانا ثواب سمجھتے ہین جسطرح ممکن ہو مانند قتل کرنے و مارنے و مال لوٹنے و چھین لینے اور طرح طرح کے مکر و حیلہ کرنے کے بہرحال اذیت و تکلیف پہونچانا اپنے مذہب کے مخالف کو واجب جانتے ہین اور یہ اعتقاد مسلمانون مین سے بعض مبتدع شیعہ و رفض کرنے والون کا بھی ہے لیکن جو مسلمان کہ توحید و سنت پر جماعت سے قائم ہین وہ ایسی باتون کو بہت برا جانتے ہین اور ایسے بیجا ظلم کرنے والے کو دوزخی جانتے ہین پس یہود کے اس بداعتقادی نے انکو مسلمانون سے سخت عداوت پر آمادہ کیا تھا اور نصاری کا مذہب یہودیون کے برخلاف ہے کیونکہ نصاری یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ کسی کو ایذا دینا حرام ہے پس انکو مومنین سے زیادہ مودت ہوئی اور بعض نے لکھا کہ یہ وجہ بھی تھی کہ یہودیون مین حرص شدید و دنیا طلبی نہایت تھی اور جو ایسا ہو وہ ایمان کی باتون سے عداوت رکھیگا اور نصاری کا حال یہ تھا کہ دنیا اور اسکی لذتون سے دور تھے تو ایسا شخص ہمیشہ نرم ہوگا پس انکو مومنون سے زیادہ مودت ہوئی بالجملہ علت تو قرآن مجید مین خود منصوص ہے کہ انکو مومنین سے اسوجہ سے مودت زیادہ ہے کہ انمین قسیس جمع قس یعنے عالم دین نصاری تھے

اور رہبان جمع راہب بمعنے نصرانی گوشہ نشین ہوتے ہین اور انکو غرور نہین ہوتا ہی اور مجاہدؒ سے روایت ہی کہ یہ نصاری وہین جو ملک حبش سے آئے تھے اور عطاؒ نے کہا کہ قرآن مین جہان نصرانیون کو بھلائی سے ذکر کیا گیا وہ نجاشی بادشاہ حبشہ واسکے ساتھی ہین اور ظاہر یہ ہی کہ جو امور خیریت کے ایمان کے متعلقات سے ہین تو وہ ایسے ہی نصاری کے حق مین ہین اور جو امور اسپر موقوف نہین بلکہ عموماً ہوسکتے ہین انمین تخصیص نہین جیسے یہان ہی چنانچہ اکثر فرقہ نصاری کے مسلمانونسے وہ عداوت نہین رکھتے جو یہودیونکو تھی اگرچہ مودت بھی پوری نہین رکھتے تو کلام مجید مین فقط اسیقدر ہی کہ یہودیون سے برخلاف نصرانیون کو مسلمانون سے زیادہ مودت ہے ف قال فی العرائس قولہ ذلک بان منہم قسیسین ورہبانا۔ واضح ہو کہ یہودی تو اللہ تعالے کے سخت غضب کے مستحق ہو گئے اور انکی حرکتین نہایت ظلم و بیرحمی تک پہونچ گئین اور بالکل حواس ہی کے پابند ہو گئے چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام کی حیات شریف مین پہلے تو گوسالہ حیوان پوجنے کی الفت سے اپنے آپکو خوار کیا پھر حیوان سے گر کر موسی علیہ السلام سے مورت مانگی کہ ایک مورت ہمارا خدا بنا دو پس یہ لوگ ہر ایسے شخص کے دشمن ہو گئے جسکو حضرت قدیم عز و جل سے ربط ہو اور مومنین صحابہ رضی اللہ عنہم چونکہ اس نسبت مین کامل تھے لہذا انسے ان یہودیون کو بدرجہ کمال عداوت ہو گئی پھر رہے نصاری تو یہ لوگ وحیت لیے ہوے ایک تو بیٹا بنایا تو سخت ضلالت کے مستحق ہوے اور دوسری جانب محبت و عدم غرور و دنیا سے بے رغبتی وغیرہ پس انکی ہمت بلند تھی کہ الہیت کی طلب مین دوڑے لیکن عیسی علیہ السلام پر یہ گمان دوڑایا اور بھٹکے اسوجہ سے کہ عیسی علیہ السلام مجمع آیات الہی تھے چونکہ الوہیت و توحید مین انکو قلیل ادراک تھا اس سبب سے حضرت عیسی علیہ السلام سے ظہور صفات کے وقت دھوکے مین پڑ گئے لیکن اتنی استعداد انمین تھی کہ آیت سے ظہور کو قبول کیا اس سبب سے اسلام قبول کرنے مین بہ نسبت یہود کے زیادہ قریب ہوے اور اسلام محض توحید الہی عز و جل ہی اور رہبان جن قسیسین و رہبان کی تعریف فرمائی ہی یہ وہ لوگ ہین جو حق عز و جل کی طلب مین بسبب راہ گم کرنے کے نصرانیت مین پڑے تھے پھر جب انکو امر حق لائح و اضح ہوا تو غیر حق سے نکلکر حق کیطرف رجوع لائے اور مسلمان ہو گئے اور حالت نصرانیت مین بھی طلب الہی مین سچے تھے پس رحمت نے انکو گڑھی ہوئی باتون سے نکال لیا اور شکوک انکے دل مین نہین چھوڑے اور راہ شک سے راہ یقین پر بلایا پھر انکا وصف بیان کیا بقولہ وانہم لا یستکبرون یعنے برہان حق روشن ہونے کے وقت انکو خضوع ہوا کہ راہ تمرد جو شیطان کی راہ ہی فوراً ترک کردی

ذیل در بیان ولایت

ولایت دراصل بمعنے قربت ہی اور ولی کو قربت رب تبارک سے ولی کہتے ہین اور یہ قرب جسمانی نہین ہی لقولہ تعالے نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ شہرگ گردن سے زیادہ قرب الہی تعالے صریح بتلاتا ہی کہ یہ صفت جسمانیت نہین ہی اور وہ حق تعالے کی طرف سے عامہ مومنین کو حاصل ہی لقولہ تعالے۔ اللہ ولی الذین آمنوا۔ مومن بندونکا اللہ تعالے ولی ہی۔ اور فرمایا وہو یتولی الصالحین۔ وہ نیکو کار بندونکا متولی ہی اصل اسمین محبت ہی اور وہ بھی جانبین سے ثابت ہی لقولہ تعالے الذین آمنوا اشد حبا للہ۔ جو ایمان لائے انکو اللہ تعالے سے بہت سخت محبت ہی ولقولہ تعالے یحبہم ویحبونہ۔ اللہ تعالے ان بندونکو محبوب رکھتا ہی اور وہ اللہ تعالے کو محبوب رکھتے ہین علما نے اجماع کیا کہ اللہ تعالی کی جناب مین محبوب کا لفظ بولنا جائز نہین ہی اسواسطے کہ عوام مین یہ لفظ معشوق کے معنے مین معروف ہو گیا ہی اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بھی بولنا نہین جائز ہی جب محبت لازمہ ولایت ٹھہری تو جس کسی سے محبت ہو اسکو اپنا ولی بنانا ثبوت ہوگا کیونکہ ولایت مین

محبت اصل ہو اور محبت سے عکس اتحادی پیدا ہوتا ہی اور محبت مین دو صورتین ہوتی ہین اول یہ کہ دونون طرف سے حبیب و محب ہو۔ اور یہ ولایت ایمانی ہین بندۂ صالح کو جناب احدیت جل شانہ مین یہی معنے حاصل ہوتے ہین کیونکہ اول اللہ تعالے ہی کی طرف سے محبت ہوتی ہو اور یہ قسم **ولی مراد** ہی اور کبھی بتحریک سلسلہ نعمت ہوتی ہو تو یہ **ولی مرید** ہی پس اگر کفر و شرک و بدعت وغیرہ سے محبت ہو تو آخری نتیجہ یہ کہ ایمان سے محروم ہو جاوے۔ خصوص صورت دوم مین وہ یہ ہی ایک طرف سے جانب محبت غالب ہو اور دوسری طرف سے محبوبیت غالب ہو تو جو رنگ محبوب ہی وہی رنگ محب ہو جائیگا۔ اسیواسطے اگر مخلوقات مین سے کوئی محبوب ہو تو محب دائرۂ امکان سے خارج نہوگا تو کبھی واصل نہوگا ہان اگر محبت عقلی ہو مثلاً کسی ولی سے محبت ہو کہ اُسنے راہ حق مین کس طرح جان فدا فرمائی تو خود بھی اسیطرح جان فدا کرے پس واصل ہوگا اور یہ درحقیقت اول سے محبت حق ہی **شیخ جوزجانی** نے فرمایا کہ ولی وہ کہ اپنے حال نفس سے فانی ہو کر دیدار آیات حق مین باقی ہو اسکو اپنی حالت بیان کرنا یا غیر کی طرف التفات کرنا غیر ممکن ہی **ابراہیم ادہم** نے فرمایا کہ اگر تجھے یہ مطلوب ہی تو دنیا و آخرت سے منہ موڑ کر اللہ تعالے کیطرف متوجہ ہو **امام قشیری** نے فرمایا کہ ولی وہ ہی کہ اللہ تعالے اسکو اُسکے جی کے اختیار مین نہین چھوڑتا بلکہ خود متولی ہو جاتا ہی ولیکن اسکے واسطے لازم ہی کہ بندہ اسکے احکام عبادت کا متولی ہو لہذا جس شخص پر **شرع** کیطرف سے **اعتراض** ہو وہ مغرور فریب مین گرفتار ہی **بایزید** نے فرمایا کہ جو شخص **شرع** کے آداب مین امانت دار نہو وہ اسرار کا امانت دار نہین ہو سکتا **شعرانی** نے طبقات کبریٰ مین لکھا کہ اس قوم صوفیہ کا طریقہ قرآن و حدیث و اجماع سلف پر مضبوط ہی یہ صریح امام **جنید** کا قول ہی اور **مشائخ** بالاجماع متفق ہین کہ وہی راہ حق مین چلنے والا ہی جو علم شریعت مین ماہر ہو و متبع ظاہر **امام شاذلی** نے تنبیہ کی کہ خبردار ایسے لوگون سے بے علم سر یدین بہ نسبت ایچیو جنکو خود اس قوم کی راہ نہین معلوم ہی انتہی اس ذیل سے تجھے معلوم ہوگا کہ اہل کفر و شرک و بدعت و اہل دنیا و خلاف شرع کی ولایت و محبت مین کسقدر عظیم ضرر ہی اور رب عز و جل نے اپنے بندون کو اعلی ہدایت سے سرفراز فرما کر آیات کثیرہ مین موالات کفار سے منع فرمایا اور حدیث مین ہی کہ جو شخص جس سے محبت کرے اسی کے ساتھ ہوگا یہ اہل ایمان کے واسطے محبت ابرار سے بڑی نعمت امید کا مقام ہی۔ اللھم اجعلنا من یحب نبیک صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

تم الجزء السادس بحمد اللہ تعالیٰ وتوفیقہ ویتلوہ السابع من قولہ تعالیٰ

وَاِذَا سَمِعُوا الآیۃ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵

تنبیہ الغافلین۔ مسائل دینیہ۔ ۱۰/

حیرت الفقہ۔ مسائل مشکلۂ فقہ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری۔ ۱/

جواب السائلین۔ بطور استفتا۔ ۲/

کنز الدقائق۔ اردو ترجمہ از مولوی محمد سلطان خان۔ عہ/

جمیل مسائل فقہ۔ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری۔ ۱/

رسالہ تجہیز و تکفین۔ از محمد عمر۔ ۱/

فقہ فارسی

ہدایہ۔ پیشانی پر اصل عربی اور تحت میں ترجمہ فارسی مع شرح از علمائے کلکتہ جو مدت سے متداول ہے۔ دو جلد کامل عللہ/

شرح سفر السعادت۔ از مولانا عبد الحق دہلوی معروف۔ ۸/

حج الحج۔ مسمی بہ غایۃ المشہور از ملا محمد شاہ۔ عہ/

تذکرۃ الجمعہ۔ احکام جمعہ از مولوی عبد السلام۔ ۲/

تبیان۔ در حکم تمباکو و حقہ از ملا معین الدین۔ ۱/

بدائع منظوم۔ مسائل فقہ نظم فارسی از ملا ناظم علی۔ ۲/

نام حق۔ مشہور درسی از شیخ شرف الدین بخاری۔ ۲/

مائۃ مسائل۔ سو مسائل از مولانا احمد اللہ رحمہ اللہ۔ ۶/

شرح وقایہ فارسی۔ مع حاشیہ ملتقی الابحر از شاہ عبد الحق محدث دہلوی۔ ۸/

مسلک المتقین۔ مرغوب علمائے ولایت از مولوی الٰہ یار خان۔ عہ/

فتاوی برہنہ۔ جامع ابواب فقہ از منشی نصیر الدین۔ عہ/

قدوری۔ مترجمہ مولانا ابو القاسم۔ ۸/

شرح فارسی مختصر وقایہ از عبد الرحمن جامی۔ عہ/

کنز فارسی۔ از مفتی نصیر الدین برہانی محشی مع فرہنگ۔ ۱۳/

مالا بد منہ۔ از قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ مع وصیت نامہ۔ ۶/

شرح مختصر وقایہ کورمیری۔ از مولانا جلال الدین سمرقندی۔ ۸/

رسالہ تنبیہ الانسان۔ در حلت و حرمت جانوران۔ ۱/

رسالہ قاضی قطب۔ ذکر ایمان و ارکان۔ ۳/

فقہ عربی

برجندی۔ شرح مختصر وقایہ از مولانا عبد العلی برجندی معتبر شرح۔ ۶/

فتح القدیر۔ حامل المتن بقلم جلی ہدایہ اور بقلم خفی فتح القدیر از امام کمال الدین بن الہمام نہایت مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور آخر میں تکملہ زین الدین آفندی کامل چار جلد ضخیم جدید الطبع۔ عشہ

ہدایہ۔ حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار جلد کامل دو مجلدات میں بشرح ذیل۔

۱۔ جلدین اولین عبادات للعہ/

۲۔ جلدین آخرین معاملات۔ صہ/

فتاوائے عالمگیری۔ ہر چہار جلد کامل در سہ جلد جدید طبع

ہدایہ مع شرح الکفایہ۔ از سید جلال الدین کرمانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد میں اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت مستند لکھے گئے ہیں بہ تفصیل ذیل۔

ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح للعہ/

ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب۔ للعہ/

فتاوی قاضیخان مع سراجیہ۔ از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو جلد کامل معہ/

شرح وقایہ۔ از امام صدر الشریعہ جلی قلم مع کامل حاشیہ ذخیرۃ العقبی یوسف بن جنید چلپی داخل درس تقطیع کلاں خوشخط و صحیح۔ عا/

شرح وقایہ خرد۔ مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم۔ ۱/

الاشباہ و النظائر۔ مع شرح حموی معروف مستند متداول۔ ۸/

ملا مسکین۔ از سورۃ تا وصایا بتحقیق جدید۔ عہ/

کنز الدقائق۔ محشی متداول درسی کتاب۔ ۲/

مستخلص الحقائق۔ شرح کنز الدقائق مشہور متداول۔ عہ/

عینی شرح کنز الدقائق محشی ہر چہار جلد مستند معروف متداول دو مجلدات میں بتفصیل ذیل

(۱) جلدین اولین عبادات میں۔ عا/

(۲) جلدین آخرین معاملات میں۔ عا/

مختصر وقایہ محشی۔ از امام صدر الشریعہ درسی متداول ۱۱/

عمدۃ البضاعۃ۔ فی مسائل الرضاعۃ از مولوی تراب علی مرحوم۔ ۱/

قدوری محشی۔ تالیف امام ابوالحسن قدوری متبدا اول۔ ۸ر

اخلاق و تصوف اُردو

جامع الاخلاق۔ ترجمہ اخلاق جلالی۔ ۷ر

باب دانش۔ مولفہ مولوی محمد کریم بخش۔ ۲ر

اوقات عزیزی۔ از سید غلام حیدر خان۔ ۴ر

ترجمہ عوارف المعارف۔ کامل دو جلد مین مترجمہ مولانا ابوالحسن فریدآبادی۔ ۲عہ

مخزن دانش۔ ہوشمندی کی تعلیم از مولوی محمد کریم بخش۔ ۳ر

بحر الحقیقت۔ اصلاح نفس مین۔ ۲ر

آبحیات۔ اخلاق و موعظت مین مصنفہ منشی سکاشتا پرشاد۔ ۳ر

کیمیاے حکمت۔ حصہ اول بیان شرائف علم و ادب۔ ۲ر

پیراہن یوسفی۔ اُردو ترجمہ مثنوی مولانا روم کا نظم شعر بشعر اور حاشیہ پر اُردو مین حاصل مطلب مع فوائد تصوف۔ کامل دو جلد مین بتفصیل ذیل۔

(جلد اول) ترجمہ دفتر ۱ و ۲ و ۳۔ زیر طبع

(جلد دوم) ترجمہ دفتر ۴ و ۵ و ۶۔ زیر طبع

شجرۂ معرفت محشی۔ منتخبات مثنوی مولانا روم۔ مترجمہ سید غلام حیدر صاحب۔ عہ

عشرۂ فیض۔ نظم ترجمہ اُردو پندنامہ عطار کلام عارف کامل حضرت شیخ فریدالدین قدس سرہ از مولوی عبدالغفور خان بہادر۔ ۲ر

مذاق العارفین۔ ترجمہ احیاء علوم الدین عربی

مہر مجلد کامل طبع جلد ہے۔ عہ

تہذیب احسانی۔ مولفہ حکیم احسان علی۔ ہ

کتب اخلاق فارسی (اہل سنت)

گلستان۔ جلی قلم کاغذ سفید گندہ تحریرہ منشی شمس الدین صاحب اعجاز رقم مرحوم عہ

گلستان مع فرہنگ۔ متوسط قلم۔ آخر مین مشکل معانی کی فرہنگ کاغذ خانی و سفید ۱ر

گلستان بالتصویر۔ کاغذ خانی و سفید رسمی ۶ھ ۹

گلستان مع فرہنگ۔ متوسط قلم رسمی تحریرہ منشی شمس الدین صاحب مرحوم۔ ۸ر

گلستان محشی اُردو۔ اس پر طلبا کی آسانی کے لیے اردو کے حواشی دیے گئے ہین ۱۴ر

شرح گلستان۔ از شیخ ولی محمد صاحب اکبرآبادی شارح مثنوی مولانا روم اسمین تصوف کے نکات کو خوب حل کیا ہے۔ ۱۲ر

گلستان مترجم۔ فارسی با ترجمہ اردو۔ ۱۲ر

گلستان خرد۔ فارسی۔ ۵ر

تضمین گلستان سعدی۔ منشی ہرگوپال صاحب تفتہ سکندرآبادی نے اس صفائی سے گلستان کے اشعار کو تضمین کیا ہے کہ سعدی اور تفتہ کے کلام مین فرق کرنا بھی دشوار ہے۔ ۷ر

بہارستان جامی۔ اخلاق و نصائح مین قابل قدر کتاب ہے۔ از مولانا جامی۔ ۵ر

خارستان۔ حکایات پند و نصائح بطرز گلستان سعدی از ملا مجیدالدین ۸ر

عقد گل و عقد منظوم۔ یعنی انتخاب گلستان و بوستان۔ ۹ر

بوستان جلی قلم۔ تحریرہ منشی شمس الدین صاحب اعجاز رقم مرحوم کاغذ سفید خانی عہ

بوستان محشی متوسط کلان۔ اسمین ضروری حواشی درج ہین۔ ۱۳ر

بوستان محشی متوسط قلم۔ چھاپہ مطبع علوی منشی امجد علی صاحب کی تصحیح سے چھپا ہے۔ ۸ر

بوستان محشی خرد۔ ۵ر

بوستان مترجم منظوم۔ معمولی ترجمہ نہین ہے بلکہ کمال یہ ہے کہ بوستان کی بحر مین ہر شعر کا شعر مین ترجمہ کیا ہے از منشی گوبند پرشاد فضا۔ ۱۲ر

بہار بوستان۔ بوستان کی جامع شرح از منشی ٹیکچند بہار صاحب بہار عجم بے مثل شرح ہے عہ

اخلاق جلالی محشی۔ منشی فاضل کے کورس مین ہے اور عموماً طلباء کے درس مین داخل ہے عہ

اخلاق ناصری۔ منتہیان فارسی کے درس مین داخل ہے۔ اور اخلاق مین بڑے پایہ کی کتاب ہے از علامہ نصیرالدین طوسی کاغذ سفید گندہ عہ

اخلاق محسنی۔ داخل درس از ملا حسین واعظ کاشفی ۸ر

مثنوی سلسبیل۔ اخلاق و موعظت مین ایک بیبہا ہے۔ از حکیم منور حسین صاحب مرحوم۔ ۲ر

مجموعہ صد پند سودمند۔ حضرت لقمان کی سنو قابل قدر نصائح۔ ۳ر ۶ پائی۔

المشتہر منیجر صیغہ بکڈپو نولکشور پریس لکھنؤ